Title - ILM HAIWANI YAANI DUNYA KE SHER KHWAR JAANWARON KA BAYAAN.

Author - Brajesh Bahadur.

Publisher - Hindustani Academy (Allahabad).

Date - 1932.

Pages - 599.

Subject - Haiwaniyaat.

عالم حیوانی

یعنی
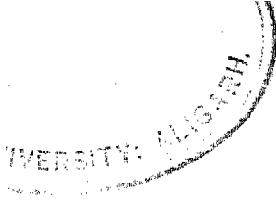
دنیا کے شیرخوار جانوروں کا بیان

مؤلفہ

برجیس بہادر، بی، اے - ایل ایل، بی

الہ آباد

ہندوستانی ایکیڈیمی، یو - پی

۱۹۳۲

فہرست مضامین

صفحہ

صفحه

صفحہ

			صفحہ
بریڈی پوڈائڈے	Bradipodidæ	...	۳۱۱
جماعت آرما ڈیلو	Dasypus	...	۳۱۲
بڑا آرما ڈیلو	D. gigas	...	,,
چھوٹا آرما ڈیلو	D. minutus	...	,,
چیونٹی خور	Myrmecophagidæ	...	۳۱۴
بڑا چیونٹی خور	Myrmecophaga jubata	...	۳۱۵
سال کي تقسیم	Manididæ	...	۳۱۶
هندوستان کا سال	Manis pentadactyla	...	۳۱۷
شکم کا سال	Manis aurita	...	۳۱۸
آرڈوارک	Orycteropus	...	,,
طبقۂ گوشت خوار	Carnivora	...	۳۲۰
بلی کی جماعت	Felidæ	...	۳۲۴
شیر ببر	Felis leo	...	۳۲۹
باگھ	F. tigris	...	۳۳۳
بگھرا اور تیندوا	F. pardus	...	۳۵۵
کالا تیندوا	F. diardi	...	۳۶۷
برف کا تیندوا	F. uncia	...	۳۶۸
بلی	Felis	...	۳۶۹
گھریلو بلی	F. domestica	...	۳۷۰
جنگلي بلی	F. catus	...	۳۷۴
یورپ کی جنگلی بلی		...	,,
تیندوا بلی	F. bengalensis	...	۳۷۴
باگھ دشا	F. viverrina	...	۳۷۵
بن بلاؤ	F. chaus	...	۳۷۶
شمالي بلي	F. rubiginosa	...	,,

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دیباچہ

دنیا حیوانات گوناگوں کے مظاہر حیات کی تماشہ‌گاہ ہے - سب اپنی قسم کے نرالے اور سب کی وضع اور ساخت انوکھی معلوم ہوتی ہے - اُن میں کوئی باہمی مشابہت نظر نہیں آتی - کہیں سونڈوالا لحیم شحیم ہاتھی ہے اور کہیں چھوٹا سا چوہا -

لیکن اگر تمام مخلوقات کو روبرو کھڑا کرکے ہم ان کی باطنی ساخت کی جانچ دقیق نظر سے کریں تو اُن میں جو مشابہت اور اختلافات ہیں وہ معلوم ہو جائیں - اگرچہ ہاتھی اور چوہا اپنی ظاہری صورت میں باہم بالکل غیرمشابہ ہیں تاہم ان میں کچھہ مناسبت کا بھی پتہ چلتا ہے کیونکہ دونوں کی جسم میں صلب یعنی ریڑھہ کی ہڈی موجود ہے اور وہ جسم کا ایک اہم حصہ ہے ؛ برخلاف اس کے مکھی اور مکڑی کے جسم میں صلب کا پتہ نہیں ' اس لئے یہہ دونوں ہاتھی اور چوہے سے بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہیں -

حیوان اندرونی ساخت کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہیں - (۱) صلبی (Vertebrates) اور (۲) غیر صلبی (Invertebrates) - صلبی وہ ہیں جن کے جسم میں ریڑھہ ہوتی ہے جو پسلیوں کے ڈھانچے کا مرکز اور مجموعہ ہوتی ہے - غیر صلبی وہ ہیں جن کے جسم ' ریڑھہ کی ہڈی اور ڈھانچے سے آزاد ہیں -

حیوانات غیر صلبی کے بارے میں اتنا ہی ذکر کافی ہے کہ اُن کے ریڑھ اور ڈھانچا نہیں ہوتا ؛ اُن کی ہستی نہایت حقیر ہوتی ہے -

تمام حشرات‌الارض غیر صلبی جانور ہوتے ہیں -

روئے زمین پر جن جانوروں کا سب سے پہلے وجود ہوا تھا وہ سب غیر صلبی تھے - اُن میں سے کچھہ اب تک اپنی پہلی صورت پر پائے جاتے ہیں ؛ بعض کی ساخت میں تغیر اور تبدل ہو گیا ہے اور اکثر معدوم بھی ہو چکے ہیں -

غیر صلبی جانوروں سے بتدریج صلبی جانور پیدا ہوئے - ساخت اور قوائے جسمانی کے لحاظ سے اِن کو حیوانات غیر صلبی پر فوقیت ہے -

صلبی جانور پانچ قسموں میں منقسم ہیں ؛ یعنی—

(۱) مچھلی Fish.

(۲) خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے Amphibians.

(۳) رینگنے والے یا پیٹ کے بل چلنے والے Reptiles.

(۴) پرند Birds.

(۵) شیر خوار یا دودھ پینے والے Mammals.

صلبی جانوروں میں سب سے پہلے مچھلی کا وجود ہوا - یہہ سب سے پہلا جانور تھا جس کے جسم میں ریڑھ موجود تھی -

رفتہ رفتہ ایک ایسا زمانہ آیا کہ بعض مچھلیاں پانی سے نکل کر کنارے پر بھی آنے لگیں ۔ جب خشکی سے اُن کا تعلق ہوا تو اُس کے مناسب اُن کے اعضا میں تغیر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ وہ جانور عالم ظہور میں آئے جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتے ہیں ۔ مینڈک ان کی ایک واضح مثال ہے ، اس کی ابتدائی حالت تمامی آبی ہے ۔ جسم مچھلی کی طرح ہوتا ہے اور پانی کے اندر سانس لینے کی طاقت بھی اُس میں ہوتی ہے ۔ رفتہ رفتہ اُس کی جسمی حالت میں تغیر ہوتا جاتا ہے ۔ ٹانگوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بڑھ کے ہاتھ پاؤں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ، تب وہ خشکی پر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے ، ہاتھ پاؤں نکل آنا ایک خاص تبدیلی ہے ۔

اس کے بعد پیٹ کے بل چلنے والے جانوروں کا وجود ہوا ۔ اُس جنس کے جانوروں کے ہاتھ پاؤں اتنے مختصر ہوتے ہیں کہ اُن کی رفتار دیکھ کر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ پیٹ کے بل رینگ رہے ہیں ۔

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے مثلاً سانپ ۔ لیکن سانپ کی پیدایش بھی کسی ایسے جانور سے ہوئی ہے جس کے ہاتھ پاؤں ہوتے تھے اور اُن کے فنا ہو جانے کا سبب یہہ ہوا کہ اُس نے اُن سے کام نہ لیا ۔ اجگر یا اژدھوں کے جسم میں ہاتھ پاؤں کے نشان اب بھی پائے جاتے ہیں ۔ قدرت کا یہہ قانون ہے کہ جس عضو سے

کام لیا جائے اُس میں ترقی ہو اور جو عضو معطل اور بیکار رکھا جائے وہ رفتہ رفتہ کمزور ہو کر فنا ہو جائے -

ایک زمانہ تھا جب روئے زمین پر پیٹ کے بل چلنے والے جانور کثرت سے تھے - اُن کے جسم کا طول چالیس پچاس فٹ تھا اور بہ اعتبار اپنی جسامت کے وہ تمام مخلوقات کے سردار تھے اور جس طرح چاہتے تھے دوسروں کے ساتھ پیش آتے تھے - اُن کی شکلیں بھی ویسی ہی بھیانک تھیں جیسی کہ عادتیں تھیں -

زمانہ سابق کے یہہ خوفناک جانور دنیا سے فنا ہو چکے ہیں ، اُن کے مقابلے میں وہ پیٹ کے بل چلنے والے جانور جو فی زمانتا روئے زمین پر موجود ہیں چھوٹے قد کے ہیں ، مثلاً کچھوا ، ناکا ، گرگٹ ، وغیرہ -

یہہ بات قابل توجہ ہے کہ تینوں مذکورہ بالا قسموں (مچھلی ، خشکی اور پانی میں رہنے والے ، اور پیٹ کے بل چلنے والے) جانوروں کے خون میں حرارت نہیں ہوتی - اِن کے بعد جن جانوروں کا وجود ہوا اُن کے خون میں حرارت پائی گئی -

پیٹ کے بل چلنے والوں کے بعد پرندوں کا وجود ہوا ، ابتداء پرندوں کی جسمانی ساخت میں رینگنے والے جانوروں کی بہت سی خصوصیتیں موجود تھیں - وہ ہمارے موجودہ پرندوں کی طرح نہ تھے ، اُن کا ذریعہ پرواز جھلی کی تہ

تھی جیسا کہ اب ہم چمگادڑوں کے جسم میں دیکھتے ہیں ' جبڑوں میں بڑے بڑے دانت تھے اور دم گرگٹ کی طرح لمبی ہوتی تھی -

پرندوں کے بعد دودھ پلانے والے جانور عالم ظہور میں آئے - علم طبقات ارضیہ (Geology) سے پتا چلتا ہے کہ ٹرشیری (Tertiary) زمانہ کے آغاز میں کئی قسم کے دودھ پلانے والے جانور پیدا ہو چکے تھے - اِس کو ۲۰ لاکھ سال سے زائد ہو چکے -

دودھ پلانے والے جانوروں کی پیدائش پرندوں سے نہیں ہوئی بلکہ اُن جانوروں سے ہوئی جو خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے ہیں -

یہہ دو شاخوں میں منقسم ہوئے - ایک شاخ سے پیدا ہو کر رینگنے والے جانور اور پرند بالترتیب ظہور میں آئے - دوسری شاخ نے تغیر و تبدل کا دوسرا ہی راستہ اختیار کیا اور ایک عرصہ کے بعد ان سے شیر خوار جانوروں کا وجود ہوا -

مشہور و معروف عالم علم حیوانات کورے صاحب (Cuvier) کا قول ہے کہ دودھ پلانے والے جانور عالم حیوانی کے سر تاج ہیں ' انسان خود اِسی جنس میں شامل ہے - دودھ پلانے والے جانور اپنی جسمانی ساخت اور قوی کی خوبیوں میں سب سے اعلیٰ ہیں - دنیا کے قدآور جانور جو کہ انسان کے لئے فائدہ بخش ہیں سب شیر خوار ہی ہیں ' مثلاً گائے '

بیل ، اونٹ ، گھوڑا وغیرہ - انسانی مفاد کا اکثر حصہ اُنھیں پر منحصر ھے - دودھ اور گوشت غذا کے لئے ، اُون وہ بال پوشاک کے لئے اور چمڑا سیکڑوں ضروریات کے لئے اُنھیں سے ملتا ھے - کاشتکاروں کا اُنھیں پر دار و مدار ھے - بازبرداری اور سواری کے لئے ھمارا انھیں پر انحصار ھے - لہذا شیرخوار جانوروں کے حالات ھمارے لئے دلچسپ ھونا قدرتی امر ھے -

دودھ پلانے والے جانوروں کی خصوصیت کیا ھے ؟ اُن کی خاص شناخت جس کے ذریعہ سے وہ دوسرے جانوروں سے ممتاز ھو جاتے ھیں یہہ ھے کہ مادہ کے تھن ھوتے ھیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ھے - کسی دوسری جنس کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ دودھ نہیں ھے -

دودھ پلانے والے جانوروں کو انگریزی اصطلاح میں (Mammals) کہتے ھیں جو لیٹن زبان کے لفظ میمی (Mammae) سے بنا ھے - میمی کے معنی سینہ یا تھن کے ھیں -

دودھ پلانے والے جانوروں کے خون میں حرارت ھوتی ھے - مچھلی وغیرہ کی طرح اُن کا خون حرارت سے خالی نہیں ھوتا - جو پانی میں رھنے والے ھیں اُن کے خون کی حرارت قائم رکھنے کے لئے قدرت نے یہہ انتظام کر دیا ھے کہ جسم میں چربی کی موٹی تہ عطا کی ھے جس کی وجہ سے پانی کی برودت اثر نہیں کرنے پاتی اور حرارت کی ضروری مقدار محفوظ رھتی ھے -

دودھ پلانے والے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ (Viviparous) – وہ انڈے نہیں دیتے – صرف ایک قسم ایسی ہے جو اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہے –

دودھ پلانے والے جانوروں کے جسم میں تھوڑے بہت بال ضرور ہوتے ہیں اور بالوں کا وجود بھی ان کی خاص علامت ہے – جن کے جسم پر بال نہیں ہوتے، مثلاً – وھیل، ان کے منہہ پر دو چار ضرور ہوتے ہیں – بالوں کا خاص مقصد حرارت جسمی کی حفاظت ہے –

بعض ایسے ہیں کہ اُن کے جسم پر صرف بال ہوتے ہیں، اُون نہیں، مثلاً بندر اور چمگادڑ، اور بعض پر اُون اور بال دونوں ہوتے ہیں –

اُون بھی ایک قسم کے بال ہی ہیں، فرق یہہ ہے کہ اُون کے کنارے دندانےدار ہوتے ہیں اور بالوں کے ہموار – یہہ امتیاز خوردبین سے ظاہر ہوتا ہے – اُون اکثر سرد ملکوں کے جانوروں کے جسم پر بہت پایا جاتا ہے کیونکہ وہ جسم کی حرارت کو قائم رکھنے میں بالوں سے زیادہ مفید ہے –

بال دو قسم کے ہوتے ہیں – ایک وہ جو کبھی گرتے نہیں بلکہ تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں، مثلاً گھوڑے کے ایال – دوسرے وہ جو ہر سال یا کسی معینہ وقت پر جھڑ جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے نکل آتے ہیں – شیرخوار جانوروں کے جسم پر اس دوسری قسم ہی کے بال اکثر ہوتے ہیں –

بعض کے جسم پر بجائے بالوں کے موٹے خار ہوتے ہیں، مثلاً ساہی - اور بعض بعض کے جسم پر سخت اور مضبوط چھلکوں کی ڈھالیں چڑھی ہوتی ہیں، مثلاً سال یا سالو -

ان خار اور ڈھالوں کی اصلیت وہی ہے جو بالوں کی ہے - بال، اُون اور خار میں مابہ‌الامتیاز صرف ان کی لمبائی موٹائی اور نرمی وغیرہ ہے - بھیڑ کا اُون، سور کے موٹے بال، آرمِن کا سمور، ساہی کے خار، اور سال کے سپر، سب ایک ہی اصل کی مختلف شکلیں ہیں - اُن میں باہم اتنا ہی فرق ہے جتنا باریک ململ اور موٹے کھدر میں -

دودھ پلانے والے جانوروں کے سر پر اکثر سینگ ہوتے ہیں جو زیادہ تر ہڈی کے بنے ہوتے ہیں - بعض کے سینگ ہر سال گر کر نئے نکلتے ہیں، مثلاً بارہ‌سنگھے کے - یہہ عارضی سینگ (Antlers) کہلاتے ہیں، بخلاف دوسرے جانوروں کے کہ وہ مستقل (Horns) ہوتے ہیں اور تا زیست قائم رہتے ہیں، مثلاً گائے اور بکری کے - مستقل سینگ ہمیشہ دہرے ہوتے ہیں یعنی اندر ہڈی ہوتی ہے اور اوپر ایک خول چڑھا ہوتا ہے - اس خول کی حقیقت بھی وہی ہے جو بالوں کی ہے -

گینڈے کی ناک پر ایک یا دو سینگ ہوتے ہیں - اُن میں ہڈی نہیں ہوتی بلکہ اُن کی ساخت بالوں سے ہوتی ہے - بال ایک لعاب‌دار شے کی معاونت سے سینگ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں - گینڈے کا سینگ ناک کی ہڈی سے

علحدہ ہوتا ہے اور دونوں میں فاصل ایک موٹی کھال ہوتی ہے -

دودھ پلانے والے جانوروں کے مُنہہ میں اکثر کسی نہ کسی قسم کے دانت ہوتے ہیں گو بعض ایسے بھی ہیں جن کے کوئی دانت نہیں ہوتا - علماے علم حیوانات جانوروں کے دانتوں کو جسم کا ایک اہم حصہ تصور کرتے ہیں کیونکہ اُن کی تعداد ، شکل ، اور ساخت سے جانور کی نوعیت وغیرہ کا پتہ آسانی سے لگ جاتا ہے - مختلف جماعتوں (Families) اور نوعوں (Genera) کے اور بعض حالتوں میں مختلف اصناف (Species) کے بھی دانتوں میں فرق پایا جاتا ہے اور اُن سے جانوروں کی باہمی مشابہت اور تفریق آسانی سے ظاہر ہو جاتی ہے -

علاوہ اس کے جانوروں کے دانت اُن کی غذا کے لئے بھی آلہ ہوتے ہیں اور دانتوں پر غور کرنے سے ہر جانور کی نوع وغیرہ ہی کا نہیں بلکہ اُس کی غذا کا اور غذا کے ذریعہ سے اُس کی عادتوں کا بھی بہت کچھ پتہ چل جاتا ہے -

دانت چار قسم کے ہوتے ہیں -

(۱) ثنایا یعنی کاٹنے والے دانت (Incisors)

(۲) انیاب یعنی کیلے (Canines)

(۳) نواجذ یعنی دودھ ڈاڑھیں (Pre-molars)

(۴) طواحن یعنی ڈاڑھیں (Molars)

ثنایا وہ دانت ہیں جو غذا کو کاٹ لینے کے کام میں آتے ہیں اور سامنے ہوتے ہیں - یہہ چھینی کی طرح دھاردار ہوتے ہیں - ان کی تعداد اکثر چھہ سے زائد نہیں ہوتی - صرف بعض کیسہ‌دار جانوروں (Marsupials) میں یہہ آٹھہ یا دس تک ہوتے ہیں -

جُگالی کرنے والے جانوروں کے اوپری جبڑے میں کاٹنے والے دانت نہیں ہوتے - ایدنتیٹ جانوروں میں (Edentates) نیچے یا اوپر کوئی دانت کاٹنے والا نہیں ہوتا -

اکثر دونوں جبڑوں میں کاٹنے والے دانتوں کی تعداد یکساں ہوا کرتی ہے مگر بعض جانور اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں' مثلاً چمگادڑ اور کانگرو جن کے اوپر نیچے کے کاٹنے والے دانتوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے -

انیاب یعنی کیلے (Canines) اکثر نکیلے ہوتے ہیں' کاٹنے والے دانتوں کی قطار کے دونوں جانب ایک ایک کیلا ہوتا ہے - اکثر یہہ کاٹنے والے دانتوں سے کچھہ فاصلے پر ہوتے ہیں' ان دانتوں کا کام شکار کو مضبوطی سے گرفت میں لے آنا ہے اس لئے شکاری جانوروں کے کیلے بالخصوص بڑے ہوتے ہیں -

بعض جانوروں کے کیلے نہیں ہوتے' مثلاً بعض جُگالی کرنے والے جانور' بعض میں صرف نر کے کیلے ہوتے ہیں مادہ کے نہیں ہوتے اور بعض کے کیلوں کا طول معمول کے خلاف ہوتا ہے' مثلاً سؤر کے مُنھہ سے باہر نکلے رہتے ہیں -

نواجذ یعنی دردھہ ڈاڑھیں (Pre-molars) - یہہ دانت کیلوں کے بعد ہوتے ہیں - ان میں اور اصل ڈاڑھوں (Molars or True Molars) میں فرق یہہ ہے کہ یہہ دودھہ کے دانتوں کے ساتھہ بھی نکلتی ہیں اور اصل ڈاڑھیں بعد میں نکلتی ہیں - دودھہ کے دانتوں میں صرف کاٹنے والے دانت ' کیلے اور دردھہ ڈاڑھیں ہوتی ہیں - جب یہہ دانت گر جاتے ہیں اور اُن کی جگہہ پر نئے اور مستقل دانت نکلتے ہیں اُس وقت اصل ڈاڑھیں بھی نکلتی ہیں -

دردھہ کي ڈاڑھوں کی شکل اور قد میں فرق ہوتا ہے - بعض پر ایک چوٹی اُٹھی ہوتی ہے اور بعض پر دو - سب سے پیچھے والی دردھہ ڈاڑھہ کو " قینچی نما ڈاڑھہ " کے نام سے موسوم کرتے ہیں (Flesh, Scissors or Carnassial Tooth) - جبڑوں کی تحریک سے یہہ قینچی نما ڈاڑھیں آپس میں قینچي کی طرح رگڑ کہاتي ہیں اور گوشت کو ریزہ ریزہ کرنے اور چبانے میں بہت کار آمد ہوتی ہیں - بلی (Felidæ) کي جنس میں یہہ ڈاڑھیں بالخصوص بڑی ہوتی ہیں -

بعض جانوروں کے دودھہ ڈاڑھیں نہیں ہوتیں' مثلاً کُترنے والے جانور - طواحن یا اصل ڈاڑھیں (Molars) - یہہ دانتوں کے قطار میں سب سے پیچھے ہوتی ہیں - اِن کی تعداد جانوروں کی غذا کے مطابق کم و بیش ہوتی ہے - جبڑوں میں کسی ایک طرف ان کی تعداد تین سے زائد نہیں ہوتی اور اِن کے جبڑوں کی تعداد چار تک ہوتي ہے -

سبزی خوار حیوانوں میں جن کو گھاس اور پتوں کی ایک کافی مقدار پیسنی پڑتی ہے ان ڈاڑھوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور وہ قد و قامت میں بھی کسی قدر بڑی ہوتی ہیں — بر خلاف اِس کے جو جانور گوشت خوار ہیں اُن کو ڈاڑھوں کی چنداں ضرورت نہیں اور اس لئے ان میں ڈاڑھوں کی تعداد بھی کم ہوتی ہے — مثلاً بلی اور اُس کی جنس کے جانوروں میں جبڑے کے دونوں طرف صرف ایک ڈاڑھ ہوتی ہے —

دودھ پینے والے جانوروں میں بعض ایسے ہیں جن کے ڈاڑھیں نہیں ہوتیں گو ان کی تعداد کم ہے —

دودھ کی ڈاڑھوں کی طرح اصل ڈاڑھیں گرکر نئی نہیں نکلتیں — شہر خوار جانوروں میں اس قاعدہ سے ہاتھی کی ڈاڑھ مستثنیٰ ہے — جب وہ گِھس جاتی ہے تو اُس کے پیچھے دوسری ڈاڑھ پیدا ہو جاتی ہے — پرانی ڈاڑھ گر جاتی ہے اور اُس کے مقام پر دوسری ڈاڑھ قبضہ کر لیتی ہے —

اکثر جانوروں میں چاروں طرح کے دانت پائے جاتے ہیں مگر بعض میں صرف ایک یا دو قسم کے ہوتے ہیں —

دانتوں کے متعلق بیان کا ایک مختصر قاعدہ ہے ، مثلاً بلی کے دانتوں کی تشریح اس طرح تحریر کی جاتی ہے کہ

کاٹنے والے دانت $\frac{3-3}{3-3}$ ، کیلے $\frac{1-1}{1-1}$ ، دودھ ڈاڑھیں $\frac{3-3}{2-2}$ ، ڈاڑھیں $\frac{1-1}{1-1} = 30$ ،

اعداد شمار کنندہ اوپر کے جبڑے کی ہر دو پہلو کی تعداد اور اعداد نسب‌نما نیچے والے جبڑے کی دونوں پہلو کی تعداد ظاہر کرتے ہیں اور یہہ قاعدہ کلیہ تمام دانتوں کی اقسام ظاہر کرنے کے لئے بہتر نمونہ ہے -

اکثر دودھہ پینے والے جانوروں کے چار ٹانگیں ہوتی ہیں لیکن دریائی جانوروں میں صرف دو اگلی ہی ہوتی ہیں اور وہ بڑی کشتی کے ڈانڈوں کی طرح - اِن سے اُن کو تیرنے میں مدد ملتی ہے - پچھلی ٹانگوں کے بجائے اُن کی دُم کام کرتی ہے - بموجب قانون قدرت مذکورہ پچھلی ٹانگیں بیکار رہنے سے کمزور اور مضمحل ہو کر بالاخر فنا ہو گئیں - لیکن اب بھی بعض بعض میں (مثلاً وھیل) پچھلی ٹانگوں کے مقام پر پٹھوں میں پوشیدہ ہڈیاں ملتی ہیں جو ٹانگوں کے پہلے وجود کی دلیل ہیں -

شیرخوار جانوروں کے ہاتھہ پاؤں اُن کی ضروریات کے مناسب مختلف شکلوں کے بنائے گئے ہیں - بعض کی انگلیوں پر ناخون ہوتے ہیں اور یہہ ناخون سیدھے یا خمدار اور تیز یا کند ہوتے ہیں -

بلّی اور اُس کی جنس کے جانوروں کے ناخنوں میں یہہ خصوصیت ہے کہ اُن کی نوک عموماً گوشت کی گدی پر رکھی رہتی ہے اور چلنے پھرنے سے گھستی نہیں - ضرورت کے وقت پنجے کو حرکت دیتے ہی ناخن کی نوک (Retractile Claws) فوراً باہر نکل آتی ہے -

بعض کے ناخون لمبے اور مضبوط لیکن کند ہوتے ہیں ' مثلاً بھالو یا بجو کے - یہہ زمین کھودنے کے لئے مفید ہوتے ہیں (Fossorial Claws)

سبزی‌خور جانوروں کو پنجوں اور ناخونوں کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے اُن کے ہاتھہ پاؤں کے آخر حصے میں کُھر ہوتے ہیں -

ان میں کچھہ وہ ہیں جن کے کُھر تعداد میں جفت ہوتے ہیں (Artiodactyl) ' مثلاً سؤر ' ہپو پوٹےمس ' ہرن وغیرہ - اِن کے ہر ایک کُھر میں دو یا چار حصے تہہ ہوتے ہیں - اور بعض طاق کُھر والے ہوتے ہیں (Perissodactyle) - اِن کے کُھروں کی تعداد (کم از کم پچھلے پاؤں کی تو ضرور) طاق ہوتی ہے یعنی ہر ایک پاؤں میں ایک یا تین یا پانچ کُھر ہوتے ہیں - ٹیپیر ' گینڈا ' وغیرہ طاق کُھر والے جانور ہیں -

گھوڑے کے ٹھوس اور غیر منقسم کُھر سُم کہلاتے ہیں - دوڑنے کے لئے یہہ ساخت نہایت موزوں ہے -

شیرخوار جانوروں میں صرف چمگادڑ ہوا میں اُڑ سکتے ہیں - اِن کے ہاتھوں کی انگلیاں پتلی اور نہایت لمبی ہوتی ہیں اور اُڑتے وقت یہہ چھاتے کی تیلیوں کی طرح پرواز کی جھلی کو پھیلا دیتی ہیں -

بعض دودھہ پلنے والے جانوروں کی اُنگلیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور سب ایک ہی جھلی میں ملفوف ہوتی ہیں - ان کو

تیرنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے اُن کی معاش اور حفاظت پانی پر منحصر ہے -

دودھ پلنے والے جانوروں کے منھ میں زبان ہوتی ہے جس سے اُن کو غذا کا ذایقہ حاصل ہوتا ہے - بعض کی زبان کُھر کُھری ہوتی ہے - بلی اور سیویٹ کی زبان پر تیز خار ہوتے ہیں جو ہڈی کے چسپاں گوشت کو چھڑا لینے میں کار آمد ہوتے ہیں -

بعض بعض کی زبان میں ربڑ کی طرح گھٹنے بڑھنے کا وصف ہوتا ہے - اُن کو حصول معاش میں زبان سے بہت مدد ملتی ہے - چیونٹی کھانے والے جانور کی زبان اس کا نمونہ ہے -

وھیل کی زبان مُنھ میں چپکی ہوتی ہے اور باھر نہیں نکل سکتی - جُگالی کرنے والوں کی زبان میں قوت گرفت ہوتی ہے جو گھاس وغیرہ کو زبان سے پکڑ کے مُنھ میں پہنچاتی ہے -

دودھ پلنے والے جانوروں کے منھ کے آگے اکثر گُد گُدے لب ہوتے ہیں اور بعض کے گالوں میں غذا کو عارضی طور سے جمع کر لینے کے لئے کیسے ہوتے ہیں -

اس جلس کے تمام جانور اپنے بچوں کی پرورش دودھ پلا کر کرتے ہیں، اس لئے مادہ کے ہمیشہ تھن ہوتے ہیں جن کی تعداد کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہوتی ہے - تھن اکثر شکم پر ہوتے ہیں لیکن بعض کی رانوں کے درمیان اور بعض کے سینے پر ہوتے ہیں -

بچے کی پرورش رحم کے اندر ماں کے خون سے نال کے ذریعہ سے ہوتی ہے – اس قاعدہ سے صرف دو جماعتوں کے جانور مستثنی ہیں – (۱) جماعت یکروزنہ (Monotremata) (۲) جماعت کیسہ‌دار (Marsupials) –

جماعت یکروزنہ کی مادہ انڈے دیتی ہے ان سے بچے نکل کر تھن سے پرورش پاتے ہیں – کیسہ‌دار جانوروں کے بچے ماں کے رحم سے ایک نامکمل حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور تب ماں کے کیسے میں تھنوں کے ذریعہ سے پرورش پاتے ہیں –

بعض دودھ پلانے والے جانوروں کے بچوں کی آنکھیں پیدایش کے وقت بند ہوتی ہیں – وہ لاچار اور بے بس پیدا ہوتے ہیں – کسی کے بچے جلد چلنے پھرنے لگتے ہیں اور اپنی روزی کی خود فکر کر لیتے ہیں بعض کے بچے کئی سال میں اس لائق ہوتے ہیں، کہ تلاش معاش کر سکیں –

اکثر نر اور مادہ کی صورت اور وضع میں بہت کم فرق ہوتا ہے بجز اس کے کہ نر کسی قدر قد اور جسامت میں بڑا ہوتا ہے، بعض کے نر اور مادہ کے رنگ میں فرق ہوتا ہے اور بعض میں نر کی گردن پر بال ہوتے ہیں – جگالی کرنے والوں میں اکثر نر کا سر بڑے بڑے سینگوں سے آراستہ ہوتا ہے اور مادہ کے یا تو سینگ ہوتے ہی نہیں یا ہوتے ہیں تو بہت چھوٹے –

بعض جانوروں کے جسم میں کہیں کہیں تھیلیاں ہوتی ہیں اور ان میں بدبودار رقیق مادہ پیدا ہوتا ہے – اکثر

گوشت خوار جانوروں کے دُم کے نیچے گلٹیاں ہوتی ہیں جن میں سے بہت بدبودار مادہ نکلا کرتا ہے - ہاتھی کی پیشانی میں گلٹیاں ہوتی ہیں جن میں موم کی شکل کا ایک مادہ پیدا ہوتا ہے - بعض جگالی کرنے والوں کی آنکھوں کے نیچے گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان میں سے ایک کثیف مادہ نکلتا ہے - مشکی ہرن کی ناف میں ایک گلٹی ہوتی ہے، اس میں مشک پیدا ہوتا ہے - بعض کی گلٹیوں کا مادہ ایسا مکروہ اور اس کا تعفن اس قدر ناقابل برداشت ہوتا ہے کہ کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا وہ اسی کی بدولت محفوظ رہتے ہیں، مثلاً امریکہ کے اسکنک (Skunk) نامی جانور کی گلٹیوں کا مادہ اس قدر بدبودار ہوتا ہے کہ اس کے سامنے دشمن لاچار اور بے بس ہو جاتا ہے -

دودھ پلنے والے جانوروں کی چال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنی انگلیوں کی گدیوں پر چلا کرتے ہیں، مثلاً شیر، بلی، کتا (Digitigrade) - برخلاف اس کے بعض اپنے پاؤں کے پورے تلوے کی امداد سے چلتے ہیں، مثلاً بھالو (Plantigrade) -

بعض جانور اپنی رفتار میں دونوں کے مابین ہوتے ہیں - وہ نہ انگلیوں ہی پر چلتے ہیں نہ پاؤں کے پورے تلوے پر بلکہ تلوے کا کچھ حصہ زمین پر رکھتے ہیں، مثلاً بجو، عود بلاؤ اور سیویٹ بلیاں -

قد اور قامت کے لحاظ سے دودھ پلنے والے جانوروں میں

ایک دوسرے سے بہت فرق ہے - چوہا ، ہاتھی اور وھیل
سب اسی جنس کے جانور ہیں - دریائی جانور اکثر جسیم
ہوتے ہیں کیونکہ ان کے لئے پانی تیرنے میں معین ہے اور ان
کو اپنے بڑے جسم سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی -
درختوں پر رہنے والے جانور زیادہ تر چھوٹے قد کے ہوتے ہیں -

تمام حیوانات میں دودھ پلنے والے جانوروں کا دماغ سب
سے بڑا ہوتا ہے اور اُن کی عقل بھی اعلیٰ ہوتی ہے - انسان کی
عقل سے حیوانوں کی عقل کا مقابلہ کرنا نامناسب ہے کیونکہ
حیوانوں کی عقل صرف اپنی حفاظت ، حصول معاش ،
قیام ، نسل اور خانہ سازی ہی تک محدود ہے -

اس جنس میں گوشت خوار (Carnivorous) ، سبزی خوار
(Herbivorous) ، میوہ خوار (Frugivorous) ، اور کرم خوار
(Insectivorous) جانور شامل ہیں ، اور بعض ایسے بھی ہیں
جو ہر چیز بلا تکلف کھا کر اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں
(Omnivorous) -

دودھ پلنے والے جانوروں کے قویٰ بمقابلہ دوسرے حیوانوں کے
بہترین ہوتے ہیں - اُن کی قوت شامہ اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے -
کمزور اور ناتوان جانوروں کی قوت شامہ آلۂ حفاظت ہے -
ریگستان میں اونٹ اپنی قوت شامہ کے ذریعہ سے پانی کا پتا
میلوں سے لگا لیتا ہے اور درندے بھی اِسی کی امداد سے اپنی
غذا تلاش کر لیتے ہیں -

اُن کی قوت سامعہ بھی اکثر اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے '
اکثر جانوروں کے کان باہر نکلے ہوتے ہیں اور اُن میں مُڑنے
اور حرکت کرنے کی صفت ہوتی ہے ' اس سے اُن کو آواز
سلنے میں بڑی مدد ملتی ہے ' کیونکہ جس سمت سے آواز
آتی ہے جانور اُسی طرف کان موڑ لیتا ہے ' اکثر دیکھا جاتا
ہے کہ کمزور جانوروں کی قوت سامعہ بالخصوص تیز ہوتی ہے -

دودھ پلانے والے جانوروں کی قوت باصرہ خراب نہیں ہوتی
اگرچہ بعض پرندوں کی یہہ قوت اُن کے مقابلہ میں قوی
ہوتی ہے -

چمگادڑ اور بعض کرم خوار جانوروں کی آنکھیں بہت
چھوٹی ہوتی ہیں اور آفتاب کی روشنی میں کھل نہیں
سکتیں - اِن جانوروں کی قوت لامسہ اکثر بڑھی ہوئی ہوتی
ہے - بعض گوشت خوار جانوروں کی آنکھیں تاریکی میں
بھی بخوبی دیکھتی نہیں -

اکثر دودھ پلانے والے جانوروں کی قوت لامسہ نہایت ضعیف
فرق کو بھی محسوس کر لیتی ہے ' قوت لامسہ کا جسم میں
کوئی مستقل مقام نہیں ہے' گھوڑا اپنے لبوں سے' گوشت خوار موچھوں
سے ' ہاتھی سونڈ سے ' اور چمگادڑ پرواز کی جھلی سے ' یہہ کام
انجام دیتے ہیں - قوت لامسہ چمگادڑوں میں قدرت نے بہت
قوی رکھی ہے -

اس جلس کے جانوروں کا معدہ ایک سیدھی سادی تھیلی
کی شکل کا ہوتا ہے - صرف جُگالی کرنے والے جانوروں کا

معدہ چار حصوں میں منقسم ہوتا ہے ' یہہ اپنی غذا کو پہلے برائے نام چبا کر نگل جاتے ہیں اور معدہ کی سب سے بڑی تھیلی میں جمع کر لیتے ہیں ' اور پھر بفراغت جُگالی کرتے ہیں ' غذا اُن کے معدہ کی دوسری تھیلی میں گولوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور یہہ یکے بعد دیگرے پھر مُنھہ کی طرف عود کرتے ہیں - جانور باطمینان اس کو جُگالی کے ذریعہ خوب باریک کر کے معدے کی تیسری تھیلی میں پہنچاتا ہے ' وہاں سے غذا آخری تھیلی میں داخل ہو کر هضم ہو جاتی ہے -

جانوروں کے مختلف رنگوں میں قدرت نے آرایش اور زینت کے علاوہ اُن کے فائدہ کا بڑی خیال رکھا ہے - حفاظت جان اور تلاش معاش یہی دو امر جانوروں کے لئے مہتم بالشان ہیں جن میں وہ همہ وقت غلطاں اور پیچاں رہتے ہیں - رنگ اِن دونوں اُمور میں زبردست معین اور مددگار ہے -

قدرت نے جانوروں کے رنگ کو اُن کی جائے بود و باش کے هم رنگ بنایا ہے اور همرنگی اُن کے لئے دو طریقے سے مفید ہے - جو جانور کہ کمزور ہوتے ہیں دشمن ان کی جائے بود و باش کی همرنگی سے مشتبہ ہو کر اُن کو دور سے دیکھہ نہیں سکتا اس لئے وہ محفوظ رہتے ہیں - اس مشابہت کو " مشابہت حفاظت عامہ " (Protective General Resemblance) کہنا بجا ہے -

دوسرے اُن جانوروں کو جو قوی ہیں حصول معاش میں

مشابہت اس طرح معین ہے کہ جو جانور اُن کی غذا ہیں وہ دھوکا کھا کر ان کے قریب پہونچ جاتے ہیں یا اُس قوی جانور کا اپنے قریب آنا محسوس نہیں کرتے اور اُس کو اپنی غذا حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے - اِس مشابہت کو "مشابہت عامہ بطشی" (Aggressive General Resemblance) کہنا زیبا ہے -

شیر ببر کا رنگ ہندوستان کے مغربی اور شمالی خشک اور ریتیلے میدانوں کے رنگ سے ملتا جلتا ہے اور وہ اپنے شکار کو دور سے نظر نہیں آتا، اس لئے وہ بلا نظر آئے اپنے شکار کے پاس پہنچ جاتا ہے، اُس کا رنگ مشابہت عامہ بطشي کی مثال ہے -

اسی طرح دھاری‌دار زبرا اپنے جسم کی دھاریوں کے باعث اپنے ملک کي لمبی اور اونچی گھاس اور نرکل وغیرہ کي جھاڑیوں میں ایسا مل جاتا ہے کہ درندے اُس کو دور سے دیکھ نہیں سکتے، یہہ مشابہت حفاظت عامہ کی مثال ہے -

قادر مطلق کی غیر محدود حکمتوں کا اندازہ کرنے میں ہماری محدود اور محدود عقل معطل ہے، لہذا اگر بادی‌النظر میں مسئلۂ مشابہت عامہ ہم کو قابل یقین نہ معلوم ہو تو کوئی حیرت کی بات نہیں - تفتیش سے ہمارے شکوک رفع ہو سکتے ہیں - ایک عالم سیاح نے اپنا ذاتی تجربہ اس طرح بیان کیا ہے :—

"بڑے شیرخوار جانوروں کے رنگ اور روپ کا اپنے مقام

بود و باش سے ہم شکل ہونے سے ضرور حیرت ہوتی ہے - مثلاً ہارٹ بیسٹ (ایک قسم کا ہرن) کی شناخت اُن مٹی کے سرخ انباروں سے نہیں کی جا سکتی جو چیونٹیاں کھود کر جمع کر دیا کرتی ہیں، اور جو ہر جانب بے شمار نظر آتے ہیں - اِسی طریقے سے زرانہ بھی، حالانکہ وہ ایک بہت قدآور جانور ہے اس میں اور مموسہ نامی درخت میں کوئی تفریق نہیں کی جا سکتی - متھیلی بھورے رنگ کی گھاس اور کانٹےدار جھاڑیوں میں زیبرا بوجہ ہمرنگی کے نظر نہیں آتا، اور اُن درختوں میں جو زمین پر گر جاتے ہیں اُن میں اور گینڈے کے رنگ میں کوئی تفاوت نہیں رہتا " - (۱)

اکثر جانوروں کے جسم پر دھاریاں یا گل ہوتے ہیں، ان دھاریوں یا گلوں سے جانوروں کو چھپنے میں مدد ملنا ایک تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے لیکن فی‌الواقع ان دھاریوں اور گُلوں کی وجہ سے وہ تھوڑے فاصلے سے بھی نظر نہیں آتے -

پروفیسر ایوارٹ صاحب نے خود آزمائش کر کے دیکھا کہ یک رنگ گھوڑا اندھیری رات میں تیس چالیس گز کے فاصلے پر صاف نظر پڑ جاتا ہے، اوسی گھوڑے پر اگر زیبرا کی سی دھاریاں نیکتہ سے ڈال دی جائیں تو وہ اُتنے فاصلے پر نظر نہیں آتا - شب تاریک میں زیبرا دس گز کے فاصلے پر بھی نظر نہیں آتا -

---

"Across East African Glaciers", by Dr. Hans Meyer. (1)

بجو اپنی پیشانی کی چوڑی سفید دھاری کی وجہ سے سامنے سے آتا ہوا نظر نہیں آتا ، اسی طرح جب چیتل بارہسنگے اور تیندوے درختوں کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں اور سورج اپنی کرنیں چھانتا ہوا زمین پر ڈالتا ہے تو ایسی حالت میں وہ تھوڑے ہی فاصلے سے نظر نہیں آتے - باگھہ کے جسم کی دھاریوں کے بارے میں ایک مصنف کا قول ہے کہ :—

" باگھہ کے جسم کی چمکتی ہوئی کالی یا کتھئی دھاریوں کو دیکھہ کر محسوس ہوتا ہے کہ اُن کی وجہ سے اُس کو چھپنے میں مدد نہ ملتی ہوگی ' لیکن جن لوگوں نے باگھہ کو اُس کے جائے بود و باش میں دیکھا ہے جہاں نرکلوں اور اُونچی اُونچی گھاس کی وجہ سے کہیں آفتاب کی روشنی اور کہیں سایہ ہوتا ہے وہ یقین دلاتے ہیں کہ واقعی وہ اپنے رنگ کے باعث تھوڑے سے فاصلے پر بھی نظر نہیں آتے " -

مشہور شکاری مسٹر گارڈن کملگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دنیا کا سب سے اونچا جانور زرافہ ہے جس کے شوخ نارنگی رنگ، پر کالے یا سیاہی مائل گل پڑے ہوتے ہیں - وہ درختوں میں ایسا مل جاتا ہے کہ صاحب موصوف کے ساتھہ کے باربردار تک جو وہیں کے ساکن تھے دھوکا کھا جاتے تھے اور زرافہ کو دیکھہ کر درخت اور درخت کو دیکھہ کر زرافہ بتلانے لگتے تھے -

اکثر جانوروں کے رنگ موسم کی مناسبت سے تبدیل ہو جاتے ہیں ' موسم گرما میں ان کا رنگ اُن کے مقام بود و باش

سے ملتا جلتا ہے لیکن موسم سرما آتے ہی جب برف گرتا ہے تو ان کے بال بھی گر کر نئے نکل آتے ہیں جن کا رنگ بالکل سفید ہوتا ہے - سرد ملکوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ موسم سرما میں خرگوش کا رنگ سفید ہوتا ہے اور ساتھہ ہی لومڑی بھی جو اس کی دشمن ہے سفید ہو جاتی ہے کیونکہ مشابہت عامہ جیسی خرگوش کو لومڑی سے پناہ پانے کے لئے ضروری ہے ویسی ہی لومڑی کو حصول رزق کے لئے ضروری ہے ' قانون قدرت دونوں کے لئے یکساں منتظم ہے -

از روے سائنس جانوروں کی پوری واقفیت حاصل کرنا اُس وقت آسان ہے جب اُن کی تقسیم کسی مناسب قاعدے کے ماتحت کر لی جائے - فروعات حیوانی کی تقسیم کے لئے حسب ذیل اصطلاحات کام میں لائی جائینگی :--

(۱) حصہ Division (۲) جلس Class (۳) طبقہ Order (۴) جماعت Family (۵) نوع Genus (۶) صنف Species (۷) فرد Variety -

یہہ یہاں کہا جا چکا ہے کہ دنیا کے حیوان دو بڑے حصوں میں تقسیم ہیں—(۱) صلبی اور (۲) غیر صلبی - پھر صلبی یعنی ریڑھہ والے جانور پانچ حصوں میں منقسم ہوتے ہیں : (۱) مچھلی ' (۲) خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے ' (۳) پیٹ کے بل چلنے والے ' (۴) پرند ' (۵) دودھہ پینے والے -

ہر جلس بعض خصوصیتوں کی وجہ سے طبقوں میں منقسم ہے -

مثلاً دودھ پلانے والوں میں جُگالی کرنے والے ، کھُسدار ، گوشت‌خوار وغیرہ علحدہ علحدہ طبقے ہیں -

اس کے بعد ہر طبقے میں چند جنسیں ہوتی ہیں - گوشت‌خوار جانوروں کا طبقہ بلّی کی جنس ، کتّے کی جنس ، بھالو ، وغیرہ پر منقسم ہے - اگرچہ ان سب جماعتوں کے گوشت خوار ہیں تاہم اُن کی تفریق بہ آسانی کی جا سکتی ہے -

ہر جماعت میں علحدہ علحدہ نوع کے جانور شامل ہیں اور باوجود اتحاد جماعت کے اُن میں باہمی تفاوت بھی پایا جاتا ہے ، مثلاً بلّی ، شیر ببر ، باگھ ، تیندوا وغیرہ نوع کے کے جانور داخل ہیں -

اسی طرح باوجود اتحاد نوعی کے جانوروں میں باہمی تفریق پائی جاتی ہے ، مثلاً لکڑبگھے - یہہ دو قسم کے ہوتے ہیں ، ایک کے جسم پر دھاریاں ہوتی ہیں اور وہ قد میں چھوٹا ہوتا ہے اور دوسری قسم کے بڑے ہوتے ہیں اُن کے جسم پر گُل یا دھبے ہوتے ہیں ، یہہ دھاری‌دار جانور لکڑبگھا نوع کی اصناف مانی جاتی ہیں -

پھر ایک ہی صنف کے جانوروں میں بوجوہ چند رنگ ، شکل ، صورت اور قد وغیرہ میں کم و بیش فرق ہو جاتا ہے - آب و ہوا ، عادتوں ، کمی یا بیشی خوراک ، وغیرہ کے فرق سے اس طرح کے اختلافات ہو جایا کرتے ہیں - ان اختلافات کی بنا پر ایک ہی صنف میں دو یا زیادہ افراد پائے جاتے ہیں -

گو دنیا کے تمام جانور تغیر پذیر ہیں مگر پالتو جانوروں میں طرح طرح کی تبدیلیاں بہت جلد ہو جاتی ہیں کیونکہ مختلف مقاموں میں ان کی حالت ، خوراک ، اور بود و باش کے طریقے میں بہت فرق ہوتا ہے - لیسٹر شہر کی بھیڑوں کے دو گروہ جو اولاً یکساں تھے اور جن میں دوسرے قسم کی کوئی بھیڑیں ملنے نہ پائیں صرف پچاس سال میں اس قدر مختلف ہو گئے کہ وہ علحدہ علحدہ فرد کے جانور معلوم ہونے لگے -

اکثر انسان پالتو جانوروں کے نئے نئے افراد اپنی ضرورتوں کے مطابق پیدا کر لیتا ہے ، مثلاً عرب میں ایک ہی صنف کے اونٹوں سے دو نسلیں قائم کی گئی ہیں - ایک فربہ جو سبک رو ہیں اور باربرداری کے کام آتے ہیں ، دوسرے لمبے اور دبلے جن کی اولاد تیز روی اور سواری کے کام میں لائی گئی - دونوں نسلوں کے مذکورہ بالا اوصاف سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہو کر ان کی اولاد میں مستقل پائے جانے لگے ہیں -

فروعات تقسیم کی مذکورہ بالا اصطلاحات انسانی ایجاد ہیں ، قدرتی نہیں ، کیونکہ قدرت نے جانوروں کو اس طرح منقسم نہیں کیا تھا - گمان غالب یہ ہے کہ تمام حیوانی مخلوق اولاً ایک ہی قسم کے یا کچھ خاص قسموں کے پیدا ہوئے تھے جن کی جسمانی ترکیب نہایت ادنی اور سادہ تھی - پھر قدرت نے ترقی کے مدارج طے کرا کے ادنی کو اعلی مرتبہ پر پہونچا دیا - جانوروں کی ابتدائی حالت نے رفتہ

رفتہ نئی نئی شکلیں اور صورتیں اختیار کیں - اُن کے قوی میں بھی فرق ہوا اور طرح طرح کے حواس باطنی اور اجزاے جسم سے قدرت نے ان کو آراستہ کیا - ترقی کے لئے یہہ مدارج اب بھی جاری ہیں -

الغرض انتظام قدرت ان کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہمیشہ منتقل کرتا رہتا ہے - ماہران فن نے حیوانات کے ان تغیرات اور تبدیلیوں کو دیکھہ کر مذکورالصدر اصطلاحیں وضع کیں -

علماے فن نے حیوانی قامت کے لئے مختلف اعضا سے امداد لی ہے ' مثلاً انگریزی پروفیسر اوین (Professor Owen) نے دماغ کی ساخت اور ترکیب سے ' سوئیڈن کے ایک عالم لنی (Linne) نے ہاتھہ پاؤں کی ساخت سے ' اور فرانسیسی عالم کووے (Cuvier) نے دانتوں کی ساخت اور ترتیب سے ان کو منقسم کیا ہے -

دودھہ پینے والے جانوروں کی مفصل تقسیم کا طریقہ جو ہم نے اختیار کیا ہے حسب ذیل ہے -

شیرخوار جانور اولاً دو بڑے حصوں میں منقسم ہیں (۱) پلےسنٹل (Placental) - اور (۲) اِمپلےسنٹل (Implacental) یہہ دونوں الفاظ پلےسنٹا لفظ سے بنے ہیں ' جس کے معنی نال ' کے ہیں - امپلےسنٹل وہ جانور ہیں جن کے بچے ماں کے رحم میں نال کے ذریعہ سے پرورش نہیں پاتے ' یا

اور اس قسم کو آیسوڈانٹیا (Isodontia) کہا گیا ہے –
اس قسم میں وھیل ' پارپس ' وغیرہ دریائی جانور ھیں –

دانتوں کی بناوٹ کے لحاظ سے تھال پروردہ جانوروں کی تین قسمیں کرکے ان میں سے ہر قسم کے علحدہ علحدہ طبقے (Orders) قائم کئے گئے ھیں –

ڈائی‌فوڈانٹیا کی قسم میں بندر اور چمگادڑ کے جسم پر صرف ایک تہہ بالوں کی پائی جاتی ہے ' نہ تو ان کے جسم پر اون ہوتا ہے نہ کوئی بالوں کی دوسری تہہ – ان کے آلۂ تناسل کا وجود علحدہ ممتاز ہوتا ہے ' جلد میں پوشیدہ نہیں ہوتا – انسان میں بھی یہی خصوصیت ہے – اور سب جانور اس کیفیت سے مستثنیٰ ھیں – ان کو " اعلیٰ مخلوق " (Primates) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے – اعلیٰ مخلوق کی تقسیم میں (علاوہ انسان کے) دو طبقے ھیں (۱) چہار دستی ' (Quadrumana) اور (۲) چمگادڑ –

چہار دستی طبقے میں آن مانس ' بندر اور لیمر (Lemur) کی قومیں شامل ھیں – ان کو اعلیٰ مرتبہ دئے جانے پر یہ وصف بھی شاہد ہے کہ ان کا انگوٹھا انگلیوں سے مل سکتا ہے اور ھاتھوں کا مدار اسی پر منحصر ہے –

چمگادڑوں کے ھاتھ اور بازو ایک جھلی سے ملحق ہوتے ھیں جس کے ذریعہ سے ان میں پرواز کی طاقت پیدا ہوتی ہے –

ہوتا — سامنے کوئی دانت نہ ہونے کی وجہ سے ان جانوروں کا منھ پوپلا معلوم ہوتا ہے —

ڈیاپوڈائیشیا کی بقیہ دونوں نوعوں کے ناخون اور پنجے نہیں ہوتے بلکہ کُھر ہوتے ہیں — کُھردار جانور دو طرح کے ہیں :—

جُگالی کرنے والے — ان کی خصوصیت جگالی کرنا ہے — ان کے کُھر میں دو حصے ہوتے ہیں — بجز اُونٹ کے ان میں اوپر کے جبڑے میں کاٹنے والے دانت کسی کے نہیں ہوتے ، اور ڈاڑھیں چپٹی ہوتی ہیں —

ٹھوس جلد والے — اس طبقے میں وہ جانور داخل ہیں جن کے کُھر ہوتے ہیں مگر جُگالی نہیں کرتے — بجز اس کے کہ یہ صاحب نعل ہیں ان میں شکل اور صورت یا قد و قامت میں ان کوئی مشابہت نہیں ہے بلکہ بہت اختلاف ہے — کوئی ذاتی خصوصیت ان میں ایسی نہیں ہے کہ جس کی بنا پر وہ سب ایک طبقے میں داخل کئے جائیں —

دوسرا حصہ اکسوڈائیشیا میں وہ دریائی جانور ہیں جو گوشت خوار ہیں — ان کے کل دانت ایک ہی شکل کے ہوتے ہیں ، اس حصہ میں صرف ایک ہی طبقہ سٹےشیا (Cetacea) کا ہے —

نوٹ :— وہ دریائی جانور جو سائرینیا (Sirenia) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اُن کو بعض سٹےشیا کے طبقے میں

اس کتاب کی ترتیب میں جہاں تک ہم نے رسائی کی ہے یہہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ اسفل سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی جائے - اگرچہ عالم حیوانی میں یہہ طے کرنا نہایت دشوار ہے کہ کسی دو گروہوں میں تحقیقاً کس کو ترجیح دی جائے تاہم جو ترتیب اختیار کی گئی ہے اُس سے ہمارا مدعا پورا ہوگا -

رازہائے ہستی میں انسان کے عقل کی رسائی نہیں - تاہم حیوانوں کی زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے اور مطالعۂ فطرت و مشاہدۂ قدرت میں تھوڑا وقت صرف کرنے سے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے ہیں - مخلوق میں متضاد حالت پائی جاتی ہے - حفاظت ہستی کے لئے جد و جہد برپا ہے - ایک دوسرے کی جان کا خواہاں ہے - پرند باز کا نوالہ ہے تو باز کے لئے بلّی نئی مصیبت ہے - کتّا بلّی کی جان کا خواہاں ہے تو تیندوا کتّے کے خون کا پیاسا - علیٰ ہذا ان سب کے اوپر ایک اور مخلوق ہے جو حضرت انسان کے نام سے موسوم ہے - وہ اس خونخوار جانور کا بھی جانی دشمن ہے - ہر سمت ایسے واقعات دیکھہ کر ہمکو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ قدرت کے قانون زور اور زبردستی پر مبنی ہیں اور جہان میں زبردست اور طاقتور ہی عروج پاتے ہیں مگر عقل سلیم کو اس خیال کے تسلیم کرنے میں پس و پیش ہوتا ہے کہ صانع ازل نے اس جہان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اُس میں جنگ و جدل کشت و خون ' مظالم و تشدّد اور جور و جفا کا بازار گرم رہے اور

کمزور اور ناتواں ستائے جائیں اور ظالموں کے دست ظلم کا شکار بنیں - المختصر ہر زورآور غالب اور ہر کمزور مغلوب رہے -

وسیع المنظری کا باب وا کرکے فطرت کے مناظر پر نظر ڈالنے سے صریح انکشاف ہو جاتا ہے کہ بالآخر اِس جہان میں محض طاقتور ہی فتحیاب نہیں ہوتا - حفاظت ہستی کی جد و جہد میں غالب کی فتح بظاہر کچھہ ہی عرصہ کے لئے ہوتی ہے - قدرت کے رحم و کرم کا انکشاف ہونے پر اِس کا کامل یقین ہو جاتا ہے - یہہ ضرور ہے کہ اُس رحیم و کریم کے اظہار صفت کے لئے ایک زمانہ درکار ہو لیکن یہہ امر مسلّم ہے کہ اُس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں - آخرالامر ہر ایذا رساں اور مغلوب ہی کا عروج ہوتا ہے اور ظالم نہایت ذلت کے ساتھہ دنیا سے اُٹھہ جاتا ہے -

عالم حیوانی میں اِس قسم کی مثالوں کی کمی نہیں ہے - کتنے ہی لحیم شحیم اور خونخوار حیوان اِس جہان سے فنا ہو چکے - زمانۂ سابق کے وہ قوی ہیکل پیٹ کے بل چلنے والے جانور جو عالم حیوانی کے سردار بنے گھومتے تھے اور چھوٹے عاجز حیوانات کے لئے موت کا پیغام تھے آج اُن کا جہان میں نام و نشان تک نہیں - وہ باگھہ جن کے تلوار کی شکل کے کیلے اُن کے خونخوار ہونے کا ثبوت دیتے تھے آج نظر نہیں آتے - زبردست اور قدآور میمتھہ (ایک قسم کا ہاتھی) کی آج صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں بکھری ملتی ہیں - ایک صدی

قبل شیر ببر شمالی ہند میں بنارس کے قرب و جوار میں پائے جاتے تھے لیکن آج وہ سندھ اور کاٹھیاواڑ کے خشک میدانوں میں محدود ہیں اور روز بروز ان کی تعداد گھٹ رہی ہے -

برعکس اِس کے غیر ایذا رساں گورزا لاکھوں سال سے اپنی ترقی کرتا ہوا روے زمین پر آج تک موجود ہے - تپیر ' کینگرو ' ہپوپوٹیمس باوجود اپنے بھاری اور بوجھل جسم کے آج تک اس جہاں میں عیش کر رہے ہیں - ہرن اور بارہسنگوں کو جو ہمیشہ خوفناک درندوں کے منھہ کا نوالا رہے ہیں کوئی نیست و نابود نہ کر سکا - متحمل اونٹ زمانۂ قدیم سے بہ آرام زندگی بسر کر رہا ہے -

حامیان مسئلۂ ارتقاء (Theory of Evolution) کا قول ہے کہ حیوانات روئے زمین سے صرف اِس وجہ سے نیست نابود ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے طریقۂ زندگی کو انقلاب عالم کے ساتھہ تبدیل نہیں کر سکتے - یہہ صحیح ہے - لیکن قدرت کے اوصاف رحم و کرم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جابر اور خوفناک جانوروں کو انقلاب عالم کے ساتھہ تغیر نہیں ہونے دیتے -

---

طبقۂ یکروزنہ

(Order of Monotremata)

دودھ پلانے والوں میں اس طبقے کے جانور سب سے ادنی ہیں - اُن کے بچے انڈے سے پیدا ہوتے ہیں -

یکروزنہ جانور اپنی موجودہ شکل پر اُس زمانے سے قائم ہیں جب دنیا میں پیٹ کے بل چلنے والے مہیب جانور کثرت سے تھے - باوجود تغیّرات زمانہ کے یکروزنہ حیوان لکھیر کے فقیر بنے رہے ہیں ' نہ ساخت میں کوئی ترقی کی اور نہ اپنی وضع میں کوئی تبدیلی - اگرچہ دودھ پلانے والوں کی بعض خصوصیتیں انہوں نے اختیار کرلی ہیں تاہم پیٹ کے بل چلنے والے اور پرندوں کے بھی کچھہ اوصاف اُن میں موجود ہیں - واقعی اُن کی جسمانی ساخت ایک معمہ ہے -

اس طبقے کو یکروزنہ کے نام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہہ ہے کہ دودھ پلانے والے جانوروں میں صرف اس طبقے ہی میں ایک ممتاز صفت یہہ ہے کہ اُن کی دونوں سبیلوں کے لئے قدرت نے ایک سوراخ رفع حاجات کے لئے رکھا ہے -

یہہ جانور آسٹریلیا میں اور تاسمانیہ اور نیوگنی کے جزیروں میں ملتے ہیں - اس طبقے میں صرف دو نوعیں ہیں ' ایک ڈک بل (Duckbill) ' اور دوسری ایکڈنا (Echidna) -

ص ۳۶

ڈک بل

(Duckbill platypus)

ڈک‌بل بطخ کی چونچ کو کہتے ہیں - اس جانور کو ڈک‌بل کے نام سے اس لئے موسوم کرتے ہیں کہ اُس کا منھہ بطخ کی چونچ سے بالکل مشابہ ہے -

ڈک‌بل ایک چھوٹا سا جانور ہے جسم کا طول $1\frac{1}{2}$ فٹ اور دم چھہ انچ کی ہوتی ہے ' مادہ کا قد بہ نسبت نر کے کچھہ چھوٹا ہوتا ہے ' جسم کے اوپری حصے کا رنگ بھورا سیاھی مائل اور نیچے بھورا ہوتا ہے ' دُم چوڑی اور چپٹی ' ٹانگیں چھوٹی چھوٹی لیکن مضبوط اور اگلے پنجوں میں سیدھے اور نکیلے ناخون ہوتے ہیں - اگلے پنجوں کی انگلیاں سب ایک ہی جھلّی میں ملدھی ہوتی ہیں اور جھلّی ناخنوں سے آگے جھالر کی طرح لٹکتی ہے ' اُس کے اگلے پاؤں اور چپٹی دم تیرنے میں بڑی مدد دیتی ہیں -

پچھلے پاؤں کی انگلیوں پر جھلّی ملدھی نہیں ہوتی اور اُن پر خمدار بڑے بڑے ناخون ہوتے ہیں - چونچ پر سیاہ ملائم کھال ہوتی ہے - دانت کسی قسم کے نہیں ہوتے بلکہ اُن کے مقام پر ھڈی کی پٹریاں جڑی ہوتی ہیں جن پر کہیں کہیں گھلڈیاں ہوتی ہیں جو دانتوں کا کام انجام دیتی ہیں -

نر کی پچھلی ایڑیوں پر ایک کھوکھلا خار ہوتا ہے -

یہہ پوچھ کی طرف ایک نلی میں جڑا ہوتا ہے جس کا کہ ران تک تعلق ہوتا ہے - نلی کے آخر میں ایک گرہ ہوتی ہے جس میں ایک رقیق مادہ پیدا ہوتا ہے جس کو ڈک‌بل اپنی اس نلی اور خار کے اندرونی خلا کے ذریعہ دور تک چھڑک سکتا ہے - آسٹریلیا کے قدیم باشندے بتلاتے ہیں کہ اگر انسان کے جسم پر یہہ رقیق مادہ پڑ جائے تو ورم آ جاتا ہے -

ڈک‌بل کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ہے کہ اس کی مادہ انڈے دیتی ہے اور بچّہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے - یہاں ناظرین کو یہہ خیال گذرے گا کہ اس کو شیرخوار جنس میں کیوں شامل کیا گیا ہے - وجہ یہہ ہے کہ اُن کے بچوں کا ذریعہ پرورش شیرخواری ہے جو اس جنس کی خاص خصوصیت ہے -

اہل یورپ جب تک اس خصوصیت سے ناواقف تھے تو قدماء آسٹریلیا سے سنا کرتے تھے کہ ڈک بل کی مادہ انڈے دیتی ہے اور ساتھہ ہی بچوں کو دودھہ بھی پلاتی ہے - علمائے فن اس بیان کو محض ضعف اعتقاد مانتے تھے لیکن آخر کار اُس کی سچائی ثابت ہو گئی -

ڈک بل کی کئی ہڈیاں پرندوں کی ہڈیوں سے بہت مشابہ ہوتی ہیں اور جسمانی ساخت میں ڈک بل پیٹ کے بل چلنے والے جانوروں سے بھی بہت مشابہت رکھتا ہے - بمقابلہ دوسرے شیرخوار جانوروں کے ڈک بل کے خون میں بہت کم حرارت

ہوتی ہے - غرض کہ پرند، پہٹ کے بل چلنے والے، اور شیرخوار تہنوں قسم کے حیوانات سے وہ بظاہر تعلق رکھتا ہے - فی‌الواقع اُس کی جسمانی ساخت حیرت‌انگیز ہے - ایک ماہر فن اس عجیب‌الخلقت حیوان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ " آسٹریلیا جہاں ہر بات خلاف قاعدہ نظر آتی ہے کہ باد شمالی گرم اور بادجنوبی سرد ہوتی ہے - ناسپاتی کا موٹا حصہ شاخ کی جانب اور بیر کا تخم باہر ہوتا ہے وہیں یہہ عجیب و غریب جانور بھی پیدا ہوتا ہے - جب یہہ عجیب‌الخلقت حیوان یورپ میں لایا گیا تو لوگوں کو یہہ خیال گذرا کہ کسی مسخرے نے کسی نامعلوم جانور کے منہہ میں بڑی ہوشیاری کے ساتھہ بطخ کی چونچ لگا دی ہے " -

ڈک بل زیادہ تر پانی میں رہتا ہے اور کسی چشمے یا جھیل کے ڈھالو کنارے پر بل کھود لیا کرتا ہے - بل کا دہانہ پانی کے اندر ہوتا ہے اور دہانے سے اُوپر کی جانب سرنگ کھود کر آخر حصے میں وہ ایک بڑی کھوہ تیار کرتا ہے جس میں اُس کی مادہ انڈے دیتی ہے - انڈوں کی تعداد چار تک ہوتی ہے -

ڈک بل کیڑے مکوڑے کھایا کرتا ہے -

ایکڈنا

(The Echidna)

ڈک بل کے ہم سلسلہ جانوروں میں روئے زمین پر صرف

ایک ایکڈنا موجود ہے - اس کا جسم فربہ اور ٹانگیں نہایت مختصر ہوتی ہیں - پنجوں میں مضبوط ناخن ہوتے ہیں چونچ ایک لمبی نلی کی طرح ہوتی ہے ' زبان لمبی اور پتلی اور باہر دور تک نکل سکتی ہے -

ایکڈنا بھی شیرخوار جانور ہے - انڈے سے نکل کر اس کے بچے کی پرورش بھی دودھ سے ہوتی ہے - ایکڈنا کے جسم پر ساہی کے مانند کانٹے ہوتے ہیں - نوع ایکڈنا میں تین اصناف (Species) ہیں جو آسٹریلیا اور اس کے قریب دوسرے جزیروں میں ملتے ہیں -

دیسی ساہی

(Echidna aculeata)

ایکڈنا نوع کی یہ صنف دیسی ساہی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے کیونکہ اس کے جسم پر ساہی کے مانند کانٹے ہوتے ہیں جن کا رنگ پیلا لیکن نوکیں سیاہ ہوتی ہیں - جسم پر موٹے موٹے بال بھی ہوتے ہیں مگر وہ کانٹوں کی وجہ سے نظر نہیں آتے -

زمین کھودنے کی طاقت ایکڈنا میں بہت ہوتی ہے - اس کے پنجے مشین کی طرح چلتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلدل میں بسرعت پیوست ہوتا جا رہا ہے - آنکھ جھپکنے کی دیر کہ وہ بل کھود کر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے - سخت سے سخت زمین کو بھی ریت کی طرح

کھود ڈالتا ہے - اُس کو مقید رکھنے کے لئے پتھر یا لکڑی کا فرش ضروری ہے ورنہ رات ہی رات میں غائب ہو جاتا ہے -

ایگڈنا کی خوراک بھی کیڑے مکوڑے ہی ہیں - تمام کرم خوار جانوروں کی زبان لمبی ہوتی ہے چنانچہ ایگڈنا کی زبان کی بھی یہی کیفیت ہے اور اُس پر ایک قسم کا لعاب بھی ہے - قدرت کی نیرنگی حکمت کا تماشا دیکھئے ' اس نے زبان باہر نکالی نہیں کہ سیکڑوں چیونٹیاں اس پر چپک کر مُنہہ میں پہونچیں -

دشمن کے سامنے ایگڈنا ساہی کی طرح گیند کے مانند گول ہوکر خاروں کو کھڑا کر لیتا ہے -

—:o:—

کیسہ‌دار جانور

(The Marsupialias)

شیرخوار حیوانات میں جب ہم ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف بتدریج ترقی کرتے ہیں تو یکروزنہ کے بعد طبقۂ کیسہ‌دار کو جگہ دینی پڑتی ہے اور اِس کی بود و باش بھی اُسی سرزمین آسٹریلیا کی ہے جہاں کہ تمام امور عجائبات سے خالی نہیں - وہاں نباتات ' موسم ' اور حیوانات اور تمام روئے زمین سے مختلف ہیں - حیرت کی بات یہہ ہے کہ کیسہ‌دار جانوروں کی صرف ایک دو انواع ہی نہیں بلکہ بجز چند جانوروں کے تمام مخلوق حیوانی کیسہ‌دار جانوروں کی ہی ہے - وہاں نہ تو کھردار جانور ہیں ' نہ بندر ' نہ وہ گوشت‌خوار جن سے ہم واقف ہیں - شیر ببر ' باگھہ ' بھیڑیا - گیدڑ ' ہرن اور بارہ سنگے وہاں نظر سے بھی نہیں گذرتے اور ایک نئی مخلوق نظر آتی ہے جس میں گوشت‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار ' سبزی‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار اور کرم‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار -

یہہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ برّاعظم آسٹریلیا قدیم زمانے میں دوسرے برّاعظموں سے علحدہ نہ تھا بلکہ کرّۂ زمین کے جنوب میں ایک وسیع برّاعظم تھا جو آسٹریلیا کو جنوبی امریکہ سے ملاتا تھا - علم تاریخ سے قبل کیسہ‌دار جانور تقریباً تمام کرّۂ ارض پر پائے جاتے تھے چنانچہ انگلینڈ اور فرانس میں کیسہ‌دار جانوروں کے مدفونہ ڈھانچے (Fossils)

طبقات ارضیہ میں پائے جاتے ہیں - جنوبی امریکہ میں کیسہ‌دار نوع آپوسم (Opossum) کے جانور اب بھی موجود ہیں اور یہہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ کسی زمانے میں ضرور ملے ہوے ہونگے -

پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ آسٹریلیا کی سر زمین وسیع بحروں کے حائل ہو جانے سے تمام دوسرے برّاعظموں سے علحدہ ہو گئی - رفتہ رفتہ روئے زمین کے اکثر حصوں میں اعلی درجے کی ساخت کے بڑے اور خوفناک حیوانوں کا وجود ہوا اور قدیم حیوانات کو اپنی هستی کی حفاظت کے تمام ذرائع بہت دشوار ہو گئے اور آہستہ آہستہ شمالی برّاعظموں سے کیسہ‌دار جانور بالکل نیست و نابود ہو گئے لیکن آسٹریلیا پر تمام کیسہ‌دار حیوانات اپنا قبضہ جمائے رہے - طبقۂ شیرخوار کے سب سے ادنی حیوانات اپنی سابقہ شکل اور صورت کے ساتھہ وہاں اب بھی موجود ہیں - چنانچہ پکروزنہ اور کیسہ‌دار جانور روئے زمین کے سب سے قدیمی شیرخوار جانوروں میں ہیں -

یہہ امر بھی قابل‌توجہ ہے کہ آسٹریلیا اور ایشیا کے درمیان ایک خط مستقیم کھینچا جا سکتا ہے جو دونوں برّاعظموں کی مخلوق حیوانی کو علحدہ کر دیتا ہے - اِس کو والیس لائن (Wallace Line) کہتے ہیں - خط کے ایک جانب تمام حیوان ایشیائی ہیں اور دوسری جانب آسٹریلیا کے - اُس کے نزدیک ایک طرف بالی نام کا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور دوسری طرف خط سے ملحق جزیرہ لومبک ہے - گو بالی اور لومبک

ایک دوسرے سے نہایت قریب ہیں تاہم دونوں کی مخلوق حیوانی میں زمین آسمان کا فرق ہے - بالی میں صرف ایشیائی جانور ملتے ہیں لیکن لومبک میں صرف کیسہ‌دار جانور نظر آتے ہیں، بجز اُن کے دوسرے شیرخوار جانور نظر سے بھی نہیں گذرتے -

مارسوپیئل یعنی کیسہ‌دار جانوروں میں یہہ خصوصیت ہے کہ اُن کے پیٹ پر دو لمبی لمبی اور پتلی ہڈیاں ہوتی ہیں، اور مادہ میں انہیں ہڈیوں کے سہارے پر کھال کی ایک تھیلی ہوتی ہے، اس تھیلی کی وجہ سے اس طبقے کو مارسوپیئل (Marsupial) کا خطاب دیا گیا ہے - مارسیوپیم کے معنی کیسہ ہیں اور اُسی سے لفظ مارسوپیئل یعنی کیسہ‌دار بنا ہے -

مگر یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ اِس طبقے میں بعض جانور ایسے بھی ہیں جن کے کیسہ نہیں ہوتا - کیسہ‌دار جانور رحم مادر سے ایک نامکمل اور کمزور حالت میں پیدا ہوتے ہیں - وہ انڈے نہیں دیتے - اس لئے یہہ طبقہ بکروزنہ سے کسی قدر فوقیت رکھتا ہے - اُن کی پیدائش گویا دو مرتبہ ہوتی ہے اول رحم مادر سے اور دوسری جب وہ پرورش پاکر ماں کی تھیلی سے باہر آتے ہیں -

جب وہ رحم مادر سے اس دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو اپنے نامکمل اعضاء کی وجہ سے نہایت بے بس اور گوشت کے لوتھڑے کے مانند پیدا ہوتے ہیں اور اُن میں اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ ہاتھ پاؤں کو حرکت دے سکیں - بھیڑ کی برابر کانگرو کا بچّہ پیدایش کے وقت تقریباً ایک انچ کا ہوتا ہے - بڑے قد کے

کانگرو کے بچے صرف چار یا پانچ ہفتے رحم مادر میں رہتے ہیں ـ پھر سات یا آٹھ مہینے تک ماں کے کیسے میں پرورش پاتے ہیں ـ

مادہ کے تھن کیسے کے اندر ہوتے ہیں ـ بچّوں کے پیدا ہوتے ہی ماں اگلے پنجوں سے کیسے کی کھال کو دونوں طرف کھینچ کر کشادہ کر لیتی ہے اور ایک ایک بچّے کو مُنھہ میں دبا کر کیسے کے اندر پہنچا دیتی ہے اور ہر بچّے کا مُنھہ ایک ایک تھن سے لگا دیتی ہے ـ بچّوں میں اتنا ہوش یا طاقت نہیں ہوتی کہ تھن کو لبوں سے خود پکڑ سکیں ـ لہذا قدرت نے یہہ انتظام کیا ہے کہ تھن کی نوک سخت بنائی ہے کہ بچّے کے مُنھہ میں وہ بہ آسانی داخل ہوکر پھول جائے اور پھر باہر نکل نہ سکے ـ جب تک بچّے کے اعضاء کی ساخت مکمل نہیں ہوتی اُس وقت تک وہ تھن کو منھہ سے دابے رہتا ہے ـ اگر کوئی بچّہ اتفاقیہ تھن سے علحدہ ہو جاتا ہے تو وہ زندہ نہیں رہتا ـ

چونکہ اِن بچّوں میں خود تو اتنی طاقت ہوتی نہیں کہ دودھہ تھن سے نکال سکیں اس لئے قدرت نے تھن کے اندر ایسے پٹھے پیدا کر دئے ہیں کہ اُن کو حرکت دئے جانے سے دودھہ بچّے کے مُنھہ میں خود بخود ٹپکنے لگتا ہے ـ رفتہ رفتہ بچّے کا جسم قوی ہوتا جاتا ہے اور کچھہ عرصے میں اُس میں اس قدر طاقت آ جاتی ہے کہ وہ دودھہ کو خود کھینچ لے اور تھن سے مُنھہ ہٹاکر پھر پکڑ سکے ـ

آٹھویں مہینے میں وہ تھیلی کے باہر سر نکال نکال کر بچے اِدھر اُدھر کا تماشا دیکھنے لگتے ہیں - پھر وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ کیسے سے باہر آکر کھیلیں کودیں اور گھاس چرتے رہیں - لیکن ماں سے دور کبھی نہیں جاتے اور ذرا آہٹ ہوئی کہ فوراً کود کود کر ماں کے کیسے میں گھس گئے -

اس طبقے میں جن جانوروں کے تھیلی نہیں ہوتی اُن کے بچّے بھی نامکمل حالت میں پیدا ہوتے ہیں لیکن بجائے کیسہ کے ماں کے پیٹ پر بالوں میں چھپے ہوئے تھنوں سے لٹکے رہتے ہیں -

آسٹریلیا اور اُس کے قرب و جوار کے جزائر سے باہر کیسہ‌دار جانوروں کی صرف ایک نوع (Genus) پائی جاتی ہے ' یعنی آپوسم جو امریکہ کا جانور ہے -

کیسہ‌دار جانور چھہ قسموں میں منقسم ہے

(۱) جماعت کانگرو - Macropodidæ

(۲) " تیسموریڈے - Dasuridæ

(۳) " پرامی لیڈے - Peramelidæ

(۴) " ڈائی‌ڈیل‌فیڈے - Didelphidæ

(۵) " فیلنجر - Philangastidæ

(۶) " فیس‌کولومائڈے Phascolomydæ

جماعت کانگرو

(The Macropodidæ)

اس جماعت میں تین نوعیں (Genera) ہیں (۱) میکروپس - (۲) ڈینڈرولیگس - اور (۳) پاٹوروز -

میکروپس (Macropus) نوع کی سب اصناف (Species) زمین پر رہتی ہیں اور اُن کی اگلی ٹانگیں نہایت مختصر اور پچھلی بہت لمبی ہوتی ہیں -

ڈینڈرولیگس (Dendrolagus) نوع کے جانور درختوں پر بود و باش رکھتے ہیں اور اُن کی اگلی پچھلی ٹانگوں میں زیادہ فرق نہیں ہوتا -

پاٹوروز (Potoroos) چھوٹے چھوٹے کانگرو ہیں اور کانگرو چوہے کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

میکروپس کانگرو

(Macropus)

جماعت کانگرو میں یہی خاص نوع ہے جو آسٹریلیا کی سر زمین میں ہر جگہ ملتی ہے - میکروپس کانگرو کا آسٹریلیا سے ویسا ہی گہرا تعلق ہے جیساکہ اونٹ کو عرب سے اور ہاتھی کو ہندوستان سے - نو آبادی آسٹریلیا کا خیال آتے ہی اس عجیب و غریب جانور کی تصویر نظر کے سامنے پھر جاتی ہے -

کانگرو کو دیکھہ کر سب سے پہلے ہماری توجہ اس کی انمل بےجوڑ اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی طرف مبذول ہوتی ہے کیونکہ پچھلی نہایت لمبی ' مضبوط اور طاقتور مگر اگلی کمزور اور چھوٹی ہوتی ہیں - دونوں کا مقابلہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اگلی ٹانگیں کسی مرض سے خشک ہوکر پورے معیار کو نہیں پہونچ سکیں -

کانگرو کے جسم کی پوری طاقت پچھلے حصّے میں ہوتی ہے - جسم کا اگلا حصّہ اور اگلی ٹانگیں نہایت کمزور ہوتی ہیں -

اگلے پنجوں میں پانچ پانچ اُنگلیاں ہوتی ہیں جن پر خمدار ناخن ہوتے ہیں - پچھلے پاؤں کی اُنگلیوں کی کیفیت عجیب ہے - اُن میں سے ایک تو نہایت دراز اور مضبوط ہوتی ہے جس پر نکیلا بھیانک ناخن ہوتا ہے - دشمن پر حملہ کرنے میں کانگرو اسی ہتھیار کو استعمال کرتا ہے -

اس انگلی کے پاس باہر کی جانب جو انگلی ہوتی ہے وہ کسی قدر چھوٹی ہوتی ہے - اور اندر کی طرف دو چھوٹی چھوٹی کمزور انگلیاں اور ہوتی ہیں - ان دونوں سے اُٹھنے بیٹھنے اور اُچھلنے میں بظاہر کوئی مدد نہیں ملتی -

کانگرو کی دم لمبی اور موٹی ہوتی ہے اور یہہ اس کے جسم کا ایک کارآمد عضو ہے - کانگرو کی نشست سے اس عضو کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے - دونوں پچھلی ٹانگوں کو اُن کے جوڑوں پر توڑ کر وہ دم کو ٹیک لیتا ہے اور تپائی سی بناکر بیٹھہ جاتا ہے -

کانگرو کے دانتوں کی ساخت اور شمار حسب تفصیل ذیل ہے :—

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۱-۱}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۰-۰}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۲-۲}{۲-۲}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴} = ۳۴$

دودھ پینے والے جانوروں میں کاٹنے والے دانتوں کی شمار دونوں متقابل جبڑوں میں یکساں ہوا کرتی ہے' لیکن کانگرو کے اوپر والے جبڑے میں اُن کی تعداد چھہ ہوتی ہے اور نیچے صرف دو - یہہ دونوں نیچے کے دانت باہر کی طرف بھالے کی طرح نکلے رہتے ہیں - کیلے صرف اوپری جبڑے میں ہوتے ہیں اور وہ بھی نہایت مختصر - ڈاڑھیں گھاس وغیرہ کو پیسنے کے لئے موزوں ہوتی ہیں -

کانگرو کا سر چھوٹا اور چہرا سلامی‌دار ہوتا ہے - کان بڑے اور استادہ ہوتے ہیں - ٹانگ اور دم پر ملائم بال اور باقی کل جسم پر اُون ہوتا ہے -

کانگرو جماعت کے کل جانور سبزی‌خوار ہیں اور گھاس وغیرہ پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں -

جب اُس کو کسی قسم کا خوف نہ ہو تو وہ چاروں پاؤں پر چلتا ہے لیکن اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں کثیر فرق ہونے کی وجہ سے اس طرح چلنے میں اُس کو آسانی نہیں ہوتی اور جسم کا پچھلا حصہ اُٹھہ جانے سے وہ نہایت بھدّا معلوم ہوتا ہے -

کانگرو دوڑتا نہیں بلکہ اپنی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی امداد سے چھلانگیں مارتا ہوا ایسا تیز جاتا ہے کہ تیز دوڑنے والے جانوروں کے ہم‌پایہ ہو جاتا ہے - ہر چھلانگ میں پچیس تیس فٹ فاصلہ طے کر لینا کانگرو کے لئے معمولی بات ہے اور نو دس فٹ بلند جھاڑیاں وہ بہ آسانی کود جاتا ہے - پتھّر ، چٹّانوں ، اور بلند جھاڑیوں کو پار کرتے دیکھہ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی ٹانگوں میں کمانیاں لگی ہیں اور وہ اپنے اگلے پاؤں زمین سے نہیں اٹھاتا حالانکہ وہ اُنہیں پر گرتا ہے اور فوراً پچھلی ٹانگوں کو آگے کھینچ کر دوسری چھلانگ مار جاتا ہے -

یہہ خیال بھی غلط ہے کہ چھلانگیں بھرنے میں اُس کی مضبوط دم امداد دیتی ہے کیونکہ بھاگتے وقت اُس کی دم سیدھی پھیلی رہتی ہے اور اس کو تُلے رہنے میں مدد دیتی ہے -

کانگرو بزدل ہوتا ہے اور کسی کے لئے ایذا رساں نہیں - تھوڑا عرصہ گذرا وہ اپنے ملک میں بڑے عیش و آسایش سے زندگی بسر کرتا تھا کیونکہ آسٹریلیا کے وسیع میدانوں میں گھاس کی کمی نہیں ہے اور اس کے گروہ جا بجا نظر پڑتے تھے جن میں پچاس ساٹھہ یا اس سے بھی زیادہ تعداد ہوتی تھی لیکن جب سے اہل یورپ نے وہاں قدم رکھا ہے اور گائے بیل اور بھیڑ بکریوں کے گلے رکھنا شروع کئے ہیں اُس وقت سے کانگرو کو اپنے ہی گھر میں امن نہیں ملتا - آسٹریلیا

کی نوآبادی کے باشندے اُس کو نیست و نابود کرنے میں ہر ممکن ذریعہ کام میں لاتے ہیں - شکاری کتّوں سے احاطوں میں گھیر کر، یا زہر دیکر اُن کو ہلاک کرتے ہیں - غرض کہ وہ زمانہ عنقریب ہے کہ روئے زمین پر کانگرو کا نام ہی باقی رہ جائیگا - اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ آسٹریلیا کے شہروں کے رہنے والوں میں اکثر ایسے ہیں جن کو مقید کانگرو کے علاوہ جنگلی اور آزاد کانگرو کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا ہے -

اگر جان پر آ بنتی ہے تو یہہ سیدھا اور بے ضرر جانور بھی غصے میں آکر مقابلے کو تیار ہو جاتا ہے - جب شکاری کتّے اس کا تعاقب کرتے ہیں اور وہ بالکل مایوس ہو جاتا ہے تو کسی درخت یا چٹان سے پشت لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے - اِس طرح سہارا لے لینا کانگرو کے لئے ضروری امر ہے کیونکہ دشمن پر دونوں پچھلی ٹانگوں کو وہ ایک ساتھہ چلاتا ہے - ایسے وقت پر صرف وہی کتے کام دے سکتے ہیں جن کو اُس کا مقابلہ خاص طور پر سکھایا گیا ہے - جو کتے اس کے حملے کے طریقے سے ناواقف ہوتے ہیں وہ خود اپنی جان دے بیٹھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جہالت سے اُس کے قریب چلے جاتے ہیں اور وہ اُن کو ہاتھوں سے پکڑ کے پچھلے پاؤں کے ناخنوں سے اُن کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہے -

کبھی کبھی کانگرو اپنی حفاظت بڑی تعجب‌خیز فہم و فراست سے کرتا ہے - کسی چشمے یا تالاب میں گھس کے وہ

کھڑا ہو جاتا ہے اور جو کتّا اُس کے پاس پہنچتا اُسی کا سر پکڑ کر پانی میں ملت دو ملت دابے رکھتا ہے اور کتے کا کام تمام ہو جاتا ہے - دوسرے شکاری کتّے اپنے ساتھی کا یہہ انجام دیکھہ کر دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں (۱) -

تعاقب کے وقت ماں اپنے بچوں کو کیسے میں بٹھا کر بھاگتی ہے اور جب اُس کو یہہ محسوس ہوتا ہے کہ کتے قریب آ پہونچے تو بچوں کو یکے بعد دیگرے جھاڑیوں میں بغرض حفاظت ڈالتی جاتی ہے اور تنہا تمام مصائب کا مقابلہ کرتی ہے - کتّے بچّوں کا خیال چھوڑکر صرف اُن کی ماں کے تعاقب میں لگے رہتے ہیں - مادری شفقت بھی کتنی زبردست ہے -

کانگرو بہ آسانی پالا جا سکتا ہے - اُس کا گوشت عمدہ اور چمڑا بہت کارآمد ہوتا ہے - آسٹریلیا کے قدیم غیرمہذب باشندے اُس کا شکار کرنے میں ایک عجیب آلہ استعمال کرتے ہیں - یہہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے جس کو خم دیکر ہلال کی شکل کا بنا لیتے ہیں - اُن لوگوں کے ہنرمند ہاتھوں میں اِس ناچیز لکڑی کے ٹکڑے میں عجیب طاقت آجاتی ہے - یہہ آلہ بومرینگ (Boomerang) کہلاتا ہے - قدیم آسٹریلیا والے اس کو کئی طرح سے چلاتے ہیں - کبھی اُس کو ہوا میں سو سو دو دو سو گز کا ایسا تیز چکّر دیتے ہیں کہ پھر اُنہیں کے ہاتھہ میں واپس آ جاتا ہے - اگر اتفاق سے کانگرو کسی

(1) Gould's "Mammals of Australia."

جھاڑی یا چٹان کے پیچھے ہوتا ہے تو یہہ وحشی بومرینگ کو اس ہوشیاری سے پھینکتے ہیں کہ وہ جھاڑی کے اسی طرف زمین پر گڈا کھاکر جھاڑی کو پار کرتا ہوا کانگرو کے جا لگتا ہے – یہہ چھوٹا سا آلہ کانگرو کو ایسا بیکار کر دیتا ہے کہ وہ حرکت تک سے معذور ہو جاتا ہے –

کانگرو سبزی خوار ہے اور اُس کی زندگی کا سہارا گھاس ہے ' اُس کے چھوٹے چھوٹے گروہ کسی سن‌رسیدہ نر کی سرداری میں رہا کرتے ہیں – نروں میں باہمی جنگ و جدل ہوتی رہتی ہے –

اب تک تحقیقات سے آسٹریلیا – نیوگنی اور وان ڈیمنس لینڈ میں کانگرو کی تقریباً تیس اصناف (Species) کا پتہ چل چکا ہے – ان میں بعض بڑی قسم کے بھیڑ کے برابر اور چھوٹے چوہوں سے بڑے نہیں ہوتے –

بھورا بڑا کانگرو

(Macropus gigantus)

میکروپس نوع کی سب سے مشہور صنف بھورے رنگ کا بڑا کانگرو ہے جو آسٹریلیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے –

مہذب دنیا کو کانگرو کا پتا اسی صنف کے ایک جانور سے چلا تھا اور اُس کا قصّہ دلچسپ ہے – ایک مشہور سیاح کپتان جیمس کُک صاحب سنہ ۱۷۷۰ع میں آسٹریلیا کے نیو ساؤتھ ویلز نامی صوبے میں ایک ندی کے دھانے میں لنگر ڈالے اپنے

جہاز کی مرمت کر رہے تھے - کچھہ ملّاح خشکی پر کبوتر کے شکار کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور اُن کو اتفاق سے ایک بڑا بھورا کانگرو نظر پڑا - واپسی پر اُن ملاحوں نے اُس عجیب و غریب جانور کے حالات سنائے اور سب کے دل میں اُس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا - اتفاق سے سر جوزف بینکس نامی عالم علم حیوانات بھی اُس جہاز پر تشریف‌فرما تھے اور یہہ جانور اُن کی نظر سے بھی گذرا - اُن کے روزنامچے کے شائع کنندہ فرماتے ہیں کہ "سر جے بینکس سے کہا گیا تھا کہ ایک جانور جو تازی کتّے کے برابر اور چوہے کے رنگ کا تھا اور نہایت تیز دوڑتا تھا دیکھا گیا ہے - پھر وہ اُن کی نظر سے بھی گذرا - اُن کو یہہ دیکھہ کر نہایت تعجب ہوا کہ وہ صرف دو ٹانگوں سے دوڑتا تھا اور جربویہ (Jerboa) چوہے کے مانند چھلانگیں مارتا تھا - اِس کے بعد ایک کانگرو جہاز کے افسر گوریم نے مار بھی لیا - اہل یورپ کو کانگرو کا علم اسی جانور کی کھال سے ہوا (۱) -

بھورے بڑے کانگرو کا طول تقریباً پانچ فٹ ، دم نوں فٹ ، اور وزن ڈھائی من تک ہوتا ہے - جسم پر چھوٹے چھوٹے گھنے اونی بال ہوتے ہیں جن کا رنگ بھورا بادامی ہوتا ہے - جنگلوں اور میدانوں میں اُن کے بےشمار گروہ نظر آتے تھے لیکن اب ان کی تعداد کمی پر ہے -

---

(1) Journal of Rt. Hon'ble Sir Joseph Banks, edited by S. J. Hooker.

اُس کا گوشت خوش ذایقہ نہیں ہوتا لیکن قدیم اہل آسٹریلیا اس کو بڑی رغبت سے کھاتے ہیں - وہ لوگ اِس کو "کورا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - یہہ جانور پانی میں بھی بڑی صفائی سے تیرتا ہے -

اس کی ایک صنف تاسمانیہ میں بھی پائی جاتی ہے -

بڑا سرخ کانگرو

(Macropus rufus)

میکروپس نوع میں سرخ کانگرو قد میں سب سے بڑا ہوتا ہے - اُس کا طول ساڑھے پانچ فٹ اور دم ساڑھے تین فٹ تک ہوتی ہے - نر کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے جو اُس کے جائے قیام سے ہمرنگ ہے - یہہ کانگرو وسط آسٹریلیا میں ملتا ہے اور ایک نر کے ہمراہ کئی مادہ رہتی ہیں -

وَلّا رو

(Macropus fasciatus)

یہہ پہاڑوں پر اور پتھریلے مقاموں میں ملتا ہے - اِن کی دم گاؤدم نہیں بلکہ اوپر سے نیچے تک ایک سی ہوتی ہے - یہہ جانور غاروں اور کھوؤں میں رہا کرتا ہے اور دوسری قسموں کی طرح سیدھا نہیں ہوتا - گولڈز تحریر کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اس جانور کو ایسے مقاموں میں پایا ہے جہاں کوسوں پانی کا پتا نہیں ہوتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرصے تک بلا پانی کے رہ سکتا ہوگا -

ڈینڈرولیگس

(Dendrolagus)

اِس نوع کی بڑی کئی اصناف ہیں - یہہ درختوں پر رہنے والے کانگرو ہیں اور شاخوں پر بڑی تیزی سے اچھلتے کودتے ہیں -

درختوں پر بود و باش رکھنے کے باعث اُن کی ٹانگوں میں تغیر ہو گیا ہے اور اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں اُس درجے کا فرق نہیں ہوتا جیسا کہ زمین کے رہنے والے کانگرو میں پایا جاتا ہے اور نہ اگلی ٹانگیں اُتنی کمزور ہوتی ہیں -

یہہ نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور صرف گھنے جنگلوں میں رہتے ہیں -

چوہے کانگرو

(Potoroos)

اس نوع کی تقریباً دس اصناف ہیں جو چھوٹے خرگوش کے برابر ہوتی ہیں اور آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں پائی جاتی ہیں - گھاس پھوس پر اِن کا گذر ہے - چوہے کانگرو اگلے پنجوں سے جڑیں بھی کھود لیتے ہیں -

معمولی چوہے کانگرو

(Potoroos tridactylus)

اس صنف کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں میں کم فرق

ہوتا ہے - یہہ درختوں کے نیچے گھاس کا گھونسلا بنا لیتے ہیں اور دن میں اُنہیں میں وقت گذارتے ہیں - یہہ کانگرو چاروں پاؤں سے سرپٹ دوڑا کرتے ہیں -

بےتانجیا

(Potoroos bettongia)

چوہے کانگرو کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اِن میں ایک خاص خصوصیت یہہ ہے کہ دم میں قوت گرفت ہوتی ہے اور وہ ہاتھہ کی طرح کام دیتی ہے ' چنانچہ دم ہی سے پکڑ کر وہ گھاس اُکھاڑ لیتا ہے اور منھہ تک لے جاتا ہے -

ڈیسیوریڈے

یعنی

کیسہ‌دار گوشت خوار جانور

(The Dasyuridæ)

ہمارے یہاں کے گوشت‌خوار جانوروں کے بجائے آسٹریلیا میں ڈیسیوریڈے جماعت کے جانور ہیں – یہہ آسٹریلیا کے علاوہ نیوگنی اور تاسمانیہ کے جزیروں میں بھی پائے جاتے ہیں – اُن کے اگلے پنجوں میں پانچ پانچ اور پچھلے میں چار چار ناخون ہوتے ہیں – اوپری جبڑے میں ہر دو جانب چار اور نیچے والے میں تین کاٹنے والے چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے ہیں – ڈاڑھوں اور دودھہ ڈاڑھوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے –

اِس جماعت میں مندرجہ ذیل نوعیں ہیں :-

(۱) ڈیسیورس (Dasyurus)

(۲) تھائی لے سینس (Thylacenus)

(۳) فیس‌کوگیل (Phascogale)

(۴) میرمی کوب (Myremecobe)

ڈیسیورس

اس نوع کے جانوروں کو آسٹریلیا کی بلّیاں سمجھنا چاہئے – جماعت بلی کی جنس کی طرح یہہ بھی پکے گوشت‌خوار ہیں اور

چھوٹے چھوٹے جانوروں کو مارتے اور کھاتے ہیں - یہہ مچھلیاں بھی کھاتے ہیں - دن میں درختوں کے کھوکھلوں یا چٹّانوں میں پوشیدہ رہتے ہیں صرف رات میں باہر نکلتے ہیں -

شیطان تاسمانیہ

(Dasyurus ursinus, or The Tasmanian Devil.)

نوع ڈیسیورس کی یہہ ایک مشہور صنف ہے جس کو اُس کی خوفناک خصلتوں کے باعث شیطان کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اس کی شکل اور صورت کچھہ کچھہ بھالو کی طرح ہوتی ہے اور قد و قامت بجّو کے مانند - بالوں کا رنگ سیاہ مگر بعض کے جسم پر سفید گل بھی ہوتے ہیں -

اس خوں‌خوار جانور کی کھوپڑی اور چہرہ اتنا چوڑا ہوتا ہے کہ اُس کی شکل نہایت بھیانک معلوم ہوتی ہے -

آسٹریلیا میں اُون کا بڑا کار و بار ہے اور کاشتکار بھیڑوں کے بےشمار گلے رکھتے ہیں - یہہ شیطان بھیڑوں کا بڑا دشمن ہے - اسی لئے آسٹریلیا کے کاشتکار بھی حتی‌المقدور اس مضرت رساں جانور کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے -

تھائی لے سینس

(Thylacenus)

یہہ ایک مشہور جانور ہے جو " آسٹریلیا کے باگھہ " کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - وہ نہایت بدشکل اور لاغر کتّے

کی طرح ہوتا ہے - جسم کے پچھلے حصے پر جلد سیاہ دھاریاں ہونے کی وجہ سے عوام‌الناس اُس کو باگھہ کہتے ہیں - پالو جانوروں کا یہہ بھی خون کرتا ہے -

---

فیس‌کوگیل

(Phascogale)

اس نوع کے جانور قد میں بڑے چوہے کے برابر ہوتے ہیں - اس کی اکثر اصناف (Species) آسٹریلیا اور اُس کے قرب و جوار کے جزیروں میں پائی جاتی ہیں - یہہ سب کرم‌خوار ہیں اور اُن کے دانتوں کی ساخت کرم‌خوار جانوروں کی طرح ہوتی ہے - کیلے چھوٹے چھوٹے اور ڈاڑھوں پر کُھلکیاں ہوتی ہیں - ان میں بعض درختوں پر رہتے ہیں اور بعض زمین پر -

---

مرمی‌کوب

(Myrmecobe)

جس طرح آسٹریلیا کے فیس‌کوگیل ہمارے چوہوں کے مانند ہیں اسی طرح مرمی‌کوب یہاں کی گلہری کی طرح ہوتے ہیں - اِن کے جبڑوں میں دانتوں کی تعداد ۵۴ تک ہوتی ہے :-

کاٹنے والے دانت $\frac{۴-۴}{۳-۳}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ دودھہ ڈاڑھیں - $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۵-۵}{۵-۵}$ یا $\frac{۶-۶}{۶-۶}$ = ۵۰ یا ۵۴ -

چیونٹیخوار مرمی کوب

(Myrmecobe fasciatus)

یہہ آسٹریلیا کے مغرب اور جنوب میں ہوتا ہے - رنگ کتھئی اور پیٹھہ پر چوڑی چوڑی سفید دھاریاں ہوتی ہیں - اس کا جسم اور دم گلہری کی طرح ہوتا ہے - زبان نہایت لمبی اور گوشت بڑھہ سکتی ہے اور اُس سے وہ سیکڑوں چیونٹیوں کو فوراً غذا بنا لیتا ہے -

اگرچہ یہہ کیسہ‌دار جانور ہے تاہم مادہ کے پیٹ پر تھیلی نہیں ہوتی - لیکن اُس کے بھی بچّوں کی پرورش کیسہ‌دار جانوروں ہی کی طرح ہوتی ہے - چیونٹیخوار درختوں پر کبھی نہیں چڑھتا -

---

پرامی لیڈے

(Peramelidæ)

یہہ ہمارے یہاں کے خرگوشوں کے مانند ہیں - جماعت میں خاص نوع پرامیلیز (Perameles) ہے - آسٹریلیا میں عوام اُن کو بیلنڈی‌کوٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اُن کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں خرگوش کی طرح فرق نہیں ہوتا - کان لمبے لمبے خرگوش کی طرح ہوتے ہیں - جسم کا طول تقریباً چودہ انچ اور دم چھہ انچ ہوتی ہے - پنجوں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جن سے بیلنڈی‌کوٹ زمین کھود

لیتے ہیں یا کبھی کسی غار میں پتوں وغیرہ میں چھپے رہتے ہیں - آہٹ ہوتے ہی خرگوش کی طرح جھاڑیوں سے نکل نکل کر بھاگتے ہیں -

اُن کی خوراک گھاس ' جڑیں ' کیڑے مکوڑے وغیرہ ہیں -

مادہ کے پیٹ پر کیسہ ہوتا ہے جس کا مُنھہ دم کی طرف ہوتا ہے - اس نوع کی ایک مشہور صنف چھوٹی ناک کا بیلڈی‌کوٹ کہلاتا ہے (Perameles obesula) - یہہ آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں ملتا ہے - کاشتکاروں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے -

جماعت ڈائی ڈیل فیڈے

(Didelphidæ)

کیسہ‌دار طبقے میں صرف یہی جماعت ہے جس کے جانور آسٹریلیا سے باہر ملتے ہیں - یہہ جنوبی امریکہ میں اور شمالی امریکہ کے جنوبی حصے میں پائے جاتے ہیں - عوام ان کو آپوسم کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

آپوسم کا جسم بلّی کی طرح ہوتا ہے لیکن بعض بعض قد و قامت میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں - اُس کی دم نہایت مفید ہے کیونکہ اُس میں قوت گرفت ہوتی ہے - اُس کو وہ شاخ میں لپیٹ کر لٹک جاتا ہے اور مادہ جب ایک درخت سے دوسرے پر کودتی ہے تو دم سے بچّے کو پکڑ کر پیٹھہ پر بیٹھا لیتی ہے - وہ اپنے پچھلے پیروں کے انگوٹھے کو انگلیوں

سے مل سکتا ہے - ان پر ناخن نہیں ہوتے - اگلے پاؤں کے انگوٹھوں پر ناخن ہوتے ہیں مگر وہ انگلیوں سے مل نہیں سکتے -

آپوسم گوشت‌خوار ہے اور عموماً اُس کی خوراک پرند ، انڈے اور کیڑے مکوڑے ہیں -

اس کے بچّے بہت ہوتے ہیں ، ایک بار اس کے دس سے پندرہ تک بچّے ہوتے ہیں ، بعض نوع کی مادہ کے شکم پر کیسہ ہوتا ہے اور بعض کے نہیں - اس کا گوشت سفید ہوتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے -

آپوسم کو جب غصّہ آتا ہے تو اُس کے جسم سے بدبو نکلنے لگتی ہے - وہ بڑا سخت جان ہے - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہڈی پسلی چور ہونے پر بھی بھاگ اُٹھتا ہے -

---

ورجینیا کا آپوسم

(Didelphys Virgiana)

اس مشہور نوع کے جانور ورجینیا ریاست کے قصبوں اور اور بستیوں میں ملتے ہیں - مکانوں کی چھتوں پر اور موریوں میں چھپا رہتا ہے اور مرغیوں کا بڑا دشمن ہے -

ان کے بچّے ماں کے رحم میں صرف دو ہفتہ رہتے ہیں پھر کیسہ میں پرورش پاتے ہیں - اُن کے کم سے کم چھہ اور زیادہ سے زیادہ بارہ بچّے تک ایک دفعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

جماعت فلین جر

(Philangastidæ)

یہہ ہمارے یہاں کی اُڑنے والی گلہریوں کی طرح ہوتے ہیں - اس جماعت کے اکثر جانوروں میں یہہ خصوصیت ہے کہ جسم کے دونوں طرف کھال لٹکی ہوتی ہے اور پیڑ پر سے چھلانگ بھر کے وہ ان کھالوں کے ذریعہ سے ہوا میں تیرتے ہوئے بہت دور تک جا سکتے ہیں - سر چوڑا اور چپٹا اور دم لمبی ہوتی ہے - ان میں اکثر میوہ اور سبزی کھانے والے ہیں مگر بعض کرم‌خوار بھی ہیں -

اس جماعت کے انواع آسٹریلیا ، ٹاسمانیہ اور نیوگنی میں پائے جاتے ہیں -

---

لومڑی فلین جر

(Phalangista Vulpecula)

اس نوع کے جانور آسٹریلیا میں ہر جگہ ہوتے ہیں - جسم کی ساخت اور قد و قامت میں لومڑی کی طرح ہوتا ہے - رنگ بھورا ، کان سفید ، دُم سیاہ اور جسم پر گھنے اُونی بال ہوتے ہیں - یہہ دن میں درختوں پر پوشیدہ رہتے ہیں - رات میں باہر نکل کر ملائم پتّیاں اور پھل کھایا کرتے ہیں - کھال کی غرض سے یہہ بہت شکار کئے جاتے ہیں - دم کو وہ درخت کی شاخ میں ایسا لپیٹ لیتا ہے کہ بعض

اوقات مر جانے پر بھی ویسا ھی لٹکا رھتا ھے - آسٹریلیا کے
جنگلی کتے اُس کے بڑے دشمن ھیں اور اگر کبھی زمین پر
نظر آیا تو اُس کی زندگی دشوار ھو جاتی ھے -

کوالا

(The Koala, or Phascolarctes cinereus)

اس کو آسٹریلیا کا بھالو بھی کہتے ھیں کیونکہ اس کا
جسم بڑے بڑے بھورے بالوں سے ڈھکا ھوتا ھے - موٹا ہے اور
بالوں کی وجہ سے وہ واقعی چھوٹا سا بھالو معلوم ھوتا ھے -
جسم کا طول تقریباً دو فٹ ' کان بہت بڑے اور دم قطعی
نہیں ھوتی - اگلے پاؤں کی دو اندر کی طرف انگلیاں ایک
جھلی میں ملتی ھوتی ھیں اور خم دئے جانے پر وہ اور انگلیوں
سے ملائی جا سکتی ھیں - یہی وجہ ھے کہ وہ شاخوں کو بڑی
مضبوطی سے پکڑ سکتا ھے -

دانتوں کی تفصیل حسب ذیل -

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۱-۱}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۰۰۰}$ دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$

ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴} = ۳۰$ -

کوالا بڑا بھولا اور سیدھا جانور ھے - کسی کو ایذارسانی
تو درکنار اپنی ھی حفاظت کے لئے وہ عقل اور ھمت نہیں
رکھتا - پست ھمتی کا یہہ حال ھے کہ وہ دشمن کے سامنے

سے بھاگ جانے کی بھی کوشش نہیں کرتا - لیکن ہوتا نہایت سخت‌جان ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ گولیوں سے جسم چھلنی ہو جانے پر بھی وہ نہیں مرتا -

کوالا بھی درختوں‌ہی پر رہتا ہے - درختوں کے جانوروں میں دم نہ ہونا خلاف معمول ہے -

کوالا صرف مشرقی آسٹریلیا میں ہوتا ہے -

فیس کولومائڈے

(Phascolomydæ)

اس جماعت کے جانور بھی چھوٹے چھوٹے بھالو کی طرح ہوتے ہیں - ٹانگیں چھوٹی لیکن موٹی اور اگلے پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جن پر لمبے مضبوط اور خم‌دار ناخن ہوتے ہیں - پچھلے پاؤں کے انگوٹھے بہت چھوٹے اور ان پر ناخن ہوتے ہیں - انگوٹھوں کے بعد تین انگلیاں ایک جھلی میں ملتی ہوتی ہیں - دم بہت مختصر ہوتی ہے -

دانتوں کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سبزی خور ہیں :—

کاٹنے والے دانت $\frac{1-1}{1-1}$ - کیلے $\frac{-\,-}{-\,-}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{1-1}{1-1}$ ڈاڑھیں $\frac{4-4}{4-4}$

اس جماعت میں صرف ایک نوع فیس‌کولومس کی ہے جس کی کئی اصناف ہیں - فیس‌کولومس کو عوام وامبٹ (Wombat) کہتے ہیں -

معمولی وامبت

(Phascolomys Mitchelli)

یہہ جانور آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں ملتا ہے - بالوں کا رنگ بعض میں سیاہ اور بعض میں زرد ہوتا ہے - بال نہایت موٹے اور کھرکھرے ہوتے ہیں -

وامبت کی چال ڈھال بھالو کی طرح بھدی اور لڑکھڑاتی ہوئی ہوتی ہے - وہ بھالو ہی کی طرح پورا تلوا زمین پر رکھتا ہے - پنجوں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت کارآمد ہوتے ہیں -

وامبت زمین کے اندر بلوں میں رہتا ہے اور درختوں پر کبھی نہیں چڑھتا - عادت کا سیدھا اور بزدل ہوتا ہے - روشنی میں باہر نہیں نکلتا - اُس کے جسم کا طول تقریباً تین فٹ ہوتا ہے -

طبقۂ ستےشیا

پہلی

گوشت خوار دریائی شیر خوار حیوان

(Order of Cetacea)

ستےشیا طبقے میں وھیل اور اُس کے ھمشکل دریائی دودھ پلانےوالے حیوان ھیں - یہہ سب گوشت‌خوار ھیں -

هم اکثر وھیل کو وھیل‌مچھلی کہا کرتے ھیں - وجہ یہہ ھے کہ اول تو وہ دریائی جانور ھے اور دوسرے وھیل وغیرہ کی ظاھری بناوٹ مچھلی کی طرح ھوتی ھے - لیکن دونوں میں بڑا فرق ھے - ستے شیا طبقے کے جانور شیرخوار ھیں - اُن کے بچوں کی پرورش تھنوں سے ھوتی ھے - مچھلی شیرخوار نہیں ھے - اِس کے علاوہ وھیل وغیرہ اور مچھلی کی اندرونی ساخت میں بھی فرق ھوتا ھے - ستےشیا جانوروں کو تھوڑے تھوڑے عرصے پر سانس لینے کی غرض سے پانی کی سطح پر آنا پڑتا ھے بخلاف مچھلی کے کہ قدرت نے اُن کو ایک ایسا عضو سانس لینے کے لئے عطا کیا ھے کہ وہ پانی کے اندر ھی آکسیجن گیس کو جس پر زندگی کا دار و مدار ھے کھینچ لیتی ھے - غرض کہ یہہ خیال بالکل غلط ھے کہ وھیل اور اس کے ھمشکل جانور مچھلی ھیں -

اس طبقے کے اکثر حیوان دنیا کے تمام جانوروں سے جسیم

هیں - اُن کا سر بڑا اور مچھلی کے مانند ، آنکھ نہایت چھوٹی اور جلد پر بال نہیں ہوتے ، اگلی ٹانگیں ڈانڑوں کی طرح ہوتی هیں ، تیرنے میں وہ اپنی دم سے امداد لیتے هیں ، چونکہ پچھلی ٹانگوں سے کوئی فائدہ نہ تھا اور اُن سے کام نہ لیا گیا اس لئے وہ آخرکار فنا هو گئیں - اُن کی جگہ گوشت کے اندر هڈیاں ملتی هیں جن سے ظاهر هوتا هے کہ کسی زمانے میں ان کے پچھلی ٹانگیں هوا کرتی تھیں -

اس طبقے کے بعض جانوروں کی ریڑھ کے دونوں جانب اور هر دو پسلیوں کے درمیان کچھ خانے هوتے هیں جو تازہ خون سے لبریز رهتے هیں اور اس خون کی اکسیجن گیس اُن کو پانی میں غوطہ لگانے پر دیر تک زندہ رکھ سکتی هے -

ستیشیا جانوروں کی قوت شامہ تیز نہیں هوتی لیکن قوت سامعہ اچھی هوتی هے - اُن کے ملھہ میں یا تو دانت هوتے هی نہیں اور اگر هوتے هیں تو سب ایک هی شکل کے - بعض کی پشت پر سنّے هوتے هیں لیکن وہ ریڑھ سے غیرمتعلق هوتے هیں اور ان میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں هوتی - مادہ کے دو تھن هوتے هیں جن میں اکثر ایسے پٹھے هوتے هیں کہ ماں اُن کی امداد سے بچوں کے ملھہ میں خود دودھ پہنچا سکتی هے -

یہہ طبقہ تین جماعتوں میں منقسم هوتا هے -

(۱) بالینڈے - (Balænidæ)

(۲) فسٹیرایڈے - (Physteridæ)

(۳) ڈیلفی نیڈے - (Delphinidæ)

جماعت بالینڈے

(The Balænidæ)

اس جماعت میں کئی قسم کے وھیل ہوتے ھیں جو دنیا میں سب سے بڑے جانور ھیں - اُن کے سر بڑے اور دانت نہیں ہوتے - تالو سے بہت سی ھڈیاں لٹکی رھتی ھیں جن کو "بالین" کہتے ھیں - اِن کا مفصل حال آگے بیان کیا جائے گا -

اگرچہ اس جماعت کے کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے تاهم اُن کے بچوں کے مسوڑھوں کے اندر جب وہ ماں کے رحم میں ہوتے ھیں ننھے دانت ہوتے ھیں لیکن یہہ دانت مسوڑھوں کو پھاڑ کر باھر کبھی نہیں نکلتے بلکہ کچھہ عرصے میں اندر ھی اندر فنا ہو جاتے ھیں - اس سے ثابت ہوتا ھے کہ کسی زمانے میں اُن کے دانت ہوتے تھے - علم حیوانات کا یہہ طے شدہ مسئلہ ھے کہ ھر جانور کی ساخت کی وہ خصوصیت جو تغیر اور ارتقا کی وجہ سے اب فنا ہو گئی ھے اُس کی زندگی میں کسی نہ کسی وقت ضرور ظہور میں آ جاتی ھے (Law of Recapitulation) - جماعت بالینڈے میں دو نوعیں ھیں -

(۱) بالینا (Balæna)

(۲) بالینوپٹیرا (Balænoptera)

وھیل

(The Whale)

برٹش عجائب گھر کے ڈاکٹر گرے نے نوع بالینا میں چار اصناف مانی ھیں اور اُن میں سب سے مشہور "گرین لینڈ کا وھیل" ھے - اس صنف کا مفصل بیان حسب ذیل ھے -

گرین لینڈ کا وھیل

(Balæna mysticetus)

یہہ بحر ظلمات میں اور بحرالکاہل کے شمالی حصوں میں ملتا ھے - گو سٹیشیا کے طبقے میں یہہ سب سے بڑا جانور نہیں ھے پھر بھی بڑا جسیم ھے - اُس کا طول عموماً ساٹھہ فٹ سے اسی فٹ تک ھوتا ھے - اگر جسم کے طول سے ناظرین کو اُس کے قد و قامت کا اندازہ نہ ھو سکے تو اُس کے وزن پر غور کریں کہ تقریباً ڈیڑھہ سو ٹن یعنی چار ھزار دو سو من ھوتا ھے اور بعض بعض کا اس سے بھی زیادہ - بلا دیکھے ایسے قدآور جانور کا اندازہ کرنا دشوار ھے - وزن جانچنے کی غرض سے اگر میزان کے ایک پلڑے میں وھیل رکھی جائے تو اُس کے مقابل ڈیڑھہ ڈیڑھہ من کے دو ھزار چھہ سو چھیاسٹھہ آدمی ھم‌پلہ ھو سکیں گے -

وھیل جیسے عظیم‌الجثہ جانور کو خشکی پر رھنا نہایت دشوار تھا اس لئے کہ جسم کے مناسب اُس کی ٹانگوں کا ھونا بھی لازمی تھا جو خشکی کے لاکھوں جانوروں اور کیڑوں

کی پامالی اور بربادی کا باعث ہوتیں - قدرت نے اِس لئے اُس کو پانی کی برد و باش عطا فرمائی - فطرتاً وھیل کھلاڑی طبیعت کا ہوتا ہے اور گھنٹوں تک پانی میں کھیل کود کیا کرتا ہے - وہ ایک چھوٹی مچھلی کی طرح آسانی سے کبھی تیرتا کبھی غوطہ لگاتا اور پھر سطح پر آتا ہے -

اکثر مقاموں میں سمندر کی گہرائی ایک میل یا اِس سے بھی زائد ہوتی ہے اور وھیل تھیلتا کودتا پانی کی تہہ میں پہنچ جاتا ہے - ذرا اندازہ کیجئے کہ ایک میل کی گہرائی میں وھیل کے جسم پر پانی کا کتنا وزن ہوتا ہے -

ایک مکعب فٹ پانی کے وزن سے پتا چلتا ہے کہ وھیل کے تمام جسم پر ایک میل کی گہرائی میں دو لاکھ گیارہ ہزار دو سو ٹن کا وزن ہوتا ہے - ایک ٹن تقریباً ۲۸ من کے برابر ہے اس لئے وھیل کے جسم پر تقریباً ساٹھ لاکھ من پانی کا دباؤ پڑتا ہے اور فی مربع فٹ پر ایک سو سینتیس ٹن یعنی تین ہزار آٹھ سو چھتیس من کا وزن ہوتا ہے -

بظاہر پانی کے اتنے وزن سے وھیل کی ہڈیاں تک چور چور ہو جانی چاہئے لیکن وھیل کو قدرت نے آبی زندگی کے لئے مکمل طور سے تیار کر دیا ہے - اس کے جسم کی اکثر ہڈیاں بلدشوں میں ڈھیلی اور جوڑوں پر لچکدار اور نرم (Cartilaginous) ہوتی ہیں - لہٰذا پانی کے دباؤ سے وہ لچک جاتی ہیں ٹوٹتی نہیں - علاوہ اِس کے اُس کے تمام

جسم پر پندرہ بیس انچ دبیز چربی کی تہہ چڑھی ہوتی ہے جو کمانیوں کا کام دیتی ہے اور اُس کے جسم کو محفوظ رکھتی ہے -

وھیل کا سر جسم کے پورے ایک تہائی حصے میں ہوتا ہے - دنیا کے تمام جانوروں میں وھیل کا منھہ سب سے بڑا ہے - جبڑے کی لمبائی تقریباً سولہ فٹ اور چوڑائی سات فٹ ہوتی ہے - جب وہ اپنے منھہ کو کھولتا ہے تو زبان اور تالو کے درمیان بارہ فٹ کا فاصلہ ہوتا ہے - اُس کے منھہ میں ایک خاصی کشتی معہ ملاحوں کے بہ آسانی داخل ہو سکتی ہے اور منھہ کے اندر دو قدآور آدمی تلے اوپر کھڑے ہو سکتے ہیں -

زبان کا طول تقریباً آٹھہ گز ہوتا ہے - زبان کی جسامت اور وزن کا اندازہ ناظرین مندرجہ ذیل واقعہ سے کر سکیں گے - ایک وھیل دریائے ٹیمس میں پکڑا گیا - کچھہ دن وہ کنارے پر پڑا رہا اور گرمی کی وجہ سے اُس کی زبان پھول گئی - ایک صاحب کو وھیل کے منھہ کے اندر جاکر اُس کا نظارہ دیکھنے کا شوق ہوا - بلیوں کے ذریعہ اُس کا منھہ کھول کر حضرت اندر داخل ہوئے تو زبان میں اُن کے پاؤں دلدل کی طرح پیوست ہونے لگے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوا کہ اُن کی قبر اسی میں بنےگی - تب باہر سے ایک اور بلی ڈالی گئی جس کو اُنہوں نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور باہر کھینچ لئے گئے -

وھیل کی قوت سامعہ تیز ہوتی ہے - اگرچہ اُس کے کان

باہر نہیں ہوتے پھر بھی وہ پانی کے اندر آواز بڑی خوبی سے
سن سکتا ہے - اگر کان بنائے جاتے تو ضرور تھا کہ اُس کے
جسم کے مناسب کئی گز کے ہوتے اور تیرنے میں حارج ہوتے -
قدرت نے اُس کے ہر عضو کی ساخت ایسی صنعت اور کاریگری
سے کی ہے کہ وہ پانی میں آرام سے زندگی بسر کر سکے -

سر کے اوپری حصے میں اُس کی ناک کے سوراخ ہوتے ہیں -
نتھنوں کا اِس جگہ ہونا وھیل کے لئے نہایت مفید ہے کیونکہ
سانس لیتے وقت اُس کو جسم کا کوئی اور حصہ پانی سے
باہر نہیں نکالنا پڑتا -

وھیل کے سانس لینے کا نظارہ قابل دید ہے - جوں
ہی وہ پانی کی سطح پر آتا ہے تو گرداب سا پڑ جاتا ہے -
اور دونو نتھنوں سے کئی گز بلند سفید دھاریں نکلنے لگتی
ہیں - سانس کو وہ ایسی تیزی سے نکالتا ہے کہ سیٹی کی
طرح آواز پیدا ہوتی - اور بہت فاصلے تک سنائی دیتی ہے
اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن دھاروں میں جو اس کی
ناک سے نکلتی ہیں پانی ہوتا ہے جو اُس کے شکم میں
غوطہ لگانے پر بھر جاتا ہے - یہہ خیال غلط ہے - اصل یہہ
ہے کہ پھیپھڑے کی فاسد ہوا کے ساتھہ پانی کی بھاپ ہوتی
ہے جو سردی کی وجہ سے منجمد ہو جاتی ہے اور یہہ محسوس
ہونے لگتا ہے گویا پانی کی دھاریں نکل رہی ہیں -

سطح پر آکر آٹھہ یا دس منٹ تک وہ پھیپھڑوں میں
بار بار صاف اور تازہ ہوا بھرتا اور نکالتا ہے پھر غوطہ لگا جاتا

ہے اور دس بیس منٹ تک پھر اس کو سانس لینے کی ضرورت نہیں ہوتی - لیکن ایسے واقعات بھی دیکھے گئے ہیں کہ زخمی ہو جانے پر وھیل تقریباً ایک گھنٹے تک بغیر سانس لئے پانی کے اندر ہی رہا - اتنے عرصے تک بلا سانس لئے وہ پانی کے اندر کس طرح رہ سکتا ہے؟ کوئی دودھ پینے والا جانور پانی کے اندر اتنے عرصے تک نہیں رہ سکتا - حسب بیان سابق اس کے خون کے دو حصے ہوتے ہیں - ایک جسم میں دورہ کرتا رہتا ہے اور دوسرا پسلیوں کے خانوں میں بھرا رہتا ہے - جب پہلا غلیظ ہو جاتا ہے تو دوسرا حصہ اس کو زندہ رکھتا ہے -

آبی جانوروں کو ٹانگوں کا کام نہیں پڑتا اس لئے وھیل کے بھی اب ٹانگیں نہیں رہیں - بلکہ اگلے حصے میں دو چھوٹے چھوٹے عضو ہوتے ہیں جو کشتی کے دانڈوں کا کام دیتے ہیں - اگرچہ اُن میں انگلیاں نہیں ہوتیں پھر بھی ہاتھ اور بازو کی ساری ہڈیاں پٹھے نسیں وغیرہ موجود ہوتی ہیں - ماہران فن کا خیال ہے کہ وھیل کسی زمانے میں بڑا چرپایہ تھا اور اُس کا جسم بالوں سے ڈھکا رہتا تھا - اس وقت وہ کلیتا آبی جانور نہ تھا بلکہ خشکی پر بھی گذر اوقات کرتا تھا - امریکہ میں اکثر جگہ اب بھی وھیلوں کے ڈھانچے گڑے ہوئے ملتے ہیں اور اتنی کثرت سے کہ کاشتکار اُن کو اُکھیڑ کر کھیتوں کے باڑے بنانے کے کام میں لاتے ہیں - انگلینڈ کے جنوبی ساحل پر ایک مرتبہ ایک پہاڑی کی چوٹی طوفان میں گر گئی

تو اس کے نیچے ایک نو فٹ لمبی ہڈی گڑی ملی - جانچ کئے جانے پر معلوم ہوا کہ وہ کسی وھیل کی ہڈی تھی جو ستر فٹ سے زاید لمبا ہوگا اور جس کو مرے ہزارہا سال گذر چکے ہونگے -

وھیل کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں - گائے بیل کی آنکھوں سے بڑی نہیں ہوتیں اور اُن کی جگہ بھی معمول کے خلاف ہوتی ہے یعنی سر کی گولائی کے پیچھے دونوں جبڑوں کے جوڑ کے قریب وہ اس طرح چھپی ہوتی ہیں کہ تلاش کئے جانے پر بھی بدقت نظر آتی ہیں - آنکھوں کے اوپر سر کی گولائی دیوار کی طرح حائل ہو جاتی ہے اور ہر آنکھ کو ایک ہی جانب کا نظارہ ملتا ہے -

وھیل کی دم نہایت کار آمد ہوتی ہے - یہ مچھلوں کی دم کی طرح کھڑی نہیں بلکہ آڑی ہوتی ہے - اس کا طول تقریباً اٹھارہ فٹ ہوتا ہے - تیرتے وقت وہ اپنی دم کو نصف دائرے میں پہلے ایک جانب پھر دوسری جانب گھماتا ہے اور وہ پانی کو بالکل اسی طرح پھاڑتی ہے جیسے کہ جہاز کا پنکھا - اور جب وہ غوطہ لگا کر چڑھتا ہے یا تہہ سے اوپر کی طرف آنا چاہتا ہے تو دم کو اوپر نیچے چلاتا ہے اور کتنی ہی گہرائی پر وہ کیوں نہ ہو صرف دو چار مرتبہ دم کی تحریک سے اوپر آ جاتا ہے - وھیل کے اس بڑے عضو میں طاقت بھی بے انتہا ہوتی ہے - کسی کا مقولہ ہے کہ تمام حیوانات میں یہی عضو سب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور

ہیں یعنی شہر کا پلجھ ، زرافہ کا کُھر اور وھیل کی دُم -

وھیل کے شکار میں سب سے زیادہ خوف اس کی دم سے ہوتا ہے کیونکہ موقع مل جانے پر وہ کشتی کو معہ ملاحوں کے اپنی دم سے دھکا دیکر گزوں اونچا اُچھال دیتا ہے -

اُس کی موتی کھال بہت چکنی رہتی ہے اور اس لئے اُس کو تیرنے میں آسانی ہوتی ہے - کھال کا رنگ جسم کے اوپری حصے پر سیاہ چمکتا ہوا اور نیچے بھورا ہوتا ہے - جلد پر بال نہیں ہوتے -

جلد کے نیچے ایک دبیز تہہ چربی کی ہوتی ہے جو بعض جگہ چوبیس انچ تک ہوتی ہے - گرین لینڈ وھیل کے جسم سے تقریباً پندرہ تن یعنی چار سو بیس من چربی نکلتی ہے اور بعض میں اس سے بھی زائد - چربی کی تہہ وھیل کے لئے نہایت مفید ہے - وہ اُس کو سرد پانی میں گرم رکھتی ہے - پانی کے وزن سے جسم کو نقصان نہیں پہنچنے دیتی اور جسم کو تیرنے کے لئے نہایت ہلکا بنا دیتی ہے -

وھیل کے منھ میں کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے بلکہ اُس کے تالو سے صدھا گاؤدم ہڈی کی پٹریاں سی لٹکی رہتی ہیں جو " وھیل بون " (Whale-bone) کے نام سے مشہور ہیں - یہ پٹریاں تالو کی طرف سخت اور موٹی ہوتی ہیں اور رفتہ رفتہ گاؤدم ہوتی جاتی ہیں - اُن کے ایک کنارے پر بالوں کی سی جھالر ہوتی ہے ، تالو کے دونوں

جانب اِن کی ایک قطار اور تعداد تقریباً چار سو ہوتی ہے - اِن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تن یعنی پچاس من ہوتا ہے - یہہ پتریاں بہت کام کی ہیں اور ایک وہیل کی پتریاں تین چار ہزار روپیہ میں فروخت ہوتی ہیں -

غور طلب امر یہہ ہے کہ قدرت نے وہیل کو یہہ پتریاں کس غرض سے عطا کی ہیں - اِس سوال کو حل کرنے سے پہلے یہہ ضروری ہے کہ اس امر پر توجہ کی جاے کہ اُس کی غذا کیا ہے اور کس طرح دستیاب ہوتی ہے -

حیوانی اجسام اور اعضاء کا مطالعہ کرنے سے ہم کو صدہا عجائبات کا علم حاصل ہوتا ہے لیکن ان تمام عجائبات میں شاید ہی کوئی مثال اِس سے عجیب نظر سے گزرے کہ وہیل کے منہہ کے وسیع غار کے اندر جس میں کہ ایک کشتی بہ آسانی داخل ہوسکتی ہے گلے کا سوراخ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ اُس میں انسان کی مٹھی بھی نہیں داخل ہو سکتی اور وہ راستہ جس سے شکم میں غذا پہنچتی ہے اس سے بھی زیادہ تنگ ہوتا ہے -

اگرچہ سمندروں کے ہزاروں بڑے قسم کے جانوروں سے وہیل غذا حاصل کر سکتا تھا لیکن گلے کی تنگی اور دانت نہ ہونے کی وجہ سے وہ سب اُس کے کسی مطلب کے نہیں - لہذا وہیل کو مجبوراً سمندر کے نہایت چھوٹے چھوٹے جانوروں پر زندگی بسر کرنی ہوتی ہے - اُس کی خاص غذا ایک قسم کے چھوٹے گھونگے ہیں جو سائنس میں کلایو بوریالس (Clio borealis) کے

نام سے موسوم کئے جاتے ھیں ' اِن کا جسم صرف سوا انچ لمبا ھوتا ھے ' ظاھر ھے کہ اگر قدرت کسی خاص حکمت سے کام نہ لیتی تو ایسے چھوٹے ناچیز گھونگوں سے وھیل اپنی شکم پری ھرگز نہ کر پاتا اور بھوکا مرتا -

وھیل کے ملھہ کی پتریوں کا فائدہ اب بآسانی سمجھہ میں آسکتا ھے - ماھر فن ڈاکٹر تھیرمسلن صاحب تحریر فرماتے ھیں کہ قدرت نے اِن گھونگوں کو اس کثرت سے پیدا کیا ھے کہ سمندروں میں اکثر جگہ اُن کے گروہ تیس تیس چالیس چالیس میل کی لمبائی اور کئی کئی میل کی چوڑائی میں پائے جاتے ھیں - وھیل اُن کے گروہ کے بیچ سے ملھہ پھاڑ کر تیرتا ھوا نکلتا ھے اور گھونگوں کی ایک کثیر تعداد معہ پانی کے اُس کے ملھہ میں بھر جاتی ھے - تب زبان کا دباؤ تالو اور پتریوں کی قطاروں پر دےکر وہ جھالروں کے ذریعہ سے کل پانی باھر نکال دیتا ھے مگر گھونگے جھالروں ھی میں پھنسے رہ جاتے ھیں - غرض کہ پتریاں اور اُن کی جھالر ماھیگیر کے جال کی طرح کام دیتی ھیں ' پھر وہ رفتہ رفتہ گھونگوں کو نگل جاتا ھے -

وھیل کے صرف ایک بچہ پیدا ھوتا ھے جو پیدا ھوتے ھی پانی میں چکر لگانے لگتا ھے ' لیکن دودھہ پینا نہیں جانتا ؛ اس لئے ماں کروٹ لےکر تھن کو اس کے ملھہ میں دینے کی کوشش کرتی ھے - جب تھن اُس کے ملھہ میں لگ جاتا ھے تو وہ اپنے آبی بستر پر لیٹا ھوا بہ آرام ماں کا دودھہ پینے لگتا ھے -

دو ماہ کے اندر بچے کے ملھہ میں بھی پتریاں نکل آتی هیں - پھر وہ خود اپنی خوراک تلاش کرکے حاصل کر لیتا ھے -

قادر مطلق نے حیوانوں میں شفقت مادری بھی عجیب چیز پیدا کی ھے - بالخصوص وھیل کو ایسی محبت اپنے بچے سے ھوتی ھے کہ جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی - دشمن کے سامنے تمام مصائب اور خطروں کا خود مقابلہ کرتے ھوئے وہ اپنے بچے کی حفاظت کرتی ھے اور یا تو اُس کو کسی محفوظ مقام میں پہنچا دیتی ھے یا اپنے سینے میں اُس کو چپٹاکر بھاگتی ھے اور اُس کی جان بچا لیتی ھے - اگر کہیں اتفاق سے بچہ مارا جاتا ھے تو اُس کے غم اور بےقراری کی حد نہیں ھوتی - وہ بچے کے پاس ھی پھڑپھڑاتی پھرتی ھے یہاں تک کہ خود آپ دشمن کا شکار بن جاتی ھے - اِسی لئے شکاری پہلے بچے ھی پر حملہ‌آور ھوتا ھے کیونکہ ایک تو اُس میں تیزی نہیں ھوتی اور دوسرے ماں کا شکار بھی بہ‌آسانی ھو جاتا ھے - علاوہ اس کے نر کو بھی اپنی مادہ سے بڑی محبت ھوتی ھے اور وہ بھی خطرے کے وقت وھیں چکر لگاتا رھتا ھے اور اُس کو تنہا چھوڑکر نہیں جاتا -

وھیل کی چربی اور وھیل کا بون دونوں قیمتی اشیاء ھیں اور ھر وھیل سے ایک کافی مقدار چربی کی اور سیکڑوں پتریاں دستیاب ھوتی ھیں اس لئے اُس کا اکثر شکار کیا جاتا ھے -

اکثر وھیل دیکھے گئے ھیں جن کا طول وغیرہ اوسط سے بہت زیادہ تھا - مثلاً ایک کے جسم کی لمبائی پوری ایک سو بتیس،

لٹ تھی اور وزن دو سو ٹن یعنی تقریباً پانچ ہزار چھہ سو من تھا - اُس کے منھہ کے اندر اتنی گنجایش تھی کہ ایک سو بارہ لڑکے ایک ساتھہ اُس میں کھڑے ہو جاتے تھے - ایک اور وھیل دیکھا گیا ہے جس کا وزن دو سو چالیس ٹن یعنی چھہ ہزار سات سو بیس من - گوشت دو ہزار تین سو اسی من اور ہڈیوں کا وزن نو سو اسی من تھا - اس کی چربی سے چار ہزار گیلن روغن نکلا گیا تھا اور اُس کی پٹریوں کی تعداد آٹھہ سو تھی - اُس کی عمر اندازاً ایک ہزار سال سے کم نہ تھی -

وھیل کا شکار کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ اس میں جان کا اندیشہ ہوتا ہے اور بڑی دلیری اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے - لیکن روپیہ کا لالچ انسان کو ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کو تیار کر دیتا ہے - سنہ ۱۸۸٦ع میں صرف انگلینڈ کے وھیل مارنے والے جہازوں نے چونتیس وھیل مارے تھے - اُن میں تین سو بیس ٹن چربی اور تین سو ستر ہنڈریڈویٹ وزن کی پٹریاں نکلیں - اِن دونوں اشیاء کی قیمت تخمیناً ساڑھے تین لاکھہ روپیہ ہوئی (۱) -

وھیل کے شکار کے لئے چھوٹے چھوٹے چار سو یا پانچ سو ٹن کے جہاز خاص طریقے کے تیار کئے جاتے ہیں جو نہایت مضبوط ہوتے ہیں - اُن میں بہت سے حوض جن میں دو سو تہائی سو من تیل کی گنجایش ہو بنائے جاتے ہیں - سمندر میں

(1) *Vide* The Encyclopaedia Britannica.

اس مقام پر پہنچ کر جہاں وھیل ملتے ھیں ایک ملاح دیکھہ بھال کی غرض سے کسی اونچے مقام پر بٹھا دیا جاتا ھے - جب ملاح کو کسی وھیل کا پتہ چلتا ھے تو وہ اطلاع دے دیتا ھے اور جہاز سے کشتیاں فوراً پانی میں چھوڑ دی جاتی ھیں -

ملاحوں کے علاوہ ھر کشتی پر ایک بھالا چلانے والا بھی رھتا ھے اور وہ ھاتھہ میں بھالا لے کر تیار ھو جاتا ھے - بھالے کا طول تقریباً آٹھہ فٹ ' وزن پانچ سیر اور اس کی نوک تیر کی طرح ھوتی ھے - تجربہ کار اس کو بہت دور تک پھینک لیتے ھیں -

یہہ بھالا ایک رسی میں بندھا ھوتا ھے جس کی درازی تین چار ھزار فٹ ھوتی ھے اور جو ایک چرخی پر لپٹی رھتی ھے -

بھالا پھینکنے والا نہایت دلیر ھونا چاھئے - اس کو اپنے کام میں نہایت ھوشیاری ' صبر ' استقلال اور ھمت سے کام لینا ھوتا ھے - بسا اوقات دیکھا گیا ھے کہ وھیل کے قریب پہنچتے ھی ایسا خوف‌زدہ ھو جاتا ھے کہ آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا جاتی ھے جسم کانپنے لگتا ھے اور بھالا ھاتھہ سے چھوٹ کر گر جاتا ھے - بھالا پھینکنے والے ھی کی ھمت اور ھنرمندی پر کامیابی منحصر ھوتی ھے - اگر کبھی وہ چوک جاوے ' دیر کر دے ' یا پوری طاقت سے نہ مارے تو تمام محنت رائگاں جاتی ھے - اگر بھالا چربی کی تہہ میں رہ جائے اور

گوشت اور پٹھوں تک نہ پہنچے تو وھیل جسم کو حرکت دیکر نکال دیتا ہے اور پھر اُس کا کہیں پتہ نہیں چلتا -

فرض کہ کشتی اب وھیل کے پاس پہونچ رہی ہے - اُس کی پشت دکھائی پڑ رہی ہے اور نتھنوں سے بھاپ کی دھاریں نکل رہی ہیں - بھالا پھینکنےوالا اور اس کے ساتھہ ہرشخص نظر جمائے اپنے اپنے کام کے لئے تیار ہے - افسر کی زبان سے حکم نکلا کہ بھالا سنسناتا ہوا بجلی کی طرح وھیل تک پہونچا اور چربی کو پھاڑ کر گوشت میں پیوست ہوکر پٹھوں اور نسوں میں جا اٹکا -

اس آفت ناگہانی سے وھیل گھبرا کر پہلے بھالے کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے مگر جب اُس کے نکالنے کی کوئی تدبیر سمجھہ میں نہیں آتی تو غصے میں بھر جاتا ہے ' اس حالت اضطراب میں جو کشتی وھیل کے قریب پہنچ جائے اُسی کو وہ اپنی طاقتور دم کے دھکے سے ٹکڑے ٹکڑے کردے ' آخر کار درد سے بےچین ہوکر بڑی تیزی سے غوطہ لگاکر سمندر کی تہہ تک پہونچتا ہے - جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں - وھیل کو اس وقت کچھہ نظر نہیں آتا - چنانچہ ایک وھیل نے بھالا کھا کر ایسا غوطہ لگایا کہ سمندر کی تہہ سے ٹکرا کر اپنے جبڑے کی مضبوط ہڈی تک چور چور کرلی -

جب وھیل غوطہ لگاتا ہے تو رسی کی چرخی ریل کے پہئے کی طرح گھومتی ہے اور اگر رسی کے کھلنے میں برائے نام بھی رکاوٹ ہو تو کشتی فوراً پلٹ جائے - کبھی کبھی ایسے

حسرتناک واقعات دیکھنے میں آئے ھیں کہ کسی بدقسمت کا ھاتھہ پاؤں رسی کے لپیٹ میں آ گیا اور عضو زگز کھا کر جسم سے ایک لمحہ میں علحدہ ھو گیا -

کچھہ ھی عرصے کے بعد وھیل سانس لینے کو پھر اوپر آتا ھے - اس کا جسم شکاریوں کو پھر نظر آیا کہ دوسرا بھالا مارا گیا - اس طرح جتنی مرتبہ وہ اوپر آتا ھے بھالوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ھے -

ھوشیار شکاری بھالے کو ایسے نشانے پر مارتے ھیں کہ جلد سے جلد وھیل ختم ھو جائے - اگر بھالے بےنشانہ لگائے جائیں تو اُس پر کوئی اثر باقی نہیں رھتا اور پریشانی کم ھو جانے پر بجائے تہہ کی طرف غوطہ لگانے کے وہ سیدھا بھاگنا شروع کر دیتا ھے ، جس سے کشتیاں تک کھنچی چلی جاتی ھیں اور ایسے وقت پر شکاریوں ھی کی جان پر آ بنتی ھے -

جب وھیل کی ناک سے خون کی دھاریں جاری ھونے لگیں تو اس کی موت کا وقت قریب سمجھنا چاھئے - جلد ھی وہ دو ایک بار پھڑ پھڑا کر جان دے دیتا ھے - جان نکلتے ھی اُس کا جسم پلٹ کر سر لٹک جاتا ھے اور نعش سطح پر آ جاتی ھے -

اُس کے مرنے پر پہلا کام یہہ ھوتا ھے کہ فوراً چھر پھاڑ کے چربی وغیرہ نکال لی جاتی ھے ورنہ سمندر کے ھزارھا پرند اُس کا گوشت نوچنے اور کھانے لگتے ھیں -

---

رارکوال

(Balænoptera, or The Rorqual)

بالنیڈے جماعت میں یہہ سب سے بڑی نوع ہے اور اِس کے جانور گرین‌لینڈ وھیل سے بھی بڑے ہوتے ہیں -

رارکوال کی پشت پر صرف ایک سنّا ہوتا ہے - منھہ کی پٹریاں چھوٹی اور کسی‌قدر چوڑی ہوتی ہیں لیکن بہ‌نسبت گرین‌لینڈ وھیل کے اِس کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور شکم کی کھال میں بہت سی بڑی بڑی جھرّیاں ہوتی ہیں -

رارکوال وھیل گرین‌لینڈ وھیل کی طرح سیدھا نہیں ہوتا - اُس کے جسم میں چربی کم ہوتی ہے اس لئے کوئی اُس کا شکار نہیں کرتا اور اُس کا شکار ہے بھی بہت مشکل -

بحر ہند میں اور بالخصوص ساحل مالابار پر رارکوال کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آتے ہیں - چٹگاؤں بندر کے ساحل پر ایک رارکوال آ پڑا تھا جس کی لمبائی پوری نوے فٹ اور جسم کا دور بیالیس فٹ تھا - ساحل مالابار پر اس نوع کا ایک اور جانور ملا تھا جس کی لمبائی پوری ایک سو فٹ تھی -

اکثر رارکوال یورپ اور امریکہ کے ساحلوں کے قریب بھی ملتے ہیں -

جماعت فسٹیرائڈے

(The Physteridæ)

سٹےشیا طبقے کی دوسری جماعت فسٹھرائڈے کے نام سے

موسوم ہے - اُن کی خصوصیت یہہ ہے کہ بالینلے کے خلاف نیچے والے جبڑے میں ایک کثیر تعداد نکیلے دانتوں کی ہوتی ہے - جماعت کی خاص نوع کیچیلاٹ وھیل ہے جو تقریباً ہر سمندر میں پائی جاتی ہے -

---

کیچیلاٹ

(Cachalot, or Sperm Whale—Physter macrocephalus)

اس کے جسم کا طول پچاس یا ساٹھہ فٹ ہوتا ہے لیکن مادہ بہت چھوٹی ہوتی ہے - اس کا سر نہایت مہیب اور بدشکل ہوتا ہے - نیچے کا جبڑا بہت پتلا ہوتا ہے لیکن اوپری جبڑے اور سر کی اونچائی مل کر ایک چبوترے کے مانند نظر آتی ہے جس کی لمبائی بیس فٹ سے کم نہیں ہوتی -

نیچے کے جبڑے میں چالیس پچاس نکیلے دانت ہوتے ہیں - وزن میں ہر دانت دو پونڈ سے چار پونڈ تک ہوتا ہے - اوپری جبڑے میں ہر دانت کے مقابل ایک گڈھا ہوتا ہے اور اگر یہہ گڈھے نہ ہوں تو کیچیلاٹ اپنے دانتوں کی تیز نوکوں کی وجہ سے منھہ بند نہ کر سکے - سر پر سامنے کی طرف نتھنے ہوتے ہیں - وسیع کھوپڑی کے اندر ایک حوض میں سفید چمکدار روغن بھرا ہوتا ہے - کیچیلاٹ کو مار کر اُس کے سر کا ڈھکنا توڑ ڈالتے ہیں اور اس تیل کو نکال لیتے ہیں - ایک چونسٹھہ فٹ لمبے کیچیلاٹ کے سر میں

سو بڑے پیپے تیل کے نکلے تھے - بعض میں سو ٹن تک روغن نکل آتا ہے جس کی قیمت فی ٹن تقریباً دس پونڈ ہوتی ہے - اس طرح ایک کیچیلات سے تقریباً پندرہ ہزار روپیہ کا روغن دستیاب ہو جاتا ہے -

اس روغن کی موم بتی مشہور ہیں اور کلوں کے باریک پرزوں میں دئے جانے کے لئے اُس سے بہتر کوئی شے آج تک ایجاد نہیں ہوئی ہے -

کیچیلات کی آنتوں سے ایک اور مفید اور بیش بہا شے جس کو عنبرگرس (Ambergris) کہتے ہیں نکلتی ہے - اس سے طرح طرح کے عطریات اور خوشبودار اشیاء تیار کی جاتی ہیں - ایک کیچیلات سے پچاس پونڈ تک عنبر گرس دستیاب ہو جاتا ہے جس کی قیمت بارہ یا پندرہ ہزار روپیہ سے کم نہیں ہوتی -

علاوہ ازیں اُس میں دو یا تین سو من چربی بھی نکلتی ہے - بخلاف ستےشیا کے دوسرے جانوروں کے اِس کی چربی میں ایک خاص وصف یہہ ہوتا ہے کہ بدبودار نہیں ہوتی -

کیچیلات بڑے بڑے گروہ کے ساتھہ زندگی بسر کرتا ہے جن میں دو سو یا تین سو کی تعداد ہوتی ہے - وہ سمندروں میں دور دور تک چکر لگایا کرتے ہیں اور باوجود اپنی جسامت کے لمبے لمبے سفر طے کر لیتے ہیں چنانچہ ایک کیچیلات جو بحر ظلمات سے زخمی ہو کر بھاگا تھا بحرالکاہل میں پکڑا گیا -

خلیج بنگال میں اور لنکا کے گردونواح نیز جاپان اور کوریا کے قریب اِس کا بہت شکار کیا جاتا ہے - ایسے بیش بہا جانور کو بھلا انسان کب چھوڑنےوالا تھا - مگر یہہ گرین لینڈ وھیل کی طرح بزدل نہیں ہوتا بلکہ شکاری کے خلاف عجیب و غریب تیزی اور بےباکی سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے - وہ اپنے سر سے ٹکر مار کے کشتی کو پلٹ دیتا ہے -

جنگجو خصلتوں کے باعث بالخصوص مستی کے زمانے میں نر آپس میں لڑتے بھڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو مار بھی ڈالتے ہیں -

مادہ سے دس گیارہ فٹ لمبا بچہ پیدا ہوتا ہے - ماں بچے کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے اور اس کی حفاظت کرنے کو ہمیشہ تیار رہتی ہے -

---

ڈیلفینیڈے جماعت

(The Delphinedæ)

ستیشیا طبقے میں بہ‌نسبت مذکورہ بالا جانوروں کے اس جماعت کے جانور قد میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں — اِن کے ملھہ میں نکیلی شکل کے بہت سے دانت ہوتے ہیں اور صرف ایک ہی نتھنا ہوتا ہے — تقریباً کوئی سمندر اِن کے گروہوں سے خالی نہیں اور بعض جگہ بڑے دریاؤں میں بھی پہنچ جاتے ہیں — یہہ گوشت‌خوار جانور ہوتے ہیں —

ڈیلفینیڈے جماعت میں مندرجہ ذیل انواع داخل ہیں :—

(۱) ڈالفن (۲) پارپس (۳) گریمپس (۴) سوسس (۵) ناروال اور (۶) سفید وھیل —

اِن سب کی ظاہری شکل مچھلی کی طرح ہے لیکن یہہ شیرخوار ہیں اور مچھلی کے خلاف اِن کے بچوں کی پرورش دودھ پر منحصر ہے اِن کو سانس لینے کی غرض سے بھی تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد سطح پر آنا پڑتا ہے —

ڈالفن

(The Dolphin)

ڈالفن تقریباً سب سمندروں میں ملتا ہے — اُس کے جسم کا طول قریب قریب آٹھہ فٹ ہوتا ہے — دونوں جبڑے پرندوں کی چونچ کی طرح لمبے ہوتے ہیں اور اُن میں ایک بڑی

تعداد نکیلے دانتوں کی ہوتی ہے - ڈالفن کی خصلت تنہائی پسند نہیں ہے اور وہ بڑے بڑے گروہوں میں رہتا ہے - آبی جانوروں میں اِن سے زیادہ کھلاڑی کوئی جانور نہیں ہوتا - وہ گھنٹوں تک ایک دوسرے پر اُچھلتے کودتے اور کھیل تماشے کا لطف اٹھاتے ہیں - کوئی جہاز نظر آتے ہی سارا گروہ اُس کے ہمراہ ہو لیتا ہے اور میلوں تک ساتھ نہیں چھوڑتا اور اُن کا تماشہ دیکھنے کی غرض سے جہاز کے ملاح اور مسافر سب جمع ہو جایا کرتے ہیں - ڈالفن کی خوراک چھوٹی چھوٹی مچھلی اور گھونگے ہیں -

---

پارپس

(The Porpoise)

اِن کے چونچ نہیں ہوتی بلکہ جبڑہ مچھلی کی طرح گول ہوتا ہے - یہہ خوش‌نما اور خوبصورت جانور ستےشیا طبقے میں سب سے چھوٹا ہے - جسم کا طول پانچ فٹ سے زائد نہیں ہوتا - اِس کے جبڑوں میں تقریباً سو چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے ہیں -

پارپس کی ایک مشہور صنف (Phocæna Communis) بحر ظلمات کے شمالی حصے میں بحرالکاہل میں اور یورپ کے ساحلوں کے قریب بہت پائی جاتی ہے - گروہ کا گروہ دفعتاً پانی کی سطح سے اچھلتا ہوا کناروں سے نظر آیا کرتا ہے -

اکثر یہہ ماھی‌گیروں کے جال میں بھی پھنس جاتے ھیں لیکن اُن کا گوشت خوش ذائقہ نہیں ھوتا -

گریم‌پس

(The Grampus, or Orca gladiator)

گریم‌پس ایک قدآور اور طاقتور جانور ھے جس کے جسم کی لمبائی تقریباً بیس فٹ ھوتی ھے - گرین‌لینڈ سے آسٹریلیا تک یہہ خوفناک جانور تمام سمندروں میں ملتا ھے - آبی جانوروں میں گریم‌پس کے مانند بلاشُبہ کوئی دوسرا حیوان نہیں ھے - اُس کی خصلت ایسی خونی ھوتی ھے کہ اُس کو بحری بھیڑیا کہیں تو بجا ھے - بڑی بڑی مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں کو مسلم ھی نگل جاتا ھے اور کبھی شکم سیر نہیں ھوتا -

ایک ماھرفن کا بیان ھے کہ اُنہوں نے ایک گریم‌پس کی نعش پائی جس کے شکم میں تیرہ پارپس اور چودہ سیلوں کی نعشیں موجود تھیں - باوجود اس کے وہ ایک اور سیل کے نگلنے کی کوشش میں تھا ' گنجایش نہ ھونے کے باعث وہ سیل گلے ھی میں اٹکی رہ گئی اور اُس کی موت کا باعث ھوئی -

وھیل کا یہہ جانی دشمن ھے - گروہ کے گروہ وھیل پر حملہ‌آور ھوتے ھیں اور سب اُس کو کاٹنا نوچنا شروع کرتے ھیں یہانتک کہ بالآخر بیچارے کا خاتمہ کر دیتے ھیں اور عظیم‌الجثہ وھیل کو اُن کے سامنے عاجز ھو جانا پڑتا ھے -

سونس

(The Gangetic Porpoise—Platanista Gangetica)

سونس بھی ایک شہرخوار جانور ہے - اس کو کہیں سونس کہیں سوس یا سونسا کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

یہہ اکثر دریاے گنگ اور اس کے معاون دریا مثلاً جمنا اور گھاگرا وغیرہ میں ملتا ہے - برہم پتر میں بھی ہوتا ہے لیکن هندوستان کی جنوبی ندیوں میں نہیں ملتا - یہہ جانور بالخصوص دو دریاؤں کے اتصال پر اکثر ملتا ہے کیونکہ وہاں مچھلیوں کی کمی نہیں ہوتی اور خوراک بہآسانی دستیاب ہو جاتی ہے - اکثر بڑے بڑے شہروں کے قریب بھی ان کے گروہ نظر آتے ہیں -

ڈاکٹر جرڈن تین سونسوں کا طول ۲ ' ۶½ ' اور ۷ فٹ تحریر فرماتے ہیں - اس کا رنگ سیسے کی طرح کچھہ سیاهی مائل ہوتا ہے لیکن ضعیفی میں جسم پر کچھہ هلکے هلکے دھبے بھی نظر آنے لگتے ہیں - اوپری جبڑے میں چھبیس اور نیچے اٹھائیس دانت ہوتے ہیں - کانوں کے سوراخ اور آنکھیں نہایت چھوٹی ہوتی ہیں - قوت باصرہ اس قدر کمزور ہوتی ہے کہ چھچھوندر کی طرح وہ بھی آفتاب کی روشنی میں دیکھہ نہیں سکتا اور یہی وجہ ہے کہ سونس کو گدلے پانی میں اوڑنا پسند ہے -

ڈالفن کی طرح سونس کے بھی جبڑوں کے آگے چونچ نکلی ہوتی ہے جس کی لمبائی ایک فٹ سے سوا فٹ تک اور بعض کی اس سے بھی زائد ہوتی ہے - چونچ سے مچھلیاں گھونگے وغیرہ کیچڑ میں سے کھود کر کھایا کرتا ہے -

سونس نہایت بھدا اور سست جانور ہے - ڈھاکہ کے قرب و جوار میں گروارو ذات کے لوگ اکثر اس کا بھالوں سے شکار کر لیتے ہیں - یہہ لوگ اُس کا گوشت کھاتے ہیں اور چربی جلاتے ہیں -

سونس کی ایک صنف دریاے اندس میں بھی ملتی ہے جو گنگا کے سونس کے کچھہ بڑی ہوتی ہے -

اس کی مادہ اکثر جانوروں کے خلاف نر سے بڑی لمبی ہوتی ہے -

ناروال

(The Narwhal or Monodon Monoceros)

ستیےشیا طبقے کا یہہ چھوٹا سا جانور شمالی سرد سمندروں میں ملتا ہے - طفولیت کے زمانے میں ناروال کے اوپری جبڑے میں صرف دو دانت ہوتے ہیں - ان میں سے ایک نروں کے ملھہ کے سامنے برچھی کی طرح نکل کر سات آٹھہ فٹ تک بڑھتا رہتا ہے - یہہ اندر کھوکھلا اور اُس کے اوپر پیچدار چوڑیاں ہوتی ہیں ' اس دانت کے مفاد کے متعلق جو کچھہ لوگوں نے

خیالات ظاہر کئے ہیں وہ محض قیاسی ہیں بظاہر کوئی مدعا سمجھ میں نہیں آتا -

جسم کا طول دس بارہ فٹ ہوتا ہے - ناروال گروہ میں رہتا ہے - موسم گرما کے شروع ہوتے ہی اُن کے گروہ شمالی سمندروں کی جانب جاتے ہوئے نظر آیا کرتے ہیں - ایک ایک گروہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہیں - وہ قطاروں میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے تیرتے اور غوطہ لگاتے ہیں گویا فوج کا منظر ہوتا ہے -

ناروال کا دانت ہاتھی دانت سے زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے لیکن کھوکھلا ہونے کی وجہ سے اُس سے صرف چھوٹی چھوٹی چیزیں بنائی جا سکتی ہیں -

ناروال بڑی طاقت سے جہاز میں ٹکر مارتا ہے - ممکن ہے کہ جہاز کو وہ کسی بڑے قسم کا حیوان سمجھ لیتا ہو - اُس غلطفہمی کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ دانت جہاز میں گڑ کر ٹوٹ جاتا ہے - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شکار میں بھی اس دانت سے کام لیتا ہے اور جانور کے جسم میں اس کو گھسا کر جکڑ لیتا ہے -

اہل گرین لینڈ اس کا گوشت کھاتے ہیں اور چربی بھی کام میں لاتے ہیں -

سفید وھیل

(Beluga catadon)

ڈیلفینیڈے جماعت کا یہہ ایک مشہور جانور ہے جس کے

خوبصورت سفید جسم کا طول بارہ فٹ سے سولہ فٹ تک ہوتا ہے - جزیرہ گرین‌لینڈ کے قرب و جوار میں یہہ جانور بہت ملتا ہے - اس کا گوشت خوش‌ذائقہ اور چربی عمدہ ہوتی ہے - اہل گرین‌لینڈے اس کا گوشت کھاتے ہیں اور خشک کرکے بھی رکھہ لیتے ہیں -

سفید وھیل کی آواز نہایت سریلی اور سیٹی کی طرح ہوتی ہے اور اُس کو سن کر شبہہ ہو جاتا ہے کہ کوئی پرند بول رہا ہے - اس کی بھی غذا مچھلی اور گھونگے ہیں -

---

سائی ریئنیا طبقہ

(The Sirenia)

سائی ریئنیا طبقے میں بھی پانی کے دودھ پلانے والے جانور ہیں لیکن بخلاف سٹیشیا یہہ گوشت خوار نہیں ہیں بلکہ دریائی گھاس وغیرہ پر بسر اوقات کرتے ہیں -

اِن کی ہڈیاں نہایت ٹھوس اور وزنی ہوتی ہیں - ہر جانور کی ساخت پر غور و خوض کرنے سے قدرت کی غیر محدود حکمتوں کا ثبوت ملتا ہے - ان کو گھاس وغیرہ کی غرض سے اکثر سمندروں کی تہہ میں رہنا ہوتا ہے اس لئے اگر اُن کی ہڈیاں ٹھوس اور مضبوط نہ ہوتیں تو حسب بیان سابق وہ پانی کے بار عظیم کو برداشت نہ کر سکتے -

اِن کا سر گول ' آنکھیں چھوٹی اور کان باہر نہیں ہوتے ' ہڈیوں کے وزن کے باعث ان کو تہہ تک غوطہ لگانے میں نہایت آسانی ہوتی ہے - جسم میں دبیز تہہ چربی کی بھی ہوتی ہے -

اس طبقے میں صرف ایک جماعت ہے جس میں دو نوعیں ہیں ' میلے ٹی اور ڈیوگانگ -

ایک تیسری نوع حال ہی میں روئے زمین سے فنا ہو چکی ہے - اس کو رائی ٹینا (Rhytina) کے نام سے موسوم کرتے تھے اور یہہ جانور بحر بیرنگ (Behring Sea) کے قریب ملتا تھا - رائی ٹینا کے کسی قسم کے دانت نہ تھے - اُس کے لذیذ گوشت کی وجہ سے لوگوں نے اس قدر شکار کیا کہ

سنہ ۱۷۸۶ ع میں اس نوع کا قطعی خاتمہ ہو گیا اور اس کا نام ہی نام رہ گیا -

---

مینےتی
(The Manatee.)

یہہ ایک بھدا اور کاہل ' پانی میں رہنےوالا شیرخوار جانور ہے - جسم مچھلی کی طرح گو دم اور اگلی ٹانگیں چپٹی اور انسان کے تلوے کے مشابہ ہوتی ہیں - ہر پاؤں میں تین چپٹے ناخون ہوتے ہیں لیکن انگلیوں کا کوئی نشان نہیں ہے - ٹانگوں کو وہ آسانی سے جس طرف چاہے حرکت دے سکتا ہے - پچھلی ٹانگیں نہیں ہوتیں اور نہ اُن کا کوئی نشان ہی ہے - آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور ان کے پیچھے کانوں کے سوراخ ہوتے ہیں - سر کے آگے گول گدگدی تھوتھڑی ہوتی ہے - ملھہ کی ساخت ایک خاص طریقے کی ہے - اوپری لب نہایت موٹا اور دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے جن پر چھوٹے چھوٹے اور موٹے بال ہوتے ہیں - لب کے یہہ دونوں حصے مینےتی کے لئے مفید عضو ہیں کیونکہ اِن دونوں کو وہ اُنگلیوں کی طرح ملا سکتا ہے - اور گھاس وغیرہ کو پکڑ کر ملھہ میں پہنچا سکتا ہے - دونوں حصے بالوں کی وجہ سے ایسے کھرکھرے ہوتے ہیں کہ اُن کی گرفت سے گھاس وغیرہ کبھی چھوٹنے نہیں پاتی -

اپنے چپٹے ہاتھوں سے تیرنے میں امداد لینے کے علاوہ وہ غذا بھی پکڑ کر ملھہ تک لے جاتا ہے -

زمین پر مینےتی بہ‌مشکل برائے نام گھسٹ سکتا ہے - مینےتی نہایت بےضرر اور گروہ میں ساتھہ ساتھہ مل کر رہنےوالا جانور ہے - نر اور مادہ کی باہمی محبت قابل تحسین ہے - دشمن کے سامنے مادہ کو چھوڑ کر نر کبھی نہیں بھاگتا - بچے کے ساتھہ ماں کی محبت کا بھی یہی عالم ہے - یہی وجہ ہے کہ تجربےکار شکاری پہلے بچے ہی پر کانٹا مارتا ہے - اس کو زخمی دیکھہ کر نر اور مادہ دونوں امداد کے لئے دوڑتے ہیں اور سارا کنبہ شکاری کے ہاتھہ لگ جاتا ہے -

اکثر ملکوں میں ایک قدیمی کہاوت مشہور ہے کہ سمندر میں ایک قسم کی دریائی عورتیں (بنت‌البحر) ہوا کرتی ہیں جن کا نصف جسم خوبصورت عورت کا اور نصف مچھلی کا ہوتا ہے اور باوجود مینےتی کے بھدے جسم کے اسی کو بنت‌البحر کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اس کی وجہ تسمیہ بظاہر یہہ ہے کہ اس کے تھن عورت کی طرح سینہ پر ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچے کو گود میں لے کر عورتوں کی طرح دودھہ پلاتی ہے چنانچہ دم کے سہارے سیدھی کھڑی اور بچے کو دودھہ پلاتے ہوئے کنارے سے نظر آتی ہے -

اس کے جسم کی قریب قریب ہر چیز انسان کے کار آمد ہے اس لئے لوگ اس کے شکار پر کمر بستہ رہتے ہیں - ایسے کاہل‌الوجود اور کم عقل جانور کا دنیا میں رہنا دشوار ہے - بدقسمتی سے اس کے نہ کاٹنے کے لئے دانت ، نہ حملے کے لئے سینگ ، اور نہ بھاگنے کے لئے ٹانگیں ہوتی ہیں - حفاظت

کا کوئی ذریعہ قدرت نے اُس کو عطا نہ کیا -

میلےتی کی دو اصناف پائی جاتی ھیں :—

(۱) امریکہ کا میلےتی (Manatis Australis) جزائر ویسٹ انڈیز کے قرب و جوار میں - امریکہ کے ساحل پر اور دریائے بریزیل میں ھوتا ھے -

(۲) افریقہ کا میلےتی (Manatis Senegalensis) افریقہ کے ساحلوں پر ملتا ھے -

دونوں نوعیں شکل و صورت اور عادتوں میں بہت مشابہ ھیں - اُن کے دانتوں کی ساخت قابل توجہ ھے - جبڑوں میں سامنے کی طرف بجائے کاٹنے والے دانتوں کے ھڈی کی پتریاں جڑی ھوتی ھیں جو کہ سینگ کی ھڈی کے مشابہ ھیں - کیلے نہیں ھوتے اور سبزی کھانے والوں کو کیلوں کی ضرورت بھی نہیں - گالوں میں چوڑی چکلی ڈاڑھیں ھوتی ھیں جو سبزی کو پیسنے کے لئے نہایت کارآمد ھیں -

---

ڈیوگانگ

(The Dugong--Halicore)

یہہ ساریلیا کی دوسری نوع ھے - اس کے اگلے پاؤں میں میلےتی کی طرح ناخن نہیں ھوتے - اوپری جبڑے میں دو کاٹنے والے دانت ھوتے ھیں جو بہت بڑے اور ڈھالو ھوتے ھیں - موٹے اور بھاری لبوں کی وجہ سے یہہ دانت باھر سے نظر نہیں آتے - زبان کی نوک پر موٹا چھلکا چڑھا ھوتا ھے -

ان کے بھی جبڑوں میں سامنے کی طرف بجائے دانتوں کے پٹریاں جڑی ہوتی ہیں -

تلّاماها

(Halicore dugong)

یہہ انڈمن اور لنکا کے جزیروں کے قریب اور هندوستان کے مالابار ساحل پر پایا جاتا ہے - لنکا میں اس کو تلاماها کہتے ہیں - جسم کی لمبائی عموماً چهہ سات فٹ مگر بعض بعض اس سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں - جلد کا رنگ هلکا نیلا اور آنکھیں نہایت چھوٹی ہوتی ہیں - طلوع آفتاب کے وقت اکثر ڈیوگانگ کنارے پر دھوپ میں پڑے نظر آتے ہیں -

آسٹریلیا کا ڈیوگانگ

(Halicore Australis)

اس کا گوشت عمدہ اور ذائقہ‌دار ہوتا ہے اور چربی بھی صاف اور بدبو سے پاک ہوتی ہے - چربی کی غرض سے اس کا بڑی بہت شکار کیا جاتا ہے - سینہ کے امراض کے لئے اس کی چربی ویسی ہی بیان کی جاتی ہے جیسے کہ کاڈ مچھلی کا روغن -

طبقۂ پینی پیڈیا

(Order of Pinnipediæ)

علم حیوانات کے مطابق اس طبقے کے جانوروں کو خشکی کے گوشت‌خوار جانوروں میں (Carnivora) شمار کرنا چاهئے - ساخت وغیرہ کی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے در اصل وہ بلی (Felidæ) اور عودبلاؤ (Lutra) کی جماعتوں کے درمیان هیں - لیکن دریائی هونے کی وجہ سے اُن کو ایک علحدہ طبقے میں شمار کیا جاتا هے -

ان کی جسمانی ساخت دریائی زندگی کے لئے نہایت موزوں هے - جسم گاؤدم هوتا هے ، لیکن ستےشیا طبقے سے یہہ بظاهر مختلف هیں کیونکہ ستےشیا بالکل مچھلی کے هم‌مشابہ هوتے هیں اور پلی‌پیڈیا کے سر اور جسم کے درمیان گردن هوتی هے اور بخلاف ستےشیا کے ان کے چاروں ٹانگیں بھی هوتی هیں -

انگلیوں پر جھلی ملتھی هوتی هے جس سے اُن کو تیرنے میں بہت مدد ملتی هے - لیکن زمین پر اُن کے هاتھہ پاؤں قطعی بےکار هیں اور ان کو حرکت کرنا بھی دشوار هے - بچوں کی پیدائش کے وقت وہ همیشہ زمین پر آ جاتے هیں اور دھوپ کے لئے بھی کنارے پر نظر آتے هیں -

ان کی غذا مچھلیاں اور دیگر گھونگے وغیرہ هیں - اس طبقے کی تین جماعتیں هیں :—

(۱) والرس جماعت (Trichechidæ)

(۲) سیل بلاگوش (Phocidæ)

(۳) سیل باگوش (Otariidæ)

والرس جماعت

(The Walrus)

اس جماعت میں والرس هی ایک نوع هے (Trichechus rosmarus) - یہہ شمالی برفستان میں هوتا هے اور دنیا کے عظیم‌الجثہ جانوروں میں هے - جسم کا طول پندرہ سولہ فٹ هوتا هے اور وزن تقریباً ایک ٹن - برفستانی ساحلوں پر ان کے گروہ دهوپ میں لوٹتے نظر آتے هیں اور ایسا معلوم هوتا هے گویا بهری هوئی مشکیں پڑی هوں -

اگلی ٹانگوں کا بالائی حصہ جسم کے اندر اور باقی نصف باهر لٹکتا رهتا هے - بازو کی هڈی کهال کے اندر صاف نظر آتی هے - پچهلی ٹانگوں کا بهی کچهہ حصہ جسم کے اور باقیماندہ پیچهے کو سیدها پهیلا هوتا هے - ان کو دیکهہ کر ایسا معلوم هوتا هے کہ کسی مرض سے بالکل بےحس هو گئی هیں -

والرس کے کل چونتیس دانت هوتے هیں جن میں سے بعض مسوڑوں کے اندر هی رہ جاتے هیں باهر نہیں نکلتے اور بعض بچپن میں گر جاتے هیں - جو دانت کار آمد هوتے هیں ان کی تفصیل حسب ذیل هے :-

کاٹنے والے $\frac{۱-۱}{۰-۰}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دوھہ ڈاڑھیں $\frac{۴-۳}{۳-۳}$ - ۱۸

اوپری کیلے بہت بڑھ جاتے ھیں اور منہہ کے باھر ھاتھی کے دانتوں کی طرح نکلے رھتے ھیں - اُن کی لمبائی تقریباً بیس انچ ھوتی ھے - کنکر پتھر اور بالو میں گڑے ھوئے گھونگے وہ انھیں سے کھود لیتا ھے اور ڈھالو کناروں پر چڑھنے میں بڑی وہ اُن سے مدد لیتا ھے -

والرس نہایت سیدھا اور بےضرر جانور ھے اور اگر کنارے پر گھیر لیا جاتا ھے تو اُس سے کچھہ کرتے نہیں بنتا - اپنے بوجھل جسم کی وجہ سے نہ تو اس میں بھاگنے کی قوت ھے اور نہ دشمن پر حملہ کرنے کی قابلیت - مجبوراً غصے کی حالت میں گرجتا اور کیلوں سے زمین کھود ڈالتا ھے - مثل مشہور ھے کہ قہر درویش بر جان درویش -

لیکن پانی میں اِس طول طویل جانور میں نہایت تیزی آ جاتی ھے خصوصاً زخمی ھونے پر وہ غضبناک ھوکر دشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ھو جاتا ھے - اور اپنے کسی ساتھی کو مصیبت میں دیکھہ کر سب کے سب نہایت جوش خروش سے اس کی امداد کو آ پہونچتے ھیں - اکثر وہ کشتی کو گھیر لیتے ھیں اور اپنے قوی دانتوں سے اس کو توڑ ڈالنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے - بعض مرتبہ جسم سے دھکا دیکر کشتی کو اُلٹ دیتے ھیں -

والرس بڑے جنگجو ھوتے ھیں اور لڑائیوں کی وجہ سے

نروں کے جسم سے اکثر بال اُڑ جاتے ھیں اور نشان باقی رہ جاتے ھیں -

اس کے کھلوں کی ھڈی کار آمد ھے اور پرانی ہونے پر پیلی نہیں پڑتی - کھال دبیز اور مضبوط ھوتی ھے جس کے جوتے کے تلے اور کاٹھیاں وغیرہ بنائی جاتی ھیں - لیکن سب سے قیمتی شے جو والرس کے جسم سے دستیاب ھوتی ھے اس کی چربی ھے - ایک والرس سے دس بارہ من عمدہ چربی نکلتی ھے -

اکثر شکاری اِن کے گروھوں کو کنارے پر گھیر کر نہایت بےرحمی سے تھوڑی ھی دیر میں صدھا کی جان لے لیتے ھیں - اور وہ اس قدر مارے جا چکے ھیں کہ اب اُن کی تعداد بہت کم ھو گئی ھے -

گرین لینڈ اور اُس کے قرب و جوار کے باشندوں کی بسر اوقات والرس ھی پر ھے - سیل اور والرس دو ھی جانور ھیں جو اُس برفستانی حصے میں ملتے ھیں - ایسکیمو لوگ اُن کا گوشت کھاتے ھیں - کھال کے لبادے ' خیمے ' اور اُن کتوں کی کاٹھیاں جو سلیج میں جوتے جاتے ھیں بناتے ھیں - چربی جلاتے اور ھڈیوں کے ہتھیار بناتے ھیں - غرضکہ اگر ایک والرس بھی ایسکیمو کے ھاتھ لگ جاتا ھے تو تمام خاندان کی کل ضروریات رفع ھو جاتی ھیں -

کپتان پیری (Captain Parry) کو جو بغرض دریافت حالات قطب شمالی اکثر برفستان میں سیاحی کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایسکیمو لوگوں کے ساتھ شب میں قیام کرنے کا

اتفاق ہوا تھا - گاؤں کے تمام مرد والرس کے شکار کو گئے تھے - برف گر رہا تھا اور سردی بہت تھی - رات نہایت خوفناک اور تکلیف دہ ہو رہی تھی - عورتوں نے مہمانوں کی خاطر تواضع کی - جب کہ وہ گانے بجانے میں مصروف تھیں تو ایک لڑکے نے آکر خبر دی کہ شکاریوں نے برف پر کسی جانور کو مار لیا ہے اور تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک شخص گوشت کا بڑا ٹکڑا لئے ہوئے گاؤں میں داخل ہوا - اس نعمت عظمیٰ کو دیکھہ کر تمام گاؤں کو بڑی مسرت ہوئی اور عورتیں ایک دوسرے کو خوش‌خبری سنا سنا کر گلے ملنے لگیں - گوشت سب میں تقسیم ہوا اور چربی سے تمام گاؤں چراغاں بنایا گیا - شکاری گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لیکر برابر پہونچتے رہے - یہہ سلسلہ آدھی رات تک جاری رہا اور باقی گوشت سلیج پر لاد کر لایا گیا - اُس کی تقسیم کے وقت اُن لوگوں کی خوشی کا عالم قابل دید تھا -

اس واقعہ سے ناظرین کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسکیمو کے لئے والرس کتنا بیش بہا اور مفید جانور ہے -

---

جماعت فوسیڈے

یعنی

سیل بلا گوش

The Phocidæ,

جسم کی ساخت میں سیل جماعت کے جانور والرس کے مشابہ ہیں - ان کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی وہی کیفیت ہے جو والرس کی ٹانگوں کی ہوتی ہے مگر سیل کے دانت والرس کی طرح باہر نہیں نکلے ہوتے -

سیل دریائی جانور اور گوشت خوار ہیں - ان کا سر گول تھوتھنی کتے کی طرح اور ملھہ پر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ اُن میں قوت لامسہ ہو - پاؤں میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جن پر جھلی ملڈھی ہوتی ہے - پچھلی ٹانگیں والرس کی طرح پھیلی ہوتی ہیں لیکن اُن کا بالائی نصف حصہ جُڑا ہوا ہوتا ہے -

اِس کی دو نوعیں ہیں - فوکا اور ہاتھی سیل -

فوکا

(Phoca)

شمال میں خاص کر یورپ کے شمالی ساحل پر اس نوع کے جانور ملتے ہیں فوکا سیل بالکل دریائی جانور ہے - سمندر میں جب طوفان آتا ہے اور بڑی بڑی لہریں اُٹھتی ہیں

تو ایسے وقت میں اِس کو پانی میں کھیل کود کرنے میں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے - اگرچہ سیل ایک چھوٹی سی مچھلی کی طرح تیرتا اور غوطہ لگاتا ہے تاہم وہ اکثر کنارے پر بھی نکل آتا ہے - زمین پر اُس کو چلنا پھرنا نہایت دشوار ہے - اُس کی رفتار کا یہہ طریقہ ہے کہ پچھلی ٹانگوں کو اونچا اُٹھا دیتا ہے اور اگلے پاؤں سے زور لگا کر آگے بڑھتا ہے -

سیل کے تمام قوائے جسمانی سست اور کمزور ہوتے ہیں - ہاں، قوت باصرہ کچھہ اچھی ہوتی ہے لیکن وہ بھی زیادہ روشنی میں کام نہیں دیتی - اس نوع کے کان باہر نہیں ہوتے لہذا اُس کی قوت سامعہ بھی کمزور ہوتی ہے -

اُس کی غذا طرح طرح کی مچھلیاں ہیں اور اُن کو وہ بہ‌آسانی پکڑ لیتا اور مسلم ہی نگل جاتا ہے، اس وجہ سے خیال ہوتا ہے کہ شاید اُس کی زبان میں قوت ذایقہ بھی نہیں ہوتی - بعض کے پیٹ میں کنکر پتھر نکلتے ہیں - بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنکر پتھر ارادةً نگل جاتا ہے تاکہ جسم وزنی ہو جائے اور غوطہ لگانے میں آسانی ہو - مگر یہہ قیاس ہی قیاس ہے، ممکن ہے کہ محض نافہمی اور کم عقلی ہی کا یہہ نتیجہ ہو -

جب ان کا گروہ کنارے پر آکر سوتا ہے تو اُن میں سے ایک بڑی خوبی سے نگرانی اور چوکیداری کرتا ہے - اُن کے دو جانی دشمن ہیں، ایک انسان، دوسرا قطب کا بھالو - اور پہرے والے کو کہیں اِن دشمنوں کا کھٹکا ہوتے ہی وہ فوراً شور مچاکر سب

کو ہوشیار کر دیتا ہے اور سب پانی میں فوراً داخل ہو جاتے ہیں -

ہر سال اس کے ایک یا دو بچے پیدا ہوتے ہیں - ماں وضع حمل کے وقت خشکی پر آجاتی ہے - پیدایش کے وقت بچوں کے جسم پر سفید ملایم بال ہوتے ہیں لیکن یہ جلد گر جاتے ہیں - یہ عجیب بات ہے کہ بچے پہلے پانی سے خوف زدہ ہوتے ہیں - پہلے پہل وہ نئے تیراک کی طرح پھڑپھڑاتے اور ہاتھ پاؤں کو ناواقفوں کی طرح چلاکر فوراً ہی کنارے پر واپس آجاتے ہیں - مگر دو ہی چار بار کی مشق میں وہ پورے تیراک ہو جاتے ہیں اور پھر تو پانی ہی ان کا ماوا اور ماوی بن جاتا ہے -

ہر سال ایک معینہ وقت پر نروں کے طور و طریق عجیب ہو جاتے ہیں - یہ عالم مستی کا زمانہ ہے ان کا نر کئی مادہ کو گھیر کر دو تین ماہ تک اپنے قبضے میں رکھتا ہے اور اپنی جائے قیام تک کسی دوسرے نر کو نہیں آنے دیتا - اس زمانے کی کیفیت ایک مصنف نہایت دلچسپ پیرائے میں تحریر فرماتے ہیں جو پیش ناظرین ہے -

" جون کے شروع میں ہر نر کنارے کے قریب کوئی مناسب موقع جو تقریباً دس گز مربع ہوتا ہے تلاش کرکے اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - شروع میں جگہ ملنے میں کسی کو دقت نہیں ہوتی مگر جب مناسب موقعے سب گھر چکتے ہیں تو ہر جگہ کے لئے آپس میں بڑی جنگ آزمائی ہو کر جس کی

لاٹھی اُس کی بھینس کا مصداق بن کر جو فتحیاب ہوتا ہے اُس پر قبضہ کر لیتا ہے - بسا اوقات ان جنگوں میں بعض ہلاک تک ہو جاتے ہیں -

گو عموماً قاعدہ تو یہی ہے کہ کسی نر کے مقبوضہ مقام پر کوئی دوسرا نہیں جاتا لیکن جنگ اس قانون کو بالائے طاق رکھہ دیتی ہے - جو اپنے حقوق کی حفاظت زور بازو سے نہیں کر سکتے اُن کے ساتھہ کوئی قاعدہ قانون نہیں برتا جاتا -

چنانچہ میں نے ایک نر کو جس نے اپنے لئے ایک مناسب موقع تلاش کر رکھا تھا دیکھا کہ اُس نے اپنی جگہ کی محافظت کے لئے پچاس ساتھہ لڑائیاں لڑیں اور بیحد زخمی ہو گیا - ایک آنکھہ تک پھوٹ گئی لیکن اپنے مقبوضہ قیام کو ہاتھہ سے نہ جانے دیا اور بدستور بیس مادہ کو گھیرے رہا -

تقریباً تین ماہ تک نر اپنے مقبوضہ مقام سے نہیں ہٹتا اور اپنی مادہ کو ایک لمحہ کے لئے نہیں چھوڑتا - اس دوران میں اِن کو بلا کھائے پیئے زندگی بسر کرنی ہوتی ہے - یہہ نہایت حیرت انگیز ہے - اکثر حیوان جاڑے کے موسم میں بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں اور مہینوں تک کچھہ نہیں کھاتے مگر وہ کوئی محنت بھی نہیں کرتے اور آرام سے پڑے رہتے ہیں - اس کے خلاف سیل کو فاقہ کشی کی مصیبت کے ساتھہ ہر وقت ہوشیار رہنا اور سخت سے سخت لڑائیاں لڑنی پڑتی ہیں -

مادہ کے آنے پر ہر نر کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ

اسی کے قبضے میں آ جائے - اس لئے نر نہایت خاطر و مدارات کے ساتھہ هر مادہ کا استقبال کرتے هیں لیکن باوجود اس کے مادہ کو جبراً گهسیٹ لے جانے میں بهی کوئی عار نہیں هوتا -

ذرا کسی نر کی آنکهہ چوکی کہ اُس کے همسایہ نے دست درازی کی اور کسی نہ کسی مادہ کو دانت سے دبا کر لے گیا ! فوراً شور و غل شروع هو جاتا هے اور قرب و جوار کے تمام نر یکجا هوکر جنگ آزمائی شروع کر دیتے هیں - اکثر ایسا اتفاق بهی هوتا هے کہ آپس میں جنگ هوتے دیکهہ کر کوئی اور چالاک چور اُسی مادہ کو جس کے لئے یہہ خون خرابا هو رها هے لے بهاگتا هے اور اُسی پر قبضہ کر بیٹهتا هے (۱) -

ایسکیمو لوگوں کے لئے سیل بهی والرس کی طرح بڑهی بہا هے - اُن کا بچہ بچہ سیل کا بڑا شکاری هو جاتا هے - راستہ چلتے ایسکیمو کو جہاں معلوم هوتا هے کہ برف کے نیچے سیل هے وہ فوراً اُس کے شکار کی دهن میں وهیں بیٹهہ جاتا هے اور پهر کتنا هی وقت کیوں نہ صرف هو سیل کو مارے بغیر نہیں هٹتا - اُس انتہائی سردی کو جب کہ تهرمامیٹر کا پارہ صفر سے بهی تیس چالیس ڈگری نیچا هوتا هے ایسکیمو برابر دس بارہ گهنٹے تک برداشت کرتا هے - بالآخر جہاں

---

(۱) "History of North American Pinnipeds," by Mr. A. J. Allen.

سیل نے منھہ نکالا اُس نے پوری طاقت سے بھالا چلایا اور اُس کو مار ھی لیا -

سیل کا گوشت ، چمڑا اور چربی تو کارآمد ھوتی ھیں علاوہ ازیں ایسکیمو اس کا خون بھی پی جاتے ھیں اور پتلی پتلی هڈیوں کی سوئی اور نسوں کے ڈورے بنا لیتے ھیں -

ایسکیمو بیچارے بہ مشکل تمام ایک دو سیل اپنی گذر اوقات کے لئے مار لیا کرتے ھیں لیکن مہذب دنیا کے شکاری نئے نئے ھتھیار اور اوزاروں سے مسلح ھوکر صرف دو چار ھفتوں میں جہاز کو سیلوں کی نعشوں سے بھر کر واپس آ جاتے ھیں - ایک جہاز ایک مرتبہ بیالیس ہزار سیلوں جن کی قیمت اندازاً تین لاکھہ اٹھائیس ہزار روپیہ سے زائد تھی لایا تھا -

سیل نہایت سیدھا ھوتا ھے اور پالے جانے پر مالک سے محبت کرتا ھے - چنانچہ پادری وڈ صاحب ایک پالتو سیل کا ذکر کرتے ھیں جو اپنے مالک کے ھاتھہ سے لکڑی چھین کر اور منھہ میں داب کر پانی میں خوب کھیلتا کودتا تھا - کبھی کنارے کی طرف آتا اور جب مالک لکڑی چھیننے کی کوشش کرتا تو پھر تیزی سے دور تیر جاتا اور بسا اوقات مچھلیاں بھی شکار کرکے اپنے مالک کو دے دیتا تھا -

فوکا سیل کی کئی نوعیں ھیں -

معمولی سیل (Phoca vitulina) بحر ظلمات اور بحرالکاھل کے شمالی حصوں میں ھوتا ھے - رنگ زردی مائل اور جسم پر کالے دھبے ھوتے ھیں -

گرین لینڈ کا سیل (Phoca greenlandica) — قد میں یہہ جانور پہلی نوع سے دو چند ہوتا ہے اور گرین لینڈ جزیرے کے قریب و جوار میں ملتا ہے -

---

هاتھی سیل

(The Elephant Seal, or Cystophora proboscidea.)

سیل کی دونوں جماعتوں میں اس جانور سے بڑا کوئی نہیں ہوتا - قد و قامت اور وزن میں ہاتھی بھی اِس سے مقابلہ نہیں کر سکتا - اس کا طول بیس سے تیس فٹ تک اور جسم کا دور تقریباً پندرہ سولہ فٹ ہوتا ہے - ایک ہاتھی سیل سے تقریباً تیس من گوشت اور ستر گیلن صاف روغن نکل آتا ہے - اُس کے جسم میں چربی اس قدر ہوتی ہے کہ ذرا سی حرکت کرتے ہی جسم کا حصہ حصہ ہلنے لگتا ہے -

اِس کے منھہ کے آگے ایک چھوٹی سی سونڈ بھی ہوتی ہے - ہاتھی سیل کسی پر حملہ نہیں کرتا اور اگر کرنا بھی چاہے تو جسیم ہونے کی وجہ سے معذور ہے - اس لئے اُس کے شکار میں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی اور شکاری بےخوف اس کے پاس چلے جاتے ہیں - بے انتہا شکار کئے جانے کی وجہ سے یہہ اب صرف جنوبی امریکہ کے جنوبی گوشے میں راس ہارن کے قرب و جوار میں باقی رہ گئے ہیں -

---

آٹوریڈے جماعت

یعنی

سیل باگوش

(The Otariidæ)

اس جماعت کی خصوصیت یہہ ھے کہ ان کے کان ھوتے ھیں ' سر گول ' آنکھیں بڑی اور انگلیاں ایک کھال میں ملتھی ھوتی ھیں جو سامنے جھالر کی طرح لٹکتی ھے - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ھے -

کاٹنے والے $\frac{۳-۳}{۲-۲}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ یا $\frac{۲-۲}{۱-۱}$

جماعت میں دو نوعیں ھیں ' (۱) بحری شیر اور (۲) بحری بھالو -

بحري شیر

(Otaria Stelleri, or the Sea Lion)

اس کو شیر کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ صرف یہہ ھے کہ گردن پر شیر ببر کی طرح بال ھوتے ھیں جو کندھوں تک لٹکے رھتے ھیں - یہہ جزیرہ‌نما الاسکا اور قرب و جوار جزیروں کے ساحلوں پر ملتا ھے -

---

بحری بھالو

(Otaria ursina, or the Sea Bear.)

یہہ الاسکا کے قریب شمال میں اور خط استوا سے قطب جنوبی تک ملتے ہیں - اس کی کھال پر نہایت گھنے ' ملائم ' اور ریشم کی طرح بال ہوتے ہیں اور وہ بڑے داموں کو بکتی ہے - کھال تیار کرنے والے جب اُس کے سمور کو سیاہ رنگ دیتے ہیں تو اُس سے زیادہ خوبصورت اور گرم شاید ہی کسی جانور کی کھال ہو -

اکثر یہہ جانور پانی میں کنارے سے بہت فاصلے پر رہتے ہیں اور موسم بہار شروع ہوتے ہی بیرنگ سمندر کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں سنسان جزیروں پر اُن کے بچے پیدا ہوتے ہیں - وہاں وہ دو تین ماہ تک قیام کرتے ہیں - ایک ایک نر کئی مادہ کے ساتھہ زمین پر بےخوف رہتا ہے - اب سے قبل ان جزیروں پر ان کے گروہ کے گروہ نظر آتے تھے -

اگست کے اختتام پر اُن کے گروہ جزیروں سے واپس ہوکر وسط بحر اعظم میں آ جاتے ہیں اور اُن کے ہمراہ ہزارہا چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں -

اِس کی کھال سے نہایت بیش‌بہا جاکٹیں تیار کی جاتی ہیں جو تین چار ہزار روپیہ کو فروخت ہوتی ہیں - اس لئے ہزارہا انسان کا ذریعۂ معاش اُن ہی کی کھال ہے - قدرتاً اُن کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے حتیٰ کہ اب صرف

ایک جزیرے پر ان کی قلیل تعداد بطور نمونے کے رہ گئی ہے ۔
امریکہ کی سرکار بڑی کوشش کر رہی ہے کہ باقی‌ماندہ کا
کوئی شکار نہ کرنے پائے لیکن جن کو موقع مل جاتا ہے وہ
کب چھوڑتے ہیں ۔

حیوانات جلد دبیز

(The Pachydermata)

عالم علم حیوانات کو وے صاحب کی طرز تقسیم کے مطابق اور بلحاظ سہولت اس کتاب میں دنیا کے کھردار جانور دو طبقوں میں تقسیم کئے گئے ھیں -

(۱) دبیز جلدوالے (The Pachydermata)

(۲) جگالی کرنیوالے (The Ruminants)

دیباچے میں ذکر کیا جا چکا ھے کہ اُن جانوروں میں جو دبیز جلد والے طبقے میں شامل ھیں کوئی ذاتی خصوصیت نہیں ھے ' نہ اُن میں کسی قسم کا کوئی باہمی تعلق ھی کا پتہ چلتا ھے - شکل اور صورت ' رنگ ' خصلت اور ساخت میں اُن میں کوئی مشابہت نہیں ھے - ھاتھی ' گھوڑا ' گیلڈا ' ھپو وغیرہ سب انوکھے نظر آتے ھیں -

انگلستان کے عالم پروفیسر اوین (Prof. Owen) نے کھردار جانوروں کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ھے اور ھر طبقے میں کوئی نہ کوئی اعلیٰ شناخت بتائی ھے ' یعنی

(۱) پروبوسائڈے (Proboscidæ) - اس طبقے میں سونڈدار جانور ھاتھی شامل ھیں -

(۲) پیریسوڈیکٹائل (Perissodactyle) - اس جماعت میں اُن جانوروں کو جگہ دی گئی ھے جن کے چاروں پاؤں

میں نہیں تو پچھلے میں تو ضرور کھروں کی تعداد طاق ہوتی ہے - اس میں گھوڑا ، گینڈا اور تیپر شامل ہیں -

آرٹیوڈیکٹائل (Artiodactyle) - اس طبقے کے جانوروں میں کھروں کی تعداد جفت ہوتی ہے - سؤر ہپوپوٹیمس اور تمام جگالی کرنےوالے جانور اس میں داخل ہیں -

دبیز جلد والے حیوان سب سبزی خور ہیں - ان کو تیز ناخون اور خوفناک پنجوں کی ضرورت نہ تھی لہذا قدرت نے ان کے کھر یا سم بنائے ہیں - کھر ہڈی کی طرح سخت ہوتے ہیں اور ان میں نہ قوت گرفت ہوتی ہے نہ قوت لامسہ -

دبیز جلد والوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے اور جگالی کرنے والوں کے اکثر ہوتے ہیں اور اس شناخت کے ذریعہ سے ان میں بہ‌آسانی تفریق کی جا سکتی ہے -

خشکی کے بہت سے قدآور جانور اس طبقے میں شامل ہیں -

دانتوں کی ساخت ان کے سبزی‌خوار ہونے پر کافی روشنی ڈالتی ہے - دونوں جبڑوں کے کاٹنے والے دانت مضبوط اور چھینی کی طرح دھاردار ہوتے ہیں جو گھاس وغیرہ کو دبا کر کاٹنے کے لئے نہایت موزوں ہیں - کولے اول تو ہوتے ہی نہیں اور اگر ہوتے ہیں تو بہت مختصر - ڈاڑھیں چوڑی چکلی اور چپٹی ہوتی ہیں اور گھاس وغیرہ کو پیسنے میں چکی کی طرح کام دیتی ہیں -

یہہ طبقہ حسب ذیل جماعتوں میں منقسم ہے –

(۱) ہاتھی (Proboscidæ)

(۲) هپو (Hippopotamidæ)

(۳) گینڈا (Rhinocerotidæ)

(۴) ٹیپیر (Tapiridæ)

(۵) هائریکس (Hyracidæ)

(۶) گھوڑا (Equidæ)

(۷) سؤر (Suidæ)

(۸) پیکری (Dicotylcdæ)

هاتھی کی جماعت

(The Proboscidæ)

اس جماعت میں ایک ہی نوع ہے یعنی ہاتھی - قدرت نے بجز ہاتھی کے کسی جانور کو سونڈ نہیں دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہہ عظیم‌الشان جانور سب سے نرالا اور انوکھا ہے - خشکی کے تمام جانوروں میں ہاتھی کو سب سے عظیم‌الجثہ ہونے کا فخر حاصل ہے -

ہاتھی کی صرف دو صنفیں روئے زمین پر ہیں -

(۱) ہندوستان کا ہاتھی (Elephas indicus)

(۲) افریقہ کا ہاتھی (Elephas africanus)

دونوں کی ساخت میں کچھہ فرق ہوتا ہے - افریقہ کا ہاتھی بہ نسبت ہندوستان کے ہاتھی کے قد میں بڑا ہوتا ہے اور طاقتور بھی ہوتا ہے - اس کے کان اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ جب وہ اُن کو پیچھے لے جاتا ہے تو اُس کے شانے بالکل پوشیدہ ہو جاتے ہیں - بعض کے کان ساڑھے تین فٹ لمبے اور ڈھائی فٹ چوڑے ہوتے ہیں اور اُس کی پیشانی چھوٹی اور ڈھالو ہوتی ہے - یہی وجہ ہے کہ وہ کچھہ بد شکل معلوم ہوتا ہے - ہندوستان کے ہاتھی کی پیشانی نہایت فراخ اور بلند ہوتی ہے جس سے ہوشمندی کے نشان ظاہر ہوتے ہیں -

افریقہ کے ہاتھی کی پشت برابر اور ایک سطح میں ہوتی

ھے لیکن ھند کے ھاتھی کی کول اور درمیان میں کسی قدر اونچی ھوتی ھے - افریقہ کے ھاتھی کی کھال بھی نہایت ناھموار ھوتی ھے اور اس میں بڑی بڑی جھریاں پڑی ھوتی ھیں -

ایک تجربہکار شکاری نے جس کو دونوں اصناف کے دیکھنے کا اکثر اتفاق ھوا تھا اُن کے پورے قد کا ناپ اس طرح بیان کیا ھے -

	افریقی		ھندوستانی	
	فٹ	انچ	فٹ	انچ
شانوں تک اونچائی	۱۳	۲	۱۰	۸
سر کی اونچائی	۱۲	۹	۱۱	۱۰
جسم کا دور	۱۷	۲	۱۵	۰
اگلی ٹانگوں کا دور	۵	۴	۴	۸
جسم کی لمبائی	۱۲	۴	۱۰	۱۰
دانتوں کی لمبائی	۷	۲	۵	۱۰
دانتوں کا وزن	۲/۴۲ پونڈ		۱۸۳ پونڈ (۱)	

افریقہ میں ھاتھی صحرا ریگستان کے جنوب سے کیپ کالونی کے شمال تک ملتا ھے - ھندوستان کے جنگلوں میں ھاتھی اب بھی کثرت سے ھیں - ترائی میں بھوٹان سے کھاردہ

(1) "Sport in Many Lands," by Major Leveson.

دون تک - وسط هند میں مغربی گھاٹ پہاڑوں پر اور جنوب میں اینملی پہاڑی پر ' کایم بٹور ' والے ناد اور نیل گری پر ' نیز کرگ ' میسور ' کناڑا ' آسام اور لنکا میں ان کے گروہ پائے جاتے ہیں - ہندوستان کے علاوہ ہاتھی ملایا میں سماترا اور جاوہ میں بھی ہوتا ہے -

ہماری توجہ قدرتاً ہاتھی کی سونڈ کی طرف مبذول ہوتی ہے کیونکہ اُس جسم میں وہی سب سے عجیب و غریب چیز ہوتی ہے - سونڈ محض ہاتھی کا اوپری لب ہے جو کئی فٹ کی لمبائی تک بڑھتا چلا جاتا ہے - سونڈ میں دو نلیاں ہوتی ہیں اور اوپر ہر نلی کے اختتام پر نتھنے کا سوراخ ہوتا ہے - نیچے کا حصہ قدرت نے ایسا بنایا ہے کہ اُس کا سرا انگلیوں کا کام دیتا ہے - سرے پر ایک طرف انگلی کی شکل کا ایک چھوٹا پٹھا اور اُس کے مقابل ایک گول گھنڈی سی ہوتی ہے جو مل کر انگلی اور انگوٹھے کا کام دیتی ہیں -

ہاتھی کی سونڈ اس کے تمام معیار زندگی کا عجیب و غریب عضو ہے - کبھی وہ قوت شامہ ہے تو کبھی لامسہ کا کام دیتی ہے - کبھی وہ اُس سے پانی پیتا ہے اور کبھی منھہ تک غذا پہنچانے کے لئے وہ ہاتھہ کا کام دیتی ہے - جب وہ اس کو لپیٹ کر اس سے زبردست دھکا مارتا ہے تو قوی سے قوی جانور اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا اور باہمی لڑائی میں بھی اسی سے دھمکاتا اور مارتا ہے - گیہوں کے دانے یا گھاس کے تنکے کی سی چھوٹی چیزوں کو وہ بہ آسانی

اس سے اٹھا لیتا ہے - جزیرۂ لنکا کا ایک واقعہ اس پر کافی روشنی ڈالتا ہے کہ ایک ہاتھی کو روزانہ ہسپتال جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور وہ مریضوں کو دوا کھاتے دیکھتا تھا - ایک دن اتفاقاً کسی مریض کے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی گولی گر پڑی - ہاتھی نے وہ گولی فوراً سونڈ سے اٹھا کر مریض کے منھ میں ڈال دی اور پھونک مار کر گلے سے اُتار دی -

سونڈ کی لمبائی چھ فٹ سے آٹھ فٹ ہوتی ہے - عالم فن کوے صاحب بتلاتے ہیں کہ اس میں چالیس ہزار پٹھے ہوتے ہیں جو باہم ایک دوسرے سے اِس طرح بالترتیب چسپاں ہوتے ہیں کہ وہ اُس کو جہاں سے چاہے جھکا لے ، موڑ لے یا گول لپیٹ لے - سر یمرسن ٹینلنٹ فرماتے ہیں کہ " میں نے دیکھا کہ ہاتھی چھوٹی سے چھوٹی ٹہنی کو صاف چھیل ڈالتا ہے - گھاس کو سونڈ سے پکڑ کر بہ آسانی اکھاڑ لیتا ہے اور جب گھاس وغیرہ کا گرد و غبار دور کرنے کے لئے اُس کو اپنے پیروں پر مارتا ہے تو اُس کی نفاست قابل دید ہوتی ہے - ناریل کے سخت خول کو توڑنے کے لئے وہ پہلے پاؤں سے رگڑتا ہے اور تب سونڈ سے اس کے ٹکڑوں کو علیحدہ کر کے ڈاڑھ سے کچل ڈالتا ہے اور رس کو بڑے ذایقے سے چوستا ہے " -

ہاتھی پانی اپنی سونڈ میں بھر کر اُس کے سرے کو منھ میں ڈال کر پانی کو شکم میں پہونچا دیتا ہے اور جس طرح سونڈ سے پانی اندر پہونچاتا ہے اُسی طرح

اندر سے باہر بھی نکال لاتا ہے - موسم گرما میں تھوڑی دیر پر وہ پیٹ سے پانی نکال کر اپنے جسم پر چھڑکتا چلتا ہے - عجیب بات یہہ ہے کہ وہ پانی جو اندر سے نکلتا ہے صاف ہوتا ہے اور اُس میں کسی قسم کی بدبو نہیں ہوتی -

اس کی سونڈ جسم کے تمام اعضا میں اتنا نازک عضو ہے کہ اُس پر کسی قسم کا زخم وہ برداشت نہیں کر سکتا - دشمن کے سامنے اپنی سونڈ کی حفاظت کا اُس کو بے حد خیال ہوتا ہے اور وہ فوراً اُس کو گول لپیٹ کر منھہ کے اندر چھپا لینے کی کوشش کرتا ہے - تربیت‌یافتہ ہاتھی بھی جو شیر ببر وغیرہ کا سامنا بڑی دلیری سے کیا کرتے ہیں سونڈ پر ایک ہی بار زخم کھا کر ہمیشہ کے لئے بزدل اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور پھر درندوں کی بو پاتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں -

ہاتھی کے منھہ میں صرف دو کاٹنے والے دانت ہوتے ہیں جو کھانے کے کام کے نہیں بلکہ بڑھہ کر ہاتھی کے بڑے دانت بن جاتے ہیں - یہہ دودھہ کے دانتوں کے ساتھہ نکلتے ہیں اور تقریباً ایک سال کے اندر گر جاتے ہیں - پھر اور نئے نکلتے ہیں جو تا زیست بڑھتے رہتے ہیں - یہی اُس کی زینت ' یہی آلۂ حرب اور یہی ذریعۂ حفاظت ہیں - اُنہیں کے اندر وہ بیش بہا شے پیدا ہوتی ہے جو ہاتھی دانت کے نام سے مشہور ہے -

افریقہ کے ھاتھی کے دانت بہت بڑے، وزنی اور عمدہ ھوتے ھیں - افریقی ھتھنیوں کے بھی دانت ھوتے ھیں بخلاف ھندوستانی کے کہ برائے نام باھر نکلے ھوتے ھیں - اور لنکا میں نر اور مادہ دونوں کے دانت نہایت مختصر ھوتے ھیں - اُن کی لمبائی دس بارہ انچ سے زائد نہیں ھوتی اور دور صرف ایک دو انچ کا ھوتا ھے - ان کو مکنا ھاتھی کے نام سے موسوم کرتے ھیں -

ھاتھی کے دانت بہت وزنی ھوتے ھے - سر سیموئل بیکر لکھتے ھیں کہ میرے پاس ایک ھاتھی کا دانت تھا جس کا وزن ۱۸۴ پونڈ تھا - شہر خرطوم میں انھوں نے ایک جوڑا دیکھا جس کا وزن تین سو پونڈ تھا - اور ایک دوسرے مقام پر دیکھا کہ ایک دانت ۱۷۲ پونڈ کا تھا -

سنہ ۱۸۷۴ع میں لندن کے ھاتھی دانت کے بازار میں ایک دانت فروخت ھوا جس کا وزن ۱۸۸ پونڈ تھا - اوسطاً ایک پورے افریقی نر کے دانتوں کا وزن ایک سو چالیس پونڈ ھوتا ھے -

ھاتھی دانت سے ھزاروں قسم کے زیورات اور دیگر اشیاء زیب و زینت بنائی جاتی ھیں - اور اب بلیرڈ کی گولیوں کے لئے بھی اس کی بہت تلاش رھتی ھے - افریقی ھاتھی دانت کی غرض سے ھر سال اس قدر شکار کئے جاتے ھیں کہ اغلب گمان یہہ ھے کہ وہ زمانہ بہت نزدیک ھے کہ ھاتھی کا وجود بھی سوائے ھڈیوں کے روئے زمین پر باقی نہ رھے -

چنانچہ اس وقت ایسے مقامات موجود ہیں جہاں اُن کے گروہ کے گروہ پہلے نظر آتے تھے لیکن اب نام و نشان تک باقی نہیں رہا - ہزارہا ہاتھیوں کے دانت بلیرڈ کی گیندوں کی شکل میں میزوں پر لڑھکتے پھرتے ہیں -

ایک مصنف کا بیان ہے کہ "دس سال سے صرف اینٹورپ بندرگاہ پر اٹھارہ ہزار پانچ سو ہاتھیوں کے دانت سالانہ فروخت ہوتے ہیں - اس بندرگاہ پر صرف کانگو صوبے سے ہاتھی کے دانت پہنچے جاتے ہیں اور یورپ میں اِس بندرگاہ کی طرح ہاتھی دانت کی فروخت کے لئے کئی منڈیاں ہیں" -

مشہور شکاری مسٹر سیلوس نے ۱۸۶۸ع میں تنہا ۹۵ ہاتھی مارے جن سے اُن کو دو ٹن ہاتھی دانت دستیاب ہوا (۱) -

مسٹر پرانھرو تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار تین بوئر صاحبان نے ایک بڑے گروہ کو جس میں ایک سو چار ہاتھی تھے ایک دلدل میں پھنسا لیا - ہاتھی اپنے جسم کے وزن کی وجہ سے نکل کر بھاگ نہ سکے اور رات ہوتے ہوتے شکاریوں نے گروہ کا ایک جانور بھی حتیٰ کہ مادہ اور بچوں تک کو نہ چھوڑا - ایسی ہی جرات اور بہادری کا شکاریوں نے اکثر جگہ ثبوت دیا ہے - چنانچہ سر یمرسن ٹینٹ فرماتے ہیں کہ لنکا میں صرف ایک شکاری کے ہاتھ سے چودہ سو ہاتھیوں کا خون ہوا تھا -

---

Life of F. C. Selous, D. S. O., by J. G. Millai, F. Z. S. (۱)

ہاتھی کی پچھلی ٹانگوں میں ایک خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں ہوتی - جانوروں کی پچھلی ٹانگیں جوڑ پر پیچھے کو جھکی ہوتی ہیں اور بیٹھنے کے وقت وہ اُن کو کھینچ کر جسم کے نیچے دبا لیتے ہیں بخلاف ہاتھی کے کہ وہ پچھلی ٹانگوں کو آگے جھکاتا ہے اور بیٹھنے پر جسم کے نیچے دابنے کے بجائے پیچھے سیدھی طرح پھیلا لیتا ہے -

کیا کبھی ناظرین نے غور کیا ہے کہ گھوڑے کو بیٹھ کر اُٹھنے میں کس قدر مشکل پیش آتی ہے - اور اگر ہاتھی کے لئے بھی یہی صورت ہوتی تو اُس کا اُٹھنا نا ممکن نہیں تو کم از کم نہایت دشوار ہو جاتا -

قدرت کی اس عطا کردہ خوبی کی وجہ سے وہ اُن پہاڑی ڈھالوں پر نہایت خوبی سے چڑھتا اُترتا ہے جہاں گھوڑا ہمت بھی نہیں کر سکتا - پہاڑ سے اُترتے وقت وہ پچھلی ٹانگوں کو پیچھے پھیلا کر جسم کے پچھلے حصے کو نیچا کر لیتا ہے اور اگلی ٹانگوں کو سیدھا رکھتا ہے - بر خلاف اِس کے چڑھائی پر وہ اگلی ٹانگوں کو توڑ لیتا ہے اور پچھلی کو سیدھا رکھتا ہے -

قدرت نے اُس کی ٹانگیں بوجھل اور اُس کے وزنی جسم کے مناسب بنائی ہیں - رات میں سونے کے وقت اس کی ٹانگیں ستونوں کا کام دیتی ہیں جن کی وجہ سے وہ گرنے سے بےخوف ہو کر کسی درخت سے سہارا لگا کر بہ آرام سو

جاتا ھے - اس کے متعلق سر یمرسن تہلنت ایک حیرت انگیز واقعہ سناتے ھیں کہ ایک ھاتھی کے ایسے مقام پر گولی لگی کہ فوراً اُس کی جان نکل گئی لیکن اُس کا جسم مردہ ہو جانے پر سیدھا ھی کھڑا رھا -

ھاتھی کے پاؤں پانچ حصوں میں منقسم ھوتے ھیں اور سب ایک دبیز کھال میں منڈھے ھوتے ھیں - ھر حصے پر ایک چھوٹا کھر ھوتا ھے - تلووں پر گوشت کی موٹی گدیاں ھوتی ھیں جن کی وجہ سے وہ تلوے پر چلنے والا جانور (Plantigrade) معلوم ھوتا ھے لیکن واقعی وہ انگلیوں پر چلتا ھے (Digitigrade) -

جسم کے مقابلے میں اُس کی آنکھیں بہت چھوٹی ھوتی ھیں اور قوت باصرہ بھی تیز نہیں ھوتی - لیکن قوت شامہ اچھی ھوتی ھے اور بینائی کی کمی کو پورا کر دیتی ھے - اُس کے ذریعہ سے وہ انسان اور درندوں کا پتہ دور دراز فاصلے سے بخوبی لگا لیتا ھے جہاں کہیں کسی انسان کا گذر ہو جاتا ھے اس کو فوراً بو مل جاتی ھے - ایک شکاری کا بیان ھے کہ اُنھوں نے ایک مرتبہ پہاڑ سے دیکھا کہ جیسے ھی ایک گروہ کی رہ نما مادہ جو حسب معمول سب کے آگے آگے چل رھی تھی ایک پگڈنڈی پر پہنچی جس پر یہہ شکاری مع اپنے ھمراھیوں کے دو دن پیشتر نکلے تھے تو سارا گروہ فوراً بھاگ چلا - اکثر دیکھا جاتا ھے کہ نابینا ھاتھی قوت شامہ سے اپنے راستے کا پتہ لگا لیتا ھے -

ہاتھی کی قوت ذایقہ اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے اور وہ اُن حیوانوں میں نہیں ہے جن کو محض شکم پُری ہی سے تسلی ہو جائے بلکہ وہ ایک چٹورا اور خوش خور جانور ہے - خوش ذایقہ غذا کی جستجو میں ہر قسم کی تکلیف گوارہ کر کے دور دراز تک چکر لگایا کرتا ہے - جس درخت کی پتی یا پھل کا اس کو شوق ہوتا ہے اس کو وہ شب کی تاریکی میں بھی گھنے جنگلوں میں تلاش کر لیتا ہے - گنا ، کیلا ، ناریل اور خصوصاً شیریں اشیاء اُس کو نہایت مرغوب ہیں - پالا ہوا ہاتی کبھی کبھی شراب پینا بھی سیکھ جاتا ہے - کیلے کے تلے وہ نہایت ذایقے سے کھاتا ہے - اُس کو پاؤں سے دبا کر پوست کو بڑی صفائی سے اُتار لیتا ہے اور لمبی لمبی دھجیاں اپنے جسم پر پھینکتا جاتا ہے اور اس طرح چھیل کر وہ کیلے کا اندرونی ملائم حصہ کھا لیتا ہے -

افریقہ کا ہاتھی اکثر درختوں کی رسیلی جڑیں کھود کر کھایا کرتا ہے خصوصاً موسہ نامی درخت جہاں کہیں نظر پڑتا جائے وہ بغیر اکھاڑے نہیں مانتا - یہی وجہ ہے کہ اُس کا سیدھا دانت بہت گِھس جاتا ہے - چنانچہ اس کا بایاں دانت ہمیشہ زیادہ قیمت میں فروخت ہوتا ہے -

جس جنگل میں ہاتھی کے گروہ کا ایک روز بھی گذر ہو جائے سمجھ لیجئے کہ اس کے درختوں کا خاتمہ ہوا - شاخوں کو بیکار توڑ توڑ کر وہ ڈال دیتے ہیں اور چھوٹے

چھوٹے درختوں کو خواہ مخواہ ہی گرا دیتے ہیں - اِس بربادی کی وجہ سے جنگل میں فوراً پتا چل جاتا ھے کہ ھاتھی کا گروہ یہاں سے گذرا ھے -

ھاتھی کی قوت حافظہ قابل تحسین ہوتی ھے - مدت تک وہ بات کو نہیں بھولتا اور خصوصاً نیکی اور بدی کو تو بخوبی یاد رکھتا ھے - فیل‌بان کے ظلم و ستم کا بدلا لئے بغیر نہیں چھوڑتا - کون پھل کس موسم میں اور کس مقام میں ہوتا ھے یہہ وہ بخوبی یاد رکھتا ھے - لنکا کے جنوبی حصے میں بیل کے درختوں کے جنگل ھیں چنانچہ جب اُن کی فصل آتی ھے تو ھاتھی کے گروہ کے گروہ وھاں پہنچ جاتے ھیں -

ھاتھی اور درزی کی مشہور کہانی اس کی قوت حافظہ اور بدلا لینے کی عادت کی بدیہی مثال ھے - ایک فیل‌بان اپنے ھاتھی کو روزانہ ایک خاص سڑک پر پانی پلانے کی غرض سے لے جاتا تھا - ھاتھی ھر مکان کے دروازے اور کھڑکی میں سونڈ ڈالتا چلتا تھا اور لوگ تماشے کے لئے کوئی پھل یا کوئی اور کھانے کی چیز اس کو دے دیا کرتے تھے - ایک روز ایک درزی نے یہہ حرکت کی کہ اُس کی سونڈ میں سوئی بھونک دی - ھاتھی اس وقت خاموش رہا اور آگے بڑھ گیا - لیکن واپسی میں وہ سونڈ میں گندہ پانی اور کیچڑ بھر کر لایا اور درزی کی کھڑکی پر پہنچ کر اس کے کمرے میں کیچڑ کا چھڑکاؤ کر دیا -

اُس کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے - بعض پالے ہوئے ہاتھی سو سال تک زندہ رہے ہیں اس لئے جس ہاتھی کو آزادانہ زندگی بسر کرنے کا موقع ملتا ہے اس کی عمر اندازاً ڈیڑھ سو سال سے کم نہ ہوتی ہوگی -

بچہ رحم مادر میں تقریباً اکیس ماہ تک رہتا ہے اور چالیس سال میں جوان ہو جاتا ہے ہتھنی کے تھن تمام جانوروں کے خلاف اگلی ٹانگوں کے درمیان ہوتے ہیں - بچہ اپنی سونڈ اٹھاکر تھن منھہ سے دبا لیتا ہے -

اپنے طویل جسم اور خصوصاً سیاہ رنگ کی وجہ سے ہاتھی دھوپ برداشت نہیں کر سکتا لہذا طلوع آفتاب ہوتے ہی گھنے جنگلوں میں پناہ لیتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کے بعد باہر نکلتا ہے -

اگرچہ وہ اتنا لحیم شحیم ہے تاہم اس میں سستی اور کاہلی نام کو نہیں - شب میں چرتے چرتے ہاتھی کے گروہ کہیں سے کہیں نکل جاتے ہیں -

وہ دوڑ نہیں سکتا لیکن جب جھپٹ کر چلتا ہے تو اس کی رفتار دوڑنے سے کم بھی نہیں ہوتی - اُس کی جھپٹ کا اندازہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ غصے میں کسی پر حملہ‌آور ہوتا ہے - انداز‌اً سو گز تک تو وہ ایسی تیزی سے جھپٹتا ہے کہ شاید ہی کوئی انسان بھاگ کر اپنی جان بچا سکے - مگر ہانپ جانے پر اس کی رفتار میں کمی واقع ہو جاتی ہے -

اپنے وزنی جسم کی وجہ سے ہاتھی اُچھل کود بالکل نہیں سکتا اور اگر کوئی چھوٹا سا غار بھی اس کے راستے میں پڑ جاتا ہے تو مجبوراً رک جاتا ہے - پاؤں پر موٹی موٹی گدیاں چڑھی ہونے سے اس کی چال میں قطعاً آہٹ نہیں ہوتا -

جنگلی ہاتھی سیدھا اور بے ضرر جانور ہے - کہیں اُس کے مزاج میں تندی اور ایذا رسانی ہوتی تو بڑی مشکل کا سامنا ہوتا - اُس کی خصلت قدرتاً کچھہ ایسی بزدل ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں سے بھی جن سے نا واقف ہوتا ہے خوف‌زدہ ہو جاتا ہے - ایک سیاح کا بیان ہے کہ ہاتھیوں کے گروہ رات میں اُن کے کیمپ کے پاس آ جاتے تھے لیکن ایک چھوٹے سے کتے کے بھونکنے ہی بھاگ کھڑے ہوتے تھے -

جنگلی ہاتھی اُتنا عقیل اور فہیم نہیں ہوتا جتنا کہ تربیت یافتہ ' اہل لنکا دھان کی کاشت کی حفاظت کی غرض سے چھوٹی چھوٹی شاخوں اور ٹہنیوں کے گھیر بنا دیتے ہیں جن کی اونچائی پانچ چھہ انچ سے زائد نہیں ہوتی - کھیتوں کے درمیان کاشتکار چوڑے چوڑے راستے ہاتھیوں کے لئے جو رات میں پانی پینے کو گذرتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں - ہاتھی اُن گھیروں سے خوف‌زدہ ہوکر کھیتوں میں کبھی نہیں گھستے - جب فصل کاٹ لی جاتی ہے تو ہاتھی کھیتوں میں جاکر چاول کے دانے تلاش کرتے پھرتے ہیں -

جنگلی ہاتھی کی نیک خصلت کا یہہ کافی ثبوت ہے کہ اُن کے گروہوں کے ساتھہ دوسرے جانور بھی رہتے سہتے ہیں اور ہاتھی ان کو کوئی ایذا نہیں پہنچاتے - مسٹر نیومین تحریر کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہاتھیوں کے ساتھہ زیبرا اور غزالہ ہرن رہتے دیکھے ہیں - جرمن شکاری ہرسکلنگس نے ایک بڑے زرافہ کے نر کو اُن کے ساتھہ دیکھا ہے -

گروہ میں رہنا ہاتھی کو بھی نہایت مرغوب ہے لیکن اکثر یہہ دیکھا جاتا ہے کہ گروہ میں صرف ایک ہی نسل کے ہاتھی ہوتے ہیں - کوئی دوسرا ہاتھی جس سے اتفاقیہ ملاقات ہو گئی ہو اُس میں کبھی شامل نہیں کیا جاتا - ساخت پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی مورث کی اولاد ہیں - سنہ ۱۸۴۴ع میں ایک گروہ گرفتار کیا گیا تھا جس میں اکیس ہاتھی تھے اور سب کی سونڈ کی لمبائی معمول سے بہت زیادہ تھی اور یہہ خصوصیت بھی تھی کہ اُن کی موٹائی میں اوپر سے نیچے تک بہت کم فرق تھا - ایک دوسرا گروہ پیلگیس ہاتھیوں کا پکڑا گیا تھا - اُن سب کی آنکھہ کا رنگ ایک سا تھا -

گروہ میں جو سب سے بڑا ' طاقتور ' اور تجربہ‌کار ہوتا ہے وہ بہ اتفاق‌رائے سردار مقرر کر لیا جاتا ہے اور سب اُس کی فرماں‌برداری دل و جان سے کرتے ہیں - یہہ سردار اکثر کوئی نر ہوتا ہے - لیکن اگر اس عہدے کے لایق کوئی ذی‌عقل مادہ تصور کی جاتی ہے تو اُس کے حکم کی

پابندی میں بھی کسی کو عار نہیں ہوتا اور اُس کی عزت ایک نر سردار ہی کی طرح کی جاتی ہے -

گروہ کے سب جانور اپنے سردار کی حفاظت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں - اگر کہیں بھاگ کر جان کی حفاظت کرنے کا موقع نہیں ملتا تو سب اپنے سردار کو اِس طریقے سے گھیر لیتے ہیں کہ اُس کو زخمی کرنا دشوار ہو جاتا ہے اور شکاری کو سردار کے مارنے کے لئے پہلے کئی ہاتھیوں کی جان خواہ مخواہ لینی ہوتی ہے - ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب میجر راجرس نے ایک نر سردار کو سخت زخمی کیا تو اُس کے ساتھیوں نے اس کو فوراً گھیر لیا اور اپنے شانوں کا سہارا دے کر اس کو جنگل بھگا لے گئے - (۱)

وفاداری کی اس سے بہتر مثال نہیں مل سکتی کہ اُن کو اپنے سردار کی حفاظت کے لئے اپنی جان دینے میں دریغ نہیں ہوتا اور اُس کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے ہیں - شاید ہی کسی فوج نے اپنے سپہ سالار کی حفاظت کے لئے ایسی آمادگی ظاہر کی ہوگی -

ہاتھی کی طرزِ معاشرت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں کچھ قواعد اور قوانین ہیں جن کی پابندی گروہ میں ہر ایک پر لازمی ہوتی ہے اور اگر کوئی خلاف ورزی کرتا

" Natural History of Ceylon," by Sir J. E. Tennent. (1)

ہے تو برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے - اِس مجرم کو کوئی دوسرا گروہ بھی اپنی ہمراہی میں جگہ نہیں دیتا اور وہ اکیلا رہکر زندگی بسر کرتا ہے - ایسے ہاتھی اس قدر بد طینت ہو جاتے ہیں کہ خواہ مخواہ انسان اور دوسرے جانوروں پر حملہ‌آور ہوتے ہیں -

ہاتھی کے لئے بھی سال بھر میں ایک وقت مستی کا ہوتا ہے - اُس وقت وہ ایسا بے چین اور بے قرار ہوتا ہے کہ کبھی جھومتا اور سر ہلاتا ہے اور کبھی پاؤں سے زمین کھودتا ہے - اُس کی عمر بھر کی تربیت اور خصائل حمیدہ ایک دم میں کافور ہو جاتی ہیں - اِس وقت انسان کو مار ڈالنے میں اُس کو ذرا دریغ نہیں ہوتا - اکثر وہ زنجیریں توڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور گرد و نواح میں ایک مصیبت کا عالم برپا کر دیتے ہیں - لیکن یہہ حالت کچھہ ہی عرصے کے بعد رو باصلاح ہو جاتی ہے اور وہ پھر مطیع اور منقاد بن جاتے ہیں -

افریقہ کا ہاتھی اب کہیں نہیں پالا جاتا - ہاں ' پہلے زمانے میں اہل کارتھیج اُس کو پالتے تھے اور جنگ میں بھی اُس سے امداد لیتے تھے -

ہندوستان میں ہاتھی ہمیشہ سے انسان کا غلام اور مددگار رہا ہے - میدانِ کارزار میں ہاتھیوں کی کثیر تعداد فوج کے ہمراہ رہتی تھی - لیکن بعض مرتبہ اُن سے نفع کے بدلے بہت نقصان پہنچ گیا ہے - راجہ پورو نے سکندر کا جب

پنجاب میں مقابلہ کیا تھا تو پورس کی فوج کے همراہ دو سو هاتھی تھے جو میدان جنگ میں دو دو سو گز کے فاصلے پر کھڑے کئے گئے تھے - تاریخ نویس ایرین (Arrian) اِس جنگ کا بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ بہ مقابلہ دشمن کی فوج کے هاتھیوں نے خود اپنی فوج کا زیادہ نقصان کیا - میدان جنگ سے خوف زدہ هو کر وہ ایسے بے تحاشہ بھاگے کہ دوست کو دشمن سے ممتاز نہ کر سکے اور دونوں هی کو پامال کیا - فیل بانوں کے مارے جانے پر هاتھی زخموں کی تکلیف سے تمام میدان میں دوڑتے پھرے اور دوست اور دشمن پر حملہ آور ہوکر اُن کو پاؤں سے کچلا اور دانتوں سے چھیدا -

مہاراجہ چندر گپت کی فوج میں بھی نو هزار هاتھی تھے - (۱)

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک زمانے میں علاوہ هندوستان کے دوسرے ملکوں میں بھی هاتھی سکھائے جاتے تھے - یونان میں سب سے پیشتر هاتھی کو اینٹی پیٹر (Antipator) هندوستان سے لے گیا تھا - یورپ میں سب سے پہلے اهل کارتھیج نے هاتھی کو جنگ آزمائیاں سکھائی تھیں - جب روما (Rome) کے باشندوں نے پرس (Phyrrus) کی فوج میں هاتھی دیکھے تو اُن کو چلتی پھرتی کلیں تصور کر کے بہت خوف زدہ ہوئے - الین اور پلنی نے تحریر کیا ہے کہ

Vincent Smith's "Early History of India." (۱)

روما (Rome) میں افریقہ سے ہاتھی لائے جاتے تھے اور اُن سے تماشہ کرایا جاتا تھا -

سلطان جولیس سیزر نے جب انگلینڈ پر فوج کشی کی تو ایک مقام پر اُس کی فوج کو تھیمس دریا عبور کرنے کی ضرورت ہوئی - دوسرے کنارے پر برطانیہ کا بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ مقابلے کے لئے کھڑا تھا - سیزر نے ایک بہت بڑا ہاتھی دریا میں ڈال کر دشمن کی طرف بڑھایا - اس کو دیکھ کر برطانیہ کی فوج خوف زدہ ہوکر بھاگ اُٹھی اور سیزر دریا پار کر گیا -

یہہ مسلمہ امر ہے کہ ہاتھی کو تعلیم اور تربیت دینے کا رواج ہندوستان سے ہی جاری ہوا اور مصر وغیرہ کے باشندوں نے ہندوستانیوں سے اس کی تربیت کا سبق سیکھا -

اِنسانی تعلیم و تربیت سے ہاتھی بڑا عقیل اور فہیم ہو جاتا ہے اور مشکل مشکل اور نئے نئے کام اپنی عقل سے کر دکھاتا ہے - سر یمرسن ٹینیٹ لنکا میں کینڈی شہر کے قریب جنگل میں ایک گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ دفعتاً موڑ پر ایک بہت بڑا پالتو ہاتھی جس کے دانتوں پر ایک بڑا شہتیر تھا نظر پڑا - اُن کا گھوڑا چونکا اور رک گیا - گھوڑے کو خوف‌زدہ دیکھہ کر ہاتھی شہتیر کو ایک طرف ڈال کر پیچھے ہٹ گیا - جب گھوڑے کو پھر بھی خوف زدہ پایا تو جنگل کی جھاڑیوں کو کچلتا ہوا اور بھی پیچھے ہٹا - تب گھوڑا آگے بڑھ گیا - نی عقل

هاتھی اس وقت باہر نکلا جب کہ گھوڑا کچھہ دور نکل گیا اور شہتیر اُتھا کر اپنا راستہ لیا - ایک حیوان کو دوسرے کی تکلیف کا اس قدر خیال ہونا قابل تحسین اور تعجب ہے -

ہندوستان میں شیر کی شکار کے لئے لوگ ہاتھی پر جایا کرتے ہیں اور اکثر ایسے اتفاقات پیش آتے ہیں کہ شکار کی کامیابی کے علاوہ خود شکاری کی خیریت ہاتھی کی فہم و فراست پر منحصر ہوتی ہے - ایسے موقعوں پر اگر اُس کی کار گذاری صرف اُنھیں کاموں تک محدود رہے جن کی اُس کو تربیت دی گئی ہے اور وہ خود اپنے ہوش و حواس سے کام نہ لے تو مالک کی زندگی دشوار ہو جائے -

کپتان فارسائتھہ صاحب نے صوبہ متوسط میں ہاتھیوں کا بہت تجربہ حاصل کیا - آپ کی ایک تحریر کا ماحصل پیش ناظرین ہے :—

"شکار میں ہاتھی اور شکاری کے درمیان ایک قسم کی محبت پیدا ہو جاتی ہے - ہاتھی کو چڑیا خانے میں یا وزن گھسیٹتے دیکھہ کر لوگ اُس کو ایک محض عظیم الجثہ ' بے عقل ' اور سبک رو ' حیوان قیاس کر لیتے ہیں - لیکن وہی ہاتھی شکار میں شکاری کے ہاتھہ پیر بن جاتا ہے اور اپنی فہم و فراست کا ایسا اعلیٰ ثبوت دیتا ہے جو کسی دوسرے جانور سے امید نہیں کی جا سکتی -

جس کی نظر سے شکار کا نظارہ نہیں گذرا اُس اکو یہہ سن کر بڑی حیرت ہوگی کہ ایک تربیت یافتہ ہاتھی شیر کے قریب کس طرح پہنچتا ھے - وہ خشک پتوں تہنیوں اور گول گول پتھروں کو جو راستوں میں ہوتے ھیں کس ہوشیاری سے ھٹاتا اور راستہ صاف کرتا چلتا ھے تاکہ اُن کی کھڑکھڑاھٹ سے چلنے والے کا پتہ نہ لگے - یہہ دیکھہ کر حیرت ھوتی ھے جب مالک کو جھاڑیوں میں پھینکنے کے لئے پتھر کی ضرورت ھوتی ھے تو اُٹھا اُٹھا کر دیتا چلتا ھے - اور جس وقت اُس خوفناک درندے کے قریب پہنچتا ھے یا اُس کو معلوم ھو جاتا ھے کہ درندہ کہاں پوشیدہ ھے تو وہ مالک کو سونڈ کے اشارے سے یا اُس کو پتک پتک کر آگاہ کر دیتا ھے کہ درندہ کہیں قریب ھی پوشیدہ ھے - اور جب شیر جس کا کہ اُس کو فطرتاً خوف ھوتا ھے نظر کے سامنے آ جاتا ھے اُس وقت اس کا صبر اور استقلال قابل دید ھوتا ھے - ایسے موقعوں پر ھاتھی کا یہہ کام ھے کہ چٹان کی طرح بے حس و حرکت کھڑا ھو جائے چاھے شیر اُچھل کر اس کے سر ھی پر آ گرے - چنانچہ تربیت یافتہ ھاتھی ایسا ھی کر کے دکھا دیتے ھیں - "

وہ فطرتاً بھی سمجھہ‌دار پیدا کیا گیا ھے - بعض موقعوں پر وہ ایسی اعلی سمجھہ سے کام کر دکھاتا ھے کہ انسان حیرت سے انگشت بہ دنداں رہ جاتا ھے - چنانچہ ایک ھاتھی ایک دیوار کے قریب بندھا تھا ، کسی نے ایک پھل

اُس کے پاس پھینکا - وہ ہاتھی سے کچھہ دور گرا اور اُس اُس کی سونڈ پہل تک نہ پہنچی - تب اس نے سانس بھر کے زور سے پھوک ماری کہ پھل دیوار سے تکرایا اور لوت کر اُس کے پاس آ گیا - (۱)

جناب چارلس ڈارون صاحب تحریر فرماتے ھیں کہ "میں نے دیکھا ھے کہ جب کوئی چھوتی شے ایک ھاتھی کے پاس پھینکی جاتی تھی اور وہ اتنے فاصلے پر رہ جاتی تھی کہ اُس کی سونڈ نہیں پہنچ سکتی تھی تو وہ اُوپر سے اس طرح پھوک مارتا تھا کہ سانس چاروں سمت میں پھیل کر اُس شے کو ھاتھی کی طرف کھینچ لاتی تھی - "

وہ ایسا مطیع و منقاد ھوتا ھے کہ مالک کے اشاروں پر کام کرتا ھے اور حکم کی حرف بحرف پابندی کرنے پر تیار رھتا ھے - اگر یہہ وصف اُس میں کامل نہ ھوتا اور ایک قدم بھی غلط اتھاتا تو بڑے بڑے جلوس اور میلوں کے اژدھام دم زدن میں درھم برھم ھو جاتے -

انگلینڈ کے ایگزیٹر چینج (Exeter Change) نامی مقام میں ایک مُسن ھاتھی تھا - سنہ ۱۸۲۶ع میں کسی وجہ سے اُس کا ھلاک کر دیا جانا طے ھوا چنانچہ گولی مارنے کے لئے چند سپاھی اُس کے سامنے کھڑے کئے گئے - ھاتھی کے جسم میں پوری ایک سو بیس گولیاں ماری جا چکی تھیں لیکن اس

Jesse's "Gleanings in Natural History," Vol. I. (۱)

کی سخت جان نہ نکلتی تھی نہ نکلی - نہ ہاتھی اپنی پیشانی گولی چلانے والوں کی طرف موڑتا تھا نہ مناسب مقام پر گولی لگتی تھی - بالآخر فیل بان نے ہاتھی کا نام لےکر آواز دی - ایسی جان کنی کی حالت میں بھی اپنی مالوف آواز سنتے ہی اس طرف زانو ٹیک کر متوجہ ہو گیا اور سپاہیوں کو اُس کی پیشانی کو نشانہ بنانے کا موقع مل گیا -

ہاتھی اپنے فیل‌بان کے تمام خاندان اور رشتےداروں سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے اور اُن سے بھی محبت سے پیش آتا ہے - فیل‌بان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اُس کے ساتھ بے خوف و خطر کھیلتے رہتے ہیں - ہاتھی اُن کو سونڈ سے اُٹھا کر کبھی پیٹھ پر بیٹھا لیتا ہے اور کبھی آہستہ سے پھر نیچے اُتار دیتا ہے -

بیمار ہو جانے پر کڑوی سے کڑوی اور بدذایقہ دوائیں پی لینا اور پھوڑا پھنسی پر نشتر لگوانے کی سخت تکلیف کو بخوشی گوارا کرنا بھی اس کی فہم و فراست پر دال ہے - چنانچہ ایک ہاتھی کی پشت پر بہت بڑا پھوڑا ہوگیا تھا اور ایک ڈاکٹر صاحب سے اس میں نشتر لگانے کی درخواست کی گئی - جب ڈاکٹر صاحب کو کامل اطمینان دلا دیا گیا کہ نشتر کی تکلیف سے ہاتھی کوئی شرارت نہ کرےگا تو وہ نشتر لگانے کو تیار ہو گئے - فیل‌بان نے اُس کو دو زانو بیٹھا دیا اور اُس کے ہاتھ پاؤں تک نہ باندھے -

ڈاکٹر صاحب نے ایک ہڈی کاٹنے والے نشتر سے پھوڑے کو چیرا پھاڑا لیکن بجز آہستہ آہستہ کراہنے کے وہ بالکل بےحس و حرکت بیٹھا رہا - یہہ واقعہ بھی کافی شہادت دیتا ہے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اُس کی اصلاح کا بجز تکلیف برداشت کرنے اور صبر و استقلال کے کوئی چارہ کار نہیں -

پادری جولیس‌ینگ اپنے والد مسٹر چارلس ینگ کی سوانح میں اسی مُسن ہاتھی کا جو ایگزیٹر چینج میں مارا گیا تھا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں - یہہ ہاتھی سنہ ۱۸۱۰ع میں انگلینڈ پہنچایا گیا اور کان‌ویلنٹ گارڈن نامی ناٹک کمپنی نے اس کو خرید لیا - کسی کھیل کی مشق کرائی جارہی تھی - اسٹیج پر ایک چھوٹا سا پل بنایا گیا تھا اور اُس پر سے ہاتھی کو گزارنے کی کوشش کی جا رہی تھی - ہاتھی پل پر نہ چڑھا اس لئے اُس دن کھیل بند کر دیا گیا - دوسرے دن ہاتھی پھر پل پر بڑھایا جانے لگا مگر پل کو پاؤں سے ٹٹول کر وہ پھر رک گیا - اِس پر مالک کمپنی نے فیل‌بان کو حکم دیا کہ مارو - اس نے صدھا بار آنکڑے مارے اور خون کی ندی سی بہنے لگی - اتفاقاً چارلس‌ینگ بھی پہنچ گئے - ہاتھی کو اس بےرحمی سے مارنے کو اُنھوں نے منع کیا اور فیل‌بان کا ہاتھہ پکڑ لیا - اسی دوران میں کپتان ہے (Captain Hay) بھی آ گئے - یہہ اُس جہاز کے کپتان تھے جس پر کہ ہاتھی انگلینڈ لایا گیا تھا - ہاتھی کی اُن سے بھی بڑی محبت ہو گئی

تھی چنانچہ اُن کو اُس نے فوراً پہچان لیا اور سونڈ سے اُن کا ہاتھہ پکڑ کر اپنے زخم پر رکھا جیسے کہ وہ ان کو دکھانا چاہتا ہو کہ لوگ اُس کو کس بے رحمی سے مار رہے تھے - ہاتھی کا یہہ عمل دیکھہ کر ظالموں اور سنگ دلوں کے بھی دل پگھل گئے اور مالک کو بھی رحم آیا - وہ باہر گیا کچھہ سیب خرید کر لایا اور ہاتھی کو دئے مگر ہاتھی نے سیب لے کر پاؤں سے کچل ڈالے - اس اثنا میں چارلس نپک بھی کچھہ سیب خرید لائے تو ان سے سیب لے کر ہاتھی نے فوراً کھا لئے -

اپنی عزت آبرو کا ہاتھی کو بہت خیال رہتا ہے اور کسی طرح کی بے عزتی کو پسند نہیں کرتا - چنانچہ ایک شخص اپنے ہاتھی کو روزانہ اپنے پہلے سے قبل شراب پلاتا تھا اور خود بعد میں پیتا تھا - ایک دن یہہ کہہ کر کہ روز تم پہلے پیتے تھے آج میں پہلے پیوں گا مالک نے اپنا پیالہ پہلے بھر لیا - ہاتھی نے اِس کو اپنی بے عزتی خیال کرکے اس دن شراب کا پیالہ قبول نہ کیا -

قید ہو جانے پر ہاتھی کے اولاد نہیں ہوتی ' لہذا جو ہاتھی ہم دیکھتے ہیں وہ سب جنگل سے پکڑ کر لائے جاتے ہیں - لنکا ' آسام ' ریاست میسور ' وغیرہ میں ہاتھی "کھیدا" کے ذریعہ سے پکڑے جاتے ہیں -

کھیدا کے لئے موٹے موٹے لمبے لٹھوں کا ایک بڑا گھیر بنا لیا جاتا ہے جس کا طول تقریباً پانچ سو فٹ اور

عرض ڈھائی سو فٹ کے قریب ہوتا ہے - یہہ لٹھے قریب قریب تین فٹ زمین میں گاڑ دئے جاتے ہیں اور بقیہ بارہ فٹ یا کچھہ زائد زمین سے اوپر رہتے ہیں - اور ان پر آڑے آڑے لٹھوں کے پشتے لگا کر گھیر کو نہایت مضبوط اور مستحکم کر لیا جاتا ہے - اُس میں ایک پھاٹک ایسا بنایا جاتا ہے کہ جس وقت ضرورت ہو فوراً اُٹھا لیا جائے یا گرا دیا جائے - ہاتھی کی قدرتی طاقت کے مقابلے میں اِس گھیر کا استحکام کچھہ ہستی نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ بہ اتفاق اُس کی کسی دیوار میں ٹکر بھی مار دیں تو لٹھے اکھڑ جائیں اور گھیر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تاہم خوش قسمتی سے نہ تو ہاتھی کو اپنی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے نہ اتفاق کر لینے کی سمجھہ -

گھیر تیار ہو جانے پر کھیدے کے کارکن جن کی تعداد دو تین ہزار تک ہوتی ہے ہاتھی کے ایک گروہ کو تین سمت سے گھیر لیتے ہیں - یہہ لوگ کئی میل کے دور میں پھیل جاتے ہیں اور اُن کا مقصد صرف یہہ ہوتا ہے کہ گروہ اُن کی صف پھاڑ کر نکلنے نہ پائے بلکہ گھیر کی طرف رفتہ رفتہ بڑھے - یہہ لوگ گروہ کو روز دو ایک کوس گھیر کی طرف بڑھا دیتے ہیں بعض مرتبہ گھیر تک پہنچنے میں ایک یا دو ماہ صرف ہو جاتے ہیں کیونکہ نہایت ہوشیاری اور سہولت سے کام لینا پڑتا ہے - ہاتھیوں کا یکایک خائف ہو جانا اور جوش میں آ جانا ساری محنت

کو رائگاں کر دیتا ہے - اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کھیدے میں کتنا روپیہ اور وقت صرف ہوتا ہے اور کس قدر صبر اور استقلال کی ضرورت ہے -

رفتہ رفتہ جب ہاتھی کھیر کے سامنے پہنچ جاتے ہیں تو وہ وقت بڑی نہایت فکر کا ہوتا ہے کھیر سے ہاتھی قدرتاً خائف ہوتے ہیں اور اگر وہ ایک ساتھ بھاگ پڑیں تو تمام امیدوں پر پانی پڑ جائے - چنانچہ باوجود اس کے کہ جنگل میں ہزارہا آدمی موجود ہوتے ہیں چاروں طرف ایک خاموشی کا عالم طاری ہوتا ہے - ادنیٰ اور اعلیٰ تمام کارکنان کمر بستہ اپنے اپنے مقام پر آخری اشارے کے منتظر تیار کھڑے رہتے ہیں ::

یکایک ہر سمت سے ایک زبردست شور برپا ہوتا ہے - ہانکا کرنے والوں کی چیخ ' ڈھولوں کی گڑگڑاہٹ ' اور بندوقوں کی آوازیں زمین اور آسمان کو سر پر اُٹھا لیتی ہیں اور تمام جنگل گونج اُٹھتا ہے - ہاتھی کے دل میں جب تک بےحد خوف طاری نہ ہو کھیر میں ہرگز نہیں داخل ہوتا - اکثر یہہ آخری ہانکا شب میں کیا جاتا ہے کیونکہ آگ اور مشعلوں سے ہاتھی کو ڈرانا آسان ہے -

ہاتھی گھبرا کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگتے ہیں اور آدمیوں کی صفوں کو چیر کر نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بیچارے جدھر رخ کرتے ہیں ادھر ہی سے مشعل وغیرہ سے ڈراکر بھگا دئے جاتے ہیں - نا امید ہوکر گروہ کا سردار پھاٹک

کی طرف قدم بڑھاتا ہے - پھر پھاٹک پر ٹھٹک کر ایک دو لمحہ سوچتا سمجھتا ہے - جب کوئی اور صورت سمجھ میں نہیں آتی تو بدرجہ مجبوری گھر میں داخل ہو جاتا ہے - سردار کے گُھستے ہی سارا گروہ اُس کے پیچھے دوڑ پڑتا ہے اور پھاٹک فوراً گرا دیا جاتا ہے -

گھر میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھے بھاگتے چلے جاتے ہیں مگر جب کوئی راستہ نہیں ملتا تو پھر پھاٹک پر واپس آتے ہیں اور اُس کو بند پاکر نہایت مضطرب اور پریشان ہوکر اِدھر اُدھر چکّر لگانے لگتے ہیں -

تمام کارکنان گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں اور بھالوں وغیرہ سے ڈرا کر ہاتھیوں کو لٹھوں سے ٹکر نہیں مارنے دیتے - جب اس دوا و دوش سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو کبھی کسی مقام پر ٹھہر جاتے ہیں اور کبھی جوش امید میں پھر آزادی کے لئے کسی دوسری جانب رخ کرتے ہیں - آزادی بھی ہر ذی روح کا پیدائشی حق ہے جس کے لئے یہہ متوحش جانور بھی اپنی انتہائی کوشش ختم کر لیتے ہیں - جب کوئی چارہ‌کار نظر نہیں آتا تو مجبور ہوکر حسرت و اندوہ کے عالم میں کسی مقام پر سر جھکاکر کھڑے ہو جاتے ہیں -

اس کے بعد گروہ کو دو ایک روز برابر فاقہ دیا جاتا ہے - پھر تربیت‌یافتہ ہاتھیوں کی امداد سے اُن کے پاؤں میں پھندا ڈال کر ایک ایک باہر نکالا جاتا ہے -

ایک کھیدے کا دلچسپ بیان کرتے ہوئے سر یمرسن ٹینینٹ لکھتے ہیں کہ "دوسرے روز پالتو ہاتھیوں کو اندر لے جانے کی تیاری کی گئی - پھاٹک آہستہ سے اٹھایا گیا اور دو تجربےکار اور تربیت‌یافتہ ہاتھی معہ اپنے اپنے فیل‌بانوں اور دو ملازموں کے اندر داخل ہوئے - ان کے ساتھ ایک بوڑھا پھندا ڈالنےوالا اور اُس کا بیٹا رنگھانی بھی تھا - پھندا ڈالنے میں یہ باپ بیٹے اپنے عصر کے استاد تصور کئے جاتے تھے -

پالتو ہاتھیوں میں ایک کی عمر سو برس سے بھی زیادہ تھی اور دوسری ایک ہتھنی تھی جس کا نام شری ویدی تھا - شری ویدی اپنے آزاد بھائی بندوں کے گرفتار کرانے میں بڑی کامل مہارت رکھتی تھی اور اِس کام میں اُس کو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا تھا - وہ نہایت ہی ہوشیاری سے آگے بڑھی اور جیسے ہی وہ گروہ کے قریب پہنچی تو سب ہاتھی اُس کی طرف بڑھے - گروہ کا سردار پاس آیا اور اُس کے سر پر اپنی سونڈ پھیری - اِس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑا ہو گیا - شری ویدی بھی اُس کے پیچھے لگ گئی تاکہ پھندا ڈالنے والے کو پھندا ڈالنے کا موقع ملے - جنگلی ہاتھی نے فوراً محسوس کر لیا کہ اُس کے پاؤں میں پھندا ڈالے جانے کی فکر کی جا رہی ہے اور پاؤں کو جھٹکا دےکر وہ پھندا ڈالنے والے پر حملہ کرنے کی غرض سے گھوما - شری ویدی نے فوراً اپنی

سونڈ اُٹھاکر اُس کو دھمکایا اور پیچھے ہٹا دیا - اس دوران میں بوڑھے پھندا ڈالنے والے کے کچھ چوٹ بھی آ گئی لہذا وہ فوری باہر پہنچا دیا گیا اور اس کے بیٹے نے وہ کام انجام دینا شروع کر دیا -

اب جنگلی ہاتھی ایک ہی مقام پر ایک دوسرے سے ملکر ملاکر کھڑے ہو گئے - پالتو ہاتھی سب سے بڑے نر کے پاس پہونچائے گئے اور یہ دونوں جنگلی ہاتھی کو بیچ میں کرکے کھڑے ہو گئے - اُس وقت اُس جنگلی ہاتھی کا اضطراب اور بے چینی قابل دید تھی - کبھی وہ ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے پر کھڑا ہوتا تھا - ادھر رنگھانی چور کی طرح پھندا لے کر آگے بڑھا - پھندے کی رسی کا ایک سرا شری ویدی کی گردن میں بندھا تھا - جیسے ہی ہاتھی نے پاؤں اٹھایا رنگھانی کو موقع مل گیا اور اُس نے پھندا ڈال دیا - دونوں پالتو ہاتھی فوراً پیچھے ہٹے اور جنگلی ہاتھی شری ویدی کے ساتھ گھسٹنے لگا - جب شری ویدی جنگلی ہاتھی کو لئے جا رہی تھی تو دوسرا پالتو ہاتھی گروہ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تاکہ اُن میں سے کوئی اپنے ساتھی کی حالت زار دیکھ کر شری ویدی کے کام میں مُخل نہ ہونے پائے -

جنگلی ہاتھی نے اب بڑی شرارت شروع کی - کبھی چیختا چنگھاڑتا اور کبھی چھڑاکر بھاگنے کی کوشش کرتا - جس درخت سے وہ باندھا جانے کو تھا وہ بیس تیس گز کے فاصلے

رہ تھا - شری ریڈی نے درخت کے چاروں طرف گھوم کر رسّی کا ایک پھیر ڈال دیا - دوسرا پھیر ڈالنا ممکن نہ تھا کیونکہ درخت کی رگڑ کی وجہ سے جنگلی ہاتھی کو اور زیادہ کھینچنا اُس کی طاقت سے باہر تھا - لہذا دوسرا پالتو ہاتھی اب امداد کے لئے آ پہنچا اور جنگلی ہاتھی کے سر اور شانوں سے اپنا سر اور شانے لگاکر اس کو پیچھے ہٹایا اور اس طرح دوسرا پھیر بھی ڈال دیا گیا -

اس کے بعد دونوں پالتو ہاتھی جنگلی کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور رنگھانی نے چھپ‌کر دونوں اگلی ٹانگوں میں بھی پھندے ڈال دئے - ان پھندوں کی رسّیاں بھی درختوں سے باندھ دی گئیں -

پالتو ہاتھیوں کے ہٹتے ہي جنگلی نے وہ شور و غُل مچایا اور آزادی کے لئے وہ وہ کوشیشیں کیں کہ دیکھہ کر ہیبت ہوتی تھی - کبھی چنگھاڑتا ' کبھی پھندوں کی گرہ کھولنے کی کوشش کرتا ' یا رسّوں کو کھینچتا ' اور تانتا تھا - بالاخر تھک کر ایک پہلو پر گر گیا - سر اور پاؤں زمین پر ٹیک‌کر بندشیں توڑنے کے لئے ایک ایسا انتہائی زور کیا کہ پچھلی ٹانگیں اونچی اُٹھہ گئیں - اس کی حالت‌زار پر رحم آتا تھا - کئی گھنٹے تک وہ ایسی ہی کوششیں کرتا رہا پھر مجبور ہوکر خاموش کھڑا ہو گیا -

اسی طرح یکے بعد دیگرے سب ہاتھی باندھہ دئے گئے -

یہہ عجیب بات تھی کہ جنگلی ھاتھی فیل‌بانوں کی طرف رُخ بھی نہ کرتے تھے -

پھر اسی طرح ایک دوسرا گروہ پھانسا گیا - اِس میں ایک مست ھاتھی تھا جس نے بڑی آفت برپا کی - پھندا ڈال‌کر جب وہ کھینچا گیا تو سونڈ سے اُس نے ایک بڑا درخت پکڑ لیا اور لپٹ گیا - اُس کو درخت سے چھڑانے کے لئے تین ھاتھی لگانا پڑے - جب ایک پاؤں میں پھندا پڑ گیا تو دوسرے کو وہ جسم کے نیچے چھپاکر بیٹھہ گیا - بالاخر جب اُس کے چاروں پیروں میں پھندے پڑ گئے تو اُس نے وہ آہ‌ونالہ کیا کہ سننے‌والوں کے دل دہلتے تھے - زمین پر پڑا وہ آہ‌وزاری کر رہا تھا اور دونوں آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہہ رہے تھے -

اس میں کلام نہیں کہ بغیر پالتو ھاتھیوں کے آزاد ھاتھیوں کو پکڑنا ناممکن ھے - بلکہ اگر وہ کافی تربیت‌یافتہ نہ ھوں اور بجاے خود اپنی عقل پر زور دےکر کام کرنے کے ھر موقع پر حکم کے منتظر رھیں تو جنگل کے ھاتھی ھرگز گرفتار نہ کئے جا سکیں -

ان نو گرفتاروں کو غسل کے لئے یا پانی پلانے کے لئے جب لے جاتے ھیں تو دو تربیت‌یافتہ ھاتھی اور ایک بھالےوالا ساتھہ ھوتا ھے - تقریباً دو ماہ کے بعد اُن کو تنہا لے جانے کی کوشش کی جاتی ھے -

میمتھ ھاتھی

(The Mammoth or Elephas primigenus)

اگرچہ یہ کتاب صرف اُن ھی جانوروں کے بیان تک محدود ھے جو فی زماننا پائے جاتے ھیں لیکن میمتھ کا مختصر ذکر خالی از دلچسپی نہیں - آج میمتھ کو عالم وجود سے معدوم ھوئے غالباً لاکھوں سال گزر چکے لیکن اب تک اُن کے ڈھانچے اور دانت اتنی کثرت سے ملتے ھیں کہ اگر اُس کا وجود بھی کسی حیثیت میں مان لیا جائے تو خلاف‌رائے نہ ھوگا -

ملک سائبیریا میں سردی کے اثر کی وجہ سے اِس وقت تک اُس کی نعشیں ' گوشت ' کھال ' اور بال ' وغیرہ اُسی حالت پر پائے جاتے ھیں جیسے کہ زندگی میں ھوں گے -

میمتھ ان موجودہ ھاتھیوں سے بڑا ھوتا تھا - اُس کا طول پندرہ فٹ سے اٹھارہ فٹ تک ھوتا تھا - وہ دنیا کے شمالی حصّوں میں جہاں کہ زمین ھمیشہ برف سے ڈھکی رھتی ھے پایا جاتا تھا اور سردی سے پناہ دینے کی غرض سے قدرت نے اُس کے جسم کو بڑے بڑے بال عطا کئے تھے جن کا رنگ سُرخی‌مائل ھوتا تھا - اُن کے دانت دائرے کی طرح ھوتے تھے جن کی بیرونی سطح کی پیمایش نو دس فٹ سے کم نہ ھوتی تھی -

میمتھہ ہندوستان کے ہاتھی کے بہت مشابہ تھا اور اصحاب فن کا خیال ہے کہ دونوں کی پیدایش ایک ہی نسل سے معلوم ہوتی ہے -

میمتھہ کے ڈھانچے اور دانت نصف کرۂ ارض شمالی میں پائے جاتے ہیں - انگلینڈ ' وسط یورپ ' روس اور سائبیریا ' وغیرہ میں کبھی یہہ جانور پایا جاتا تھا - لندن کے نیچرل ہسٹری عجائب خانے میں میمتھہ کی ایک پوری کھوپڑی معہ دانتوں کے ہے جو شہر اِلفرڈ کے قریب ایک کھیت میں دفن ملی تھی - (۱)

روس کی دارالسلطنت پیٹروگراڈ (یا لینن گراڈ) کے عجائب خانے میں میمتھہ کا ایک پورا ڈھانچہ ہے جس کو سنہ ۱۸۰۶ع میں ماسکو کے مسٹر ایڈمس لائے تھے - اُنھوں نے سائبیریا جاکر نعش کی جانچ کی - میمتھہ کا گوشت ' بال اور کھال ' سردی کے باعث اپنی اصل حالت پر قایم تھے لیکن بدقسمتی سے لوگوں نے اس کا کچھہ گوشت کاٹ کاٹ کر گھریلو کتّوں کو کھلا دیا تھا - بھالوؤں نے بھی اُس کے جسم کے اکثر حصے کھا لئے تھے - صرف گردن کی کھال اور بال محفوظ تھے اور بالوں کی ایک بہت بڑی مقدار چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی -

اس بات کی تحقیق تو قدامت پسند حضرات ہی کر سکتے

---

(۱) Sir Ray Lankester's "Extinct Animals."

هیں کہ اس جانور نے اس جہان‌فانی میں کب قدم رکھا ہوگا اور مرنے پر اُس کی نعش کتنی مدت تک وہاں دبی رہی ہوگی - نہ‌معلوم اس زمانۂ دراز میں کتنی قوموں کا عروج اور زوال ہوا اور کتنے ملک سرسبز اور شاداب ہوکر برباد ہوگئے -

یہ امر بالتحقیق نہیں کہا جا سکتا کہ میمتھ کب عالم‌وجود میں آیا اور پھر کب فنا ہوکر پردۂ عدم کو پہونچا - ہاں طبقات ارضیہ کے پلسٹوسین (Pleistocene) طبقے میں میمتھ کے دفن شدہ ڈھانچے ملتے ہیں - یہہ طبقہ سطح ارض سے تقریباً دو سو فٹ گہرائی تک چلا گیا ہے - گلےشیل زمانے (Glacial Period) میں اور اُس کے بعد بھی میمتھ کا وجود برطانیہ میں تھا - اِس لئے اغلب گمان ہے کہ اِس کو ایک لاکھ سال گزرے ہوں‌گے کہ اُس نے عدم‌آباد کا راستہ لیا - اُس وقت انسان حیوانوں کے مانند کھوہ میں رہا کرتا تھا اور لکڑی پتھر کے بھالے اور تیر بنایا کرتا تھا -

فرانس میں ایک تصویر ملی ہے جس کو کسی قدیم زمانے کے دستکار نے میمتھ کے دانت پر کندہ کیا تھا - اِس تصویر کی بابت ایک مصنف تحریر کرتے ہیں کہ وہ ایک قدیم زمانے کی قبر میں جب کہ انسان دھاتوں سے قطعی ناواقف تھا اور پتھر کے اسلحہ بناتا تھا میمتھ کے دانت کا ایک ٹکرہ ملا ہے جس پر میمتھ کا نقش کندہ ہے - اُس

نقش میں اُس کے موٹے موٹے بال بھی دکھائے گئے ھیں - چقماق اور معمولی پتھر کے اسلحہ بھی اُس قبر کے اندر نکلے - یہ سب ثبوت دیتے ھیں کہ وہ شخص جو اُس قبر میں دفن کیا گیا تھا یا تو مہمتھ کا کوئی بڑا شکاری تھا یا کوئی مشہور دستکار تھا - (۱)

جماعت ھپوپوٹیمس

(The Hippopotamidæ).

خشکی کے تمام عظیم‌الجثہ جانوروں میں ھاتھی کے بعد ھپوپوٹیمس (دریائی گھوڑے) شمار کیا جاتا ھے - ھپو ایک بھاری، بھدا اور بد وضع جانور ھے اور اُس زمانے کی یادگار ھے جب کہ آج کل کے خوش وضع اور خوش قطع حیوانوں کا وجود بھی نہ تھا - کسی نے بہت خوب کہا ھے کہ چڑیا خانے میں طرح طرح کے خوش‌نما اور تیز جانوروں میں ھپو کا وجود ایسا معلوم ھوتا ھے جیسے کہ آج کل کے خوش پوشاک اور مزین اسلحہ سے آراستہ سپاھیوں کے درمیان ایک پرانی وضع و تراش کا دقیانوسی سپاھی ڈھال اور مُگدر باندھے آکر کھڑا ھو گیا ھو -

---

"The Puzzle of Life," by Arthur Nichols, F. R. G. S. (۱)

هندوستان میں هپو کو اکثر دریائی گھوڑے کے نام سے موسوم کرتے هیں لیکن گھوڑے اور هپو میں اُتنا هی فرق ھے جتنا کہ دن اور رات میں – هپو کو گھوڑا کہنا ایک خوبصورت خوشنما گھوڑے کی توهین کرنا ھے – مصر میں هپو کو دریائی سؤر کہتے هیں –

اس قدآور جانور کی اونچائی تقریباً ساڑھے پانچ فٹ اور جسم کا طول معہ دُم کے بارہ سے چودہ فٹ تک هوتا ھے – هپو کا جسم اس قدر چربی والا هوتا ھے کہ اُس کے پیٹ کا دَور بھی قریب قریب جسم کی لمبائی کے برابر هوتا ھے – ٹانگیں نہایت مختصر هونے کی وجہ سے اس کا شکم زمین سے ملا هوا نظر آتا ھے اور اس کی اونچائی کا پورا اندازہ نہیں هوتا – هپو کا وزن تقریباً سو من هوتا ھے –

خشکی کے جانوروں میں اس قدر وسیع اور کشادہ منھہ کسی کا نہیں هوتا اور جب وہ منھہ کھولتا ھے تو اپنے خوفناک دانتوں کی وجہ سے نہایت مہیب معلوم هوتا ھے –

نیچے والے جبڑے کے کاٹنےوالے دانت مسوڑوں سے نکل کر حسب معمول سیدھے نہیں هوتے بلکہ باهر کی طرف خمیدہ هوتے هیں – اُس کے خونناک کولے بھی باهر کو جھکے هوئے اور گول هوتے هیں – ان کی لمبائی تقریباً تیس انچ هوتی ھے جس کا ایک تہائی حصہ مسوڑے کے باهر هوتا ھے – ایک ایک کولے کا وزن چار پونڈ سے سات پونڈ تک

ہوتا ہے - ہپو اپنے کھلوں سے پودھوں کو مع جڑ کے اس طرح اکھاڑ لیتا ہے جیسے کاشتکار اپنے اوزاروں سے -

ہپو کا اوپری لب باہر کو لٹکا ہوتا ہے اور تھوتھڑی کے اُوپری حصے میں نتھنے ہوتے ہیں جو پانی میں غوطہ لگاتے وقت بند کئے جا سکتے ہیں - اتنے عظیم جسم کے مقابلے میں اس کے کان نہایت چھوٹے ہوتے ہیں اور دور کی آوازیں سننے کے لئے وہ ان کو برابر حرکت دیتا رہتا ہے - غوطے کے وقت وہ کانوں کو بھی اس طرح بند کر لیتا ہے کہ اُن میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں جا سکتا - آنکھیں کانوں کے قریب چہرے کی سطح سے اُوپر اُٹھی ہوتی ہیں - جسم میں بعض بعض جگہ دو انچ موٹی چربی ہوتی ہے - کھال کا وزن تقریباً پانچ ہنڈریڈویٹ یعنی سات من کے قریب ہوتا ہے - دُم لمبائی میں آٹھ یا نو انچ اور نہایت بدنما ہوتی ہے - نر کا رنگ گہرا بھورا اور مادہ کا کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے -

ہپو کی وسیع کھوپڑی میں چھوٹا سا دماغ ہوتا ہے اور جسم میں بد وضع اور بھدّا ہونے ہی کے مطابق وہ عقل میں بھی کمزور ہوتا ہے - جو تھوڑی سی عقل بیچارے کے حصے میں آئی ہے وہ تلاش معاش ہی میں صرف ہو جاتی ہے - مگر ہپو عقل سے اس قدر خالی بھی نہیں ہے کہ اپنی جان کی حفاظت نہ کر سکے -

افریقہ کے قدیم باشندے ہپو کو اکثر گھٹکوں کے ذریعہ

سے پکوا کرتے ھیں اس لئے ھپو بھی ان کھٹکوں سے کھٹکتا رھتا ھے اور اُن کے پاس تک نہیں پھٹکتا - یہہ بھی دیکھنے میں آیا ھے کہ جہاں ھپو رھتا ھے وھاں اگر بندوق چلانے والوں کا گذر ھونے لگتا ھے تو وہ اُس جگہ کو چھوڑکر دوسری جگہ بود و باش اختیار کر لیتا ھے -

ھپو افریقہ کے جنوب اور مشرق میں ھوتا ھے اور کہیں نہیں پایا جاتا - ان کے گروہ دریا اور جھیلوں کے کناروں پر رھتے ھیں اور زیادہ تر پانی میں بسر اوقات کرتے ھیں- خشکی میں ان کی چال ڈھال نہایت بھدی ھوتی ھے اور اپنے موٹاپے کے باعث اُن کو فوراً تکان ھو جاتا ھے - لیکن پانی میں وہ بہ سہولت اور تیزی سے تیرتا ھے -

بعض اوقات دیکھا جاتا ھے کہ اُن کے گروہ جولانی میں کسی اونچے مقام سے پانی میں کود کود کر کھیل تماشے کا لطف گھنٹوں تک اٹھاتے ھیں - اُن کی آوازیں اور کودنے کا شور میلوں تک سنائی پڑتا ھے - ھپو زیادہتر شب ھی میں باھر آتے ھیں اور ذرا آھٹ پاتے ھی پانی میں کود جاتے ھیں -

وہ نہایت غصّہ ور جانور ھے - خصوصاً اگر تاریکی میں اُن کا کوئی گروہ دریا میں کسی دشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ھو جائے تو خدا ھی خیر کرے - بڑی بڑی کشتیوں پر بھی اُن سے پناہ نہیں ملتی کیونکہ اپنے جسم کے ایک ھی دھکے سے وہ اکثر کشتی تک پلٹ دیتے ھیں - چنانچہ

ڈاکٹر لونگ‌سٹن (Dr. Livingstone) اور ان کے همراهیوں کو
ایک مرتبہ ایک غضب‌ناک گروہ کا سامنا کرنے کی مصیبت
پیش آئی تھی اور اُن کی کشتی ایک هپو نے پلٹ دی تھی -
سر سیمیول بیکر (Sir Samuel Baker) تحریر فرماتے هیں
کہ ایک مرتبہ ایک کشتی جو بکریوں سے بوجھل هو رهی تھی
اس کو هپو نے ایسے زور سے دهکا دیا کہ وہ پلٹ گئی اور
بکریاں ڈوب گئیں -

هپو کی بڑی طاقت کے سامنے انسان کی کچھہ هستی
نہیں - اُس کے خوفناک دانت اور قوی جبڑوں کا مقابلہ
بغیر هتھیار کے هرگز نہیں کیا جا سکتا - اکثر ایسے واقعات دیکھے
گئے هیں کہ هپو نے آدمی کو منهہ سے پکڑ لیا اور اپنے طاقتور
جبڑوں سے ایک بار هی دباکر اُس کے دو ٹکڑے کر دئے -

اُس کے دانتوں کی هڈی میں یہہ خاص وصف
هوتا هے کہ پرانی پڑنے پر بھی وہ پیلی نہیں پڑتی اس
لئے وہ انسان کے دانت بنانے کے کام میں آتی تھی - اب
چونکہ دندان‌سازی کے لئے اُس سے بہتر چیزیں ایجاد
هو گئی هیں اِس لئے اُس کے استعمال کی ضرورت نہیں
رهی -

هپو کی دبیز اور مضبوط کھال نہایت کارآمد هوتی
هے - اُس کے چابک ، مشینوں کے لئے پٹے وغیرہ بنائے
جاتے هیں - ایک سیاح کا بیان هے کہ افریقہ‌والے اُس کی

کھال کے لمبے اور پتلے ٹکڑے کاٹ کر خشک کر لیتے ھیں پھر ھتھوڑے وغیرہ سے پیٹ کر اُس کے نہایت مضبوط چابک تیار کرتے ھیں -

اس کی چربی بہت عمدہ ھوتی ھے کیونکہ اُس میں کسی قسم کی بو نہیں ھوتی - افریقہ کے قدیم باشندے اکثر اُس کا گوشت بھی کھاتے ھیں اور ایک ھپو کے جسم سے دو تھائی من عمدہ صاف چربی بھی نکل آتی ھے -

گوشت چمڑہ اور چربی سب کارآمد ھونے کے باعث ھپو کا بھی شکار کیا جاتا ھے اور اُس کی تعداد کمی پر ھے - ایک صاحب بتلاتے ھیں کہ سنہ ۱۸۹۹ ع میں انھوں نے کیلی مانجرو اور میرو پہاڑوں کے درمیان جھیلوں میں کثرت سے ھپو دیکھے تھے جن کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہ تھی - لیکن سنہ ۱۹۰۳ ع میں اُن جھیلوں میں ھپو کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ تھا -

اکثر اُس کے ایک بچہ پیدا ھوتا ھے اور کبھی کبھی دو بھی - ماں بچے سے بہت محبت کرتی ھے اور پانی میں اس کو پشت پر کھڑا کر لیتی ھے - غوطہ لگاکر وہ زیادہ دیر تک پانی کے اندر نہیں رھتی تاکہ بچے کو سانس کی زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے -

ھپو فطرتاً جنگجو ھوتا ھے - اکثر شب میں نر ایک دوسرے پر ڈونکتے ھیں اور اُن کی آواز دور تک سنائی دیتی

ہے - پرانے نروں کے جسم پر زخموں کے نشان ان کی جنگ جو خصلت کے شاہد ہوتے ہیں -

وہ آپس ہی میں لڑتے بھڑتے ہیں اور کسی دوسرے جانور کو کبھی ایذا نہیں پہنچاتے - انسان کے دشمن وہ صرف اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ انسان ان کا شکار کرتا ہے اور ان کو امن سے زندگی بسر نہیں کرنے دیتا - یہی وجہ ہے کہ وہ انسان پر اکثر بلاوجہ ہی حملہ آور ہوتے ہیں - جہاں وہ ستائے نہیں جاتے وہاں وہ انسان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے - چنانچہ جرمنی کے ایک شکاری ہرسکلمگس نے وسط افریقہ کی وکٹوریہ نیانزہ جھیل میں دیکھا کہ کچھ غیر مہذب لوگ بانس کے بیڑوں پر بے خوف مچھلی مارتے پھرتے تھے اور اُن کے آس پاس ہپو کے جھنڈ کے جھنڈ تیرتے تھے مگر بیڑوں پر کبھی حملہ نہ کرتے تھے -

ہپو کی ایک چھوٹی صنف ملک لائبیریہ میں ملتی ہے مگر اُس کی تعداد اس قدر کم ہے کہ وہ شاذ و نادر کہیں نظر آتا ہے - اس کا قد و قامت تقریباً بڑے سؤر کے برابر ہوتا ہے - وہ تنہائی پسند ہے اور ہر نر صرف ایک مادہ کے ساتھ دیکھا جاتا ہے -

جماعت ہپو میں علاوہ ہپو کے اور کوئی نوع نہیں ہے -

جماعت گینڈا

(The Rhinoceros.)

گینڈے کے نام سے ہندوستان میں شاید ہی کوئی ناواقف ہو کیونکہ اس جسیم حیوان کی دو اصناف اِس ملک میں بھی پائی جاتی ہیں - یہہ پہلے بہت سے ملکوں میں ہوتا تھا - روس ' فرانس ' جرمنی وغیرہ میں گینڈے کے ڈھانچے طبقات ارضیہ میں پائے جاتے ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں ان سرد ملکوں میں بھی گینڈا ہوتا تھا - لیکن فی‌زمانہٗ گینڈا صرف افریقہ اور ایشیا کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے -

اس کے ناک کا سینگ ویسا ہی عجیب ہے جیسی کہ ہاتھی کی سونڈ - شیرخوار حیوانات میں بجز گینڈے کے اور کسی کی ناک پر سینگ نہیں ہوتا - بعض انواع کی ناک پر دو سینگ ہوتے ہیں -

جیسا یہہ سینگ انوکھا ہے ویسی ہی اُس کی ساخت بھی عجیب ہے کیونکہ اُس میں ہڈی نہیں ہوتی بلکہ ناک پر نہایت لمبے لمبے اور موٹے موٹے بال ایک لعاب‌دار مادہ سے چپک‌کر سینگ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اس کا انکشاف خوردبین سے ہو جاتا ہے - اس امر کا کافی ثبوت کہ ناک کی ہڈی سے سینگ کی ساخت علحدہ ہے اُس کھال سے ہوتا ہے جو دونوں کے درمیان حدِ فاصل

ہوتی ہے - مردہ گینڈے کا سینگ اگر دھوپ میں خشک کرلیا جائے تو وہ تیز چُھری سے کاٹا جا سکتا ہے -

حیرت‌انگیز بات یہہ ہے کہ اگرچہ اس میں ہڈی نام و نشان کو بھی نہیں ہوتی پھر بھی نہایت ٹھوس اور سخت ہوتا ہے اور جلا دئے جانے پر وہ نہایت چکنا اور چمکدار بن جاتا ہے اور ہزاروں قسم کی کارآمد اشیاے اُس سے بنائی جاتی ہیں مثلاً پیالے ' تلوار کے دستے وغیرہ -

اُس کے پیالے کسی زمانے میں بہت بیش‌بہا سمجھے جاتے تھے کیونکہ اُن کی یہہ خاصیت مشہور تھی کہ اُن میں زہر ڈالتے ہی اُبل کر نیچے گر جاتا ہے - ایشیائی سلاطین اسلام اکثر اس کا پیالہ ساتھہ رکھتے تھے چنانچہ بابر نے اپنی سوانح میں تحریر کیا ہے اُس نے بھی ہندوستان میں آکر گینڈے کے سینگ کا پیالہ بنوایا تھا -

سینگ کے بعد ہماری توجہ گینڈے کی کھال کی طرف مبذول ہوتی ہے جو نہایت وزنی ' دبیز اور سخت ہوتی ہے - کھال کے پرت ایک دوسرے پر سپر کی طرح چڑھے ہوتے ہیں اور وہ بعض جگہ جھول کی طرح لٹکتی رہتی ہے - کھال اُس کے بدن پر اس قدر ڈھیلی ہوتی ہے کہ اُس کے ناپ سے بڑی معلوم ہوتی ہے - جسم کے اوپری حصے پر اور دونوں پہلوؤں میں وہ پورے دو انچ موٹی ہوتی ہے - اُس کا وزن تقریباً چھہ سات من ہوتا ہے - کسی جانور

کی کھال اُس کے گوشت سے اتنی آسانی سے جدا نہیں کی جاسکتی جتنی کہ گینڈے کی - اس کی کھال کی تہالیں نہایت مضبوط ہوتی ہیں -

انسان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی اُس کے سخت دشمن ہوتے ہیں جو ہزارہا اُس کی کھال کے جھولوں میں گھُسے رہتے ہیں اور کھال کو کاٹ کر گوشت میں گھُس جاتے ہیں - اُن کی وجہ سے گینڈا نہایت بےچین اور مضطر ہو جاتا ہے اور اُن سے مامون رہنے کے لئے گھنٹوں تک صرف نتھنے باہر نکالے ہوئے پانی اور کیچڑ میں ڈوبا رہتا ہے اور اکثر کیچڑ کی ایک موٹی سی تہ لوٹ پوٹ کر جسم پر چڑھا لیتا ہے -

ہر گینڈے کے ساتھہ کچھہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں رہتی ہیں - وہ اُس کے جسم سے کیڑے مکوڑوں کو چن چن کر کھایا کرتی ہیں - اُن سے گینڈے کو بےحد آرام ملتا ہے اور جب یہہ چڑیاں اُس کے جسم پر بیٹھتی ہیں اس وقت گینڈا بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے -

علاوہ ازیں یہہ پرندے اس کی محافظت اور نگرانی کا ذریعہ بھی ہیں کیونکہ جب کسی شکاری کی آمدوشد کی اُن کو اطلاع ہو جاتی ہے تو آرام سے سوتے ہوئے غافل گینڈے کے کان پر وہ اس قدر چہچہاتے ہیں کہ وہ بیدار ہو جاتا اور وہاں سے بھاگ جاتا ہے - چنانچہ ایک تجربےکار شکاری صاحب مسٹر گارڈن کمنگ تحریر فرماتے ہیں کہ "گینڈے کے

قریب کسی ایسے مقام پر پہنچنے سے قبل کہ میں گولی چلا سکوں اُن پرندوں نے جو کہ اُس کے ساتھہ تھے اپنی چونچیں اُس کے کان میں ڈال کر نہایت سمع‌خراش آواز سے اس کو ہوشیار کردیا - گینڈا جاگا ' فوراً اُٹھا اور تیزی سے بھاگ کر جنگل میں گھُس گیا - پھر اس کا کہیں پتا نہ چلا - یہہ چڑیاں سب قسم کے گینڈوں کے ہمراہ رہتی ہیں - گینڈے کے جسم پر غلاظت کے باعث ہزاروں کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اور وہ انھیں کو چن چن‌کر کھایا کرتی ہیں - یہہ پرندے گینڈے کے بڑے خیرخواہ ہوتے ہیں اور اُس کو خواب غفلت سے بیدار کر دیتے ہیں - وہ اُن کی آواز کے اشارے پر جاگ کر بھاگ جاتا ہے " -

اُس کے سر اور ناک کی ہڈی نہایت مضبوط اور موتی ہوتی ہے - اگر وہ کمزور ہوتی تو کسی سخت چیز پر سینگ مارتے ہی فوراً چُور چُور ہو جاتی -

گینڈے کی آنکھیں چھوتی اور نگاہ کمزور ہوتی ہے - اس کی قوت‌شامہ هی پر اس کی حفاظت منحصر ہے - اپنے جانی دشمن انسان کی بُو کا بہت دور سے احساس کر لیتا ہے - اس لئے اُس کے شکاری کو نہایت ہوشیاری کی ضرورت ہے -

گینڈے کی ٹانگیں چھوتی اور موتی ہوتی ہیں اور پاؤں میں تین کُھر ہوتے ہیں - مختصر سی بدنما دُم پر بال نہیں ہوتے اور جسم کا رنگ اکثر دھندلا سا ہوتا ہے -

گینڈا سبزی‌خور جانور ہے اور اُس کی بسر اوقات گھاس پتّے اور جڑوں پر ہے - جڑیں وہ اپنے سینگ سے کھود لیتا ہے -

یہہ جانور اکثر دلدلوں اور جھیلوں میں کیچڑ میں لوٹتا رہتا ہے یا گھنے درختوں کے سایہ میں کھڑا سوتا رہتا ہے - بلند گھاس اور نرکلوں میں پوشیدہ رہنا اس کو بہت مرغوب ہے - اپنی آرامگاہ کی جو پندرہ بیس فٹ کے دور میں ہوتی ہے جڑیں وغیرہ اُکھیڑ کر اور گھاس کو پاؤں سے کچل‌کر ہموار بنا لیتا ہے -

گینڈا بھاری اور بھدّا اور سُست مزاج ضرور ہے لیکن ضرورت کے وقت وہ ایسی تیزی ظاہر کرتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے - باوجود ایسا عظیم‌الجثہ ہونے کے وہ گھوڑے کے سوار کو بھی ناہموار زمین پر میلوں تک اپنی ہوا نہیں لگنے دیتا اور مشکل سے پکڑا جاتا ہے - اس مثلث پاؤں پتھریلی زمین پر دوڑنے کے لئے نہایت موزوں ہوتے ہیں -

مقید گینڈے کو دیکھ‌کر محسوس ہوتا ہے کہ اس کو چلنا پھرنا بھی دشوار ہوگا - حقیقت یہہ ہے کہ مقید ہوکر وہ اپنی آزاد زندگی کی ذاتی خصوصیات کو ہرگز ظاہر نہیں کر سکتا - بھلا وہ جانور جو کٹھروں میں محصور رہ کر زندگی بسر کریں اپنی حفاظت اور ضروریات کے لئے حرکت تک نہ کر سکیں جن کا چلنا پھرنا پنجرے ہی

تک محدود رهے جو آزاد زندگی سے محروم هوں اور جن
کو خواب تک میں کھلے جنگلوں اور عمیق جھیلوں کا لطف
نصیب نہ ہوا ہو وہ اپنی آزاد زندگی کے جوہر کب دکھا
سکتے ہیں بلکہ وہ آزاد زندگی بسر کرنےوالوں کے لئے ایک
بدنما دھبّا ہوتے ہیں -

تمام سبزی‌خور جانوروں کی طرح گینڈا بھی نہایت
سیدھا اور نیک مزاج ہوتا ہے - مسٹر سیلوس اپنے تجربے
سے بتلاتے ہیں کہ وہ ذرا سے کھٹکے سے یا ڈھیلا مار دینے سے
کوسوں بھاگ جاتا ہے اور انسان پر صرف اُسی حالت میں
حملہ‌آور ہوتا ہے جب کہ محصور اور مجبور ہو جائے -
ایسی حالت میں یا زخمی ہو جانے پر وہ غیظ و غضب کی
مجسم تصویر بن جاتا ہے - پھر وہ کچھ آگا پیچھا نہیں
سوچتا بلکہ طوفان بدتمیزی کی طرح جس طرف رُخ کرتا
ہے دوڑ پڑتا ہے اور جو سامنے پڑ جاتا ہے اُسی کو سینگ
سے مارتا اور پاؤں سے کچلتا ہے -

اُس کے غیظ و غضب کی حالت کا ایک واقعہ مشہور
شکاری مسٹر سی - جے اینڈرسن (Mr. C. J. Andersson)
بیان کرتے ہیں کہ "جب دفعتاً شور و غل اور گولی چلنے
کی آواز ہمارے کان میں پڑی تو آنکھ اُٹھاتے ہی ہم نے
دیکھا کہ ایک گینڈا پورے تیزی سے دوڑتا ہوا ہمارے طرف
آرہا ہے - ہماری جان صرف گاڑی پر بچ سکتی تھی لہذا

جھپٹ‌کر ہم اس میں کود گئے - اس کے علاوہ اور کچھہ کرنے کا موقع بھی نہ تھا کیوں کہ جیسے ہی ہم لوگ گاڑی میں کودے اُس قوی‌ہیکل جانور نے ایسے زور کا دھکّا مارا کہ اگرچہ وہ گھرے ریت میں کھڑی تھی تاہم کئی قدم آگے بڑھہ گئی - خوش قسمتی یہہ ہوئی کہ اُس نے پیچھے سے دھکّا مارتا اگر کسی پہلو سے ٹکر مارتا تو گاڑی ضرور پلٹ جاتی - اِس کے بعد وہ آگ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جو برتن تھا اُس کو پھینکتا ہوا اور لکڑیوں کو تتر بتر کرتا ہوا بھاگ گیا - "

گینڈے کے پانی پینے کا وقت اور جگہہ مقرر ہوتی ہے اور اس عادت کی وجہ سے اس کو اکثر اپنی جان سے ہاتھہ دھونا ہوتا ہے کیونکہ شکاری وہاں کسی درخت پر چڑھہ کر بیٹھہ جاتے ہیں اور بہ‌آسانی اُس کا شکار کر لیتے ہیں -

اس کے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور دو چار ہفتے ہی میں اس قابل ہو جاتا ہے کہ ماں کے ساتھہ چلنے پھرنے لگے -

اس کی کھال اور سینگ نہایت کارآمد چیزیں ہیں اور اِسی غرض سے اس کا شکار بھی کیا جاتا ہے - افریقہ کے حبشی گینڈے کی شکار میں بڑے دلیری دکھاتے ہیں - گھوڑے پر ایک آدمی سوار ہو جاتا ہے اور دوسرا تلوار

ہاتھ میں لئے ہوئے کاٹھی کے پیچھے قطعی برہنہ ہوکر بیٹھ جاتا ہے - جب گینڈے کا پتا لگ جاتا ہے تو سوار اپنے گھوڑے کو اس کے سامنے لاکر کھڑا کر دیتے ہیں اور جیسے ہی وہ غضب آلود ہوکر حملہ‌آور ہوتا ہے سوار گھوڑے کو چشم زدن میں ایک طرف کو ہٹا دیتا ہے - اس اثنا میں برہنہ شکاری کود پڑتا ہے - گینڈا پہلو بدل کر پھر گھوڑے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور شکاری تلوار سے اُس کے ٹانگ کی موٹی رگ اُڑا دیتا ہے کہ جس کے بعد گینڈا حرکت کرنے کے قابل ہی نہیں رہتا اور معذور محض ہوکر شکار ہو جاتا ہے -

مسٹر سیلوس نے ایک مرتبہ ایک مادہ کا شکار کیا جس کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا جس کی عمر تخمیناً ایک دو دن سے زائد نہ ہوگی - بچہ شکاریوں کے گھوڑوں کو ماں سمجھہ کر اُن کے ساتھہ ہو لیا اور اُن کے پیچھے پیچھے کتّے کی طرح چلا آیا - دھوپ کی گرمی سے مضطر ہوکر جب کوئی سایہ‌دار درخت ملتا وہ اُس کے نیچے رُک جاتا تھا - پھر جب گھوڑے تقریباً بیس گز آگے نکل جاتے تھے تو اپنی چھوٹی سی دُم کو اینٹھہ‌کر چیختا ہوا قریب دوڑا آتا تھا - بالآخر جب وہ لوگ گاڑیوں کے پاس پہنچے تو اس چھوٹے سے بچے نے دفعتاً غضب‌آلود ہوکر کبھی کتّوں پر جنہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا،

کبھی گاڑیوں پر اور کبھی خود شکاریوں پر متوجہ ہوکر حملہ کرنا شروع کردیا - (۱)

یہہ بالتحقیق نہیں کہا جاسکتا کہ گینڈے کی کتنی اصناف ہیں نہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس کی کسی صنف میں ایک سے زائد اجناس (Varieties) ہیں یا نہیں- اہل فن کی رائے ہے کہ گینڈے کی چھہ صنفیں ہیں - ان میں سے نصف افریقہ میں اور نصف ایشیا میں پائی جاتی ہیں —

(۱) ہند کا بڑا گینڈا (Rhinoceros Indicus)

(۲) ہند کا چھوٹا گینڈا (Rh. Sondaicus or Javanicus)

(۳) سوماترا کا گینڈا (Rh. Sumatranus)

(۴) کیپ کا گینڈا (Rh. Africanus)

(۵) کیٹلوا گینڈا (Rh. Ketloa)

(۶) افریقہ کا بڑا گینڈا (Rh. Simus)

ہند کا بڑا گینڈا

یہہ جسیم جانور اکثر نو یا دس فٹ لمبا اور دُم دو فٹ کی ہوتی ہے - قد ساڑھے چار فٹ سے پانچ فٹ

(۱) "A Hunter's Wanderings in Africa," by F. C. Selous.

تک اور سینگ کی لمبائی دو فٹ تک ہوتی ہے - اس صنف کے ایک ہی سینگ ہوتا ہے -

یہہ ہمالیہ کی ترائی میں نیپال سے بھوٹان تک اور آسام میں کثرت سے ہیں - اکثر کھلے جنگلوں اور دلدلوں کے قریب پائے جاتے ہیں - ہندوستان میں اس کا شکار زیادہ‌تر ہاتھی پر کیا جاتا ہے اور ڈاکٹر جرڈن لکھتے ہیں کہ بعض اوقات زخمی ہوکر وہ ہاتھی کو ایسا زبردست دھکّا دیتا ہے کہ ہاتھی تک گر جاتا ہے -

بابر نے اپنی سوانح میں گینڈے اور ہندوستان کے دوسرے حیوانات کا نہایت دلچسپ تذکرہ کیا ہے - اُس کے عہد میں گینڈا اور شیر دونوں بنارس کے قُرب و جوار تک اور ہاتھی چنار کے قریب پہاڑوں پر ملتا تھا - بابر نے لکھا ہے کہ "ہمارے ملک میں جو خیال ہے کہ گینڈا ہاتھی کو اپنے سینگ پر اُٹھا سکتا ہے یہہ غلط ہے - اُس کی ناک پر صرف ایک سینگ ہوتا ہے جس کی لمبائی ایک بالشت سے کچھہ زائد ہوتی ہے - دو بالشت کا کوئی سینگ میری نظر سے نہیں گذرا - میں نے ایک بہت بڑے سینگ سے ایک پیالہ اور پانسے کا ایک ڈبّہ بنوایا - دونوں چیزیں بنائے جانے کے بعد تین چار انگل سینگ بچ رہا -

"اُس کی کھال نہایت دبیز ہوتی ہے - اگر ایک مضبوط اور بڑی کمان پوری طاقت سے بغل تک کھینچ کر چلائی جائے تو تیر اس کی کھال میں تین چار انگل گُھس

جاتا ہے - لیکن لوگ کہتے ہیں کہ جسم کے بعض بعض حصے ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں تیر کہرا گھس سکتا ہے - اُس کے دونوں شانوں پر اور رانوں کے اطراف کی کھال میں بہت جھول ہوتے ہیں اور وہ کپڑے کے کیسوں کی طرح معلوم ہوتی ہے گینڈا ہاتھی سے زیادہ خوفناک ہوتا ہے اور پالا نہیں جا سکتا - پیشاور اور سندھ کے جنگلوں میں گینڈے کثرت سے ہیں - میں نے بھی ہندوستان میں گینڈے مارے در اصل اُس کے سینگ کی زد بڑی زبردست ہوتی ہے - شکار میں اُس کے سینگ نے بہت سے گھوڑے اور آدمی زخمی کئے - ایک مرتبہ ایک گینڈے نے نوجوان مقصود کے گھوڑے کو اُچھال کر ایک بھالے کے فاصلے پر پھینک دیا - "

بابر نے ایک دوسرا واقعہ گینڈے کے شکار کا اس طرح بیان کیا ہے کہ " جب ہم لوگ کچھ دور نکل گئے تو ایک شخص خبر لیکر پہنچا کہ ایک گینڈا جنگل میں گھس گیا ہے اور گھیر لیا گیا ہے - چنانچہ گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے ہم لوگ وہاں پہنچے اور اُس مقام کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا - لوگوں کے شور غُل کرتے ہی وہ نکل کر میدان میں آ گیا - ہمایوں اور اُن کے ہمراہیوں نے گینڈا کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے اس لئے اُن کو نہایت خوشی ہوئی - اُن لوگوں نے اُس کا ایک کوس تک تعاقب کیا اور تیروں کی بوچھار کرکے اُسے گرا ہی لیا - گینڈا کسی گھوڑے یا آدمی پر حملہ‌آور نہ ہوا - میرے دل میں اکثر یہ

دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہاتھی اور گینڈے کا مقابلہ کرایا جائے تو کیا نتیجہ ہو - اس موقع پر فیل‌بان ہاتھیوں کو بھی لےکر پہنچ گئے تھے اور ایک مرتبہ ایک ہاتھی گینڈے کے بالکل سامنے آگیا لیکن جیسے ہی فیل بان ہاتھیوں کو گینڈے کی طرف بڑھاتے تھے تو وہ دوسری طرف رُخ کرکے بھاگ جاتا تھا - (۱)

میجر لیولسن صاحب کو افریقہ میں ایک مرتبہ گینڈوں اور ہاتھیوں کی جنگ کا تماشہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اُس کا حال میجر صاحب موصوف نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہاتھیوں کے گروہ میں صرف دو ہاتھی باقی رہ گئے تھے جن کو ہم نے اب تک نہیں مار پایا تھا - جب یہہ ہاتھی بھاگے تو گینڈوں نے اُن پر حملہ کیا - یہہ کیٹلوا صنف کے جانور تھے جو افریقہ کے جانوروں میں سب سے زیادہ تُند مزاج اور خوفناک ہوتے ہیں - ہم لوگوں نے اپنی بندوقیں بھر لیں اور یہہ ارادہ کرکے کہ دونوں کو ہلاک کر لیں گے آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک بڑا دلدل ہے جس میں اونچے اونچے نرکُل ہیں - جب ہاتھی حملہ کرتے تھے یا اپنے پُرغضب حریفوں کے وار سے بچنے کو گھومتے تھے تو ہم کو صرف اُن کی پشت نظر آتی تھی - لڑائی کا تماشہ دیکھنے کی غرض سے ہم نے یہہ ارادہ کیا اب ہم اُن کو قطعاً نہ چھوڑیں گے - ہاتھی نہایت دردناک آواز سے چلّا رہے تھے

---

(۱) Memoirs of Emperor Babar.

جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہی شکست کھا رہے ہیں
اور گینڈے نہایت تندی اور خوفناک آوازوں سے ان کو
دھمکا رہے تھے - بالآخر ہاتھیوں کو پوری شکست ہوئی
اور وہ میدان سے بھاگ کر پانی میں گھس گئے - میں نے
دوربین سے دیکھا کہ ہاتھی تیزی سے تیرتے ہوئے بھاگے جارہے
تھے - گینڈوں کی پوری فتح ہوئی تھی اور اُنہوں نے میدان
جنگ سے قدم نہ اُکھاڑے تھے -"

ہند کا چھوٹا گینڈا

یہہ صنف سندربن صوبہ بنگال میں پائی جاتی ہے - اور
مہاندی کے شمالی کنارے سے میدنی‌پور تک بھی جگہ جگہ
اس صنف کے جانور ملتے ہیں - برما ' جزیرہ نما ملّے ' بورنیو
اور جاوا کے جزیروں میں بھی ہوتے ہیں - ان کا قد چھوٹا
ہوتا ہے - جسم کا طول سات یا آٹھہ فٹ اور اونچائی
ساڑھے تین فٹ ہوتی ہے - اس کی کھال میں جھول نہیں
ہوتے اور ناک پر ایک ہی سینگ ہوتا ہے -

سوماترا کا گینڈا

یہہ صنف ملک ملّے اور جزیرہ بورنیو میں پائی جاتی
ہے - ایشیا میں صرف اسی کے ناک پر دو سینگ ہوتے
ہیں - بمقابلہ ہند کے بڑے گینڈے کے یہہ بہی چھوٹا ہوتا

ہے اور اس کی اونچائی چار فٹ سے زیادہ نہیں ہوتی -

اگلا سینگ پچھلے کے مقابلے بہت لمبا اور خوبصورت ہوتا ہے - لندن کے عجائب‌خانے میں اس کا ایک سینگ بتّیس فٹ لمبا ہے - اہل چین اس جانور کے بڑے اور اچھے سینگ خرید لیتے ہیں؛ اور حتی‌الامکان کسی دوسری جگہ نہیں جانے دیتے - برما میں اس کو "آتش‌خور" کے نام سے مشہور کرتے ہیں - شب میں یہہ انسان کی آواز یا آہٹ پاکر بھاگتا نہیں بلکہ مسافروں کے کیمپ پر حملہ آور ہوتا ہے - جلتی ہوئی لکڑیوں کو تتر بتر کردیتا ہے اور طرح طرح کے نقصان کرتا ہے - (۱)

افریقہ کے گینڈے

یہاں کے ہر سہ اصناف کی ناک پر دو سینگ آگے پیچھے ہوتے ہیں - اُن کی کھال میں ہندوستان کے بڑے گینڈے کی طرح جھول نہیں ہوتے بلکہ ہموار اور چکنی ہوتی ہے -

کیپ کا گینڈا اور کیٹلوا دونوں سیاہ ہوتے ہیں - کیپ کے گینڈے کا قد پانچ فٹ سے زائد نہیں ہوتا مگر کیٹلوا اکثر چھہ فٹ کے دیکھے گئے -

---

(۱) Mason's "Burmah."

کیٹلوا کا اگلا سینگ تہائی فٹ تک لمبا نظر سے گزرا ہے - ایک خلاف معمول بات یہہ ہے کہ اُس کی مادہ کا سینگ نر کے سینگ سے لمبا اور باریک ہوتا ہے - نر اکثر اپنے سینگ چٹّانوں یا درختوں سے رگڑتے رہتے ہیں اس لئے وہ گھِس کر چھوٹے ہو جاتے ہیں -

کیپ کے گینڈے کا اگلا سینگ کیٹلوا کی بہ نسبت چھوٹا ہوتا ہے اور دو فٹ سے زائد شاید ہی کوئی ہوتا ہو - مسٹر رولینڈ وارڈ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا سب سے بڑا سینگ جو دستیاب ہو سکا ہے وہ ساڑھے تریپن انچ ہے -

افریقہ کے دونوں سیاہ گینڈے نہایت تُندخو اور آتش مزاج ہوتے ہیں بالخصوص کیٹلوا بڑا ہی غضبناک جانور ہے - وہ اکثر اونچی اونچی گھاس سے نکل کر بلاوجہ ہی جو اُس کے سامنے آ جائے خواہ انسان ہو یا کوئی دوسرا جانور حملہ کرتا ہے - گڑوں زمین وہ اس طرح کھود ڈالتا ہے گویا ہل چلایا گیا ہو - جھاڑیوں پر غرّاتا ، دونکتا اور ان کو کچلتا اور شاخوں کو توڑتا ہے اور غضب آلود ہوکر شیطان مجسم بن جاتا ہے - گھنٹوں تک جھاڑیوں کے خلاف جنگ آزمائیاں کرتا رہتا ہے اور اس کے بغیر ٹکڑے ٹکڑے کرے نہیں ہٹتا -

افریقہ کا بڑا سفید گینڈا

یہہ اس نوع میں سب سے بڑی صنف ہے - اہل‌الرائے بیان کرتے ہیں کہ یہہ ہپو سے زیادہ جسیم ہوتا ہے - اور بعض کی رائے ہے کہ وہ خشکی کے جانوروں میں ہاتھی کے بعد سب سے بڑا جانور ہے -

اُس کا قد تقریباً چھہ فٹ آٹھہ انچ ہوتا ہے - اگلا سینگ چار یا پانچ فٹ کا اور پچھلا بہت چھوٹا ہوتا ہے - رنگ سابق کے مانند کسی قدر آسمانی ہوتا ہے - ایک صاحب مسٹر چیمپ‌مین نے اس وزن کا اندازہ کیا تھا کہ وہ باسٹھہ من سے کم نہ تھا -

سفید گینڈے کا سر اس کے جسم کی عظمت کے مقابلے میں بھی بہت بڑا ہوتا ہے اور جب وہ چلتا ہے تو اس کی تھوڑی زمین سے رگڑ کھاتی ہے - یہہ نہایت سیدھا اور شایستہ جانور ہے اور کسی پر حملہ نہیں کرتا لیکن پھر بھی حیوان ہے - چنانچہ ایک شکاری پر اُس نے اِس بری طرح حملہ کیا کہ سینگ شکاری کی ران ' کاٹھی اور گھوڑے کے شکم کو پھاڑتا ہوا پار نکل گیا -

تپیر

(The Tapir—Tapirus.)

دبیز جلدوالا طبقہ عجائبات عالم کا ایک نمونہ ہے — ہاتھی ، ہپو ، گینڈا وغیرہ سب عجیب الخلقت جانور ہیں پر تپیر ان سب میں انوکھا ہے — ہر جانور کی ساخت اور اعضا میں تغیرات زمانہ کے باعث تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن تپیر کی ہیئت اور وضع میں رتّی بھر فرق نہیں ہونے پایا ہے —

طبقات ارضیہ کے مایوسین (Miocene) زمانے میں تپیر کے مدفونہ ڈھانچے ملتے ہیں — اہل فن کی رائے ہے کہ اس زمانے کو بیس لاکھ سال سے زیادہ زمانہ گزرا — اس امتداد زمانہ سے مخلوقات حیوانی میں کیسی کیسی تبدیلیاں واقع ہوگئیں — مایوسین زمانے میں گھوڑا بھیڑ کے برابر ہوتا تھا اور اُس کے ہر پاؤں میں تین کُھر ہوتے تھے — لیکن آج وہی گھوڑا کسی معراج ترقی پر پہنچ گیا ہے — مگر تپیر مایوسین زمانے میں جیسا تھا ویسا ہی آج تک ہے — اس اعتبار سے تپیر دنیا کا بہت ہی پرانا باشندہ ہے —

اس کی تین چار قسمیں جنوبی امریکہ میں اور ایک ملک ملے میں پائی جاتی ہیں — جنوبی امریکہ کی اصناف میں سب سے مشہور بریزیل کا تپیر ہے (Tapirus americanus)— اس کے جسم کا طول پانچ فٹ ، گردن موٹی ، ٹانگیں

چھوٹی اور رنگ دھندلا ہوتا ہے - اوپری لب چھوٹی سی سونڈ کی طرح آگے لٹکا ہوتا ہے - اِس میں اگرچہ ہاتھی کی سونڈ کی طرح پٹھا اور گھلتی نہیں ہوتیں تاہم کسی قدر قوت گرفت ہوتی ہے - نر کی گردن پر موٹے موٹے کھڑے ہوئے بال ہوتے ہیں - اگلے پاؤں میں چار چار اور پچھلے میں پانچ پانچ کھُر ہوتے ہیں - دُم نہایت مختصر اور بظاہر اس کے جسم کے بالکل نامناسب معلوم ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ نہایت بدنما معلوم ہوتا ہے -

ٹیپر سبزی‌خوار ہے اور ایک سیدھا ' بےضرر اور بزدل جانور ہے ' خوف‌زدہ ہوکر طوفان کی تیزی سے درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتا ہوا جنگل کو بھاگ جاتا ہے - تمام دن وہ جنگل کے کسی کھلے حصے میں پانی کے کنارے رہتا ہے - پانی سے اس کو خاص الفت ہے اور اکثر تیرتا اور غوطہ لگایا کرتا ہے -

اہل فن کی رائے ہے کہ اگر ٹیپر دوسرے گھریلو جانوروں کی طرح پالا جائے تو باربرداری کا کام بھی دے سکتا ہے اور اُس کا گوشت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے -

ٹیپر کی وہ صنف (Tapirus indicus) ملے میں ہوتی ہے قدّ و قامت میں بمقابلہ دوسری صنفوں کے بہت بڑی ہے - اس کے جسم کا طول تقریباً آٹھ فٹ اور قد تین یا ساڑھے تین فٹ ہوتا ہے - اس جانور کا رنگ عجیب ہے پُشت اور

دونوں پہلو بھورے اور ٹانگیں ' گردن اور منھہ سب سیاہ ہوتے ہیں - اُس کو دیکھہ‌کر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پھَٹ پر کاٹھی کَسی ہوئی ہو -

ھائریکس

(The Hyrax.)

یہہ ایک مختصر قد کا جانور خرگوش کی طرح ہوتا ہے - دبیز جلدوالے جانوروں میں تقریباً سب جسیم اور بڑے قد و قامت کے ہوتے ہیں ایک ھائریکس ہی ہے جس کا قد نہایت چھوٹا ہے - کیسی عجیب بات ہے کہ ھائریکس جو ایک چھوٹے سے قد و قامت کا جانور ہے گینڈے اور ہپو کی برادری میں شامل کیا جائے -

اس کے دانت ' کھوپڑی اور پاؤں کی ساخت بالکل گینڈے کی طرح ہوتی ہے - اہل فن جناب بیرن کورے صاحب فرماتے ہیں کہ بجز سینگ کے ھائریکس اپنی تمام جسمانی ساخت میں ایک چھوٹا سا گینڈا ہوتا ہے -

ھائریکس ملک سیریا اور افریقہ کا باشندہ ہے - اس کے جسم پر گہلے بھورے بال ہوتے ہیں اور وہ پتھروں اور چٹانوں کے نیچے پوشیدہ رہتا ہے -

جماعت گھوڑا

(The Equidæ).

اس جماعت میں صرف ایک ہی نوع (genus) قائم کی گئی ہے جس کی تین صنفیں ہیں یعنی—

(۱) گھوڑا (Equus)

(۲) گدھا (Aisnus)

(۳) زیبرا (Hippotigris)

ہر صنف میں کئی افراد (Varieties) پائے جاتے ہیں - اِن کے دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے -

کاٹنے والے دانت $\frac{3-3}{3-3}$ - کیلے $\frac{1-1}{1-1}$ - ڈاڑھیں $\frac{6-6}{6-6}$ -

ان کے پاؤں میں غیر منقسم کھر ہوتے ہیں - کیلے صرف نروں کے ہوتے ہیں - دم میں نہایت لمبے لمبے بال ، کان کچھ بڑے اور نکیلے اور گردن پر بھی بڑے بڑے بال ہوتے ہیں جن کو عیال کہتے ہیں -

---

گھوڑا

(Equus callabus).

آغاز تہذیب سے گھوڑا ہمیشہ انسان کا غلام اور مددگار رہا ہے - اگر آج روئے زمین سے کل جانور بجز کتے کے معدوم ہو جائیں تو انسان کو گھوڑے کی عدم موجودگی سے جو

تکلیف محسوس ہوگی وہ ہرگز کسی دوسرے جانور کی عدم موجودگی سے نہ ہوگی - فوجی ہو یا کاشتکار، تاجر ہو یا مسافر، امیر ہو یا غریب، غرض ہر انسان اُس کے باراحسان سے دبا ہوا ہے - تاریخیں اس کے ذکر سے پُر ہیں - شعرا کے کلام اس کے اوصاف سے لبریز ہیں - یونان کے شعرا کے سرتاج ہومر نے ایکیلوز کے گھوڑے زینتوس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا ہے - سکندر کا گھوڑا بیوسی فیلس تاریخ میں اب تک مشہور ہے - نپولین کے گھوڑے میرنگو کے سُم اور نمانچہ المدن کے عجائب‌خانے میں محفوظ ہیں - اور رُستم کے گھوڑے "رخش" کا نام صفحۂ‌ہستی پر ہمیشہ باقی رہے گا -

برق اور بھاپ سے چلنےوالی طرح طرح کی سواریاں انسان نے ایجاد کی ہیں جو چشم‌زدن میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں لیکن گھوڑا آج تک منفرد رہا اور اُس کی جگہ پر کوئی قابض نہ ہو سکا - گھوڑدوڑ میں، شکار میں، اور کھیل تماشوں میں، جو کارنمایاں گھوڑے سے ظہور میں آتے ہیں وہ کسی برقی ایجاد سے ظاہر نہ ہو سکے - آج کون سی کل ہے جو مالک کی مزاج‌شناس ہو اور اشارے کو سمجھ سکے - میدان کارزار میں کون سی سواری ہے جو حریف کے مقابلے میں کام آسکے - قدرت نے انسان پر گھوڑے کی تخلیق سے یہہ احسان کیا ہے کہ وہ ان تمام اُمور کو بہہ خیر و خوبی انجام دیتا ہے -

مشہور و معروف انگلینڈ کے پروفیسر ھکسلے کا قول ھے کہ کئی لحاظ سے گھوڑا مخلوق حیوانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا - سب سے خاص بات یہہ ھے کہ حیوانی مخلوقات! میں کسی جانور کے جسم کا تناسُب اتنا اعلیٰ نہیں ھے جتنا کہ گھوڑے کا اور آمدورفت کے لیئے انسان نے اپنی عقل سے جتنے کلیں ایجاد کی ھیں اُن میں سے کوئی بھی گھوڑے کے ھمپایہ نہیں -

مخلوق حیوانی میں جس قدر بڑے قد کے جانور ھیں اُن میں گھوڑا ھی ایک ایسا ھے جس کو قدرت نے خوبصورتی فیاضی سے عطا کی ھے - اُس کا ھر عضو خوش نُما اور خوش وضع بنایا گیا ھے - کسی عضو میں کوئی نقص نہیں - کوئی عضو بے جوڑ یا بے میل نہیں ھے بلکہ ایک دوسرے سے ملکر حُسن کو دوبالا کردیتے اور اُس کے چارچاند لگا دیتے ھیں - گدھے کے کان کچھہ نامناسب معلوم ھوتے ھیں - بیل کی ٹانگیں اس کے جسم کے مقابلے میں چھوٹی - اونٹ کی گردن ضرورت سے زیادہ لمبی اور زرافہ کی اونچائی بے حساب معلوم ھوتی ھے - ھپو اور گینڈے کا تو ذکر ھی کیا - ایک گھوڑا ھی قدرت کی صنعت کا وہ اعلیٰ نمونہ ھے کہ حسن کے تمام زیوروں سے مرصع اور عیوب سے پاک ھے -

گھوڑا کب سے پالا جاتا ھے اور اس کو پالنے کا فخر کس ملک کو سب سے پیشتر حاصل ھوا اِس کی تحقیق تو قریب قریب ناممکن ھے - تمام کُتُب سابقہ اور دوسرے

قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ گھوڑا تاریخی اور غیر تاریخی ہر زمانے میں پالا گیا ہے - قدیمی آریہ قومیں جب وسط ایشیا میں ترقی کررہی تھیں اور اُن کی شاخیں ہندوستان اور یورپ کی طرف روانہ بھی نہ ہوئی تھیں اُس وقت بھی وہ گھوڑے سے ناواقف نہ تھیں اور ہر اہل‌لسان نے جو اس کا نام اپنے یہاں وضع کیا ہے وہ سب کسی ایک ہی لفظ سے مشتق معلوم ہوتے ہیں - اہل فارس اسپ کے نام سے اور علماے سنسکرت "اشو" کے نام سے اور جرمن "اسوئی نان" کے نام سے اس کو موسوم کرتے ہیں جو ایک ہی لفظ سے نکلے ہیں -

جنگلی گھوڑے کا وجود اب دنیا کے کسی حصّے میں نہیں ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے اِس جانور کی خوبیاں دیکھہ کر ایک کو بھی آزاد نہ چھوڑا - ایشیا اور جنوبی امریکہ کے بعض اطراف میں جو گھوڑے آزادانہ زندگی بسر کرتے پائے جاتے ہیں اُن کے بارے میں اہل فن کی رائے ہے کہ وہ واقعی جنگلی نہیں ہیں بلکہ ان پالتو گھوڑوں کی نسل سے ہیں جو کسی زمانے میں اتفاقاً بلا مالک کے رہ گئے اور خودمختار ہوگئے -

جنوبی امریکہ میں جنگلی گھوڑوں کے بہت گروہ ہیں - زیادہ‌تر گروہ چھوٹے چھوٹے ہیں جن میں صرف ایک نر اور کئی مادہ ہوتی ہیں - لیکن بعض گروہ کی جمعیت ایک ہزار تک دیکھی گئی ہے - ہر گروہ کسی خاص مقام میں رہتا

ہے نہ اپنی جائے سکونت چھوڑکر کہیں جاتا ہے نہ کسی دوسرے گروہ کو اپنی سرحد میں داخل ہونے دیتا ہے - ہر گروہ کا ایک سردار ہوتا ہے جو سب پر نگراں رہتا ہے - موسم کی تبدیلی پر جب اُن کے گروہ ایک مقام کو چھوڑکر دوسرے مناسب مقام کو جاتے ہیں تو اُن کا منظر قابل دید ہوتا ہے - لمبی لمبی صفوں میں سب ایک کے پیچھے ایک چلتے ہیں اور مساوی قدم بڑھاتے ہیں - ان کی ٹاپوں کی آواز سُن کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فوج کا رسالہ چلا جا رہا ہے -

یہہ گھوڑے پالے جا سکتے ہیں لیکن بڑی دقّت سے - اُن کی بھی گرفتاری ہاتھیوں کی طرح عمل میں لائی جاتی ہے - لٹھوں کا ایک احاطہ بناکر گروہ کو اُس کے اندر ھانک لے جاتے ہیں - پھر پھندا ڈال کر ایک ایک گھوڑا باہر لایا جاتا ہے اور کوئی ہوشیار سوار اُچھل کر اُس کی پشت پر سوار ہو جاتا ہے - اول اول تو وہ بہت شرارت کرتا ہے اور سوار کو گرانے کی کوشش کرتا ہے جب اپنی تمام کوششوں میں ناکامیاب رہتا ہے تو بے تحاشہ بھاگ پڑتا ہے - جب بھاگتے بھاگتے پست ہو جاتا ہے تو اُس کی تمام تیزی اور تُندی کافور ہو جاتی ہے - پھر رہائی کی امید نہ پاکر آزادی کے خیال دل سے دُور کر دیتا ہے - سوار اب اس کو واپس لے آتا ہے اور وہ پالتو گھوڑے کی طرح رفتہ رفتہ شایستہ ہو جاتا ہے -

جنگلی گھوڑے گروہ پسند ، ایک دوسرے کے ہمدرد اور خطرے کے وقت اپنے گروہ کے بڑے محافظ ثابت ہوئے ہیں - چنانچہ خطرے کے موقعے پر تمام نر اپنی مادہ اور بچوں کو حصار میں لے لیتے ہیں - چھوٹے چھوٹے درندوں مثل بھیڑئے وغیرہ سے وہ قطعاً خائف نہیں ہوتے بلکہ ان پر بےخوف ہوکر دوڑ پڑتے ہیں اور ٹاپوں سے کُچل ڈالتے ہیں -

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگر جنگلی گھوڑوں کے گروہ کو کوئی پالتو گھوڑا نظر آجاتا ہے تو وہ اس کو بڑی ترحمانہ نظر سے دیکھتے ہیں - اگر اس کو گاڑی میں جُتا ہوا پاتے ہیں تو گاڑی کا محاصرہ کر کے خوب ہنہناتے ہیں گویا اپنے بھائی کو آزادی حاصل کرنے کو ترغیب دےکر آمادہ کر رہے ہیں - اگر ان پر چابُک چلایا جاتا ہے تو وہ عجیب خوفناک ہوکر گاڑی پر ٹاپیں برساتے ہیں اور ساز کو دانتوں سے کاٹ ڈالتے ہیں - (۱)

گھوڑے کی جسمانی ساخت میں سب سے عجیب بات کیا ہے ؟ تمام شیرخوار جانوروں میں صرف جماعت اسپ ہی ہے جس کے کُھر ثوس اور غیر منقسم ہوتے ہیں -

شیرخوار جانوروں کی جنس میں تمام جانوروں کے پا تو پنجے اور ناخن ہوتے ہیں یا کُھر ہوتے ہیں جو دو سے

---

(1) "The Industries of Animals," by Fredrick Houssay.

کم نہیں ہوتے اور بجز گھوڑے کی جماعت کے کسی دوسرے جانوروں کے ہاتھہ پاؤں کا آخری حصّہ پھر منقسم نہیں ہوتا -

گھوڑے کی بھی ابتدائی تخلیق میں کُھر مُنقسم ہی ہوتے تھے اور وہ لومڑی کے قد و قامت کا ہوتا تھا لیکن اب وہ اس معراج ترقی پر پہونچ گیا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ ابتدائے آفرینش میں لومڑی کے قد و قامت کا کیسے ہوگا ؟ - تغیّر اور ارتقا کے ذریعہ سے بتدریج وہ اپنی موجودہ حالت پر کس طرح پہنچا اس کا اس قدر مکمل پتا سائنس نے لگا لیا ہے جیسا کہ کسی اور جانور کا نہیں کیونکہ اُس کی مختلف حالتوں کے مدفونہ ڈھانچے دستیاب ہو گئے ہیں -

گھوڑے کی ابتدائی تخلیق لومڑی کے برابر تھی - اگلے پاؤں چار حصّوں میں منقسم تھے اور ہر حصّے پر کُھر ہوتا تھا - پانچویں کُھر کا بھی کسی قدر نشان باقی تھا - پچھلے پاؤں میں صرف تین کُھر ہوتے تھے - سائنس میں ان کو "یوھپس" (Eohippus) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - اس کے ڈھانچے "یوسین" (Eocene) چٹانوں کے سب سے نیچے طبقے میں امریکہ میں ملتے ہیں - علم طبقات ارضیہ کے مطابق اُس زمانے کو جب یوھپس کا وجود تھا چالیس لاکھہ سال سے زائد ہو چُکے -

یوسین چٹانوں کے بالائی طبقات میں گھوڑے کے جو ڈھانچے ملتے ہیں اُن کو "آروھپس" (Orohippus) کے نام

سے موسوم کرتے ہیں - قد میں یہہ بھی لومڑی کے برابر تھے لیکن پانچویں کُھر کا نشان جو یوسیپس میں موجود تھا اس کا اب پتا نہ تھا - پچھلے پاؤں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی -

یوسین کے طبقات کے اوپر "مایوسین" طبقات ہیں - ان چٹانوں میں گھوڑوں کے جو ڈھانچے ملے ہیں ان کا قد بھیڑ کے برابر تھا - وہ "میسوہپس" (Mesohippus) کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں - میسوہپس نے اس بیس لاکھہ سال کے زمانے میں قد میں تو ترقی کر ہی لی تھی علاوہ ازیں ان کے پاؤں کی ساخت میں بھی تبدیلی ہو گئی تھی - اب ان کے اگلے پاؤں میں صرف تین کُھر رہ گئے تھے - چوتھے کھر کی جگہ ایک ہڈی ہی لٹکی رہ گئی تھی جو زمین تک بھی نہیں پہنچتی تھی - پچھلے پاؤں میں اُس وقت بھی زمانۂ سابق کی طرح صرف تین حصّے تھے -

طبقات ارضیہ میں مایوسین کے اوپر پلایوسین (Pliocene) چٹانوں کے طبقے ہیں - ان کے نیچے کے حصّے میں جو ڈھانچے ملتے ہیں اُن سے پتا چلتا ہے کہ گھوڑا ترقی کے مدارج طے کرتا ہوا گدھے کے قد و قامت تک پہنچ گیا تھا - اِن کو "پراٹوہپس" (Protohippus) کا نام دیا گیا ہے - ان کے اگلے پاؤں میں صرف درمیانی کھر بڑا اور مضبوط

هوتا تھا اور اسی حصّے پر تمام جسم کا وزن پڑتا تھا - باقی دو حصّے زمین تک بھی نہ پہنچتے تھے - پچھلے پاؤں کے کھروں کی بھی یہی حالت تھی -

پلایوسین طبقات کے بالائی حصّے میں جن گھوڑوں کا پتا چلتا ھے وہ ٹٹّو کے برابر ہوتے تھے - یہہ "پلایوہپس" (Pliohippus) کے نام سے موسوم کئے گئے ھیں اور اب سے دس لاکھہ سال قبل عالم وجود میں تھے - اس کا درمیانی کھر بہت بڑا اور جانبین کے فنا ھو چکے تھے -

اب دس لاکھہ سال اندر وہ ترقی کرکے ھمارے موجودہ گھوڑے کے قد کو پہنچ گیا اور اس کا درمیانی کھر مضبوط اور ٹھوس ھوکر سُم بن گیا -

گھوڑا سبزی‌خوار ھے اور اپنے لبوں سے گھاس وغیرہ کو پکڑکر نہایت صفائی کے ساتھہ منھہ میں پہنچا سکتا ھے - لبوں میں کافی قوت گرفت ھوتی ھے اور وھی لامسہ کا بھی کام دیتے ھیں -

گھاس کو کاٹ لینے کے لئے اُس کے کاٹنےوالے دانت بڑے اور دھاردار ھوتے ھیں - چونکہ وہ گوشت خوار نہیں ھے اس لئے اس کے کیلے بہت چھوٹے ھوتے ھیں - وسیع ڈاڑھوں کی سطح پر درمیان میں اور کنارے پر بھی تیز دھاروں کے حلقے ھوتے ھیں -

اُس کی عمر کا اندازہ اُس کے دانتوں کے تعداد سے بخوبی کیا جاتا ہے اور عمر ہی پر اس کی قیمت کا دار و مدار ہے -

گھوڑے کے دودھ کے دانت ایک سال میں نکل آتے ہیں اور ان کی تعداد حسب ذیل ہے :—

کاٹنےوالے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - ڈاڑھیں - $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - ۲۴

دودھ دانت یکے بعد دیگرے بہ ترتیب ذیل نکل آتے ہیں -

(۱) پیدائش سے تقریباً پانچ یوم کے بعد دونوں جانب دو دو ڈاڑھیں نکل آتی ہیں -

(۲) دس دن کے اندر کاٹنےوالے دو درمیانی دانت نکل آتے ہیں -

(۳) تقریباً ایک ماہ گذرنے پر ایک ایک تیسری ڈاڑھ بھی نکل آتی ہے -

(۴) پھر قریب قریب چار ماہ گذرنے پر جانبین کے دو کاٹنےوالے دانت بھی نکل آتے ہیں -

(۵) آٹھ ماہ کی عمر پر آخری جوڑہ کاٹنےوالے دانتوں کا بھی نکل آتا ہے اور دودھ کے دانتوں کی تعداد پوری ہو جاتی ہے -

سال اول کے اختتام کے بعد دودھ دانتوں کا گرنا شروع ہو جاتا ہے اور اُن کی جگہ دوسرے دانت نکلنے لگتے ہیں -

سال اول کے اختتام کے کچھہ هي دن بعد ایک ڈاڑھہ نکل آتی ھے - دوسرا سال ختم ھونے سے پیشتر ایک اور ڈاڑھہ نکل آتي ھے - تقریباً ڈھائی سال میں پہلی دودھہ کی ڈاڑھہ نکلتی ھے - پھر تیسرا سال ختم ھونے سے قبل پہلا کاٹنے والا دانت نکلتا ھے - تین سال کی عمر ھونے پر دوسری اور تیسري دودھ کی ڈاڑھیں اور ایک ڈاڑھہ اور بھی نکل آتی ھیں - ساڑھے تین سال کے بعد اور چوتھے سے قبل ایک کاٹنےوالا دانت نکل آتا ھے - اس کے بعد ساڑھے چار سال تک کیلے بھی نکل آتے ھیں - تقریباً پانچ سال کی عمر میں تیسرا کاٹنے والا دانت بھی نکل آتا ھے اور اس وقت مستقل دانتوں کی تعداد پوری ھو جاتي ھے -

اس طرح گھوڑے کی عمر پانچ سال تک دانتوں کی تعداد سے معلوم کی جا سکتی ھے - بعد ازاں نو یا دس سال تک دانتوں کے گھسنے پر غور کرنے سے عمر کا پتا چل سکتا ھے -

روئے زمین پر گھوڑے کی بہت سی اصناف پائي جاتی ھیں جو اکثر انسانی تصنیف ھیں - ان میں عربی سب سے اعلی مانی جاتی ھے اور ھے بھی یہی بات کہ وہ اوصاف حمیدہ جو عربی میں پائے جاتے ھیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا - مگر ان اوصاف کے صحیح النسل گھوڑے دستیاب ھونا نہایت دشوار ھے - اھل عرب گھوڑے کی وہ نگہداشت کرتے ھیں کہ کسی قیمت پر اس کو فروخت کرنے کے لئے آمادہ نہیں -

گھوڑدوڑ کا رواج اور شوق جس قدر انگلینڈ میں ہے اتنا کسی دوسرے ملک میں نہیں - ہر سال خاص خاص گھوڑدوڑوں میں بڑا مجمع ہوتا ہے اور ہر ادنیٰ اور اعلیٰ حتی کہ جناب بادشاہ‌سلامت تک ان میں شریک ہوتے اور دل چسپی لیتے ہیں - کئی ماہ پیشتر ہی گھوڑوں کی خوبیاں اور عیوب اور چابک سواروں (Jockey) کے حالات اخبار کے ذریعہ شایع ہونے لگتے ہیں - بازیاں لگائی جاتی ہیں - دولت لٹتی ہے - دوڑ ختم ہوتے ہی لاکھوں روپیہ کی ہار جیت ہو جاتی ہے - کوئی تمام عمر کے لئے مالا مال ہو جاتا ہے تو کوئی ہمیشہ کے لئے غریب - گھوڑدوڑ کی خبروں کے سامنے بہت سے واقعات پھیکے پڑجاتے ہیں جن پر کہ ملکوں اور قوموں کی ترقی اور زوال تک کا انحصار ہوتا ہے -

اہل انگلینڈ گھوڑدوڑ کے لئے خاص گھوڑوں کی نشو‌نما اور ان کی پرورش اور پرداخت میں زر کثیر صرف کرتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے دولت و عزت دونوں ہی حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے -

اسن‌گلاس (Isinglass) نامی گھوڑے کے ذریعہ سے تین سال میں اس کے مالک نے ستّاون ہزار پونڈ جیتے تھے - اگر پونڈ پندرہ روپیہ کا ہو تو یہہ رقم پانچ لاکھ ستّاون ہزار سات سو پچھتر روپیہ کے برابر ہوئی - ڈونوون (Donovan) نامی گھوڑے کے ذریعہ سے اس کے مالک کو

کل اٹھاون ہزار نو سو پچھتیس پونڈ یعنی آٹھہ لاکھہ چوراسی ہزار پچیس روپیہ وصول ہوئے - ویسٹ‌ملسٹر کے ڈیوک کے ایک گھوڑے نے جس کا نام " فلائنگ فاکس " (Flying Fox) تھا دو سال میں چھہ لاکھہ ایک ہزار تین سو پچاس روپیہ گھوڑدوڑوں میں جیتے تھے -

گھوڑدوڑوں میں بعض گھوڑے جو کامیابی حاصل کر لیتے ہیں ان کی قیمت اس قدر بڑھہ جاتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے - سنہ ۱۹۲۶-۷ کی ڈربی دوڑ میں جو گھوڑا سبقت لے گیا تھا اور جس کا نام کال‌بائے تھا نَو لاکھہ روپیہ میں حال میں فروخت ہوا -

جو گھوڑے کامیابی حاصل کر لیتے ہیں وہ اکثر سانڈ بنائے جاتے ہیں کیونکہ یہہ امر مسلمہ ہے کہ اصول کے اوصاف حمیدہ فروع میں ضرور پائے جاتے ہیں کسی نے کہا ہے -

باپ پر پوت پتا پر گھوڑا
بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

لانلاشی نام کی ایک گھوڑی جب مُسن ہو گئی اور گھوڑدوڑ کے کام کی نہ رہی تو ایک لاکھہ بتیس ہزار روپیہ سے زائد میں صرف اس غرض سے خریدی گئی کہ اُس سے نسل قایم کی جائے - اسی طرح فتحیاب نروں سے سانڈ کا کام لیا جاتا ہے - سپاٹ سایمن نامی گھوڑا نسل قائم کرنے کے لئے رکھا گیا تھا اور اس کی فیس چھہ سو گنی یعنی نو ہزار روپیہ مقرر کی گئی تھی -

گھوڑے کی عقل اور فہم اوسط درجے کی ہوتی ہے - کتّا اور ہاتھی اس سے بدرجہا عقیل ہیں اور بڑے قد والے گوشت‌خوار جانور بھی اُس سے زیادہ ذی‌عقل ہیں - مگر گھوڑا بھی بالکل بےوقوف نہیں ہے ورنہ انسان کے کسی کام کا نہ ہوتا -

گھوڑا اپنے مالک کو خوب پہچانتا ہے اور اُس سے محبت بھی کرتا ہے - سکندر اعظم کے گھوڑے کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ جب اس پر شاہی جھول ڈال دی جاتی تھی اور ساز و سامان سے آراستہ کردیا جاتا تھا تو وہ علاوہ اپنے مالک کے کسی دوسرے کو سوار نہ ہونے دیتا تھا -

جنگ میں ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ جب سوار زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا تو گھوڑا فوراً رُک گیا اور سوار کی نعش کی حفاظت گوشت‌خوار پرندوں سے کرتا رہا -

گھوڑے کے مزاج میں گھمنڈ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوتا ہے اور وہ بڑا بدمغ ہوتا ہے اور کسی کی قسم ذلت برداشت نہیں کر سکتا - جھوک بھوک کی جھول اور چمکتے دمکتے ساز اور زیور سے وہ بہت خوش ہوتا ہے - ملک اسپین میں یہہ ترکیب کی جاتی ہے کہ جس گھوڑے کو سزا دینی ہوتی ہے اُس کی کلغی اور گھنٹیاں وغیرہ اُتارکر دوسرے کو پہنا دی جاتی ہیں -

شکار پولو وغیرہ میں سوار کی منشا کو خوب سمجھتا ھے اور اُس کے اشارے پر چلتا ھے - بالخصوص گھوڑدوڑ میں کامیابی کی انتہائی کوشش کرتا ھے - چنانچہ ایک گھوڑا دوڑ میں اول اول تو مسابقت کی کوشش کرتا رھا جب دوسرا گھوڑا اس پر سبقت لے جانے لگا تو اُس نے جھپٹ کر اس دوسرے کی ٹانگ دانتوں سے داب لی -

گھوڑے کا حافظہ بہت درست ھوتا ھے - جس راستے کو وہ دو ایک مرتبہ دیکھہ لیتا ھے اُس کو کبھی نہیں بھولتا - تاریکی میں راہ بھٹک جانے پر گھوڑے قوت حافظہ پر اعتماد کیا جاتا ھے اور وہ سوار کو گھر تک پہنچا ھی دیتا ھے -

ایک مرتبہ جب کہ بویریا اور تاتروں میں جنگ چھڑی تھی تاتروں کی فوج کے چند گھوڑے بویریا کے سپاھیوں کے ھاتھہ لگ گئے اور وہ اُن پر سوار ھوکر لڑائی میں پہنچے - دفعتاً گھوڑوں نے اپنی فوج کا بگُل سُنا اور اس کی آواز پہچان لی - سواروں کو پیٹھہ پر لئے ھوئے گھوڑے بےتحاشہ بھاگے نہ لگام سے رکے نہ ایڑ کی پرواہ کی بلکہ اپنی فوج میں پہنچ کرھی سانس لی اور سوار سب گرفتار کر لئے گئے -

بسا اوقات اُس سے ایسے کارنمایاں ظہور میں آتے ھیں کہ جو اس کی فہم و فراست پر کافی شہادت دیتے ھیں - ایک صاحب نے اپنے گھوڑے کے نعل لوھار کی دوکان پر لگوائے - دوسرے دن گھوڑا پھر بلا لگام اور سوار کے دوکان پر پہنچا لوھار نے سمجھا کہ وہ چھوٹ کر بھاگ آیا ھوگا اس لئے ڈھیلے

مار کر بھگا دیا - لیکن تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا پھر آموجود ہوا - لوہار نے اس وقت باہر آ کر گھوڑے کے چاروں سُموں کو غور سے دیکھا - ایک سُم کا نعل گر گیا تھا - اُس نے اس پاؤں میں نعل لگا دیا - گھوڑے نے دو ایک مرتبہ پاؤں زمین پر مار کر دیکھا اور ہنہناکر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گھر کی راہ لی -

حیوانات کی عقل کے متعلق گاہے گاہے ایسے واقعات دیکھنے یا سُننے میں آتے ہیں کہ عقل ان کے بیان سے عاجز ہے - ایک ماہوار رسالے میں میٹرلنک کی کسی کتاب سے اقتباس کر کے ایک گھوڑے کی عقل کی نسبت کچھہ واقعات شایع کئے گئے تھے جو اس قدر حیرت‌انگیز ہیں کہ ان کی سچائی پر یقین کرنا دشوار ہے - برلن میں ایک شخص واہم فان اسٹن نامی تھا - اس نے اپنی جائداد اس غرض سے وقف کردی تھی کہ جانوروں کو تربیت دے کر اُن کی عقل کی ترقی کی جائے - چنانچہ اس نے خود بھی اِس کام کو شروع کیا اور سنہ ۱۹۰۰ ع میں ایک روسی گھوڑا خرید کر نہایت استقلال سے اُس کو تربیت دی اور اس کی عقل میں وہ تعجب خیز ترقی کر دکھائی کہ حیرت کی حد نہ رہی - پہلے آسٹن نے اس گھوڑے کو معمولی باتوں سے شناسائی کرائی مثلاً یہہ کہ اونچا نیچا ، راست اور چپ کس کو کہتے ہیں - اس کے بعد اس کو علم ریاضی سکھانا شروع کیا اور گنتی

یاد کرانے کے لئے گولیاں میز پر شمار کرتا اور گھوڑے کے پاؤں سے اسی تعداد کے مطابق کھٹکے کراتا - پھر کالے تختے پر ھندسوں کو ظاھر کرتا اور اُسی طرح کھٹکے کراتا - نتیجہ یہہ ھوا کہ گھوڑا گنتی خوب سیکھہ گیا اور چھوٹے چھوٹے سوالات بھی حل کرنے لگا - علاوہ اِس کے گھوڑے نے کئی اور باتیں بھی سیکھہ لیں - اس کا حافظہ اتنا اچھا تھا کہ تاریخ بتا دیتا تھا - غرض کہ رفتہ رفتہ اس نے اتنا علم حاصل کر لیا جتنا کہ تقریباً چودہ سال کے طالب علم کو ھوتا ھے -

سنہ ۱۹۰۴ ع میں اس گھوڑے کا امتحان لینے کی غرض سے ایک کمیٹی منعقد ھوئی جس میں بڑے بڑے حکماء' ماھرین علم اجسام' منتظمان عجائب خانے' سرکس کے منیجر صاحبان اور ڈاکٹران مویشیان جمع کئے گئے - گھوڑے کی علمی لیاقت کی جانچ کی گئی اور غور و خوض کرنے کے بعد انہوں نے یہہ تجویز کیا کہ وہ علمی کارنامے کسی پوشیدہ سازش سے نہیں بلکہ گھوڑے کی ذاتی کسب کا نمونہ ھیں-

پھر علماے سائنس کی ایک کمیٹی بیٹھی اور وہ اس نتیجے کو پہونچی کہ گھوڑا واقعی قطعاً جاھل تھا - نہ وہ گنتی جانتا تھا نہ سوال حل کرسکتا تھا بلکہ مالک کے خُفیہ اشاروں پر ھی کام کرتا تھا - بیچارے فان آسٹن نے بہت کچھہ کہا سُنا لیکن سب بےسود ھوا کسی نے باور نہ کیا - آخرکار اپنی جانفشانی اور جانکاھی کی داد نہ

ملنے کے غم میں آستن اِس جہاں سے رخصت ہوا -

آستن اس گھوڑے کو اپنے سعادتمند شاگرد کو جس کا نام کرال تھا دے گیا - کرال نے اس گھوڑے کی تربیت اور تعلیم میں اُستاد کے کمال کو روشن اور دوبالا کردیا -

اُس نے دو عربی گھوڑے اور خریدے جن کے نام مراد اور ظریف رکھے - یہہ گھوڑے پہلے گھوڑے سے بھی زیادہ عقیل اور فہیم تھے - مراد نے جلد ہی جوڑنا ، اور گھٹانا ، ضرب اور تقسیم سب سیکھہ لئے - چار ماہ میں اس نے جزر نکالنا بھی سیکھہ لیا اور کرال کے بتائے ہوئے قواعد کے مطابق اُس نے پڑھنا سیکھہ لیا - دونوں گھوڑے حُروف پہچان لیتے تھے - رنگوں کی شناخت کرلیتے تھے اور مختلف قسم کی خوشبوؤں کی شناخت بھی ان کو تھی - گھڑی دیکھہکر وہ وقت بتا سکتے تھے -

پھر شور ہوا اور علما کی کمیٹیاں ہوئیں - اس مرتبہ سب کو باور ہو گیا کہ اِس معاملے میں کوئی دھوکا فریب یا خفیہ سازش نہیں ہے اور یہہ کہ اس راز کا معمہ نا قابل بیان ہے -

خیر ، یہہ تو خواب کی سی باتیں تھیں - دنیا میں اکثر ایسے غیرمعمولی واقعات ہوا کرتے ہیں کہ اُن پر راے زنی کرنا انسان کی عقل سے باہر ہے بالاخر ہم کو سرسیموئیل بیکر کی راے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے " سب گھوڑے یکساں

نہیں ہوتے - اگر اُن کو دانہ کا لالچ دیا جائے تو بعض بعض فہم و فراست کے کارنمایاں دکھاتے ہیں - لیکن اگر مسئلہ ارتقا (Evolution) کے ثبوت میں گھوڑے کی مثال پیش کی جائے تو وہ مسئلہ ہرگز پائہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا - گھوڑا روزازل سے انسان کے ساتھ رہا ہے مگر آج اُنیسویں صدی میں اُس میں وہی عقل ہے جو اس وقت تھی جب کہ حضرت نوح نے اس کو کشتی پر چڑھایا تھا - اور ایک مرتبہ جب کہ پارلیمنٹ میں یہہ بحث پیش تھی کہ گھوڑوں کی خریداری کے لئے روپیہ منظور کیا جائے تو ایک ممبر صاحب نے گھوڑوں کی ضرورت کی مخالفت کرتے ہوئے اس کی اِن لفظوں میں تفضیح کی کہ "گھوڑے کی بابت میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ آگے سے کاٹتا ہے اور پیچھے دو لتّی مارتا ہے اور پہلوؤں سے رانیں چھیل ڈالتا ہے" - (۱)

زیبرا

(The Zebra).

زیبرا گھوڑے ہی کی ایک صنف ہے اور اس قدر خوبصورت اور حسین جانور ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا نہ ہوگا لیکن بدقسمتی سے انسان اُس پر قابویافتہ نہ ہو سکا -

---

Sir Samuel Baker's " Wild Beasts and their ways." (۱)

زیبرا صرف افریقہ میں ہوتا ہے اور اُس کے تین افراد ہیں -

پہاڑی زیبرا

(Equus Zebra).

اِس کے سفید جسم پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں اور یہہ تینوں اقسام میں سب سے خوش‌نما ہے - یہہ صرف کیپ کالونی میں نہایت قلت کے ساتھہ ملتے ہیں بلکہ اگر یہہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس فرد کے جانور اب پائے بھی نہیں جاتے - اُن کے دو ہی چار گروہ اونچے پہاڑوں پر باقی رہ گئے ہیں - کیپ کالونی کی گورنمنٹ نے اب ان کو مارنے کی ممانعت کردی ہے اور بیحد کوشش کی جا رہی ہے کہ یہہ خوش‌نما جانور روئے زمین سے فنا نہ ہونے پائے -

پہاڑی زیبرا کا قد تقریباً چار فٹ ہوتا ہے - وہ پہاڑوں پر رہتا اور بہت تیز دوڑتا ہے -

---

برچل کا زیبرا

(Equus Burchelli)

اس صنف کے جانور سفید ' بھورے اور زردی مائل مختلف رنگوں کے پائے جاتے ہیں - یہہ جنوبی افریقہ میں آرنج دریا سے ملک حبش تک پایا جاتا ہے اور پہاڑی زیبرا سے کچھہ بڑا اور فربہ ہوتا ہے -

---

گریوی کا زیبرا

(Equus Grevy)

اس صنف کا حال ہی میں اسپیک اور گریلنڈ دو مشہور سیاحوں نے وکٹوریانیانزہ جھیل کے شمال میں پتا لگایا ہے - یہہ کھلے جنگلوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور میدان میں کبھی نہیں نکلتا جسمی ساخت میں صنف پہاڑی زیبرا کے مشابہ ہے - اِس کے جسم کی دھاریاں باریک اور تعداد میں زیادہ اور ٹانگوں پر قریب قریب سُم تک صاف نظر آتی ہیں -

یہہ تینوں افراد چھوٹے چھوٹے گروہ بناکر رہتے ہیں اور اُن کی قوت باصرہ اس قدر تیز ہے کہ اُن کے قریب پہنچنا دشوار ہے -

زیبرا کے گروہ تمام دن دھوپ میں چرتے پھرتے ہیں اور ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کرتے - وہ درختوں کے سایہ میں کھڑے کبھی نظر نہیں آتے -

شکار میں زیبرا کے گروہ اکثر بہت هارج ہوتے ہیں کیونکہ انسان کو دیکھتے ہی زیبرا بڑا شور و غُل کرتا ہے جس سے تمام جانور ہوشیار ہو جاتے ہیں -

شکاریوں کے کیمپ دیکھکر زیبرا اُن کے پاس آ جاتے ہیں اور کھڑے ہوکر دیکھہ بھال کرتے ہیں لیکن جیسے ہی

کوئی آدمی اُن کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے وہ فوراً بھاگ کھڑے ہوتے ہیں -

گروہ میں اکثر ایک نر کے ماتحت کئی مادہ ہوتی ہیں - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی درندہ کسی گروہ کی مادہ کو مار ڈالتا ہے تو گروہ کا نر کسی دوسرے گروہ کی مادہ اپنے گروہ میں جبراً شامل کرنا چاہتا ہے اور اِس پر نروں میں بھیانک لڑائیاں ہوتی ہیں -

زیبرا کا رنگ اُس کی جائے بود و باش سے بہت ملتا جُلتا ہے (دیکھئے دیباچہ) مشابہت‌عامہ تحفظی کی ضرورت زیبرا سے زیادہ کسی دوسرے جانور کو توی بھی نہیں کیونکہ زیبرا اپنی زندگی اُنہیں جنگلوں میں بسر کرتا ہے جہاں شیر ببر رہتا ہے اور اس کو زیبرا کا گوشت بہت مرغوب بھی ہوتا ہے -

زیبرا کے مزاج میں کوئی ایسا نقص نہیں کہ اس کا پالا جانا ناممکن ہو لیکن اُس کو تربیت دے کر شایستہ کرنے میں بہت دقّتیں پیش آتی ہیں اور اکثر وہ کٹکھنا ہو جاتا ہے -

---

کواگا

(Equus quaggas.)

کواگا بھی دھاری‌دار ہوتا ہے - قد میں زیبرا سے کچھہ چھوٹا اور ساخت جسمانی گھوڑے کے مشابہ ہوتی ہے - اُس

کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ جب وہ بولتا ہے تو اُو، اگ، کا، اُو، اگ، کا کی آوازیں نکلتی ہیں -

اس کے سر، گردن، اور جسم پر گہرے بہورے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں جو سر اور گردن پر صاف چمکتی ہیں مگر جسم پر رفتہ رفتہ دُھندلی ہوتی جاتی ہیں اور پچھلے حصے کی تو نظر تک نہیں آتیں - ٹانگیں اور دُم سفید اور گردن پر چھوٹے چھوٹے کھرے ہوئے عیاں ہوتے ہیں -

اب سے قبل کواگا کے گروہ کیمپ کالونی اور وال ندی کے درمیان کثرت سے ملتے تھے مگر اب ان کی بھی تعداد نہایت قلیل ہے -

کواگا چھوٹے چھوٹے شکاری جانوروں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتا ہے اور ان کو ٹاپوں سے مار کر بھگا بھی دیتا ہے - مگر بدقسمتی سے شیر کو اُس کا بھی گوشت بہت پسند ہے اور یہی اس کی تقلیل کا باعث ہے - بعض کا تو یہہ گمان ہے کہ روئے زمین سے کواگا نابود ہو چکا ہے -

---

گدھا

(Equus asinus)

گدھا بیچارہ بھی گھوڑے ہی کی ایک صنف ہے لیکن باوجود گھوڑے کی قرابت کے وہ بالکل گدھا ہی سمجھا جاتا ہے - ہر جگہ اور بالخصوص ہندوستان میں گدھا بیوقوفی

کے معنی میں بولا جاتا ہے مگر واقعی وہ اس قدر ہجو کے قابل نہیں جتنا کہ مشہور ہے - گالیاں اور لاتیں کھانے پر بھی وہ انسان کا بیحد مطیع اور خدمت گزار رہتا ہے - اپنی حیثیت سے زیادہ بوجھہ لادنے والا ایسا اور کوئی جانور نہیں - پھر اس کے پالنے میں زیادہ خرچ بھی نہیں - وہ روکھی سوکھی گھاس اور بیکار جھاڑیاں کھاکر اپنی زندگی بسر کر لیتا ہے - اس کا تحمل اور بردباری بھی قابل تحسین ہیں - اِن خدمات کا جو نتیجہ اور صلہ اس کو ملتا ہے وہ یہہ ہے کہ کام کے وقت بیچارہ گالیاں اور ڈنڈے کھاتا ہے اور کام ختم ہونے پر ٹانگیں باندھہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے - اسی وجہ سے وہ ضدّی اور کام چور ہو گیا ہے اور انسانی ظلم اور ستم نے اس کے ذاتی اوصاف بھی زائل کردئے ہیں - در اصل وہ بڑا ہی بدقسمت ہے -

مگر ہر جگہ گدھا گدھا ہی نہیں ہے - جہاں اس کی خوبی کے ساتھہ پرورش کی جاتی ہے وہاں گدھا نہ تو ضدی ہوتا ہے نہ کام چور' اور نہ بیوقوف - مثلاً فارس' عرب' مصر وغیرا میں اس کی معشیت کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے وہاں اُس کی نسلیں بھی نہایت اچھی پائی جاتی ہیں اور علے ہذا القیاس جزیرہ مالٹا اور اسپین میں -

ایک کتاب جو موسوم "بہ عقل حیوانی" (Animal Intelligence) ہے اس کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ گدھے

کی عقل بمقابلہ گھوڑے کے بہتر ہے اور اُس کی قوت حافظہ بھی کسی سے کم نہیں ہے -

جنگلی گدھے بھی روئے زمین پر کئی قسم کے پائے جاتے ہیں -

گورخر

(Equus onager)

گدھے کا یہہ فرد گجرات ' کَچھہ ' جسلمیر اور بیکانیر میں ملتا ہے - صوبہ سندھہ میں بھی دریاے اِندس کے مغربی جانب نیز بلوچستان اور ایران میں کثرت سے ہے -

موسم گرما میں اِن کے بچے پیدا ہوتے ہیں - اہل بلوچستان تیز گھوڑوں پر ان کا تعاقب کرتے ہیں - گورخر خود تو بھاگ جاتے ہیں مگر بچے جلد تھک کر لیٹ جاتے ہیں اور شکاری اُن کو پکڑ لیتے ہیں - مگر گرفتار ہوکر وہ اکثر مر جاتے ہیں - جو زندہ رہ جاتے ہیں وہ خاصی قیمت میں فروخت ہوتے ہیں -

کیانگ

(Equus hemionus)

یہہ تبّت کے پہاڑوں پر پندرہ ہزار فٹ اونچائی تک پایا جاتا ہے - چھوٹے کان اور لمبی دم کی وجہ سے اکثر ماہرین فن اس کو جنگلی گھوڑے کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

لیکن اس کی دم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گدھے کے افراد میں سے ہے -

اُس کا رنگ گہرا سرخ یا کتھئی ہوتا ہے -

خچّر

گدھے اور گھوڑی کے اشتراک سے ایک دوغلی ذات پیدا ہوتی ہے جس کو خچر کہتے ہیں - خچر میں اپنی ماں اور باپ دونوں کے اوصاف موجود ہوتے ہیں - گھوڑے کی ہمّت اور جوش اور گدھے کا استقلال اور تحمل سب اُس کے خمیر میں پائے جاتے ہیں - پہاڑی ملکوں میں باربرداری کے لئے خچر سے زیادہ مفید کوئی جانور نہیں - فرانس اور اسپین سے خچر باہر بھیجے جاتے ہیں -

یہہ عجیب بات ہے کہ خچروں سے اولاد کا سلسلہ نہیں قایم ہوتا بلکہ صرف گدھے اور گھوڑی کے اشتراک سے ہی خچر پیدا ہوتا ہے -

---

سؤر کی جماعت

(Suidæ—Boars and Pigs)

اس جماعت کی خاص نوع سؤر ہے جو اپنی غلیظ عادتوں کی وجہ سے ناپاک اور قابل نفرت سمجھا جاتا ہے -

اس جماعت کے تمام جانوروں کا دھانہ نہایت لمبا ہوتا ہے - اِن کی کھال نہایت دبیز اور جسم پر موٹے اور سخت بال ہوتے ہیں - دُم مختصر اور پاؤں چار حصّوں میں منقسم ہوتے ہیں جن میں دو بڑے اور دو پیچھے کو لٹکے ہوتے ہیں اور اِن سے سؤر کو چلنے پھرنے میں کوئی امداد نہیں ملتی - تھوتھنی کے گول اور چپٹے سرے میں نتھنے ہوتے ہیں اور اس کی مضبوطی کے لئے اندر ایک گول اور ملایم ہڈی ہوتی ہے - علاوہ ازیں تھوتھنی کو سہارا دینے کے لئے ایک خاص ہڈّی اور بھی ہوتی ہے -

سؤر کو اپنی متحرک تھوتھنی سے حصول غذا میں بڑی امداد ملتی ہے - رسیلی جڑوں کو وہ اُسی سے کھود لیتا ہے - کیڑے مکوڑوں کی تلاش میں وہ اُسی سے بڑے بڑے پتھر پلٹ دیتا ہے - سخت زمین میں غار کرلیتا ہے اور کھیتوں میں بوئے ہوئے ناج کی تلاش میں اُس سے مٹی میں ایسی سیدھی لکیریں کرتا چلا جاتا ہے جیسے کہ ہل چلا ہو -

سور کے چاروں قسم کے دانت ہوتے ہیں اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :—

کاٹنےوالے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴—۴}{۴—۴}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ = ۴۴

نیچے کے کاٹنےوالے دانت آگے کو جُھکے ہوتے ہیں اور اُن سے وہ جڑوں کو صاف کاٹ لیتا ہے - خوفناک کیلوں کی وجہ سے اس کی شکل ڈراونی اور بدنما معلوم ہوتی ہے - اوپر کے کیلے پہلے باہر کی طرف بڑھتے ہیں اور لبوں کے باہر پہنچکر ان کی نوکیں اوپر کی طرف گھوم جاتی ہیں - نیچے کے بڑے بڑے کیلے سیدھے ہوتے ہیں اور مسوڑوں سے باہر اُن کی لمبائی تقریباً پانچ انچ نکلی ہوتی ہے - منھہ بند کئے جانے پر اوپر نیچے کے کیلے باہم رگڑتے رہتے ہیں اور اس وجہ سے دونوں کی نوکیں تیز ہو جاتی ہیں - شکار میں دیکھا گیا ہے کہ بھاگتا ہوا سور ہاتھی کی ٹانگوں کی موٹی کھال تک کو اپنے خوفناک کیلوں سے صاف چیر ڈالتا ہے -

اس کی دودھ کی ڈاڑھوں پر تیز دھار کے حلقے اُٹھے ہوتے ہیں جیسے کہ گوشت‌خوار جانوروں کی ڈاڑھوں پر ہوتے ہیں - مگر اصل ڈاڑھیں سبزی‌خوروں کی طرح چپٹی ہوتی ہیں -

دانتوں کی ساخت صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سؤر ہر قسم کی غذا پر اپنی گذر بسر کر سکتا ہے - کیڑے مکوڑے، پھل، جڑیں وغیرہ اس کو سب مرغوب ہیں - سانپ، گرگٹ، چوہے، چھچھوندر وغیرہ کو بھی وہ نہیں چھوڑتا - اگر موقع مل جائے تو آلو کی کاشت اور ناج کی فصل بھی تباہ کر دیتا ہے - کھیت میں بوئے ہوئے دانوں کو ایک ایک کرکے چُن جاتا ہے - کیڑے گلّے کو کسی ایک مقام پر چباکر اس کا تمام رس چوس جاتا ہے -

سؤر کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے اور زمین کے اندر گڑی ہوئی رسیلی جڑوں کا پتا اُسی کے ذریعہ سے لگا لیتا ہے - شکار میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جس وقت وہ بھاگتا ہوا کسی ایسی پگڈنڈی پر پہنچتا ہے جس پر انسان کا گذر ہو چکا ہوتا ہے تو فوراً ٹھٹک جاتا ہے اور زمین سونگھکر کسی دوسری سمت کو بھاگ پڑتا ہے -

پانی سے اس کو بہت رغبت ہے اور دلدلی مقاموں میں پڑا رہنا یا کیچڑ میں لوٹنا پوٹنا اس کو بےحد پسند ہے -

مادہ ایک حمل سے چار سے لے کر دس بچے تک جنتی ہے اور ان کو بہ غرض حفاظت کسی محفوظ مقام میں پوشیدہ رکھتی ہے اور بڑی دلیری سے ان کی حفاظت کرتی ہے - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ گروہ کے نر کہیں دور نکل جاتے ہیں تب کئی مادہ ساتھہ ساتھہ رہکر اپنے بچوں

کی محافظت کرتی هیں اور مل کر دشمن کا مقابلہ کرتی هیں -

بچوں کے جسم پر دھاریاں هوتی هیں لیکن کچھہ هی ماہ میں خود بخود غائب هو جاتی هیں -

سور بڑا عالی همت اور دلیر هوتا هے - اگر بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ استقلال کے ساتھہ بے خوف و خطر دشمن کا مقابلہ کرتا هے اور جس بات کا ارادہ کرے اس کو پورا کئے بغیر نہیں رهتا - محصور هو جانے پر دشمن کی صف کو پھاڑکر اگر نکل جانے کا ارادہ وہ کر لیتا هے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا - اپنی جان وہ سہل نہیں دیتا بلکہ جمکر کھڑا هو جاتا هے اور دلیری سے مقابلہ کرتا هے - کپتان لیوسن صاحب لکھتے هیں کہ " میں نے ایک بڈھے خرّاٹ سؤر کو دیکھا کہ وہ جنگلی هاتھیوں سے جن کی تعداد پانچ تھی آمنا سامنا کر بیٹھا - اِس بےخوفی سے اُس نے حملہ کیا کہ هاتھیوں کو اُس مقام سے جہاں کہ سؤر کا خاندان پانی پی رها تھا بھاگتے هی بنا - اعظم شعظم هاتھی چیخ چیخ کر بھاگ پڑے اور اُن کی یہہ کیفیت دیکھہ کر مجھے بڑی هنسی آئی " - (۱)

---

(۱) Captain Leveson, "Sport in Many Lands."

هندوستان کا جنگلی سؤر

(Sus indicus.)

یہہ هندوستان میں اکثر مقامات میں پایا جاتا هے اور جنگلوں ' اونچی گھاس کے میدانوں اور پہاڑوں پر دس بارہ هزار فت کی بلندی تک ملتا هے - بعض صوبوں میں یہہ کثرت سے هیں اور کاشت کو بڑا نقصان پہنچاتے هیں -

یہہ اکثر گروہ میں ساتھہ ساتھہ رهتے هیں - میدانوں میں جہاں درخت کا سایہ نہیں ملتا وہ لمبی لمبی گھاس کی ایک قسم کی جائے پناہ بنا لیتے هیں - اس غرض سے پہلے وہ گھاس کات کر زمین پر پھیلاتے هیں - پھر تھوڑی سے اُس کو اُتھا کر نیچے گھس جاتے هیں - اس طرح دھوپ سے پناہ ملنے کے لئے ایک مختصر جھوپڑی سی بن جاتی هے - دن میں وہ ان هی میں گھسے رهتے هیں - ڈاکٹر جرڈن صاحب فرماتے هیں کہ میں نے بعض مقاموں میں ایسی جھوپڑیاں کثرت سے دیکھی هیں اور ان میں سے سؤر نکال کر بھگائے بھی هیں -

یہہ جانور لنکا میں کثرت سے هیں -

بنگال کا سؤر

(Sus bengalensis.)

مستر بلایتھہ کی رائے هے کہ بنگال کا سؤر هندوستانی بن

کے سؤر سے مختلف ھے کیونکہ اس کی کھوپڑی کی ساخت مختلف ھوتی ھے اور وہ قد کے لحاظ سے بھی کسی قدر بڑا ھوتا ھے - اس صنف کے جانور تمام بنگال میں ھمالیہ کی ترائی اور ارا کان تک ملتے ھیں اور اغلب ھے کہ آسام اور اس کی جنوبی سمت میں بھی ھوتے ھیں -

مسٹر گرے کی راے ھے کہ نیل‌گری پہاڑ پر سؤر کی ایک علحدہ صنف ملتی ھے (Sus neelgherriensis) -

معمولی بن کا سؤر

(Sus scrofa.)

یہہ سؤر اکثر ملکوں میں بالخصوص فرانس اور جرمنی کے جنگلوں میں اور ایشیا کے شمالی اور مشرقی حصوں میں ملتا ھے - افریقہ کے شمال میں الجیریا اور مصر میں بھی ھوتا ھے - انگلینڈ میں اس کا اب کہیں پتا نہیں - اس کی اونچائی تین فٹ ' جسم کا طول تقریباً ساڑھے چھہ فٹ اور وزن تقریباً پانچ تن ھوتا ھے -

گھریلو سؤر

(Domestic Pigs.).

دنیا میں شائد ایسا کوئی ملک نہ ھوگا جس میں گھریلو سؤر نہ ھوتے ھوں - یورپ اور امریکہ میں جہاں باشندوں

کی خاص غذا اسی کا گوشت ہے اس کی نسل میں ترقی کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کی گئی ہیں - اُن کے جسم پر گوشت ہی گوشت نظر آتا ہے یہاں تک کہ پیشانی کی ہڈی پر بھی گوشت کی موٹی تہہ چڑھی ہوتی ہے اور پیٹ زمین سے رگڑ کھاتا ہے -

یورپ اور امریکہ کے بعض شہروں میں سؤر کے گوشت زبردست کاروبار جاری ہے بلکہ شکاگو شہر میں تو ایک ایک کارخانے میں پچیس ہزار سؤر روزانہ ذبح کئے جاتے ہیں - اس کا گوشت ممالک متحدہ امریکہ سے جزائر برطانیہ کو سالانہ تقریباً ساڑھے سولہ کرور روپیہ کا روانہ کیا جاتا ہے -

ان کی تعداد دن دونی رات چوگنی بڑھتی ہے - مادہ ہر سال دو مرتبہ وضع حمل کرتی ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ اس کی اولاد کی تعداد دس سال میں ارسٹھہ لاکھہ چونتیس ہزار آٹھہ سو ارتیس تک پہنچ جاتی ہے -

گھریلو سؤر ایک نہایت کمینہ جانور ہے - اس کے مزاج میں جنگلی سؤر کے تمام عیب موجود ہیں مثلاً غصہ ، ضد وغیرہ ، مگر جنگلی سؤر کی طرح نہ فہیم ہوتا ہے نہ دلیر - یہہ طبیعت کا اس قدر ضدّی ہوتا ہے کہ جس طرف چلایا جائے اس کے خلاف ہی چلتا ہے -

لیکن گھریلو سؤر بھی بالکل بے عقل نہیں ؟ چنانچہ بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ احاطے میں بند کئے ہوئے سؤر نے چٹخنی یا بیلن ہٹا کر پھاٹک کھول لیا -

ایک اس سے بھی زیادہ حیرت‌انگیز واقعہ بیان کیا جاتا ہے - ایک مادہ معہ اپنے بچوں کے جنگل کو چرنے جایا کرتی تھی - اُس کے مالک نے ایک کے بعد ایک اُس کے تین بچوں کو پکا کر کھا لیا - جب ماں نے یہہ محسوس کیا کہ میرے بچوں کو اس طرح ختم کیا جا رہا ہے تو چوتھے دن وہ ان کو اپنے ہمراہ واپس نہ لائی اور پھر یہی معمول کر لیا کہ بچوں کو جنگل میں چھوڑ کر آپ تنہا واپس آ جاتی تھی - مالک کو جستجو کرنے پر اس کا عقدہ منکشف ہوا کہ وہ اپنے بچوں کو بغرض حفاظت جنگل میں چھوڑکر تنہا چلی آتی تھی -

---

سانوبنیل یا چھوٹا سؤر

(Porcula Salvania).

اس جماعت کی ایک بہت چھوٹی نوع نیپال ' بھوٹان اور شکم کی ترائی میں پائی جاتی ہے جس کو نیپال میں سانوبنیل کہتے ہیں - اِس کی اونچائی تقریباً دس انچ اور وزن چار پانچ سیر ہوتا ہے - مسٹر ہاجسن جو کہ نیپالی جانوروں کے ایک مُحقق ہیں تحریر کرتے ہیں کہ اس نوع کے جانور نہایت مشکل سے ملتے ہیں - وہ نہایت گھنے جنگلوں میں کئی کئی نر ایک ساتھ رہتے ہیں - ان کی خوراک رسیلی جڑیں ہیں - مادہ کے تین چار بچے پیدا ہوتے ہیں -

---

ببی رسا

(Babirussa alfurus.)

اس نوع کے جانور صرف سیلی بیز کے جزیرے میں ہوتے ہیں - ببی رسا کے چاروں کیلے منھہ سے باہر نکلے ہوتے ہیں - اور اُن کی وجہ سے اُس کی شکل عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے - نیچے کے کیلے دونوں ہونٹھوں کے درمیان سے باہر نکل کر اوپر کی طرف گھوم جاتے ہیں اور اُن کی نوکیں آنکھوں کے پاس پہنچتی ہیں - اوپر کے دونوں کیلوں کی نوک حسب معمول نیچے کی طرف نہیں ہوتی بلکہ مسوڑوں کے اندر اوپر ہی کی طرف بڑھتی ہیں اور تھوتھڑی کی ہڈی کو توڑ کر آنکھوں کے قریب نکل آتی ہیں - باہر نکلنے پر یہہ دانت بھی گھوم جاتے ہیں اور ان کی نوکیں پیشانی کے قریب پہنچ جاتی ہیں - ببی رسا کی عجیب و غریب شکل کا اندازہ بغیر دیکھے نہیں کیا جا سکتا -

وارٹ سؤر

(The Wart Hogs.)

یہہ افریقہ کا باشندہ ہے - وہ اپنی جماعت کے بدشکل جانوروں میں بھی سب سے بدشکل ہے - اس کی تھوتھڑی کی ہڈی نہایت چوڑی اور چپٹی ہوتی ہے اور ہر آنکھہ کے نیچے گوشت کا ایک بڑا سا لوتھڑا لٹکتا رہتا ہے - دو

اور چھوٹے لوتھڑے آنکھوں اور دانت کے درمیاں بھی لٹکے ہوتے ہیں - یہہ سور بڑا طاقتور اور دلیر ہوتا ہے -

وارت سور کی دو صنفیں ہیں - ایک مغربی اور جنوبی افریقہ میں ملتی ہے (Phacochærus æthiopicus) اور دوسری حبش سے سینیگال تک (Phocochœrus africanus) -

---

جماعت پیکیری

(Family Dicotylidæ)

یہہ جماعت ساخت جسمانی کے لحاظ سے سور اور هپو پوٹیمس کے درمیان ہے - اس میں ایک ہی نوع ہے جو زبان عام میں پیکیری (Dicotyles) کے نام سے موسوم کی جاتی ہے -

روئے زمین پر صرف مغربی نصف الارض میں پائے جاتے ہیں اور ان کے قائم مقام امریکہ میں پیکیری ہیں - اور کسی قسم کا سور امریکہ میں نہیں ہوتا -

پیکیری کے صرف چونتیس دانت اور پچھلے پاؤں میں تین کُھر ہوتے ہیں - دُم بالکل نہیں ہوتی اور تھوتھڑی سور کی طرح ہوتی ہے - تمام جسم پر کھلے اور چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں - پشت پر ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک روغنی اور بدبودار مادہ نکلا کرتا ہے - پیکیری کو مارتے ہی اگر یہہ گرہ فوراً نہ نکال دی جائے تو اُس کے تمام جسم میں بدبو پھیل جاتی ہے -

پیکری یا تو درختوں کے کھوکھلے تنوں میں رہتے ہیں یا کوئی بل مل جاتے پر زمین کے اندر بھی رہنے لگتے ہیں -

یہہ سبزی خوار ہیں لیکن کیڑے مکوڑے بھی کھا لیتے ہیں - کاشت کی وہ بڑی بربادی کرتے ہیں اور موقع مل جانے پر گھریلو جانوروں کو بھی مار ڈالتے ہیں - بعض وقت اکٹھا ہو کر گھوڑے تک کو مار لیتے ہیں - اگر کبھی کسی کاشتکار کو پیکری کے گروہ کا مقابلہ پڑ جاتا ہے تو جان بچانا دشوار ہو جاتا ہے اور اُن سے درختوں پر ہی چڑھہ کر پناہ ملتی ہے -

پیکری کے کیلے چُھری کی طرح تیز ہوتے ہیں اور اُن سے وہ کتوں وغیرہ کے گہرے زخم مار دیتے ہیں - اِس کم عقل جانور کو بندوق کا بھی خوف نہیں ہوتا بلکہ بندوق کی آواز سے ان کا جوش خروش اور زائد ہو جاتا ہے -

پیکری کے دو اصناف ہیں (۱) کالردار پیکری اور (۲) سفید لب والے -

کالردار پیکیری

(Collared Peccary Dicotyles torquatas.)

اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے اور ایک سفید دھاری ایک کندھے سے دوسرے تک ہوتی ہے - اس صنف کے جانور جنوبی اور وسط امریکہ میں پائے جاتے ہیں -

سفید لب والے پیکیری

(White-lipped Peccary or D. labiatus.)

اس کا رنگ کسی قدر سیاھی مائل لیکن لب اور ملھہ سفید ھوتے ھیں - بمقابلہ کالردار پیکیری کے یہہ قد میں بڑا اور عادتاً تلد مزاج اور ناشایستہ ھوتا ہے -

طبقہ

جگالی کرنے والے جانوروں کا

(The Ruminants.)

اس طبقے کے جانوروں میں جگالی کرنا ایک ایسی خصوصیت ہے کہ اُس سے اُن کا باهمی تعلق اور اتحاد فوراً ظاهر هو جاتا ہے - وہ غذا کو پہلے تھوڑا چبا کر نگل جاتے هیں ' اُس کے بعد غذا چھوٹے چھوٹے گولوں کی شکل اختیار کرکے پھر یکے بعد دیگرے منھہ کی طرف واپس آتی ہے اور وہ بخوبی جگالی کر کے اس کو چباتے هیں اور غذا بہ سہولت هضم هو جاتی ہے -

زمانہ قدیم میں جب جنگلوں کی کثرت تھی اور وہ شکاری جانوروں سے پُر تھے اس وقت اِن جانوروں کو اِتنا وقت بڑی مشکل سے ملتا تھا کہ اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل‌کر غذا کو جلدی جلدی نگل جائیں اس کو بخوبی چباکر کھانے کا تو ذکر هی کیا - اس لئے قدرت نے یہہ انتظام کیا کہ اول وہ غذا کو پیٹ میں جمع کر لیں پھر جب کسی محفوظ مقام میں پہنچ جائیں اُس وقت باطمینان جگالی کرکے چبا سکیں -

جگالی کرنے والے تمام جانور جفت کُھر والے جانور (Artiodactyle) هیں - هر پاؤں میں ان کے دو کھر هوتے

ہیں - بعض میں دو چھوٹے چھوٹے کھر پیچھے لٹکے ہوتے ہیں مگر وہ چلنے پھرنے میں امداد نہیں دیتے -

بجز اونٹ کے کسی دوسرے جگالی کرنے والے جانور کے اوپری کاٹنے والے دانت (incisors) نہیں ہوتے بلکہ اُن کے مسوڑے نہایت سخت ہوتے ہیں اور غذا کو چبانے میں مدد دیتے ہیں -

نیچے والے جبڑے میں اکثر چھہ کاٹنے‌والے دانت ہوتے ہیں جو آگے کی طرف جُھکے ہوتے ہیں - بعض میں کاٹنے‌والے دانتوں کی تعداد چھہ سے زیادہ نظر آتی ہے - مگر در اصل جانبین کا آخری دانت کیلا ہوتا ہے - سبزی‌خور ہونے کی وجہ سے اُن کے کیلوں نے بھی کاٹنے‌والے دانتوں کی شکل اختیار کرلی ہے - دونوں جبڑوں میں ہر طرف چھہ چوڑی چکلی ڈاڑھیں ہوتی ہیں -

اُن کے کُھر اس صفائی سے دو حصّوں میں منقسم ہوتے ہیں گویا نشتر سے دو برابر حصے کر دئے گئے ہوں - ان سے رفتار میں سُبکی اور لچک آ جاتی ہے اور ریتھلی زمین اور کیچڑ میں چلنے میں بھی آسانی ہوتی ہے کیونکہ زمین پر پاؤں رکھتے ہی دونوں حصے پھیل جاتے ہیں اور پاؤں اُٹھاتے ہی پھر یکجا ہو جاتے ہیں -

ان کے پاؤں میں نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک روغنی مادہ نکل‌کر کھروں کو چکنا رکھتا ہے اور سخت زمین کی رگڑ سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا -

اُن کی آنکھیں سامنے نہیں بلکہ کچھہ ہٹ‌کر چہرے کے پہلوؤں میں ہوتی ہیں اور اس وجہ سے اُن کی نظر کا دائرہ وسیع ہوتا ہے -

جگالی کرنے والوں کی قوت شامہ بھی تیز ہوتی ہے اور اکثر وہ تیز دوڑنے والے ہوتے ہیں -

بعض کی آنکھوں کے نیچے گڑھے کے اندر ایک گرہ ہوتی ہے اور اُس سے موم کی طرح ایک رقیق مادہ نکلا کرتا ہے - اس گرہ کے مفاد کی کوئی خاص تحقیق اب تک نہیں ہو سکی ہے لیکن اہل فن کی رائے ہے کہ اس کا تعلق قوت تولید سے ہے -

تمام جگالی کرنے والے جانور سبزی‌خور ہیں - اکثر اُن کے سر پر سینگ ہوتے ہیں -

یہہ طبقہ مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہے -

(۱) اونٹ (Camelidæ.)

(۲) ضرافہ (Camelopaididæ)

(۳) بارہ سنگا (Cervidæ.)

(۴) مشکی ہرن (Moschidæ)

(۵) گائے (Bovidæ.)

اونت کی جماعت

(The Camelidæ)

جماعت اونت میں دو نوع ہیں (۱) اونت اور (۲) آچیلیا -

اونت ایشیا اور افریقہ میں ہوتا ہے - آچیلیا (Auchenia) صرف جنوبی امریکہ میں ملتا ہے - اگرچہ اونت کے مقابلے میں یہہ جانور بہ لحاظ قد بہت چھوٹے ہوتے ہیں تاہم اُن کی جسمانی ساخت اور خاص کر لمبی گردن صاف ظاہر کرتی ہے کہ ان کا تعلق اونت سے ہے - آچیلیا کی پیتھہ پر کوھان نہیں ہوتا اور پاؤں دو حصّوں میں منقسم ہوتے ہیں جن پر کسی قدر نکیلے کُھر ہوتے ہیں -

---

اونت

(Camelus.)

بجز گھوڑے اور گائے کے شاید اونت کے برابر کسی جانور نے انسان کی خدمت نہ کی ہوگی - اسی کے ذریعہ سے اُن تمام ملکوں کے حالات معلوم ہو سکے جہاں ریگستانی زمین ہونے کی وجہ سے انسان کا گذر کسی اور ذریعہ سے نا ممکن تھا - اس کے بغیر اکثر ملکوں میں نہ کوئی تجارت ہو سکتی نہ سفر کا کوئی ذریعہ ہوتا اور سہارا ،

عرب اور اسٹریلیا کے ریگستانوں سے انسان قطعاً ناواقف رہتا -
بغیر اونٹ کے اہل عرب کی زندگی دشوار ہو جاتی اور یورپ
میں مور مسلمانوں کی سلطنت کا آفتاب نہ چمک سکتا -
اس لئے اس کو " ریگستان کا جہاز " کہنا نامناسب
نہیں ہے -

اُس کے بدن کا ہر حصہ ریگستانی سفر کے لئے قدرت نے
نہایت موزوں اور مناسب بنایا ہے - سر چھوٹا گردن لمبی
کان مختصر لیکن قوت سامعہ بری نہیں ہوتی - وہ اپنے
نتھنوں کو سکوڑ کر بند کر سکتا ہے - ریگستان کے جلتے
ہوئے ریت میں سفر کرتے ہوئے اکثر اُس کو گرم طوفانوں کا
سامنا کرنا پڑتا ہے - ریت کے ذرات سے جو آگ کی طرح
گرم ہو کر ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں جو جسمی تکلیف ہوتی
ہے وہ تو ناقابل بیان ہے ہی علاوہ اس کے سانس لینا بھی
مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے گلے کے اندر بھی
آبلے پڑ جاتے ہیں - گرم طوفان آتے ہی اونٹ بیچارہ فوراً
بیٹھہ جاتا ہے اور گردن زمین پر پھیلا کر نتھنے بند کر
لیتا ہے -

اُس کا اوپری لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے اور
یہہ دونوں حصے لمس کا کام انجام دیتے ہیں -

اونٹ کے زانو اور سینے کے گٹے قابل غور ہیں - وہ شاہد
ہیں کہ اونٹ ایک عرصہ دراز سے انسان کی غلامی میں
ہے - بوجھہ لادنے کے وقت جب وہ بیٹھتا ہے تو اس کا سینہ

اور زانو زمین سے رگڑتے رہتے ہیں - اس رگڑ کی وجہ سے
کھال موٹی ہو کر گٹوں کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے
گو ابتداء زمانے میں یہہ گٹے بدن کے ان اجزاء کے کثرت
استعمال سے پڑ جاتے تھے لیکن جب یہہ عادت فطرت کے درجے
میں منتقل ہو گئی تو یہہ گٹے اونٹ کی نسبی خصوصیت
بن گئے اور نسلاً بعد نسل اُن کی اولاد میں پیدایشی ہونے لگے -

اونٹ کے جسم کا کوہان ایک نہایت مفید حصہ ہے -
وہ چربی کا ذخیرہ ہے - ریگستان میں نباتات کا کہیں پتا
تک نہیں ہوتا اور دور دراز سفر میں اونٹ کو ہفتوں تک
کسی قسم کی غذا دستیاب نہیں ہوتی - ایسے ہی موقع
کے لئے قدرت نے اُس کے کوہان میں چربی کا ذخیرہ جمع
کر دیا ہے - اُسی کے مدد سے اونٹ بلا غذا کے زندہ رہتا
ہے اور سفر کی سخت تکالیف کو برداشت بھی کرتا ہے - رفتہ
رفتہ چربی کی مقدار کم ہو جانے سے کوہان چھوٹا ہو جاتا
ہے - اس لئے ایسے سفر سے پہلے اونٹ کو کافی غذا کھلا کر
چربی کی مقدار بہم پہنچانی لازمی ہے -

کم خوراک ہونے کے علاوہ اس میں یہہ صفت بھی ہے
کہ ایک عرصے تک پیاسا رہ سکتا ہے - کس قدر تعجب
خیز بات ہے کہ تپتے ہوئے ریت اور آفتاب کی تیز شعاعوں
میں بغیر ایک قطرہ پانی کے وہ کئی کئی دن تک سفر
کرتا رہتا ہے اور اسی سے ظاہر ہے کہ اونٹ کو کس درجہ
صبر اور ضبط قدرت نے عطا فرمایا ہے -

اونٹ کے شکم میں قدرت نے تقریباً آٹھ سو چھوٹے چھوٹے کیسے پانی بھرنے کے لئے بنائے ھیں - روانگی سفر کے وقت جب اُس کو پانی پلایا جاتا ھے تو یہہ سادہ لوح حیوان بڑی سمجھہ لیتا ھے کہ اب پیاس کی تکلیفیں سہلے کا وقت آ رھا ھے اس لئے وہ بڑے بڑے گھونٹ بھر کے کیسوں کو خوب بھر لیتا ھے - سفر میں اُس کی پیاس کی تکلیف کا اندازہ اُس وقت ھوتا ھے جب کہ وہ کسی چشمے کے قریب پہنچتا ھے - اپنی تیز قوت شامہ سے وہ میلوں سے پانی کا پتا لگا لیتا ھے اور دیوانہ وار چشمے کی طرف قدم بڑھاتا ھے - پانی کی تلاش کے لئے مسافر بھی اونٹ کی جستجو اور تلاش پر اکتفا کرتے ھیں -

اُس کے پاؤں دو حصوں میں منقسم ھوتے ھیں اور اُن پر چھوٹے چھوٹے گول کھر ھوتے ھیں - تلوے پر گوشت کی موٹی تہہ ھوتی ھے اسی وجہ سے اس کے پاؤں ریت میں پیوست نہیں ھوتے -

اونٹ کی زبان میں غالباً قوت ذایقہ نہیں ھوتی - نیب کی کڑوی پتیاں تک کھا کر وہ شکم سیر ھو جاتا ھے - ببول وغیرہ کے خاروں سے اس کے منہہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ھوتی اور بھوک میں وہ خشک ٹہنیاں چبا جاتا ھے -

قدرت نے تمام حیوانات کو ان کی مفید اور مضر غذا کی تمیز دی ھے - صرف اونٹ ھی ایک ایسا جانور ھے

جو شکم پری کی فکر میں زہر اور نعمت میں بھی تمیز نہیں کر سکتا اور جو کچھ سامنے آ جائے وہی آنکھ بند کرکے کھا جاتا ہے - وسط افریقہ میں ایک درخت ہے جس کی پتی اونٹ کے لئے زہر ہے - وہاں اگر اونٹ کی کافی نگرانی نہ کی جائے تو وہ اسی کو کھا جاتا ہے اور زندگی سے بھی ہاتھہ دھو بیٹھتا ہے -

اگرچہ اونٹ کا حلم اور بردباری مشہور ہے لیکن اس کے اکثر اوصاف فطرتی نہیں ہے بلکہ محض اس کی سادہ لوحی اور کم عقلی کی علامت ہیں - سوائے پیٹ بھرنے کے اور کوئی فکر اُس کو دامن‌گیر نہیں - دنیا کے کسی منظر اور عجائبات عالم سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں - نہ سوار کا خیال نہ اطاعت و فرماں‌برداری کا دھیان ' نہ اپنے مالک سے کوئی تعلق نہ فرائض منصبی کی طرف توجہ - جس طرف چلا دیا گیا بے عقلوں کی طرح چل کھڑا ہوا مگر یہہ کوئی اظہار اطاعت نہیں بلکہ اس کو سادہ‌لوحی پر دال ہے -

گو اونٹ کم عقل ہے مگر سختی اور ظلم کا بدلا لینے میں بڑے بڑے ہوشیاروں سے بھی کم نہیں ہوتا - ظالمانہ برتاؤ کو وہ کبھی نہیں بھولتا اور جب موقع پاتا ہے حملہ کر بیٹھتا ہے - اس کے دانتوں کی گرفت اس قدر زبردست ہے کہ ان سے چھوٹنا دشوار ہے -

عالم مستی کے زمانے میں نر کی گردن سے کوال‌تار کی

طرح ایک مادہ نکلا کرتا ہے اور بسا اوقات وہ ملهہ سے جھاگ کے بڑے بڑے بُلبُلے نکالا کرتا ہے - اس زمانے میں وہ اس قدر غضب آلود ہو جاتا ہے کہ بلاوجہ بھی آدمیوں پر حملہ کرتا ہے -

آزاد اور جنگلی اونٹ کہیں نہیں ملتا - اس لئے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس خطے کا رہنےوالا ہے - کچھہ عرصہ ہوا کہ اونٹ کے گروہ وسط ایشیا کے میدانوں میں نظر آئے تھے لیکن واقعی وہ جنگلی نہیں تھے بلکہ اُن اونٹوں کی نسل سے تھے جو اکثر قافلوں سے جدا ہوکر آوارہ ہو جاتے ہیں - انسان کے لئے شاید کسی ملک میں اونٹ اتنا مفید نہیں ہے جیسا کہ عرب میں - وہاں اس کا گوشت کھاتے ہیں ، دودھہ پیتے ہیں ، چمڑے کے جوتے اور کاٹھیاں اور بالوں کے کمبل اور خیمے بنائے جاتے ہیں - غرض اهل عرب کے سفر و حضر اور تجارت وغیرہ کے تمام کاروبار کا دار و مدار اُسی پر ہے -

اونٹ کے بچوں کو متحمل مزاج اور محنتی بنانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کام میں لائی جاتی ہیں - کبھی اُن کو باندھہ کر دھوپ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ گرمی برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں اور کبھی ٹانگیں باندھہ کر دو زانو بٹھا دیتے اور پیٹھہ پر بوجھہ لاد کر کئی کئی دن کھانا نہیں دیتے تاکہ وہ محنت مشقت اور کم خوری کے عادی ہو جائیں - واقعی حیرت کی بات ہے کہ وہ جلتے ہوئے ریگستانوں میں

ھفتوں تک پچیس تیس میل سفر روزانہ طے کر لیتا اور صرف دو چار مٹھي ناج یا چند چھواروں پر اکتفا کرتا ھے -

اونٹ کی چال میں یہہ خصوصیت ھے کہ وہ ھر جانب کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھہ اُٹھاتا ھے اور یہی وجہ ھے کہ اس کی سواری کے جو عادی نہیں ان کو سخت تکلیف ھوتی ھے -

اس کے ایک حمل سے ایک ھی بچہ پیدا ھوتا ھے جو پندرہ سال میں جوان ھو جاتا ھے - عموماً اونٹ کی عمر چالیس پچاس سال کی ھوتی ھے -

اس کو اپنی طاقت کا بخوبی اندازہ ھوتا ھے کہ وہ کس قدر بوجھہ لاد سکتا ھے اور جب اس کی طاقت سے زیادہ بوجھہ لاد دیا جاتا ھے تو سخت سے سخت سزا دینے پر بھی بجُز چیخنے اور سر پٹکنے کے وہ ھرگز کھڑا نہیں ھوتا -

اونٹ کی دو صنفیں ھیں—

عرب کا اونٹ (Camelus dromedarius.)

بیکٹریا کا اونٹ (Camelus bactrianus.)

دونوں میں خاص فرق یہہ ھے کہ عرب کے اونٹ کی پشت پر صرف ایک کوھان ھوتا ھے اور بیکٹریا کے دو -

عرب کی صنف کے دو افراد ھیں - جو باربرداری کے کام میں لائے جاتے ھیں ان کی ٹانگیں موٹی اور جسم بھاری ھوتا ہے اور وہ سُبک رو ھوتے ھیں - جو سواری کے کام میں

آتے ہیں وہ خوبصورت اور چھریرے جسم کے جانور ہوتے ہیں - ریگستان کے سفر کے لئے وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے - سو سو میل کا فاصلہ دن بھر میں طے کرلینا ان کے لئے معمولی بات ہے اور پچاس ساٹھہ میل روزانہ چل لینا اُن کا ادنیٰ کرشمہ ہے -

بیکٹریا کا اونٹ وسط ایشیا کے ملکوں میں ہوتا ہے اور بمقابلہ عربی اونٹ کے وہ جسیم ہوتا ہے - اس کا رنگ گہرا کتھئی اور جسم لمبے لمبے اونی بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - اس کی ٹانگیں کچھہ چھوٹی اور پتھریلے مقاموں میں سفر کرنے کے لئے نہایت موزوں ہوتی ہیں - خصلت اور عادتوں میں یہہ عربی اونٹ کے مشابہ ہے اور اپنے ملک میں یہہ بھی نہایت مفید جانور ہے -

---

آچینیا

(The Auchenia.)

آچینیا کی کئی اصناف امریکہ میں ملتی ہیں جن کا مختصر بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

---

لاما

(Auchenia llama.)

آچینیا کی ایک مشہور صنف لاما کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - قد و قامت میں وہ ایک چھوٹے ٹٹو کے برابر

ہے - اونچائی تقریباً چار فٹ ' سر چھوٹا ' گردن کسی قدر لمبی اور کان کھڑے ہوئے ہوتے ہیں - تمام جسم پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں جن کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے - اس کے کوہان نہیں ہوتا -

لاما بھی اونٹ ہی کی طرح متحمل اور بردبار ہوتا ہے اور اُس کو امریکہ کا اونٹ کہنا نامناسب نہیں ہے - وہ اونچے اونچے پہاڑوں کا رہنے والا ہے - نہایت دشوار گذار پہاڑوں پر بھی باربرداری کے لئے اِس سے زیادہ موزوں کوئی جانور نہیں اور اُس کا پاؤں کبھی خطا نہیں کرتا -

لاما سواری کے کام میں بھی آتا ہے لیکن اُس میں ایک بڑا عیب ہے کہ اگر کبھی وہ سوار سے ناخوش ہو جائے تو گردن موڑکر فوراً سوار پر تھوکنے لگتا ہے - مقید لاما بھی تماشائیوں پر اکثر تھوک دیا کرتے ہیں -

ڈیڑھ دو من وزن لاد کر وہ بلا تکلیف آہستہ آہستہ چل سکتا ہے لیکن مار پیٹ کی اُس کو قطعاً برداشت نہیں ہوتی - مار پیٹ پر وہ اکثر بیٹھ جاتا ہے اور پھر چاہے اُس کی جان ہی کیوں نہ جائے اُٹھتا نہیں -

---

الپکا

(Auchenia paco.)

الپکا کے نام سے اہل ہند ناواقف نہ ہونگے - اگرچہ وہ دور

راز فاصلے پر ہوتا ہے تاہم اس کے ملائم اُون کے بنُے ہوئے کپڑے الپکے کے نام سے عام استعمال میں ہیں -

الپکا وسط اور جنوبی امریکہ میں ہوتا ہے - قد و قامت میں وہ لاما سے بہت چھوٹا اور اس کا اُون جو نہایت قیمتی چیز ہے بادامی یا سیاہ ہوتا ہے -

اِس کے پالتو گروہ پہاڑوں پر رکھے جاتے ہیں اور وادیوں میں صرف اُون حاصل کرنے کی غرض سے ہر سال ایک معینہ وقت پر لائے جاتے ہیں اور اُون کاٹ کر پھر پہاڑوں پر پہنچا دئے جاتے ہیں -

اُون کی غرض سے اس کو یورپ اور آسٹریلیا میں بھی پالنے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی - تھوکنے کا عیب الپکا میں بھی ہوتا ہے -

---

وِکیونا

(A. Vicugna.)

نوع آچینیا میں یہہ سب سے چھوٹا جانور ہے قد میں وہ چھوٹے گدھے کے برابر اور ساخت میں لاما کے مشابہ ہے -

اِن کے گروہ اونچے پہاڑوں پر پائے جاتے ہیں - وکیونا کا اُون نرمی میں بےنظیر ہے اور اس کی غرض سے شکاری نہایت ڈھالو اور دشوار گذار پہاڑوں پر بھی اُس کو نہیں چھوڑتے -

اِس کا جسم ہلکے بھورے رنگ کے اُون سے ڈھکا ہوتا ہے اور اس تہ کے نیچے ایک دوسری تہ سفید اُون کی بھی ہوتی ہے -

---

گوانکو

(A. guanco.)

جنوبی امریکہ میں سلسلۂ کوہ اینڈیز پر ڈھّکر سے جنوبی گوشے تک یہہ جانور ملتا ہے نوع آچینیا کی یہہ ایک خاص صنف ہے اور لاما اور الپکا کی پیدایش اسی جانور سے ہوئی ہے -
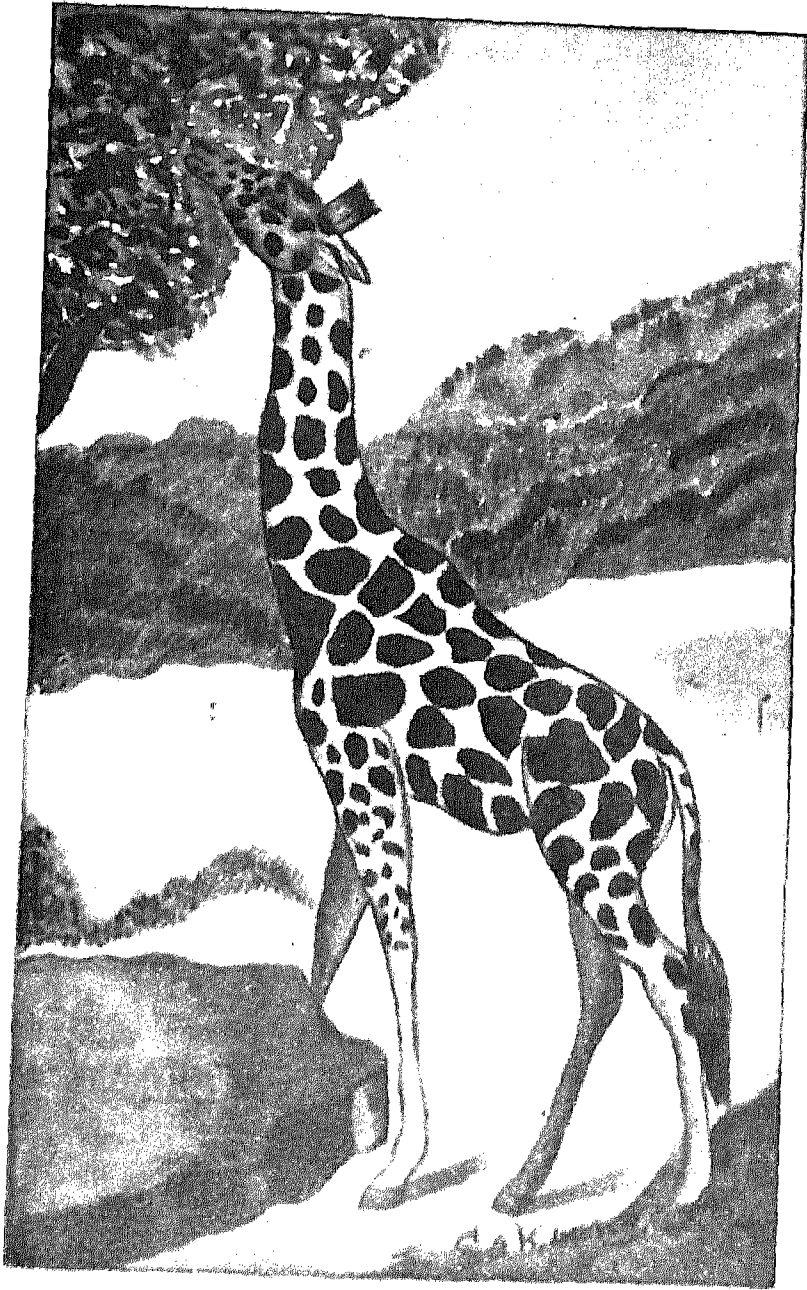
جماعت زرافہ

(The Giraffe or Camelopardalis giraffa.)

اس جماعت میں ایک هي نوع هے اور اس کی کوئی دوسری صنف بھی روئے زمین پر نہیں - اگر هاتھی خشکی کے جانوروں میں سب سے عظیم‌الجثہ هے تو زرافہ کو مخلوق میں سب سے زیادہ قدآور جانور هونے کا فخر حاصل هے - مخلوق میں کسی کا اُس سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور اُس کی مثال کسي سے نہیں دی جا سکتی - زرافہ کی اونچائی اٹھارہ فٹ هوتی هے اونچے سے اونچا هاتھی بھی اُس کا نصف هی هوتا هے - اگرچہ چھہ چھہ فٹ کے تین آدمی ایک پر ایک کھڑے هوں تو اُس کی آنکھہ تک پہنچیں - الغرض دیکھنے هی سے اُس کے قد کا اندازہ هو سکتا هے - قلم اُس کے قد کے بیان سے عاجز هے -

زرافہ کو دیکھہ کر یہہ محسوس هوتا هے کہ قدرت نے اپنی صنعت اور کاریگری سے اونٹ ، هرن ، اور بیل کے اعضا کو ایک عجیب طریقے سے یکجا کرکے اِس خوبصورت جانور کو بنا دیا هے - اِس کا سر چھوٹا ، چہرہ لمبا اور پتلا اور چھوٹے چھوٹے سینگ هوتے هیں - مگر یہہ اُس کے آلۂ حرب نہیں اور اُن کی ساخت بھی عجیب هے - اول تو سر کی هڈی سے اُن کا تعلق نہیں اور وہ مستقل هوتے هیں - دوسرے اُن پر روئیں‌دار موٹی کھال هوتی هے اور اوپر بالوں کا بُرش سا هوتا هے -

دونوں سینگوں کے درمیان سر کی ھڈی اٹھی ھوتی ھے بالخصوص نر میں کہ وہ ایک تیسرا سینگ معلوم ھوتا ھے - زبان نہایت لمبی اور اس میں ایسی قوت گرفت ھوتی ھے کہ اس سے وہ پتیوں کو پکڑ کر صاف توڑ لیتا ھے - زبان میں گھٹنے بڑھنے کا وصف بھی ھوتا ھے اور وہ اس کو بڑھاکر اس قدر پتلا کر سکتا ھے کہ وہ پردار قلم کے سوراخ میں داخل ھو سکے -

زرافہ کی رسیلی ' چمکتی ھوئی آنکھیں نہایت خوبصورت ھوتی ھیں - مخلوق میں شاید ھی کسی کی آنکھ اس قدر دل کش ھو اور آنکھوں کے باعث وہ نہایت شریف ' شایستہ اور نیک خصلت معلوم ھوتا ھے -

گردن کی لمبائی اس کی ساخت کی خصوصیت ھے - اونچے اونچے درختوں کی پتیاں وہ بہ آسانی توڑ سکتا ھے - ماھرین فن کی رائے ھے کہ پہلے زرافہ کی گردن کی لمبائی بھی معمولی تھی - لیکن حسب بیان مذکورہ ھر جانور کے اعضا تغیر پذیر ھیں - جس عضو سے کام نہیں لیا جاتا وہ رفتہ رفتہ کمزور ھوجاتا ھے اور بالآخر فنا ھو جاتا ھے - برخلاف اس کے جس عضو سے کوئی خاص کام لیا جاتا ھے اس میں تغیر ھوکر وہ اسی کام کے لئے مناسب ھو جاتا ھے -

زرافہ کو اکیشیا نامی درخت کی پتیاں جو بہت بلندی پر ھوتی ھیں بےحد مرغوب ھیں جن کو حاصل کرنے کی

غرض سے گردن بڑھا بڑھا کر کوشش کرنے کی وجہ سے اب اُس کی گردن اِس درازی کو پہنچ گئی ھے -

وہ بھی اپنے نتھنوں کو بند کر سکتا ھے اور اونٹ کی طرح گرم طوفان میں اُن کو بند کرکے ھی جان بچاتے ھیں -

زرافہ کی کھال تقریباً ڈیڑھ انچ موٹی ھوتی ھے - اس قدر دبیز ھونے کے باوجود بھی وہ ھلکی ھوتی ھے اور اِس لئے عرب میں اکثر اُس کی ڈھالیں بنائی جاتی ھیں - اُس کے جوتے کے تلّے بھی مضبوط ھوتے ھیں ٹانگ کی ھڈیوں سے بٹن بنائے جاتے ھیں اور اُس کا گوشت بھی خوش ذایقہ بیان کیا جاتا ھے -

زرافہ صرف اپنی گردن کی درازی کی وجہ سے اس قدر اونچا معلوم ھوتا ھے - اُس کا جسم جو کہ پیچھے کو بہت ڈھالو ھوتا ھے صرف سات فٹ اونچا ھوتا ھے - چاروں ٹانگوں کی لمبائی برابر ھوتی ھے لیکن جسم کے ڈھال کی وجہ سے یہہ شبہ ھو جاتا ھے کہ اگلی ٹانگیں پچھلی سے بڑی ھیں -

ھر پاؤں پر دو کُھر ھوتے ھیں - دُم کے آخر پر لمبے لمبے سیاہ بالوں کی چوھری ھوتی ھے - اُن سر زمینوں میں جہاں زرافہ پایا جاتا ھے طرح طرح کی نیش‌زن مکھیاں اور اکیڑے مکوڑے ھوتے ھیں اور اُن سے محفوظ رھنے کے لئے وہ اپنی دم کو برابر ھلاتا رھتا ھے -

زرافہ کے جسم کا رنگ ہلکا نارنگی ہوتا ہے اور اس پر سیاہی مائل دھبّے ہوتے ہیں -

قدرت کی دور اندیشی پر انسان انگشت بہ دندان ہے کہ کیسے عجیب عجیب انتظامات اُس نے کئے ہیں - غور کیجئے کہ حیوانات کو طرح طرح کے خوش رنگ اور گل بوٹوں سے مزین فرمانے میں ایک کرشمہ سے دو کام کیسی خوبی سے لئے کہ ان خوش‌نما رنگ اور گل بوٹوں کو زینت کے علاوہ اُن کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنا دیا - مشابہت عامہ تحفظی کی اکثر مثالیں عالم حیوانی میں ملتی ہیں لیکن زرافہ کو دیکھ کر کس کو خیال ہو سکتا ہے کہ مشابہت عامہ ایسے قدآور اور طول طویل جانور کا بھی ذریعہ حفاظت ہو سکتا ہے -

گارڈن کمنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اِس جہاں کو بارونق بنانے کے لئے قادر مطلق نے جو طرح طرح کے جانور پیدا کئے ہیں اُن میں اور اُن کی جائے بود و باش کے منظر میں ایک عجیب مشابہت ہوتی ہے - تمثیلاً زرافہ کو لیجئے - وہ قدیم جنگلوں میں رہتا ہے جہاں قدم قدم پر سوکھے اور ہرے بھرے درخت ہوتے ہیں - میں اکثر دھوکا کھا جاتا تھا اور میں نے اپنے ہمراہیوں کی بھی آزمائش کی ہے جو وہیں کے رہنے والے تھے - اُن کو بھی مغالطہ ہو جاتا تھا - وہ کبھی درختوں کے تنوں کو زرافہ اور کبھی زرافہ کو درخت کا تنا بتاتے تھے" -

زرافہ بڑی تیزی سے دوڑ سکتا ہے چنانچہ پتھریلی زمین پر اچھے اچھے گھوڑے بھی اُس کو نہیں پکڑ سکتے - اس کی چال میں بھی وہی خصوصیت ہے جو اونٹ کی رفتار میں ہے کہ ہر طرف کی اگلی اور پچھلی ٹانگیں ساتھ ساتھ اٹھتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ جب وہ دوڑتا ہے تو اُس کی گردن دائیں بائیں جھومتی ہے اور وہ نہایت بھدّا معلوم ہوتا ہے -

زرافہ کے پاس پہنچنا نہایت دشوار ہے کیونکہ اول تو اس کی آنکھیں اٹھارہ فٹ کی اونچائی پر ہوتی ہیں دوسرے اُس کی نظر کا دائرہ نہایت وسیع ہوتا ہے - علاوہ اس کے وہ گروہ بناکر رہتے ہیں اور محافظت کے لئے ہمیشہ ایک چوکیدار مقرر کر دیا جاتا ہے جو نہایت ہوشیار اور چوکنّا رہتا ہے -

زرافہ کی قوت شامہ بھی اچھی ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے دشمن کی بوُ دوردراز فاصلے سے وہ سونگھ لیتا ہے -

حتی الامکان تو وہ دشمن کے سامنے سے بھاگ جانے ہی کی کوشش کرتا ہے لیکن محصور اور مجبور ہو جانے پر اپنے کُھروں کی زد سے کام لیتا ہے - پچھلی ٹانگیں وہ اس تیزی سے چلاتا ہے کہ وہ نظر تک نہیں آتیں - زرافہ کی دو لتّی کی زد ایسی خوفناک ہوتی ہے کہ اکثر شیر بھی بھاگتے ہی نظر آتا ہے - کُھلے میدان میں جہاں دو لتّی چلانے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی زرافہ شیر سے کبھی شکست

نہیں کھاتا اور اپنی جان بچا ہی لیتا ہے -

اکثر کہا جاتا ہے کہ تعاقب کرنے والوں پر زرافہ کنکر پتھر پھینکتا چلتا ہے - حقیقت یہہ ہے کہ جب زرافہ پوری تیزی سے بھاگتا ہے تو اُس کے ملقسم کھروں سے کنکر پتھر بڑی تیزی سے پیچھے کی طرف اُچھلتے ہیں -

زرافہ بولتا قطعی نہیں بلکہ گُم سُم رہتا ہے چنانچہ مشہور شکاری مسٹر نیومین اپنے ذاتی تجربے سے اِس کی تصدیق کرتے ہیں - لیکن بچے بولتے ہیں اور ان کی آواز بھیڑ کی طرح ہوتی ہے -

زرافہ بجُز وسط افریقہ کے کہیں نہیں پایا جاتا -

اُکاپی

(The Okapi or Okapia Johnstoni.)

اب سے کچھہ هی سال قبل اُکاپی کے وجود تک سے مہذب دنیا واقف نہ تھی اور یورپ ، امریکہ وغیرہ میں آج تک کوئی زندہ اُکاپی نہیں لایا جا سکا – یہی وجہ ھے کہ اس کی جماعت اور نوع وغیرہ کی پوری تحقیقات نہ ھو سکی – ساخت جسمانی کے لحاظ سے اُکاپی زرافہ کے مشابہ ھے اس لئے زرافہ کے بیان کے ساتھہ هی اس کا بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ھوا –

اُکاپی روئے زمین کا بہت پرانا باشندہ ھے اور ممکن ھے کہ وہ انسان کے وجود سے قبل عالم وجود میں آیا ھو – بڑے تعجب کی بات ھے کہ ایسے پرانے جانور کے وجود سے تہذیب‌یافتہ دنیا اِس وقت ناواقف رھی – جب قدماء افریقہ اُس کا ذکر کرتے تھے تو کوئی باور نہ کرتا تھا – بالاخر مشہور سیاح سر ھیری جانسٹن (Sir Harry Johnston) کو اُس کی کچھہ کھالیں دستیاب ھوئیں – انہوں نے پھر بہت کوشش کی کہ کوئی زندہ اُکاپی مل جائے لیکن کامیابی نہ ھوئی –

سنہ ۱۹۰۹ ع میں دو ماھران فن امریکہ سے افریقہ کو خاص اس غرض سے بھیجے گئے کہ وہ زندہ اُکاپی تلاش کر کے اپنے ساتھہ لائیں – نو سال تک یہہ لوگ صوبہ کانگو کے گھنے جنگلوں اور دلدلوں میں حیران اور سر گردان رھے لیکن کوئی

زندہ اُکاپی اُن کے هاتھہ نہ لگا - ایک مرتبہ وہ ایک مقام پر پہنچے جہاں افریقہ والوں نے ایک اُکاپی کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑا تھا مگر اِن کے پہنچتے هی وہ مر گیا - الغرض اهل یورپ اور امریکہ وغیرہ کو زندہ اُکاپی دیکھنے کا آج تک اتفاق نہیں هوا هے -

اُکاپی کا پتا لگنے سے قبل زرافہ اپنی ساخت جسمانی کے لحاظ سے ماهرین فن کے لئے ایک معمہ تھا - نہ تو اُس کی جماعت میں کوئی دوسرا جانور موجود تھا نہ کسی دوسرے سے اس کا کوئی تعلق بظاهر نظر آتا تھا - زرافہ کی پیدایش کس جانور سے هوئی اس بارے میں انسان کی عقل متحیر تھی - اُکاپی کے علم نے انسان سے اس پردے کو فاش کر دیا -

اُکاپی اور زرافہ کی ساخت جسمانی اس قدر مشابہ معلوم هوتی هے کہ اُکاپی کو چھوٹی گردن کا زرافہ کہنا بجا هے - اُس کے بھی سر کی هڈی سینگوں کے مقام کے درمیان اُسی طرح اُٹھی هوئی هے جیسے کہ زرافہ کی - جسم کے پچھلے حصے اور ٹانگوں پر زیبرا کی طرح دھاریاں هوتی هیں -

یہہ نہایت بُزدل جانور هے اور انسان کی بُو پاتے هی گھنے تاریک جنگلوں کی راہ لیتا هے - افریقہ کے باشندے اُس کا گوشت کھاتے هیں -

---

جماعت بارہ سنگا

(The cervidæ.)

اس جماعت کی بہت سی نوعیں روئے زمین پر ملتی ہیں - یہہ جانور اپنے شاندار سینگوں کے ذریعہ سے جن میں دس بارہ چھوٹی چھوٹی شاخیں ہوتی ہیں فوراً ممتاز کئے جا سکتے ہیں -

بارہ سنگے کے سینگ عارضی ہیں یعنی وہ بار بار گرتے اور نئے نکلتے ہیں - دو سال کی عمر میں اُس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سینگ ٹونٹھہ شکل کے نکلتے ہیں - پھر وہ ہر سال موسم بہار میں گر جایا کرتے ہیں اور نئے نکل آتے ہیں جن کے طول میں ہر سال اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ایک نئی شاخ پیدا ہوتی رہتی ہے - تقریباً بارہ سال کی عمر میں شاخوں کی تعداد اکثر دس بارہ تک پہنچ جاتی ہے -

بارہ سنگے کے سینگوں کے نکلنے کا طریقہ نہایت حیرت انگیز ہے - تمام مخلوق میں کسی دوسرے جانور کے سینگ یا اور کوئی عضو اس قدر تیزی سے بڑھنے والا نہیں ہے - تقریباً پندرہ ہفتے میں وہ اپنے پورے قد کو پہنچ جاتے ہیں - اول اول ان پر ملائم روئیں دار کھال ہوتی ہے جو مخمل کے نام سے مشہور ہے اور اس میں خون کی گردش کے لئے موٹی موٹی رگیں ہوتی ہیں - چنانچہ سینگ پر ہاتھہ رکھنے سے وہ جسم کے دوسرے اعضا کی طرح گرم معلوم ہوتا ہے -

سینگوں کا نکلنا مئی میں شروع ہوتا ہے اور اگست میں وہ اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتے ہیں اور کھال خشک ہوکر چمڑے کے مانند ہو جاتی ہے اُس وقت رگوں وغیرہ میں بہت کُھجلی پیدا ہوتی ہے اور بارہ سنگا سینگوں کو ملایم ملایم شاخوں اور جھاڑیوں سے رگڑتا ہے - پھر جیسے جیسے کھال زیادہ خشک اور سخت ہوتی جاتی ہے اس کو اس قدر بےچینی ہوتی ہے کہ سینگوں کو وہ چٹانوں اور درختوں کے تنوں سے رگڑنے پر مجبور ہوتا ہے - اس طرح ان کا چمڑا وغیرہ چھوٹ کر گر جاتا ہے -

اِدھر ایک سینگ پختہ ہوتے جاتے ہیں اُدھر نر کی خصلت میں ایک عجیب تغیر ہونا شروع ہو جاتا ہے - جوانی کے نشے میں چور ہوکر باہم جنگ و جدل کے لئے وہ ایسا تیار ہو جاتا ہے کہ گروہ سے علحدہ ہوکر تنہا گھومتا اور دہاڑیں مارتا ہے گویا دوسرے نروں کو اعلان جنگ دیتا ہے - پھر مادہ کے خیال میں آپس میں خوفناک جنگ آزمائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور اُن میں وہ اکثر جان تک کھو بیٹھتے ہیں -

جب بارہ سنگا عالم ضعیفی کو پہنچتا ہے اور اس کے جسم کی طاقت زائل ہونے لگتی ہے تو سینگ بھی ہر سال چھوٹے اور باریک اور اُن کی شاخوں کی تعداد اور طول کم ہوتا جاتا ہے - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سینگوں کے نکلنے کے وقت اگر کسی سال اُس کی تندرستی خراب ہو یا قدرتی

زندگی میں کسی قسم کا خلل واقع ہو جائے تو سینگ چھوٹے پیدا ہوتے ہیں مگر آیندہ سالوں میں پھر اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتے ہیں -

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے گرم ملکوں میں بارہ سنگوں کے سینگ ہر سال نہیں بلکہ دوسرے تیسرے سال گرتے اور نئے نکلتے ہیں -

رین ڈیر کے علاوہ اور کسی نوع میں بجز نر کے سینگ نہیں ہوتے -

یہہ جماعت اپنی خوبصورتی ' خوش وضعی ' نازک ٹانگوں اور تیز رفتاری میں ضرب‌المثل ہیں - ان کی دم مختصر اور آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہوتی ہیں - رنگ اکثر بھورا ہوتا ہے لیکن بچوں کے جسم پر چھوٹے چھوٹے گل یا دھبّے ہوتے ہیں جو جوانی میں غائب ہو جاتے ہیں - جسم پر چھوٹے ' گھلے اور سخت بال ہوتے ہیں مگر جو نوعیں سرد ملکوں میں پائی جاتی ہیں اُن کے جسم پر بال کسی قدر بڑے اور ملائم ہوتے ہیں -

یہہ سبزی‌خور جانور ہیں اور اکثر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں رہتے ہیں -

---

رین ڈیر یا شمالی بارہ‌سنگا

(The Reindeer—Rangifer tarandus.)

بارہ‌سنگے کی جماعت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ

رین ڈیر کو دیا جانا زیبا ہے کیونکہ اکثر ملکوں میں وہ انسان کے لئے نہایت مفید ہے -

اس نوع کے جانور ایشیا ' یورپ اور امریکہ کے شمالی سرد ملکوں میں یعنی لاپلینڈ ' فن‌لینڈ ' ناروے ' سوئیڈن ' سائبیریا ' تاتار وغیرہ میں پائے جاتے ہیں - علاوہ ازین اسپٹز برگن اور گرین‌لینڈ کے جزیروں میں بھی ہیں -

رین‌ڈیر کے شاندار سینگ چار یا پانچ فٹ لمبے اور جڑ کے قریب ہی دو بڑی شاخوں میں منقسم ہو جاتے ہیں -

لاپلینڈ اور دوسرے شمالی ملکوں کے باشندوں کے لئے رین‌ڈیر بیش‌بہا جانور ہے - اُن کے لئے گائے بیل ہے تو وہ ' بھیڑ نہایت بکری ہے تو وہ ' اور گھوڑا ہے تو وہ - ایسا کوئی گھر نہیں جس میں پالتو رین‌ڈیر نہ ہوں اور اُن ہی کی تعداد پر ہر شخص کی امارت اور غربت کا اندازہ کیا جاتا ہے -

رین‌ڈیر کا گوشت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور مذکورہ ملکوں کے باشندوں کی خاص غذا ہے - اس کا دودھ گائے سے بھی بہتر بیان کیا جاتا ہے - بار برداری اور سواری میں شاید گھوڑا بھی اُس سے زیادہ جفاکش نہیں ہوتا - برف پر چلنے والے بغیر پہیوں کے سلیج پر وہ تین چار من بوجھ بہ آسانی کھینچ سکتا ہے اور تقریباً سو میل کا سفر روز طے کر لیتا ہے -

سوئیڈن کے شاہی محل میں ایک رین‌ڈیر کی تصویر ہے جس نے ایک سرکاری افسر کو پشت پر بٹھا کر چوراسی گھنٹے میں نو سو ساٹھ میل سفر کیا تھا - بیان کیا جاتا

ہے کہ منزل مقصود پر پہنچتے ہی اس کی زندگی کا پیالہ لبریز ہوگیا -

رینڈیر کی کھال کے لبادے تیار کئے جاتے ہیں اور نہایت گرم ہوتے ہیں اور سینگوں سے طرح طرح کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بنائی جاتی ہیں - اس کے گوبر کے کنڈے جلائے جاتے ہیں -

شمالی امریکہ میں اس کی جو صنف ملتی ہے وہ پالی نہیں جا سکتی -

واپتی یا امریکہ کا بارہسنگا

(The Wapiti or Cervus canadensis.)

واپتی شمالی امریکہ بالخصوص کناڈا میں پایا جاتا ہے - بجز ایک نوع کے واپتی اس جماعت کا سب سے بڑا جانور ہے - پورے قدوقامت کے نر کا وزن آٹھہ سو پونڈ سے ایک هزار پونڈ تک ہوتا ہے -

اس کا رنگ بھورا اور کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - جسم قوی اور خوش نما اور سر بڑے بڑے سینگوں سے آراستہ ہوتا ہے جن کا وزن تیس چالیس پونڈ ہوتا ہے -

ریڈ انڈین قوم کے واپتی کے بچے پالتے هیں اور اُن سے سلیج کھنچواتے هیں - اِس کا گوشت بھی وہ کھاتے هیں - عالمِ مستی میں یہہ بھی بہت لڑتے بھڑتے هیں -

اِن کو نمک بہت مرغوب ہے اور اکثر وہ شور جھیلوں کے قریب رہتے اور زمین چاٹا کرتے هیں - واپتی کا رنگ مشابہت عامہ تحفظی کی عمدہ مثال ہے - جھاڑیوں کے سامنے کھڑا ہوا وہ نظر کو مغالطے میں ڈال دیتا ہے -

---

ایلک بارہسنگا

(The Elk or Alces malches.)

یہہ یورپ ' امریکہ اور ایشیا کے شمالی حصّوں میں '

کوہ قاف پر ، اور چین کے شمال میں پایا جاتا ہے اور
اِس جماعت کا سب سے بڑا جانور ہے -

اس کے سینگ عجیب ہوتے ہیں - شکل میں وہ ہتی
کے تختوں کے مانند معلوم ہوتے ہیں جو سر سے نکل کر اوپر
کی طرف چوڑے ہوتے جاتے ہیں - اِن کے اوپری کنارے نہایت
ناہموار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گہرے گہرے کھلدے ہوتے
ہیں - کرنل ڈاج صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اُن کے ایک
دوست نے ان کو ایلک کے دو سینگ دئے تھے جن کا وزن
اکسٹھہ پونڈ تھا -

اِس کے چہرے کی لمبائی پیشانی سے منھہ تک تقریباً
دو فٹ ہوتی ہے - اس قدر بڑے چہرے اور بھاری سینگوں
کا وزن برداشت کرنے کے لئے نہایت مضبوط اور موتی گردن
ہونی لازمی تھی - گلے سے لمبے لمبے بال داڑھی کی طرح
لٹکتے ہیں اور جسم کا اگلا حصہ بمقابلہ پچھلے کے اونچا
ہوتا ہے - دم مختصر اور بھورے رنگ کی ہوتی ہے -

بارہ سنگے کی جماعت میں یہی ایک جانور ہے جس
کی وضع اور قطع میں کوئی خوبصورتی نہیں ہوتی - اپنے
وزنی سینگ اور چھوٹی گردن کی وجہ سے وہ سر جھکا کر
گھاس نہیں چر سکتا اس لئے مجبوراً اس کو نیچی نیچی
جھاڑیوں کی پتّوں سے غذا حاصل کرنی پڑتی ہے -

اکثر وہ پانی کے قریب رہتا ہے اور تیراک بھی اچھا ہے -

جس وقت اُس کے سینگ نکلتے ھیں ایلک کو اُن کی بہت حفاظت کرنی پڑتی ھے کیونکہ اگر وہ اتفاقیہ ٹوٹ جائیں تو تمام جسم کا خون اُس کے زخم سے بہ جائے - یہی وجہ ھے کہ جب تک اُس کے سینگ پوری طرح پختہ نہیں ھو جاتے وہ سنسان جنگل کے اندر اونچی اونچی گھاس میں پوشیدہ پڑا رھتا ھے - سینگ پختہ ھو جانے پر پھر ان کے ٹوٹنے کا کوئی خوف نہیں رہ جاتا -

فطرتاً ایلک بزدل جانور ھے اور انسان کو دیکھہ کر بھاگتا ھے - سستی اور کاھلی اُس کے مزاج میں بالکل نہیں ھوتی -

اُن کا گروہ ایک مقام میں عرصے تک قیام نہیں کرتا بلکہ دور دور چکر لگایا کرتا ھے اور چرتے پھرتے رات ھی رات میں بیس پچیس میل تک نکل جاتا ھے - جب ان کا گروہ کسی ایک مقام سے دوسرے مقام کو روانہ ھوتا ھے تو وہ لمبی قطار میں ترتیب‌وار یکے بعد دیگرے چلتے ھیں -

حالانکہ ایلک ایک قدآور جانور ھے تاھم تھوڑی ھی سی آڑ سے بڑے پردے کا کام لے لیتا ھے - ٹانگوں کو موڑ کر وہ اس طرح بیٹھہ جاتا ھے کہ چھوٹی سی چھوٹی جھاڑیوں کے پیچھے بھی نظر نہیں آتا - چنانچہ اِس کے متعلق کرنل ڈاج ایک واقعہ کا ذکر کرتے ھیں کہ اُن کی فوج کے دو سپاھی ایک ایلک کا تعاقب کر رھے تھے - ان میں سے ایک سپاھی ایک بڑے نر کے قریب ھی پہنچ گیا جو

نہایت خاموشی کے ساتھہ سر جھکائے بیٹھا تھا مگر نگاہ شکاری کی طرف جمائے ہوئے تھا - شکاری اس کو اپنے قریب ہی دیکھہ کر ایسا گھبرایا کہ نشانہ خطا ہو گیا - بندوق کی آواز ہوتے ہی ہر طرف ایلک ہی ایلک نظر آنے لگے اور ان کی تعداد سو سے ہرگز کم نہ تھی - یہہ سب وہیں جھاڑیوں میں اس طرح پوشیدہ تھے کہ پہلے ایک بھی نظر نہ آتا تھا - (۱)

سُرخ بارہسنگا

(The Red Deer—Cervus Elephas.)

یہہ شان‌دار جانور یورپ اور شمالی ایشیا میں پایا جاتا ہے - اِس کا قد چار فٹ سے کچھہ ہی کم ہوتا ہے اس لئے قدوقامت کے لحاظ سے اس کو ایک چھوٹے سے گھوڑے کے برابر سمجھنا چاہئے - اُس کے سینگ کا طول قریب ڈھائی فٹ اور اُن کی اوپری نوکیں تقریباً آٹھہ فٹ اونچی ہوتی ہیں - بھلا ایسا جانور کیوں شان دار نہ معلوم ہو -

سُرخ بارہسنگے کا رنگ بادامی مگر کچھہ سرخی مائل ہوتا ہے - اُس کی عمر چالیس پینتالیس سال تک کی ہوتی ہے - سینگوں میں ہر سال ایک نئی شاخ نکلتی رہتی

---

(۱) "The Hunting Grounds of the Great West," by Colonel Dodge.

ہے اور چھہ سال کی عمر میں وہ اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتی ہے -

جب سینگ اپنے معیار کو پہنچ جاتے ہیں تو بارہسنگا جوانی کے نشے میں چور ہو جاتا ہے اور نہایت بے چین اور مضطرب ہوکر لڑنا بھڑنا شروع کر دیتا ہے - اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل کر مارا مارا پھرتا ہے ،اور اس کی آوازوں سے جنگل گونج اُٹھتا ہے - اِس وقت جہاں دو نر مل جاتے ہیں اُن میں ایسی خوفناک جنگ ہوتی ہے کہ جب تک حریفوں میں سے ایک کی جان نہیں جاتی لڑائی ہرگز ختم نہیں ہوتی - جو فتح پاتا ہے وہی ہر مادہ پر قابض ہو جاتا ہے - دو تین ہفتوں تک نروں کی حالت ایسی ناگفتہ بہ رہتی ہے کہ وہ کھانا ، پینا اور سونا تک چھوڑ دیتے ہیں اور تمام تمام رات جنگل میں دونکتے پھرتے ہیں -

مئی یا جون میں مادہ کے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جس کا رنگ زرد اور جسم پر جا بجا سفید دھبے ہوتے ہیں - ماں اپنے بچوں کو نروں سے پوشیدہ رکھتی ہے کیونکہ نر اُن کے ایسے دشمن ہوتے ہیں کہ دیکھتے ہی مار ڈالتے ہیں -

اہل یورپ سرخ بارہسنگے کے شکار کے نہایت شائق ہیں اور اس غرض کے لئے گھوڑوں اور کتوں کو خاص تربیت دی جاتی ہے اور زرکثیر صرف کیا جاتا ہے - اسکاٹ لینڈ میں اکثر رؤسا اور امرا نے اپنی زمینداری کے بڑے بڑے حصے اس

کے شکار کے لئے علحدہ کر رکھے ہیں جو "بارہسنگوں کے جنگل" کہلاتے ہیں - اُن میں یہہ جانور آزاد رکھے جاتے ہیں اور اُن کی تعداد برابر بڑھتی رہتی ہے - ہر سال ایک خاص موسم میں اُن کا شکار کیا جاتا ہے -

سرخ بارہسنگا تنہائی پسند اور نہایت بزدل جانور ہے - اُس کی قوت شامہ تیز ہوتی ہے - طاقتور کتے اس کو تھکا کر مار لیتے ہیں لیکن اگر کہیں بارہسنگا مقابلے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اُس کے خوفناک سینگوں کے سامنے بڑے بڑے کتے ہمت ہار جاتے ہیں -

---

سانبھر

(Rusa Aristotelis.)

ہندوستان کے بارہسنگوں میں سانبھر ایک مشہور نوع ہے - وہ اکثر جنگلوں میں اور خاص کر ہمالیہ ' وندھیا چل ' ست پوڑا اور مغربی گھاٹ پر نو دس ہزار فٹ کی بلندی تک ملتا ہے - پتھریلے مقاموں میں رہنا اُس کو زیادہ پسند ہے -

سانبھر کا قد تقریباً تیرہ چودہ مٹھی ' جسم کا طول چھہ سات فٹ اور دم تقریباً ایک فٹ ہوتی ہے - گردن پر لمبے لمبے بال اور رنگ اکثر گہرا بھورا ہوتا ہے مگر اکثر ایک ہی مقام میں اُن کے رنگ اور سینگوں کی لمبائی اور

دور میں کافی فرق پایا جاتا ھے - اوسطاً سینگوں کی لمبائی ایک گز اور اُن میں اکثر تین شاخیں ہوتی ہیں -

اِن کے سینگ اپریل میں گرتے ہیں اور نئے سینگ ستمبر تک تیار ہو جاتے ہیں - اس وقت وہ صبح شام آوازیں کرتے سنائی دیتے ہیں اور نروں میں لڑائیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں -

اکثر سانبھر گروہ میں رہتا ھے گو بعض اوقات اُن کے جوڑے گروہ سے علحدہ بھی نظر آتے ہیں - دن میں وہ جنگل کے کسی گھنے حصے میں پوشیدہ رہتے ہیں اور شب میں باہر نکل کر چرتے پھرتے ہیں - گرمی کے موسم میں وہ اکثر پانی میں پڑے رہتے ہیں -

سانبھر ایسی چھلانگیں بھرتا ھے کہ چھہ فٹ اونچائی پار کر جانا اس کے نزدیک کوئی مشکل بات نہیں - کاشت کے لئے وہ بھی بےحد نقصان رساں ھے -

ہندوستان میں سانبھر کا اکثر شکار کیا جاتا ھے - اُس کے دوڑنے کا طریقہ کسی قدر بھدّا ہوتا ھے لیکن پتھریلی اور ناہموار زمین پر وہ آسانی سے ہاتھہ نہیں لگتا - محصور ہو جانے پر وہ اکثر پانی میں کود پڑتا ھے -

سانبھر آسام ، برما ، لنکا اور ملے میں بھی ہوتا ھے -

چیتل

(Axis Maculatus.)

یہہ گل‌دار خوبصورت بارہسنگے وسط ہند کے جنگلوں اور پہاڑوں پر بہت پائے جاتے ہیں - مشرقی اور مغربی گھات کی ترائی میں بھی اکثر مقاموں پر اور سُندربن صوبہ بنگال میں بھی اُن کے گروہ ہیں - اُن کا رنگ بھورا یا زرد اور جسم پر چھوٹے چھوٹے سفید گل ہوتے ہیں - بارہسنگے کی دوسری انواع کی بہ نسبت چیتل چھوٹا ہوتا ہے اور اُس کا قد ایک گز سے زائد نہیں ہوتا -

یہہ اکثر بڑے بڑے گروہوں میں رہتے ہیں - طلوع آفتاب کے وقت میدان میں چرتے نظر آتے ہیں لیکن دھوپ ہوتے ہی جنگل میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں -

---

کشمیر کا بارہسنگا

(Cervus Wallichii.)

یہہ شان دار بڑا بارہسنگا کشمیر اور وسط ایشیا کے پہاڑی مقاموں میں اور ایران سے کوہ قاف تک پایا جاتا ہے - اُس کی اونچائی بارہ تیرہ مٹھی اور سن رسیدہ نروں کی گردن پر لمبے لمبے جھبرے بال ہوتے ہیں - سینگوں کا طول ایک گز سے سوا گز تک ہوتا ہے - اِس جانور کو بارہسنگے کے نام سے موسوم کرنا نہایت مناسب ہے کیونکہ اکثر اس

کے سینگوں میں بارہ ہی شاخیں ہوتی ہیں مگر بعض بعض میں اُن کی تعداد پندرہ سولہ تک پہنچ جاتی ہے -

یہہ یورپ کے سُرخ بارہسنگے سے قد میں بڑا ہوتا ہے اور چھڑ کے کھلے پہاڑی جنگلوں میں دس بارہ ہزار فٹ تک ملتا ہے - اکتوبر میں اُن کے سینگوں کی ساخت پوری ہو جاتی ہے اور اُسی وقت اس کی آوازوں سے جنگل گونج اُٹھتا ہے -

---

ماها

(Rucurvus Duvancellii.)

یہہ قدآور بارہسنگا همالیہ کی ترائی میں کہاردہ دُون سے بھوٹان تک ہوتا ہے - بعض جگہ اُس کو "ماها" اور بعض جگہ "جھنکار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - وسط ہند کے جنگلوں میں بھی پایا جاتا ہے اور یہاں وہ "گوین" کہلاتا ہے - آسام میں بھی یہہ کثرت سے ہوتے ہیں -

اس شان دار بڑے جانور کے جسم کا طول چھہ فٹ ، قد گیارہ بارہ مٹّھی اور رنگ بادامی کسی قدر زردی مائل لیکن مادہ کا رنگ کچھہ ہلکا ہوتا ہے - سینگوں کا طول تین فٹ یا اور بھی زائد ہوتا ہے اور اُن میں پندرہ تک شاخیں ہوتی ہیں -

ماها پہاڑوں پر نہیں چڑھتا اور کھلے جنگلوں میں بھی نہیں جاتا بلکہ جنگل کے کنارے دلدلوں کے قریب اونچی

اونچی گھاس میں رھتا ھے - گروہ میں چالیس پچاس جانور ھوتے ھیں اور تعاقب کئے جانے پر سب بھاگ کر گھنے جنگل میں گھس جاتے ھیں -

---

پارا

(The Hog Deer or Axis Porcinus.)

اس چھوٹی نوع کے جانور شمالی ھند ' پنجاب اور سندھ میں بالخصوص دریاؤں کے کنارے ملتے ھیں - بنگال ' آسام اور برما میں بھی پائے جاتے ھیں -

پارا گھنے جنگلوں میں نہیں رھتا بلکہ کھلے میدانوں میں اونچی اونچی گھاس میں اور جھاؤ کی جھاڑیوں میں پوشیدہ رھتا ھے - اُس کا رنگ چمکتا ھوا گہرا بھورا ھوتا ھے - سینگوں کی لمبائی پندرہ سولہ انچ سے زائد نہیں ھوتی - قد دو فٹ کا ھوتا ھے -

یہہ گروہ میں نہیں رھتے بلکہ تنہائی پسند کرتے ھیں-

کاکر

(The Barking Deer, or Cervulus Aureus.)

اس چھوٹی نوع کے جانور ھندوستان میں شمال سے جنوب تک گھنے جنگلوں میں ھر جگہ ملتے ھیں - اِس کا قد

دو فٹ سے کچھہ زائد اور سینگ آٹھہ دس انچ کے ہوتے ہیں - نر اور مادہ دونوں کے اوپری کیلے نہایت لمبے اور منھہ سے باہر نکلے ہوتے ہیں - کاکڑ کی زبان ربڑ کی طرح گھٹتی بڑھتی ہے اور اُس کو وہ اِس قدر لمبی کر سکتا ہے کہ تمام چہرہ چاٹ لیتا ہے - ایک تجربہ‌کار شکاری کا بیان ہے کہ جب وہ دوڑتا ہے تو وہ ایک عجیب آواز دو ہڈیوں کے بجنے کی طرح پیدا ہوتی ہے -

انگریزی میں اِس کو "بھونکنے والا ہرن" (Barking Deer) کے نام سے اس وجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ اُس کی آواز لومڑی کے بھونکنے کی طرح ہوتی ہے -

---

جماعت کستورہ

(The Moschidæ.)

اہل فن اس امر پر متفق نہیں ہیں کہ آیا کستورے کو بارہ‌سنگے کی جماعت میں جگہ دی جاے یا اُس کی ایک علحدہ جماعت قائم کی جائے چنانچہ بعض اس کی ایک علحدہ جماعت مانتے ہیں اور بعض بارہ‌سنگے کی جماعت میں ہی اس کو شامل کرتے ہیں -

جماعت کستورہ میں دو نوعیں ہیں -

(۱) کستورہ (Musk Deer.)

(۲) پسوری (Mouse Deer.)

دونوں نوع کے جانور قد میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور ایشیا میں اکثر جگہ بالخصوص ہندوستان میں پائے جاتے ہیں - ان کی خصوصیت یہہ ہے کہ سینگ نہیں ہوتے -

کستورہ

(The Musk Deer, or Moschus moschiferus.)

کستورہ کوہ ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر کھلے جنگلوں میں ملتا ہے - موسم گرما میں سات آٹھہ ہزار فٹ سے نیچے کبھی نہیں آتا - ایشیا کے وسط اور شمال میں بھی پایا جاتا ہے -

جسم کا طول تقریباً ایک گز ' قد دو فٹ اور رنگ بعض کا مٹیالہ بھورا ' بعض کا بادامی اور بعض کا زردی مائل ہوتا ہے - بچوں کے جسم پر سفید گل ہوتے ہیں -

جسم کے بال بڑے ' موٹے اور سخت ہوتے ہیں - کان بڑے بڑے اور استادہ اور دم نہایت مختصر ہوتی ہے - مادہ کی دم بالدار جھبری ہوتی ہے بخلاف نر کے کہ اُس کے صرف سرے ہی پر کچھہ بال ہوتے ہیں - دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس سے گوند کی طرح ایک مادہ نکلتا ہے -

کستورہ تنہائی پسند ہے اور جنگلوں کے اندر چٹانی مقاموں میں رہتا ہے - اُس کے ایک یا دو بچے پیدا ہوتے ہیں

جو تقریباً چھہ ہفتوں میں اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنی بسر اوقات خود کر سکیں اور اُسی وقت ماں اُن کو علحدہ کر دیتی ہے - بچے بہ آسانی پالے جا سکتے ہیں اور ایک سال میں اپنے پورے قد پر پہنچ جاتے ہیں -

کرنل مارکھم فرماتے ہیں کہ کستورہ اپنی بعض عادتوں میں خرگوش کے مشابہ ہوتا ہے - جو مقام وہ اپنے رہنے کے لئے منتخب کر لیتا ہے تمام دن اُسی میں پڑا سوتا رہتا ہے شام ہونے پر باہر نکل کر غذا کی تلاش میں گھومتا ہے اور طلوع آفتاب سے قبل پھر اپنی آرام گاہ میں پہنچ جاتا ہے -

کستورہ یا تو آہستہ آہستہ چلا کرتا ہے یا چھلانگیں بھرا کرتا ہے اور اُس وقت اُس کی رفتار حیرت‌انگیز ہوتی ہے - اگر زمین کچھہ ڈھالو ہو تو وہ ایک چھلانگ میں ساتھہ گز کا فاصلہ طے کر جاتا ہے اور بڑی بڑی جھاریاں کود جاتا ہے - اونچی نیچی پتھریلی زمین پر اُس کے پاؤں کبھی خطا نہیں کرتے -

اِن کے بچے جون یا جولائی میں پیدا ہوتے ہیں اور اکثر ان کی تعداد دو ہوتی ہے - ماں ہمیشہ اپنے دونوں بچوں کو علحدہ مقاموں میں جن میں ایک دوسرے سے کافی فاصلہ ہوتا ہے چَھن آتی ہے اور خود بھی دونوں سے علحدہ رہتی ہے - اُن کے پاس وہ صرف دودھہ پلانے کو جاتی ہے اور اُن کو اپنے ساتھہ باہر کبھی نہیں لاتی -

کستورہ انسان کو دیکھہ کر بھاگتا ھے اس لئے اکثر اس
کو کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑتے ھیں - نروں کی ناف سے وہ
بیش بہا شے جس کو مشک کہتے ھیں نکلتی ھے - مشک کا
نافہ مرغی کے انڈے کے برابر ھوتا ھے - اُس پر بال ھوتے
ھیں اور بیچ میں ایک سوراخ ھوتا ھے اور اُسی میں سے
مشک باھر نکال لیا جاتا ھے -

بچوں کے نافے میں تقریباً دو سال تک مشک ایک
سفید رقیق مادے کی طرح ھوتا ھے - اُس کے بعد غلیظ
ھوکر دانے دار ھو جاتا ھے - نافے سے قریب ایک آونس
مشک نکل آتا ھے - نر کے گوبر میں اس کی بو ھوتی ھے
لیکن جسم میں نہیں - نافے سے نکالے جانے پر مشک کی
بو کا اثر اس قدر حار ھوتا ھے کہ انسان کی ناک سے خون
جاری ھو جاتا ھے اس لئے اُس کو نکالتے وقت لوگ منھہ
اور ناک پر کپڑا باندھہ لیتے ھیں -

پِسوری

(The Mouse Deer or Memina indica.)

ھندوستان میں ھمالیہ کی ترائی سے جنوبی گوشے تک
یہہ جانور ملتا ھے - جنوبی ھندوستان میں بالخصوص مالابار
اور کوہ مشرقی گھاٹ پر یہہ کثرت سے ھیں -

پسوری کا قد ایک فٹ - وزن تین سیر اور ٹانگیں پتلی
پتلی ھوتی ھیں - مختلف مقاموں میں اس کے رنگ میں

فرق پایا جاتا ہے - جسم کا پچھلا حصہ کسی قدر اونچا ہونے کی وجہ سے اُس کی چال کچھہ بھدی معلوم ہوتی ہے -

یہہ نہایت گھنے جنگلوں میں گھسا رہتا ہے اور باہر کبھی نہیں آتا - بنگال میں وہ "جنگلی ہرن" وسط ہند میں "مونگی" اور اکثر مقاموں میں "پسورا" یا "پسائی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے -

گائے کی جماعت

(The Bovidæ.)

اس جماعت کے تمام جانوروں کے سینگ مستقل اور دُھرے ہوتے ہیں یعنی اُن کے اندر ٹھوس ہڈی اور باہر ایک خول چڑھا ہوتا ہے اور نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں بخلاف بارہسنگے کی جماعت کے کہ صرف نر ہی کے سینگ ہوتے ہیں - اُن کے کیلے نہیں ہوتے اور یہی دانتوں کی خصوصیت ہے -

بجُز جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کے کوئی سر زمین ایسی نہیں جہاں کہ اس جماعت کی نوعیں کثرت سے نہ ہوں -

بروئے سائنس ہرن ' بکرا ' بھیڑ اور گائے سب اسی جماعت میں شامل ہیں - صرف بہ نظر آسانی اس جماعت کو تین ذیلی جماعتوں (Sub-families) میں منقسم کردیا گیا ہے—(۱) ہرن (۲) بکری اور (۳) گائے -

---

ہرن کی قسمیں

(Sub-family Antelopinæ.)

ہرن کی کسی نوع کے سینگوں میں شاخیں نہیں ہوتیں اور اس جماعت کے جانوروں کا جسم بارہسنگوں سے بھی زیادہ چھریرا اور ٹانگیں پتلی اور نازک ہوتی ہیں - آنکھیں

بہت بڑی اور خوبصورت اور رنگ گہرا بادامی یا سیاہ ہوتا ھے -

دانتوں کی تفصیل یہہ ھے -

کاٹنے والے دانت $\frac{0-0}{3-3}$ - کیلے $\frac{0-0}{1-1}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{3-3}{3-3}$ -

ڈاڑھیں $\frac{3-3}{3-3} = 32$

ھرن کے بال بارہ سنگوں کی طرح روکھے اور سخت نہیں بلکہ باریک اور ملائم ہوتے ھیں -

اِس جماعت کے جانور افریقہ اور ایشیا میں پائے جاتے ھیں - یورپ میں اس کی صرف ایک نوع پائی جاتی ھے -

اس کی خاص خاص نوعوں کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جاتے ھیں -

---

ھرن

(Antelope cervicapra.)

یہہ خوبصورت جانور ھندوستان میں ھر جگہ ملتا ھے - اکثر اُن کے چھوٹے چھوٹے گروہ میدانوں اور کھیتوں میں نظر آتے ھیں جن میں صرف ایک سیاہ نر ھوتا ھے - بعض مقاموں میں جہاں گھاس کی کثرت ھے اُن کے بڑے بڑے گروہ بھی ساتھہ رھتے ھیں چنانچہ ایک صاحب بیان کرتے ھیں کہ " صوبۂ پنجاب میں حصار کے قریب میں نے ایسے گروہ

دیکھے جن میں آٹھ دس هزار هرنوں سے کم نہ تھے ‘‘ -

اِن کے سینگ اکثر ڈیڑھ دو فٹ کے هوتے هیں اور صرف نر کے هوتے هیں - رنگ بھورا لیکن جیسے جیسے سن بڑھتا جاتا هے اُس کا رنگ گہرا هوتا جاتا هے اور چھ سات سال کی عمر میں وہ سیاہ هو جاتا هے صرف منھ گردن اور پیٹ سفید یا بھورے رہ جاتے هیں -

اکثر ایک هی گروہ میں کئی نر بھی هوتے هیں اور هر ایک کا رنگ اپنی عمر کے مطابق گہرا یا هلکا هوتا هے - لیکن سیاہ نر ایک هی هوتا هے اور وهی گروہ کا سردار هوتا هے - هر مادہ اور نو عمر نر کو اس کی اطاعت اور فرماں‌برداری کرنی هوتی هے - جوانی اور خوبصورتی کے نشے میں اگر کوئی دوسرا نر کسی مادہ کی طرف رخ کرتا هے تو سیاہ سردار ایسے مجرم کو سزا دینے کی فوراً دھمکی دیتا اور حقارت آمیز حرکتوں سے اظہار ناراضی کرتا هے - اگر اتفاق سے کسی گروہ میں دو یا زیادہ سیاہ نر پہنچ جاتے هیں تو خوفناک جنگ هوتی هے -

مسٹر ایلیٹ تحریر کرتے هیں کہ موسم بہار میں بعض مرتبہ ایک نر کسی مادہ کو گروہ سے علحدہ کر لیتا هے اور پھر مادہ کتنی هی کوشش واپس جانے کی کرے لیکن نر اِس طرح راستہ گھیر لیتا هے کہ وہ جانے نہیں پاتی اور پھر یہہ جوڑا تنہا رہ کر کچھہ دن زندگی بسر کرتا هے -

هرن کی چھلانگیں اور تیز رفتاری ضرب‌المثل هیں - چرتے

پھرتے ذرا بھی کھٹکا ہوا اور تمام گروہ اس طرح اچھل پڑتا ہے گویا اس کے پاؤں میں کمانیاں لگی ہوں - سر سیموئل بیکر کا انداز ہے کہ پوری تیزی سے دوڑنے پر ہرن کی رفتار ساٹھہ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے -

ہرن کی حفاظت اکثر اس کی تیزی پر منحصر ہے لیکن اگر بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو اکثر بڑی چالاکی اور مکاری سے کام لیتا ہے - مسٹر ایلیٹ تحریر کرتے ہیں کہ ایک ہرن کا تعاقب کئے جانے پر وہ ایک کھیت میں گھس پڑا اور نظر سے غائب ہو گیا - بہت تلاش کے بعد پتہ لگا کہ زمین پر سر جھکائے خاموش پڑا ہے -

ایک دوسرے موقع پر دیکھا گیا کہ جب نر اور مادہ جن کے ساتھہ ایک بچہ بھی تھا بھاگے تو ماں باپ نے بہت کوشش کی کہ بچہ کہیں گھس کر چھپ جائے مگر وہ اُن کے ساتھہ ہی لگا رہا - یہہ دیکھہ کر نر گھوما اور مار مار کر بچے کو ایک کپاس کے کھیت میں گرا دیا - پھر دونوں میدان میں نکل آئے اور شکاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرکے بھاگے -

خوفزدہ ہوکر جب گروہ بھاگتا ہے اور کوئی مادہ پیچھے رہ جاتی ہے تو نر فوراً رک جاتا ہے اور اُس کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے -

نیل گائے

(Portax pictus.)

ہرن کی ایک بہت بڑی نوع ہے جو صرف ہندوستان میں پائی جاتی ہے - جسمی ساخت کے لحاظ سے ہرن اور گائے دونوں ہی کی خصوصیتیں اِس میں نظر آتی ہیں -

نیل گائے شمالی ہند سے میسور تک پائی جاتی ہے - وسط ہند تیز ستلج اور جمنا کے درمیان بھی کثرت سے ہیں اور زیادہ‌تر کُھلے میدانوں میں جہاں جا بجا جھاڑیاں ہوتی ہیں وہ ملتی ہیں -

نر کا رنگ سلیٹ کے مانند ہلکا آسمانی اور مادہ کا بھورا ہوتا ہے - جسم کا طول چھہ سات فٹ اور قد تقریباً ساڑھے چار فٹ ہوتا ہے - گردن پر لمبے لمبے سیاہ بال اور دُم گائے کی طرح لمبی ہوتی ہے - سر پر بالوں کا ایک گُچّھا ہوتا ہے - نر کے سینگ چھوٹے چھوٹے اور آٹھہ دس انچ سے زائد نہیں ہوتے -

یہہ جانور چھوٹے چھوٹے گروہ میں ساتھہ رہتے ہیں - اُن کے بچے پالے تو جا سکتے ہیں لیکن اُن کے مزاج کی شایستگی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور بعض اوقات وہ وحشیانہ طریقے سے حملہ کر بیٹھتے ہیں -

ان کے حملہ کا یہہ طریقہ ہے کہ پہلے دونوں زانوں زمین

پر ٹیک لیتے ھیں اور پھر دفعتاً اُچھل کر حملہ کرتے ھیں - اکثر گھاس چرتے وقت بھی وہ زانو ٹیک لیتے ھیں -

چوسنگا

(Antelope quadricornis.)

چوسنگا کے نام ھي سے ظاھر ھے کہ اُس کے چار سینگ ھوتے ھیں - یہہ مدراس کے شمال سے وسط ھند تک کوہ مغربی گھاٹ کی ترائی میں ' میسور میں اور ھمالیہ کی ترائی میں جا بجا پایا جاتا ھے - چوسنگا تنہائی پسند ھے اور اکثر کھلے جنگلوں کے کنارے یا اُن کے اندر کسی کھلے مقام میں رھتا ھے -

رنگ ھلکا بھورا ؟ قد تقریباً چار پانچ اِنچ لمبے اور دو آنکھوں سے کچھہ اوپر ھوتے ھیں - ان کا طول ایک انچ یا ڈیڑھہ انچ سے زائد نہیں ھوتا اور بعض میں یہہ دوسرا جوڑا گر بھي جاتا ھے -

بیوبےلس

(Antelope bubalis.)

افریقہ کا یہہ بڑا ھرن خوش‌نما کتھئی رنگ کا ھوتا ھے - اِس کے سر کی ساخت عجیب ھوتی ھے - پیشانی کی ھڈی

آنکھوں سے تین چار انچ آگے نکلی ہوتی ہے اور اسی پر اس کے مضبوط اور مستحکم سینگ ہوتے ہیں جو نہایت خوفناک آلۂ حرب ہیں - اِن کی تیز نوکیں پیچھے کی طرف مڑی ہوتی ہیں اور جب وہ حملہ کرنے کی غرض سے سر جھکاتا ہے تو نوکیں سامنے آ جاتی ہیں -

اس کا وزن تقریباً چھہ من ہوتا ہے لیکن باوجود بھاری جسم کے اُس کی رفتار ایسی تیز ہوتی ہے کہ کوئی گھوڑا اُس کو نہیں پکڑ سکتا اور اسی وجہ سے اہل افریقہ اُس کا تعاقب نہیں کرتے -

بیوبےلس گروہ کے ساتھہ رہتے ہیں - اُن کے قریب پہنچنا دشوار ہے کیونکہ اُن میں سے کوئی ایک کسی اونچے مقام پر کھڑا ہو کر ہر وقت نگرانی کرتا رہتا ہے -

اُس کا چمڑہ نہایت دبیز اور مضبوط ہوتا ہے اور غلہ جمع کرنے کے لئے اُس کے بورے بنائے جاتے ہیں -

---

ایلینڈ

(The Eland or Boselaphus oreas.)

ذیلی جماعت ہرن کا یہہ سب سے بڑا جانور ہے - اُس کا قد تقریباً گھوڑے کے برابر اور جسم بیل کی طرح فربہ ہوتا ہے - گردن چھوٹی اور موٹی اور رنگ ہلکا سرخ ہوتا ہے -

جنوبی افریقہ میں ایلینڈ پہلے کثرت سے پائے جاتے تھے لیکن بد قسمتی سے اُن کے گوشت کا خوش ذایقہ ہونا اُن کی تقلیل کا باعث ہوا - اب گمان یہہ ہے کہ وہ دن عنقریب آنےوالا ہے کہ دنیا میں اس کا بھی نام ہی نام باقی رہ جائیگا -

اُس کے جسم پر چربی کی مقدار بہت ہوتی ہے اور وزن پندرہ سو پونڈ سے ایک ہزار تک ہوتا ہے - وزنی جسم کی وجہ سے وہ تیز نہیں بھاگ سکتا اور تعاقب کئے جانے پر ہانپ کر جلد گر جاتا ہے - یہہ نہایت سیدھا جانور ہے اور بلا تکلف پالا جا سکتا ہے -

---

چکارا

(The Gazelle or Antelope dorcas.)

ہرن کی اس خوبصورت مشہور نوع کی کئی صنفیں ہندوستان سے عرب تک اور افریقہ میں بھی پائی جاتی ہیں -

ان کا رنگ بھورا قد دو فٹ سے کچھہ زائد اور سینگ تقریباً ایک ایک فٹ کے ہوتے ہیں - اس کی آنکھیں خوبصورتی میں ضرب‌المثل ہیں - عرب میں اس کو غزالہ کہتے ہیں اور ہندوستان میں چکارا - یہاں یہہ اکثر جگہ ملتا ہے بالخصوص سندھہ راجپوتانہ اور ہریانہ میں - اِن کے گروہ وسیع میدانوں میں اور نیچی پتھریلی پہاڑیوں پر ملتے ہیں -

افریقہ کے چکارے

چکارے کی کئی اصناف افریقہ میں بھی پائی جاتی ہیں جن میں سے بعض خاص کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

اِسپرنگ بک

(Spring Buck or Gazelle euchore)

اسپرنگ بک کے معنی اُچھلنے والے ہرن کے ہیں اور اس کی حیرت‌انگیز چھلانگوں کے باعث ہی جنوبی افریقہ کے بور (Boer) لوگ اُس کو اِس نام سے موسوم کرتے ہیں - راہ پر چلتے چلتے اگر کہیں انسان کی بو پا جاتا ہے تو دس بارہ فٹ اونچا اُچھل جاتا اور پندرہ فٹ آگے گرتا ہے -

نر کے جسم کا طول تقریباً پانچ فٹ اور قد دو فٹ آٹھہ انچ ہوتا ہے - جسم کا رنگ ہلکا بادامی لیکن پیٹ سفید ہوتا ہے اور دونوں رنگوں کے درمیان ایک چوڑی دھاری سرخی مائل بادامی کی ہوتی ہے - ہرن کی جماعت میں یہہ ایک نہایت ہی خوبصورت جانور ہے اور شاید ہی کسی دوسری نوع کی اتنی کثرت روئے زمین پر ہو -

افریقہ کی آبادی روز افزوں ترقی پر ہے اس لئے قدرتاً جانوروں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے لیکن کچھہ زمانہ پہلے

افریقہ کے ویران میدان اور وسیع جنگل طرح طرح کے بےشمار جانوروں کی جولاں‌گاہ تھے - مشہور و معروف شکاری اور سیاح گارڈن کمنگ صاحب کو ایک مرتبہ اسپرنگ بک کا ایک بڑا گروہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جو ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ جا رہے تھے! اور اُس نظارے کا دلچسپ بیان انھوں نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ "۲۸ تاریخ کو مجھے سب سے پہلے اسپرنگ بک کا ایک گروہ دیکھنے کا موقع ملا - وہ اپنی جائے قیام سے کسی دوسری جگہ جا رہے تھے - میرا خیال ہے کہ ایسا عجیب اور پراثر نظارہ میری زندگی میں کبھی نظر سے نہ گزرا تھا - طلوع آفتاب سے قریب دو گھنٹے قبل میں اپنی گاڑی میں پڑا جاگ رہا تھا اور ہرنوں کی آواز سن رہا تھا - روشنی ہوتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ شمال کی جانب اسپرنگ بک کا ایک بڑا گروہ نکل رہا ہے - شمالاً جنوباً تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اسپرنگ بک ایک پہاڑی پر چڑھ کر نظر سے غائب ہوتے جاتے تھے - اُن کی صفیں عرض میں بھی قریب ایک میل تک پھیلی ہوئی تھیں - اس عجیب منظر کو میں تقریباً دو گھنٹے تک کھڑا دیکھتا رہا پھر بھی اُن کا سلسلہ ختم نہ ہوا - میں حیران اور ششدر ہو کر رہ گیا -

سر ولیم ہیرس بھی ایک ایسے ہی موقع کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "ایسے موقعے پر ہرنوں کی تعداد کا اندازہ کرنا ناممکنات سے ہے - جس کاشت پر اُن کا گذر

ہو جاتا ہے اس کی اس طرح بربادی ہو جاتی ہے جیسی کہ ٹڈی دل سے - طوفان بدتمیزی کی طرح ان کے دل کے دل امڈ امڈ کر اس طرح نکلتے چلے آتے ہیں گویا دریا میں سیلاب اُٹھا ہو - بارش نہ ہونے کی وجہ سے جب جھیل اور تالابوں کا پانی بھی ختم ہو جاتا ہے تو یہہ بے شمار گروہ خشک جگہوں کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور جس طرف رخ کرتے ہیں تباہی تباہی نظر آتی ہے - گروہ کا اگلا حصہ گھاس اور سبزی کی اس طرح صفائی کر دیتا ہے کہ پچھلا حصہ بھوکا مرنے لگتا ہے - اکثر گروہ کے ساتھہ شیر لگ جاتے ہیں اور بیچارے ہرنوں کے لئے جان بچانے کی کی کوئی صورت نہیں رہتی اور جب کبھی پالتو بھیڑوں کا کوئی گلہ ان کے درمیان پھنس جاتا ہے تو پھر ایک بھیڑ کا بھی پتا نہیں لگتا - سر سبز اور شاداب لہلہاتی ہوئی کھیتوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہ جاتا - گھاس کی ایک پتی بھی کہیں نہیں رہنے پاتی اور چرواہے اپنے گلے لئے مارے مارے پھرتے ہیں " -

افریقہ کی کافر قوم کے لوگ اسپرنگ بک کو زپی کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

بلیس بک

(Gazella albifrons.)

یہہ صوبۂ متقابلی اور وال ندی کے جنوب میں پایا جاتا

ھے - اس کے جسم کا رنگ عجیب و غریب ھے - سر اور گردن گہرے کتھئی ، پُشت ھلکے نیلے رنگ کی ، دونوں پہلو سرخ اور پیٹ سفید ھوتا ھے - اس کو دیکھہ کر محسوس ھوتا ھے کہ یہہ قدرتی رنگ نہیں بلکہ کسی نے اُس کو طرح طرح کے رنگوں سے رنگ دیا ھے -

---

گیمس بک

(Gazella oryx.)

یہہ بھی جنوبی افریقہ کے خشک میدانوں میں پایا جاتا ھے اور پانی کی کمی کو رسیلی جڑیں کھا کر پورا کرتا ھے حتیٰ کہ اُس کو کئی کئی دن تک پانی کی ضرورت محسوس نہیں ھوتی -

جسم کا اوپری حصہ بھورا اور نیچے کی جانب سفید ھوتا ھے اور جس مقام پر دونوں رنگ ملتے ھیں وھاں پر موٹی دھاری سیاہ بالوں کی ھوتی ھے جو دونوں پہلو سے چل کر گردن کے نیچے مل جاتی ھے - پھر منہہ تک پہنچ کر دو حصوں میں منقسم ھو جاتی ھے اور آنکھوں کے اوپر سے نکل کر سینگوں کے قریب ختم ھو جاتی ھے -

گیمس بک کو اھل افریقہ "کومک" کے نام سے موسوم کرتے ھیں -

بانٹی بک

(Gazella pygarga.)

افریقه میں لمپوپو اور زیمبیسی دریاؤں کے درمیان اس صلف کے جانور ملتے ہیں – اس کا جسم لمبا اور پتلا اور تهوتهڑی چوڑی ہوتی ہے – رنگ کی کیفیت یہہ ہے کہ جسم کے دونوں پہلو سیاہ ' پشت کسی قدر نیلگوں اور پیٹ اور ٹانگوں کا کچھہ حصه سفید ہوتا ہے –

ھارٹ بیسٹ

(The Hartbeest—Acronotus caama.)

ھارٹ بیسٹ ایک قدآور جانور ہے – قد پانچ فٹ ' جسم کی لمبائی معه دُم کے نو فٹ اور چہرہ لمبا اور پتلا ہوتا ہے – اُس میں نه ہرن کی تیزی اور نه خوبصورتی بلکه اُس کی چال ڈھال بہدی ہوتی ہے – جسم نارنگی کے رنگ کا ہوتا ہے اور ایک سیاہ دھاری پیشانی سے ناک تک اور اگلی ٹانگوں پر ہوتی ہے –

اهل افریقه اس کو "اِنٹیہرسل" یا "کاما" کے نام سے موسوم کرتے ہیں –

نُو

(The Gnu—Catoblepas gnu.)

اس عجیب جانور کی ساخت ایک معمہ ہے - اس کی ظاہری تصویر کو دیکھہ کر یہہ طے کرنا دشوار ہے کہ وہ ہرن کہا جائے یا گھوڑے یا بیل کے نام سے موسوم کیا جائے منھہ اور تھوتھڑی بیل کے مشابہ ہوتی ہیں - ٹانگوں کی ساخت ہرن سے ملتی جُلتی ہے اور گردن، ایال اور دُم گھوڑے کے مانند ہوتی ہیں - اس کے سینگوں کی شکل بھی عجیب ہے - کانوں کے پاس سے نکل کر پہلے وہ نیچے کی طرف - اور آنکھوں کے قریب پہنچ کر باہر کی طرف گھوم جاتے ہیں اور پھر اوپر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں - آخری حصہ اس قدر چوڑا ہوتا ہے کہ تمام پیشانی کو ڈھانک لیتے ہیں اور نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں -

گردن پر لمبے لمبے سیاہ اور سفید بال ہوتے ہیں اور بھورے بالوں کی ڈاڑھی بھی ہوتی ہے - اس کی لمبی دم گھوڑے کی طرح ہوتی ہے جس میں سفید بال ہوتے ہیں - آنکھوں سے ناک تک بھی موٹے موٹے کھڑے بال ہوتے ہیں - قد و قامت میں نُو گدھے کے برابر ہوتا ہے -

نو جیسے اپنی جسمانی ساخت میں عجیب ہیں ویسی ہی اُن کی عادتیں بھی نرالی ہیں - اگر کوئی انسان اُن کے قریب پہنچ جاتا ہے تو عجیب عجیب تماشے کرتے

پھر - کبھی اپنی سفید دم کو پھٹکارتے اور طرح طرح سے اچھلتے کودتے کبھی آپس ھی میں لڑتے بھڑتے ھیں اور کبھی ایک کے پیچھے ایک دائرے میں چکر لگاتے اور بالاخر ایک قطار بناکر بھاگ جاتے تھے -

ایک صاحب لکھتے ھیں کہ جنوبی افریقہ میں میرے کیمپ کے قریب نو کے گروہ گھنٹوں تک نظر جمائے کھڑے رھتے تھے لیکن بندوق کی آواز ھوتے ھی سب فوراً بھاگ جاتے تھے -

حملہ کرنے کے وقت نو پہلے اپنے زانو زمین پر ٹیک لیتا ھے اور دفعتاً اُچھل کر دوڑتا اور سینگ مارتا ھے - وہ انسان سے ڈرتا ھے اور حملہ بھی صرف اپنی حفاظت کے لئے کرتا ھے - عالم مستی کے زمانے میں نر دھاڑیں مارتے ھوئے تنہا گھومتے پھرتے ھیں - اس کی دم کے ملائم بالوں کی چوھریاں تیار کی جاتی ھیں -

آریلنج دریا کے شمال میں نو کی ایک دوسری صنف ھوتی ھے جس کی دم اور گردن کے بال سیاہ ھوتے ھیں -

---

شیمائے

(The Chamios—Rupicapra tragus.)

یہہ ھرن یورپ میں پایا جاتا ھے - کوہ ایلپس اور جنوبی یورپ کے پہاڑوں پر اس خوبصورت جانور کے گروہ ھوتے

هیں - جسمی ساخت میں بکری اور ہرن دونوں کی خصوصیتیں اُس میں پائی جاتی ہیں -

شیمائے کا قد چھوٹے بکرے کے برابر ہوتا ہے - وہ نہایت بلند چوٹیوں پر جو ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں رہتا ہے - انتہائی سردی برداشت کرنے کے لئے قدرت نے اس کے جسم پر ایک تہہ اُون کی اور ایک بالوں کی عطا کی ہے -

آسمان سے باتیں کرنے والی چوٹیوں پر وہ ایک چٹان سے دوسری پر ایسی صفائی سے کودتا پھرتا ہے جیسے مچھلی پانی میں تیرتی ہے اور اسی لئے اس کا شکار خطرے سے خالی نہیں - اس کے شکاری پہاڑ کی بلندیوں سے گر کر اکثر جان کھو بیٹھتے ہیں -

یورپ میں علاوہ شیمائے کے ہرن کی اور کوئی نوع نہیں ہوتی -

بکری کی قسمیں

(The Caprinæ.)

گائے کی جماعت کی یہہ دوسری قسم ہے - نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں - اِن کے کیلے نہیں ہوتے اور مادہ کے اکثر دو ہی تھن ہوتے ہیں - بہ نظر سہولت یہہ جماعت تین حصوں میں منقسم کی جا سکتی ہے -

(۱) کیپری کارن - یعنی وہ بکرے جو ہرن کے مشابہ ہیں -

(۲) بکرے -

(۳) بھیڑ -

حصۂ کیپری کارن

(The Capricorn)

ان کے سینگ گول ' پیچھے کی طرف مڑے ہوئے ' چھوٹے چھوٹے ' اور نر اور مادہ دونوں کے ہوتے ہیں - بمقابلہ ہرن کے ان کا جسم بھاری ' ٹانگیں موٹی اور کھر بڑے ہوتے ہیں - یہہ جانور ہرن اور بکرے کی درمیانی حالت کا نمونہ ہیں اور اسی لئے اکثر اہل فن اُن کو ہرن کی جماعت میں شامل کرتے ہیں - لیکن ہندی حیوانات کے ماہرین مسٹر بلاسیتھہ ' مسٹر ہاجسن اور ڈاکٹر جرڈن سب متفق الراے ہیں کہ ان کو بکری کی جماعت میں داخل کرنا مناسب ہے - اس حصے میں بہت سی نوعیں ہیں جن میں سے بعض خاص کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

---

سیرو

(Nemorhædus bubalina.)

کوہ ہمالیہ پر چھہ ہزار فٹ کی بلندی سے بارہ ہزار فٹ

تک اور کشمیر سے شکم تک یہ بکرا کھلے جنگلوں میں ملتا ہے - جسم کا اوپری حصہ سیاہ ' نیچے سفید اور ٹانگیں بھوري ہوتی ہیں - قد تقریباً ایک گز اور وزن دو من سے کچھہ زائد ہوتا ہے - گردن پر موٹے اور سخت عیال ہوتے ہیں - سینگ تقریباً ایک فٹ اور پیچھے کو بہت جھکے ہوتے ہیں -

اگرچہ ظاہری ساخت کے لحاظ سے بھدا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی تیز رفتاری میں کوئی کمی نہیں - وہ بڑا همت والا جانور ہے اور جنگلی کتوں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتا ہے - اگر کوئی اُس کی مادہ کو زخمی کر دیتا ہے تو نر خائف ہو کر بھاگتا نہیں بلکہ غضب‌ناک ہوکر حملہ کرتا ہے -

کشمیر میں اِس کو "راسو" اور نیپال میں "نہار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

گورل

(Nemorhædus gooral.)

کوہ ہمالیہ پر کشمیر سے بھوٹان تک گورل ہر جگہ ملتا ہے - وہ سیرو کی طرح بہت بلند اور دشوارگذار پہاڑوں پر نہیں رہتا بلکہ صرف پانچ چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتا ہے -

اِس کا رنگ گہرا بادامی لیکن پچھلے حصے پر کسی قدر ہلکا ہوتا ہے اور گردن پر ایک بڑا سفید دھبا ہوتا ہے - قد ڈھائی فٹ یا کچھہ کم اور سینگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں - اس کی جسمی ساخت بکرے سے ملتی جلتی ہے -

گورل چھوٹے چھوٹے گروہ میں جس میں صرف پانچ چھہ جانور ہوتے ہیں رہا کرتے ہیں - دھوپ کے وقت وہ چٹانوں وغیرہ کے سایہ میں پڑے رہتے ہیں اور چرنے کے لئے صرف علی‌الصباح یا شام کو نکلتے ہیں لیکن اگر آسمان پر ابر ہوتا ہے تو وہ تمام دن باہر ہی رہتے ہیں -

---

تاہر

(Hemitragus jemlaicus.)

یہہ کشمیر "جگلا" اور نیپال میں "جہارل" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - بعض جگہ اس کو "جھولا" یا "تہار" بھی کہتے ہیں - یہہ کوہ ہمالیہ پر ہر جگہ بالخصوص اس کی نہایت بلند اور برف سے ڈھکی چوٹیوں پر ملتا ہے - رنگ گہرا بادامی ، قد تقریباً ایک گز اور سینگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں - مادہ کے چار تھن ہوتے ہیں بخلاف دوسری تمام نوعوں کے کہ اُن کے دوھی ہوتے ہیں - چٹانوں اور پہاڑوں کے دشوارگذار ڈھالوں پر چڑھنے کی اس کو ایسی مہارت ہوتی ہے کہ بسا اوقات ایسے مقامات پر پہنچ جاتا

ہے کہ اگر بندوق سے مار بھی لیا جائے تو بھی اس کی لاش دستیاب نہیں ہوتی - وہ بڑا جلگجو ہوتا ہے اور نر تو آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں -

---

مار خور

(Capra megaceros.)

یہہ خوبصورت بکرا ہمالیہ پر پیر پنجال اور گلگت کی پہاڑیوں پر نیز افغانستان کے پہاڑوں پر بالخصوص کوہ سلیمان پر ہوتا ہے - اس کے بڑے وزنی اور پیچ کی طرح گھومے ہوئے سینگوں کا طول پورے چار فٹ ہوتا ہے - نر کے لمبی ڈاڑھی ہوتی ہے اور گردن اور چھاتی بھی لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوتی ہے جو زانو تک لٹکتے ہیں - گرمی کے موسم میں اس کا رنگ بھورا لیکن سردی میں سفیدی مائل ہو جاتا ہے -

اس کے خوشنما سینگوں کے لئے اس کا بہت شکار کیا جاتا ہے -

اس کا نام عجیب ہے لیکن اُس کے نام کی وجہ تسمیہ کے متعلق کوئی تحقیق نہیں -

---

ساکن

(Capra sibrica.)

یہہ شاندار بڑا بکرا کوہ ہمالیہ پر کشمیر سے نیپال تک اور تبت کے ڈھالوں پر کثرت سے ہے - وسط ایشیا اور سائبیریہ میں بھی ملتا ہے -

نر کا پورا قد تقریباً ساڑھے تین فٹ اور جسم کی لمبائی پانچ فٹ ہوتی ہے - بہ نسبت نر کے مادہ بہت چھوٹی ہوتی ہے - نر کے سینگ ۳۹ انچ سے پچاس انچ تک اور اُن کا دور آٹھہ انچ تک دیکھا گیا ہے لیکن مادہ کے سینگوں کا طول ایک فٹ سے زائد نہیں ہوتا - نر کا رنگ بھورا لیکن کچھہ زردی مائل ہوتا ہے اور پشت پر ایک دھاری گہرے رنگ کے بالوں کی ہوتی ہے - مادہ کا رنگ کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے - گردن سے سیاہ بالوں کی ڈاڑھی لٹکتی ہے جو لمبائی میں چھہ انچ تک ہوتی ہے -

ساکن چست چالاک اور تیز جانور ہے اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کے قریب ہی رہتا ہے - سردی کی تکلیف وہ بہت کم محسوس کرتا ہے - موسم گرما میں نر ماداؤں کو چھوڑکر نہایت بلند اور دشوارگذار پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے گروہوں میں رہتے ہیں جن میں اُن کی تعداد پچاس ساٹھہ تک ہوتی ہے -

وہ اپنی حفاظت کے لئے ہر وقت ہوشیار رہتا ہے اور

بلندی پر چڑھہ کر نیچے کی جانب ہر وقت اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے - لیکن چونکہ اُوپر کی جانب سے اِس کو بظاہر کوئی کھٹکا نہیں رہتا اِس لئے شکاری علی الصباح خفیہ طریقے سے کسی ایسی بلند چوٹی پر پہونچ جاتے ہیں جو اُس جاے کے قیام سے بھی بلند ہو - اِس طرح ساکن کا شکار آسان ہو جاتا ہے -

یورپ کا ایبیکس

(Capra ibex.)

یورپ کا ایبیکس ساکن کے مشابہ ہے اور ایلپس پہاڑ کی چوٹیوں پر ملتا ہے اور ایک چٹان سے دوسری چٹان پر نہایت آسانی سے اور بلا خوف و خطر کودتا پھرتا ہے - بیس تیس فٹ بلندی سے وہ بلا پس و پیش ایسی چٹانوں پر کود جاتا ہے کہ جن پر جگہ اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ اس کے چاروں پاؤں بھی مشکل سے رکھے جا سکتے ہیں -

قاف کا ایبیکس

(Capra ægagrus)

یہہ صنف کوہ قاف پر ملتی ہے - بعض ماہرین فن کی راے ہے کہ ہمارے گھریلو بکرے کی پیدائش اسی جانور سے ہوئی ہے -

گھریلو بکرا

(Capra hircus.)

تحقیقی طور سے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے ان بکروں کی پیدایش کس جنگلی نوع سے ہوئی - روئے زمین پر شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں یہہ بکرے نہ ہوں- دودھہ ، کھال ، گوشت ، بال اور اُون کی وجہ سے وہ انسان کے لئے نہایت مفید جانوروں میں ہے - بکری ہی غریب آدمی کی گائے ہے-

ہندوستان میں گھریلو بکروں کے کئی افراد ملتے ہیں - گوشت اور دودھہ کے لئے وہ پالے جاتے ہیں لیکن اُن کے جسم پر اُون نہیں ہوتا - اُن کی اولاد میں روزافزون ترقی رہتی ہے - بکری کے ہر سال دو مرتبہ بچے پیدا ہوتے ہیں اور چھہ سات ماہ میں وہ جوان ہو جاتے ہیں -

---

انگورا کا بکرا

گھریلو بکروں کے افراد میں انگورا کا بکرا بیش قیمت جانور ہے جو ترکی میں ملتا ہے - اس کا جسم نہایت لمبے اُون سے ڈھکا ہوتا ہے اور اس اُونی تہہ کے نیچے ایک تہہ بالوں کی بھی ہوتی ہے - انگورا کا اُون نہایت ملائم اور ریشم کے مانند ہوتا ہے اور اگرچہ بال کچھہ موٹے ہوتے ہیں تاہم اُس کے اُون کے ساتھہ بال بھی کام آ جاتے ہیں - مادہ

کا اُون نر سے بھی بہتر ہوتا ہے اور انگورا عموماً چھہ سات سو روپیہ میں فروخت ہوتا ہے -

---

کشمیر کا بکرا

یہہ فرد کشمیر تبت اور منگولیا میں پائی جاتی ہے - اِس کے اُون میں ملایمت اور چمک غالباً انگورا کے بکرے سے بھی زیادہ ہوتی ہے - اس کے جسم پر بھی اُون اور بالوں کی دو تہہ ہوتی ہیں اور ان میں نیچے کی تہہ اُونی ہوتی ہے -

کشمیری بکرے کا اُون ہر سال خود بخود گر جاتا ہے انگورا کے اُون کی طرح وہ کاٹنا نہیں پڑتا - جب اُس کے گرنے کا وقت آتا ہے تو اُون کو کنگھوں سے کاڑھتے ہیں اور اس طریقے سے تمام اُون جمع کر لیا جاتا ہے - کشمیر کے الوان جو تمام دنیا میں مشہور ہیں اِسی اُون کے بنائے جاتے ہیں -

---

بھیڑ

(Ovis.)

بکری کی جماعت کے تیسرے حصے میں بھیڑ کو جگہ دی جاتی ہے - اِن کے سینگ وزنی تکونے اور نیچے کو

گھومے ہوئے ہیں - ان کے ڈاڑھی نہیں ہوتی - بمقابلہ بکرے کے ان کی ٹانگیں پتلی کان لمبے اور نکیلے اور سر بڑا اور وزنی ہوتا ہے -

بھیڑ ایشیا ' جنوبی یورپ اور افریقہ کے شمالی حصے میں ہوتی ہے -

---

بھارل

(Ovis nahura)

بھارل بھیڑ تبت شکم کمایوں اور گڑھوال کے پہاڑوں پر ہوتی ہے - ان کے جسم کا دھندلا نیلا رنگ کچھہ کچھہ سلیٹ سے ملتا جلتا ہے مگر ٹانگیں سیاہ اور دم سفید ہوتی ہے - قد ڈھائی تین فٹ اور نر کے گول سینگوں کی اوپری سطح کی پیمایش تقریباً دو فٹ ہوتی ہے - نر سے مادہ چھوٹی ہوتی ہے -

جنگلی بکروں کی طرح بھارل کو بھی پہاڑوں پر چڑھنے میں کافی مہارت ہوتی ہے اور وہ ایسی ایسی چٹانوں پر کودتا پھرتا ہے کہ جہاں کسی کا گذر نہیں ہو سکتا -

بھارل دس ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے شاذ و نادر ہی ملتا ہے اور بھیڑ کی تمام اصناف کی طرح وہ بھی بزدل ہوتا ہے - گروہ کی محافظت کی غرض سے دو ایک ہمیشہ

چوکیداری کرتے رہتے ہیں اور کسی قسم کا خطرہ ہوتے ہی فوراً سیٹی کی طرح ایک آواز کرکے تمام گروہ کو ہوشیار کر دیتے ہیں -

---

اُریا یا اُریل

(Ovis cycloceros.)

اُریل پنجاب کے پہاڑوں پر اور کوہ سلیمان تک ملتا ہے لیکن بھارل کی طرح اونچی چوٹیوں پر نہیں بلکہ صرف ہزار دو ہزار فٹ ہی کی بلندی پر رہتا ہے - جسم کا رنگ ہلکا بھورا اور نر کے گلے اور سینے پر لمبے سیاہ بال ہوتے ہیں - اس کی ایک فرد تبت میں بھی بلند پہاڑوں پر ہوتی ہے - وہاں اس کو "شا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

نیان

(Ovis ammon.)

یہہ سلسلہ ہمالیہ کی اُن چوٹیوں پر جو برف سے ڈھکی رہتی ہیں پندرہ ہزار فٹ بلندی پر ملتی ہے - اس کے سینگ بہت موٹے ہوتے ہیں - کرنل مارکہم صاحب بیان کرتے ہیں کہ اِس کے سینگ چوبیس انچ تک موٹے دیکھے

گئے ہیں اور وہ ایسے عجیب طریقے سے گھومے ہوئے ہوتے ہیں کہ سر جھکانے سے اُن کی نوکیں زمین سے ٹکرا جاتی ہیں اور اسی لئے ہموار زمین پر وہ گھاس بھی نہیں چر سکتیں - اس کی رفتار کی تیزی ہرن کی ہمسری کرتی ہے لیکن بہارل کی طرح وہ اُچھلنے کودنے میں ہوشیار نہیں ہوتی -

---

گھریلو بھیڑ

(Ovris aries.)

گھریلو جانوروں کے متعلق بالتحقیق یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی اصل کون سی صنف ہے چنانچہ بھیڑ بھی اسی تاریکی میں ہے کہ اس کی اصل سے بھی انسان ناواقف ہے - اس کے بھی بہت سے افراد انسان نے اپنی حکمت سے پیدا کر لئے ہیں -

ان کی شناخت دم سے فوراً ہو سکتی ہے جو بمقابلہ جنگلی بھیڑ کے بڑی ہوتی ہے -

گھریلو بھیڑوں میں وہ تمام اوصاف حمیدہ جو آزاد اور جنگلی بھیڑوں کے ہیں قریب قریب معدوم ہو جاتے ہیں - نہ اُن میں چالاکی اور چستی ہی باقی رہی نہ فہم و فراست - بخلاف اس کے اُن میں بدعقلی ' سستی اور بیوقوفی پیدا ہو گئی ہے حتی کہ اُن میں سے اگر کوئی

بھیڑ کنوئیں میں گر جائے تو سب کی سب یکے بعد دیگرے گرتی چلی جاتی ہیں - ان کی اِس بیوقوفی کی وجہ سے "بھیڑ چال" ان کے نام کی مثل مشہور ہو گئی ہے -

اکثر ملکوں میں وہ اُون کی غرض سے پالی جاتی ہیں - اسپین کی مشہور بھیڑ جو میریلو (Merino) کے نام سے موسوم کی جاتی ہے مور مسلمانوں کے ذریعہ سے وہاں پہونچی اور اب اس کے افراد یورپ - امریکہ اور آسٹریلیا میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں، میریلو کے تمام جسم پر نہایت اعلیٰ قسم کا اُون ہوتا ہے -

مصر، شام اور ایشیا کے بعض دوسرے ملکوں میں بھی ایک بھیڑ ہوتی ہے جس کو دنبا کہتے ہیں - اس کی دم پر گوشت اور چربی کی ایک بڑی چکدی ہوتی ہے - افریقہ میں بعض کی دم اس قدر وزنی ہوتی ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے پیچھے ایک چھوٹی سی گاڑی باندھہ دینا پڑتی ہے ورنہ وہ زمین سے رگڑتی چلتی ہے اور بھیڑ کو چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے - دنبے کی دم کا گوشت خوش ذائقہ سمجھا جاتا ہے اور اِس کا وزن پچیس تیس سیر تک ہوتا ہے -

ہندوستان میں بھیڑ کی ایک فرد پائی جاتی ہے جس کے وسط سر میں ایک موٹا سینگ ہوتا ہے -

آسٹریلیا میں بھیڑ پالنے اور اس کا اون اور گوشت باہر بھیجنے

کا بڑا کار و بار جاری ہے - تخمینہ کیا گیا ہے کہ آسٹریلیا میں اس کار و بار کی وجہ سے چھہ کروڑ کم و بیش بھیڑیں موجود ہیں - ہر کاشتکار کے قبضے میں اتنی زمین ہے کہ میلوں کے دور میں وہ آزاد چرتی پھرتی ہیں اور اُن کی تعداد میں ترقی ہوتی رہتی ہے -

---

گائے کی قسمیں

(Sub-family Bovinæ.)

گائے کی جماعت میں یہہ تیسری جماعت ہے اور یہہ بھی سہولت کے لئے تین حصوں میں منقسم کی جا سکتی ہے یعنی –

(۱) بسن (Bisontine.)

(۲) گائے (Taurine.)

(۳) بھینسا (Bubaline.)

اصل بسن کی صرف ایک نوع روئے زمین پر ہے اور اس کی دو صنفیں ہیں –

(۱) امریکہ کا بسن (Bison americanus.)

(۲) یورپ کا بسن (Bison bonassus.)

علاوہ مذکورہ نوع کے حصہ بسن میں دو اور نوعیں بھی شامل ہیں –

(۱) یاک (Pœphagus gruniens.)

(۲) کستوری بیل (Ovibos Moschatus.)

امریکہ کا بسن

یہہ قدآور اور طاقتور جانور شمالی امریکہ میں پایا جاتا ہے – اب سے قبل اس جانور کے بے شمار گروہ امریکہ کے

وسیع گھاس کے میدانوں میں بےخوف و خطر زندگی بسر کرتے تھے - ان کے ایک ایک گروہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی تھی - صرف ساٹھہ سال کا عرصہ گذرا کہ کانساس ، پےسیفک ریلوے لائن کے کنارے ان کا ایک گروہ دیکھا گیا تھا جو سو میل تک پھیلا ہوا تھا - لیکن اب شاذ و نادر ھی ان کا وجود نظر آتا ھے -

بسن کے جسم کا سب سے اونچا حصہ اس کے کندھے ہوتے ھیں - اپنے بھاری سر کو وہ ھر وقت نیچے لٹکائے رھتا ھے - گردن ، سر ، اور کندھے غرض جسم کا کل اگلا حصہ لمبے لمبے بالوں سے ڈھکا ھوتا ھے - جھبرے بالوں اور لمبی ڈاڑھی کے باعث اُس کی شکل سے ایک عجیب سنجیدگی اور بھیانک پن ٹپکتا ھے - ان لمبے بالوں کا رنگ سیاہ یا دھندلا ھوتا ھے بقیہ کل جسم پر چھوٹے گھلے اور بھورے بال ھوتے ھیں -

اُس کے سینگ چھوٹے ، سیاہ ، اور ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر ھوتے ھیں - دم مختصر اور اُس کے آخر پر بالوں کا ایک گچھا ھوتا ھے - جسم آگے سے پیچھے کو ڈھالو ھوتا ھے - اس کے دیکھنے ھی سے معلوم ھو جاتا ھے کہ جسم کی تمام طاقت اگلے حصے میں ھے اور پچھلا نہایت کمزور ھے - اس کے کُھر جسامت کے مقابلے میں بہت چھوٹے ھوتے ھیں -

اگرچہ بسن کی شکل اور صورت بھیانک ھوتی ھے تاھم

اُس کی خصلت ہندوستان کے ارنہ اور کیپ کے بھینسے کی طرح خوفناک نہیں ہوتی - بسن بالکل بےضرر اور سیدھا جانور ہے اور زخمی ہو جانے پر بھی دم دبا کر بھاگ جاتا ہے ، ہاں محصور ہو جانے پر بعض اوقات دشمن کا سامنا کر بیٹھتا ہے -

انسان کے ہاتھہ سے شاید ہی کسی جانور کی اس قدر خرابی ہوئی ہو جیسی کہ بسن کی - ایک وہ دن تھا کہ اس کے گروہوں کے باعث سو سو میل کے میدانوں میں قدم رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور اب یہہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں بسن روئے زمین سے بالکل فنا ہی نہ ہو جائے - چنانچہ یہہ نوبت پہنچی ہے کہ کنادا اور امریکہ کی سرکار کو اس کے بقیہ گروہوں کی حفاظت شکاریوں کی دست و برد سے مشکل ہو گئی ہے -

امریکہ کے قدما ہمیشہ ہی بسن کے جانی دشمن رہے - اُس کا گوشت کھاتے اور کھال کے لبادے ، جوتے اور خیمے وغیرہ بناتے تھے - یہہ لوگ بڑے شہ سوار ہوتے ہیں اور گھوڑے کو بسن کے گروہ کے قریب لے جاکر اِس طرح تیر مارتے تھے کہ اُس کے جسم میں پورا گھس جاتا تھا اور بسن کا کام ایک ہی وار میں تمام کر لیتے تھے - وہ لوگ صرف اُس کی کھال اور کوہان کا گوشت نکال لیتے تھے بقیہ لاش یا تو پڑی سڑتی رہتی تھی یا گدھہ اور بھیڑیوں کے منھہ کا نوالہ بنتی تھی -

بعض اوقات اُن کی پوری جماعت ایک ساتھہ بسن کے شکار کی غرض سے جاتی تھی - یہہ لوگ بسن کے گروہ کو کسی پہاڑی غار کی طرف ھانک لے جاتے تھے - پہاڑ کے کنارے پر پہنچ کر جب آگے بڑھنے کا راستہ نظر نہ آتا تو اِن سیدھے سادے جانوروں کے ھوش حواس ایسے باختہ ھو جاتے تھے کہ سیکڑوں خود بخود ھی کود پڑتے تھے اور اُن کی ھڈی پسلی تک چور چور ھو جاتی تھی -

پھر جب یورپین لوگوں نے آج کل کے اسلحہ سے آراستہ ھو کر وھاں قدم رکھا تو ان کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رھا - بسن جیسے بے ضرر اور سادہ لوح جانور کا بھلا بندوق کے سامنے کہاں ٹھکانا تھا - چنانچہ کرنل ڈاج تحریر فرماتے ھیں کہ ایک شکاری کے ھاتھہ سے کئی کئی سو بسن کی دن بھر میں جان جانا ایک معمولی بات تھی - جب ھزاروں جانوروں کا گروہ ایک ھی جگہ میں چر رھا ھو تو نشانہ لینے کی بھی ضرورت ھوتی تھی -

بسن اس قدر بے عقل اور سادہ لوح ھوتے ھیں کہ گولی کے چل جانے پر بھی وہ اپنی حفاظت کی فکر نہیں کرتے - جب ان میں کوئی بندوق کا نشانہ بن جاتا ھے تو کچھہ دیر کے لئے ان کی طبیعت میں اضطراب پیدا ھو جاتا ھے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے اور پھنکاریں مارنے لگتے ھیں - بعض بعض مضطر ھوکر دس پانچ قدم دوڑتے بھاگتے بھی ھیں - لیکن دو ایک لمحہ کے بعد

هي اُن کا خوف و خطر رفع هو جاتا هے اور وہ پھر خاموش اور مطمئن هوکر چرنے میں مشغول هو جاتے هیں — اس طرح شکاری ایک هی جگہ بیٹھا بیٹھا تمام گروہ کا کام تمام کر لیتا هے —

سنہ ۱۸۷۲ ع میں اس امر کا پتا عوام کو لگا کہ بسن کی کھال ایک کارآمد چیز هے اور فروخت هو سکتی هے — بس فوراً هي شکاری اُس کے شکار کے لئے کمربستہ هو گئے — امریکہ کے وسیع گھاس کے میدانوں میں جو کہ پریری (Prairies) کہلاتے هیں خاموشي کا عالم طاری هو گیا کیونکہ ان میں بجز بسن اور ریڈ انڈین قوم کے لوگوں کے اور کوئی آبادي نہ تھی — سڑے گلے گوشت کے تعفن سے تمام هوا ناقص هو گئی — کرنل ڈاج بیان فرماتے هیں کہ اُنھوں نے ایک مقام پر ایک سو بارہ نعشیں بسن کی دیکھیں جن کو تنہا ایک هی شکاری نے ایک هی جگہ پر بیٹھے بیٹھے پینتالیس منٹ میں مارا تھا — کرنل صاحب موصوف کا تخمینہ هے کہ سنہ ۱۸۷۳ ع اور سنہ ۱۸۷۶ ع کے درمیان تریپن لاکھ تہتر هزار سات سو تیس بسن بندوق کا نشانہ بن گئے — اس تخمینے میں کوئی مبالغہ بھی نہیں کیونکہ میجر لیویسن صاحب تحریر فرماتے هیں کہ دو شہر لیون ورتھ کے ایک کارخانے میں تیس هزار کھالیں اور شہر کانساس کے دو کارخانوں میں پندرہ پندرہ هزار بسن کی کھالیں پہنچتی تھیں — گویا ان تینوں کارخانوں کے لئے روزانہ

کم از کم دو ہزار بسن شکار کئے جاتے تھے - کانساس پیسیفک ریلوے کے اسٹیشنوں پر کھالوں کے انباروں کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ کس قدر بسن برابر خون کئے جا رہے ہیں - چنانچہ لیون ورتھہ شہر کے مسرز ڈمفری اور سینٹ لوئی کے مسٹر واٹس اُس کے سب سے بڑے بیوپاری ہیں اور ایک ایک سال میں اُن کے ذریعہ سے دو دو لاکھہ کھالوں کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے - شہر نیویارک کے بڑے سوداگر ان کھالوں کو بشرح ذیل خریدتے ہیں کہ اول درجے کی کھال کو ۱۶ $\frac{1}{2}$ ڈالر ، دویم درجے کو ۱۲ $\frac{1}{2}$ اور سویم کو ۸ $\frac{1}{2}$ ڈالر میں " -

---

یورپ کا بسن

(Bison bonassus.)

اس عظیم‌الجثہ جانور کا طول علاوہ دم کے تقریباً دس فٹ اور قد چھہ فٹ ہوتا ہے - اُس کے سینگ بہت بڑے اور جسم کے اگلے حصے پر موٹے ، سخت ، بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں اور گلے سے بڑی لمبے لمبے بال لٹکتے ہیں - باقی تمام جسم چھوٹے چھوٹے سیاہ بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - اس کی تعداد بھی اس قدر کم ہوتی جا رہی ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائےگا - لیتھونیا (Lithuania) کے جنگل میں اس نوع

کے جانور اندازاً ایک ہزار باقی تھے مگر پھر جب اُن کی شمار سنہ ۱۸۷۲ ع میں کی گئی تو صرف پانچ سو اٹھائس ہی باقی رہ گئے تھے - اس خیال سے کہ کہیں وہ بالکل معدوم نہ ہو جائے اُس کو پالنے کی کوششیں بھی کی گئیں مگر بے سود ہوئیں -

بن‌چور

(The Yak or Pœphagus gruniens.)

یاک یا بن‌چور ایشیا کا رہنےوالا ہے اور چینی‌تاتار کے قرب و جوار کے پہاڑوں پر ملتا ہے - شہر پروردہ جانوروں میں یہہ سب سے زیادہ بلندی پر رہنے والا جانور ہے - وہ بیس ہزار فٹ اونچی چوٹیوں پر ملتا ہے اور انتہائی سردی برداشت کر لینے کا عادی ہے -

یاک کی شکل و صورت اُس کے گھنے لمبے بالوں کی وجہ سے عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے - جسم کا اوپری حصہ اُونی بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے اور دونوں پہلوؤں میں لمبے لمبے بالوں کی نہایت گھنی جھالر لٹکتی ہے - اس کے بال تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ٹانگیں تک ڈھک جاتی ہیں اور وہ زمین پر لگتے ہوئے چلتے ہیں -

اس کی لمبی سفید دم میں بہت بڑے بڑے بال ہوتے ہیں - ہندوستان میں اس کی دم کے بالوں کے چور تیار کئے جاتے ہیں -

یاک کا رنگ اکثر سیاہ ہوتا ہے لیکن بعض کے پہلوں کے بال سفید ہوتے ہیں - اُس کا قد چھوٹے بیل کے برابر ہوتا ہے -

بن چرر ایک مفید جانور ہے اور باسانی پالا جا سکتا ہے - پتھریلے ناہموار پہاڑوں پر چڑھنے اُترنے کی اُس کو ایسی مہارت ہوتی ہے کہ دیکھہ کر تعجب ہوتا ہے - وہ سواری اور کاشت کے کام میں آتا ہے -

---

کستوری بیل

(The Musk Ox or Ovibos moschatus.)

کستوری بیل کی ظاہری تصویر پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس میں بھیڑ اور بیل دونوں کی خصوصیتیں موجود ہیں اور اسی وجہ سے اُس کو سائنس داں "بھیڑ بیل" (Ovibos) کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

اس کا قد گھریلو بیل سے بہت چھوٹا بلکہ ایک بڑی بھیڑ کے برابر ہوتا ہے - یہہ شمالی امریکہ کے شمال میں پتھریلی زمینوں کا رہنےوالا ہے - اس کے جسم سے ایک قسم کی بدبو نکلتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام اُس کو کستوری بیل کے نام سے موسوم کرتے ہیں - نر مادہ اور بچے سب کے جسم میں یہہ بو ہوتی ہے -

کستوری کے جسم پر لمبے لمبے بادامی رنگ کے بال ہوتے ہیں

جو جسم کے دونوں پہلوؤں میں لٹکتے رہتے ہیں - کندھوں کے اوپر چھوٹے اور موٹے گھونگر والے بال ہوتے ہیں - سینگ نہایت موٹے اور جڑ پر ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں -

یہہ گروہ‌پسند جانور ہے اور بیس پچیس ساتھہ مل کر رہتے ہیں - ہر گروہ میں صرف دو تین نر بقیہ مادہ رہتی ہیں -

---

گائے

(Taurine.)

اس حصے میں تین نوعیں ہیں -

(۱) ہندوستانی کوہان والی گائے (Bos)

(۲) یورپ کے گائے بیل جن کے کوہان نہیں ہوتا (Taurus)

(۳) گیوییوز (Gavæus)

ہند کی کوہانی گائے

(Bos indicus.)

کوہانی گائے کے بہت سے افراد ہندوستان چین اور مشرقی افریقہ میں پائے جاتے ہیں - ہمارے گھریلو گائے بیل اسی نوع کے جانور ہیں - اس نوع کا کوئی جانور آزاد اور جنگل میں رہنے والا نہیں ہے -

کوئی حیوان کسی ملک کے لئے اتنا مفید اور ضروری نہیں ہے جتنے کہ گائے بیل ہندوستان کے لئے ہیں - فی صدی نوے ہندوستانیوں کی معاش کا ذریعہ اُن ہی پر ہے - اس لئے اگر ہندوستانی اُن کو قابل تعظیم سمجھیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں -

ہندوستان میں اکثر جگہ اس نوع کے جانور ہیں جو آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ جنگلی نہیں کہے جا سکتے بلکہ اُن ہی پالتو جانوروں کی نسل سے ہیں جن کا کسی اتفاق زمانے سے کوئی مالک اور نگران نہ رہا اور وہ آزاد زندگی بسر کرنے لگے -

ہمارے گھریلو گائے بیل قدوقامت اور جسمانی طاقت میں گائے کی جماعت کے آزاد جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - مقید اور محبوس ہو کر ہر قسم کی کمزوری آجانا اور تمام قویٰ کا کمزور اور سست ہو جانا قدرتی بات ہے - ایک کھونٹے پر پابند رہنے اور اپنی تمام ضروریات معاش کا بلا کسی فکر تردد کے پہنچ جانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے -

یورپ کے گائے بیل

(Bos taurus,)

اِن کی پشت پر کوہان نہیں ہوتا - زمانہ سابق میں انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں ایک جنگلی نوع

پائی جاتی تھی جس کو آرکس (Aurochs) کے نام سے موسوم کرتے تھے اور یورپ کے گھریلو گائے بیل کی پیدائش ان ھی سے ھوئی - مسٹر لیڈیکر تحریر فرماتے ھیں کہ یہہ نوع بارھویں صدی میں معدوم ھوگئی - رومہ کے سلطان جولیس سیزر نے لکھا ھے کہ اُس کے زمانے میں انگلینڈ کے جنگلی بیل قدوقامت میں ھاتھی سے کچھہ ھی چھوٹے ھوتے تھے اور اُن کا شکار کرنا شجاعت اور دلیری کا نشان سمجھا جاتا تھا -

رون دریا کے دھانے پر بڑے بڑے دلدل اور کھلے جنگل کثرت سے ھیں اور اس مقام کو کیمارگ (Camargue) کے نام سے موسوم کرتے ھیں - ان جنگلوں میں اب بھی جنگلی گائے بیلوں کے بڑے بڑے گروہ ھیں جن کا رنگ سیاہ ' قدوقامت اوسط درجے کا اور سینگ بہت بڑے ھوتے ھیں -

جنوبی امریکہ پر جب اہل یورپ قابض ھوئے تو جنگلوں میں اُنھوں نے کچھہ گائے بیل چھوڑ دئے تھے اور لاپلاٹا دریا کے کنارے اب اُن کے بہت بڑے بڑے گروہ ھوگئے ھیں - اب سے قبل ان کی بےشمار تعداد چمڑے کی غرض سے شکار کی جاتی تھی اور وہ تمام دنیا میں فروخت ھوتا تھا - لیکن اب زیادہ تر یہہ بونس آئیریز ملک میں ذبح کئے جاتے ھیں اور اُن کے گوشت کا ماءاللحم تیار کیا جاتا ھے اور تمام یورپ میں جاتا ھے -

گیویوز

(Gavæus.)
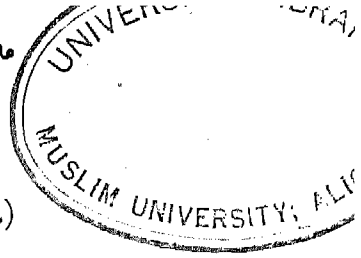
یہہ تیسری نوع ہے - ان کا سر بڑا اور وزنی ہوتا ہے - سینگ نہایت موٹے ' ایک طرف سے چپٹے ' ایک دوسرے سے فاصلے پر اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں - گردن کی کھال جو گائے بیلوں میں لٹکتی رہتی ہے ان میں یا تو ہوتی ہی نہیں اور اگر ہوتی ہے تو بہت مختصر - دُم بہت چھوٹی ہوتی ہے -

گیویوز نوع کی تین اصناف ہیں -

(۱) گور (G. gaurus.)

(۲) گیال (G. frontalis.)

(۳) جاوا کا بیل (G. Sondaicus.)

گَور

(Gavæus gaurus.)

گائے کی ذیلی جماعت میں بہت سے عظیم‌الجثہ جانور ہیں لیکن گوَر سے قدآور کوئی نہیں ہوتا - اس کے جسم کا طول نو دس فٹ اور قد چھہ فٹ اور بعض کا اس سے بھی زائد ہوتا ہے - سر بہت بڑا اور گول ' آنکھیں چھوٹی ' چہرہ بھاری اور کان چوڑے ہوتے ہیں - آنکھوں کی پتلیوں

کا رنگ ہلکا نیلا ہوتا ہے - تمام سر پر گہرے بادامی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں - گردن چھوٹی اور بہت موٹی ' سینہ چوڑا ' شانے بلند ' اور اگلی ٹانگیں بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں - شانوں کے اوپر کوہان ہوتا ہے - جسم کا اگلا حصہ بمقابلہ پچھلے کے بہت طاقتور ہوتا ہے - رنگ گہرا بادامی لیکن ٹانگیں سفید ہوتی ہیں - مادہ کے کوہان نہیں ہوتا -

گوَر کے سینگ چکنے اور چمکدار ہوتے ہیں جن کا رنگ سبزی مائل اور نیچے کی طرف اُن کا دور ڈیڑھ فٹ سے بھی زائد ہوتا ہے - ایک صاحب مسٹر ہیکس نے ایک گور مارا تھا جس کے سینگوں وغیرہ کی پیمائش ذیل میں درج کی جاتی ہے -

قد ۶ فٹ ۶ انچ

سینگوں کا دور ۱۸ انچ

سینگوں کا طول ۲۷ انچ (لیکن تقریباً چھہ انچ اوپر کی طرف ٹوٹ گیا تھا) - (۱)

گور ہندوستان میں مغربی گھاٹ ' مشرقی گھاٹ ' ہمالیہ کی ترائی کے مشرقی حصے میں اور نیپال میں ملتا ہے - برما سے جزیرہ‌نما ملے تک بھی پایا جاتا ہے -

---

Hick's Forty Years Among the Wild Beasts of India. (۱)

یہہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ میں ساتھہ ساتھہ رہتے ہیں جن میں اکثر ایک ہی نر اور دس پندرہ مادہ ہوتی ہیں - ہاتھی کی طرح گور کے بھی بعض نر کسی نا فرمانی کی وجھہ سے گروہ سے خارج کر دئے جاتے ہیں اور وہ نہایت بد مزاج ہو کر بلا وجہہ ہی سب پر حملہ‌آور ہوتے ہیں -

عموماً وہ سیدھا جانور ہے - بجز کاشتکاروں کے اور کسی کا کوئی نقصان بھی نہیں کرتا - فصل کے وقت کھیتوں پر وہ ڈاکوؤں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور کسانوں کو بھگا کر کاشت کو خراب کر ڈالتے ہیں -

گور پہاڑوں پر بھی باسانی چڑھہ جاتا ہے - گرمیوں میں پہاڑوں سے نیچے اُتر آتے ہیں اور بارش ہوتے ہی پھر اوپر پہنچ جاتے ہیں - اُن کی تندرستی کے لئے نمک نہایت ضروری شے ہے اور نمک چاٹنے کی غرض سے وہ اکثر پہاڑ سے نیچے اترتے رہتے ہیں -

گور اگرچہ اس قدر تن و توش کا جانور ہے پھر بھی نہایت بزدل اور انسان سے خائف رہتا ہے چنانچہ جب آرام کی غرض سے کسی جگہ بیٹھتے ہیں تو دائرہ کی شکل میں منھہ باہر کی طرف کئے ہوئے بیٹھتے ہیں تاکہ باسانی ہر طرف نظر پھیر سکیں - انسان کا ذرا سا بھی کھٹکا ان میں سے کسی کو ہو جاتا ہے وہ کھروں کو پٹک کر تمام گروہ کو آگاہ کر دیتا ہے - پھر وہ سب جھاڑیوں کو کچلتے اور درختوں کو پامال کرتے ہوئے کسی جنگل کی راہ لیتے ہیں -

ایک مصنف مسٹر سٹیبنگ تحریر فرماتے ہیں کہ "اگرچہ ہند کا بسن (یعنی گور) ایک عظیم سجیم جانور ہے تاہم ہندوستان کے جنگلوں میں جنگلی جانوروں سے ہم نے واقفیت حاصل کی ان میں سب سے زیادہ بزدل اور خائف بسن ہی ہوتا ہے - اُس کی قوت شامہ اور سامعہ بہت تیز ہوتی ہیں کیونکہ دشمن کا احساس کافی فاصلے سے کر لیتا ہے اور جسم بھی اُس نے نہایت عظیم اور قوی پایا ہے - اُس کے سر پر بڑے اور وزنی سینگ ہوتے ہیں جن سے مغلوب اور محصور ہو جانے پر کام لیتا ہے - زخمی ہو جانے پر تو وہ دشمن پر نہایت ہی خوفناک حملہ کرتا ہے - (۱)

وہ بانس کی ملائم پتی بہت کھاتا ہے - اُس کے بچوں کو پالنے کی تدبیریں کی گئیں لیکن وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے -

اِس کو علاوہ گور کے گوری گائے ' جنگلی کُھلگا ' بن کٹو ' بن‌پڑا وغیرہ ناموں سے بھی موسوم کرتے ہیں -

گیال

(Gavæus frontalis.)

گیال یا متھن دریائے برہمپتر کے مشرق میں ' آسام اور دشمی پہاڑیوں پر ہوتا ہے -

---

(۱) Jungle Bye-Ways in India, by Mr. E. P. Stebbing F. R. G. S., F. Z. S,

گیال کے نر اور مادہ دونوں کا رنگ کسی قدر سیاھی مائل ہوتا ہے لیکن ٹانگیں بھوری یا سفید ہوتی ہیں - یہہ جسم کا بھاری اور بھدا جانور ہے - اس کا سر چوڑا اور پیشانی چپٹی ہوتی ہے - جسمانی ساخت میں وہ گور کے مشابہ ہوتا ہے لیکن قد بہت چھوٹا ہوتا ہے - سینگ موٹے موٹے ' وزنی اور سیاہ ہوتے ہیں - گیال باسانی پالا جا سکتا ہے اور گھریلو گائے بیلوں کی طرح اکثر کہا جاتا ہے -

جنگلی گیال پہاڑوں ہی پر رہنا پسند کرتے ہیں اور پتھریلی ناہموار پہاڑیوں پر چڑھنے اُترنے کے پورے ماہر ہوتے ہیں -

اس کو بھی نمک اور کھاری مٹی بہت مرغوب ہے - چٹاگانگ کے قریب جنگلی گیال پکڑنے کے لئے یہہ تدبیر کرتے ہیں کہ نمک کے گولے جنگل میں ڈال دیتے ہیں اور اس لالچ میں اُن کے گروہ جنگل کو نہیں چھوڑتے - پھر پکڑنے والے اپنے پالتو گیال اُن کے پاس ہانک لے جاتے ہیں اور اُن کے جسم پر ہاتھہ پھیرتے ہیں - رفتہ رفتہ جنگلی گیال بھی اُن سے مانوس ہو جاتے ہیں اور دو چار ہفتوں کے بعد نمک کا لالچ دے کر جنگلی گیالوں کو بھی وہ ہانک لاتے ہیں -

---

جاوا کا بیل

(Gavæus sondaicus.)

یہہ صنف برما ' ملے اور سیام میں ' نیز جزائر جاوا '

بورنیو اور بالی میں پائی جاتی ہے -

جاوا کا بیل گیال کی طرح بھاری نہیں ہوتا - اس کا سر اور سینگ چھوٹے ' رنگ سیاہ لیکن جسم کا پچھلا حصہ اور ٹانگوں کا نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے - یہہ ہموار زمین پر جنگلوں میں رہتے ہیں - پہاڑ اور پتھریلی زمین اُن کو پسند نہیں - جزیرہ جاوا میں اُن کے گروہ کے گروہ پائے جاتے ہیں -

---

اُرنا

(Bubalis buffalus.)

گائے کی جماعت کے تیسرے حصے میں بھینسے شامل ہیں - اس حصے کی ارنا ایک خاص نوع ہے جو ہندوستان ہی کا باشندہ ہے - ہمالیہ کی ترائی ' سندربن صوبہ بنگال ' آسام ' اور دریائے برہمپتر کے کناروں پر یہہ جانور ملتا ہے - نیز وسط ہند کے جنگلوں میں گوداوری ندی کے کنارے تک اور لنکا کے شمالی حصے میں بھی یہہ عظیم‌الجثہ جانور پایا جاتا ہے -

قدوقامت میں یہہ بھی گور سے کم نہیں ہوتا - جسم کا رنگ سلیٹ کی طرح مگر کسی قدر دھندھلا سیاہی مائل ہوتا ہے - دم چھوٹی اور پیشانی اور زانوؤں پر بالوں کے گُچھے ہوتے ہیں - سینگ اس قدر بڑے ہوتے ہیں کہ اس کی شکل بہت ہی بھیانک معلوم ہوتی ہے -

آسام میں ارنا کے سینگ سیدھے اور بہت بڑے ہوتے ہیں - لندن کے عجائب خانے میں ارنا کا ایک سینگ ساڑھے چھہ فٹ لمبائی کا ہے - ایک دوسرے ارنا کا سینگ جو آسام میں مارا گیا تھا ایک فٹ آٹھہ انچ تھا - لیکن اور مقامات میں ارنا کے سینگ عموماً ایک گز سے بڑے نہیں ہوتے - تمام دن ارنا کسی جھیل یا دلدل کے کنارے گھاس اور جھاڑیوں کے اندر پڑا سوتا رہتا ہے کیونکہ دھوپ سے اس کو بے حد تکلیف ہوتی ہے - رات میں باہر آکر چرتا پھرتا ہے -

وہ بڑے بڑے گروہوں میں رہتا ہے - ہر سال صرف ایک خاص وقت پر ہر نر کئی کئی مادہ کو ساتھہ لے کر علحدہ چلا جاتا ہے اور اُن کے بڑے گروہ کئی کئی چھوٹے گروہوں میں منقسم ہو جاتے ہیں -

ارنا کی تندخوئی اور خوفناک خصائل بیان سے باہر ہیں - دشمن کے سامنے غیظ و غضب کی مجسم تصویر بن کر وہ اپنے آپے میں نہیں رہ جاتا - شیر تک اپنے ہاتھہ پاؤں بچا کر حملہ‌آور ہوتا ہے - لیکن ارنا آگ بگولا ہوکر یہہ خیال چھوڑ دیتا ہے کہ خود اُس پر کیا اُفتاد پڑے گی - وہ سرخ سرخ آنکھیں پھاڑ کر اندھا دھند بے سوچے سمجھے حملہ کرتا ہے اور اس وقت بڑے بڑے شکاریوں کے دل دہل جاتے ہیں اگر شکاری اپنا دل مضبوط اور ہوش حواس درست نہ رکھہ سکے اور صحیح نشانہ نہ لگا سکے تو اُس کی جان

ہرگز نہیں بچ سکتی -

دشمن کے مغلوب ہو جانے پر ہی اس کے ظلم کا خاتمہ نہیں ہوتا اور مار ڈالنے ہی پر وہ مطمئن نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے غیظ و غضب کا یہہ عالم ہوتا ہے کہ نعش کو پاؤں سے گھٹنوں تک کچلتا ' سینگوں سے چھیدتا ' زانو سے دباتا اور ٹھوکریں مارتا ہے - غرض کہ شکاری کی نعش کی یہہ حالت کرتا ہے کہ پھر وہ پہچانی بھی نہیں جا سکتی - اسی وجہہ سے اکثر اس کے شکار کے لئے ہاتھی پر جاتے ہیں - مسٹر ہاجسن بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھی اس کے دھکے سے ہاتھی تک زمین پر آ رهتا ہے -

یہہ جانور نہایت جنگجو ہے اور آپس میں بڑی بڑی جنگ آزمائیاں رهتی ہیں - وہ ایک دوسرے کے اپنے اپنے سروں سے ٹکر مارتے ہیں جو قابل‌دید ہوتی ہیں - جو شکست کھا جاتا ہے وہ میدان چھوڑ کر بھاگتا ہے لیکن فتح یاب ارنا اس کا پیچھا سہل نہیں چھوڑتا - اپنے حریف کو پوری شکست دے کر جب وہ سر اونچا کرتا اور نتھنے پھُلا کر اور سرخ سرخ آنکھیں نکال کر ڈونکتا ہے تو اُس کی صورت اور بھی ہیبت ناک ہو جاتی ہے -

ہماری گھریلو بھینس اور چفاکش بھینسوں کی اصل بھی ارنا ہے - کھونٹے سے بندھے رهنے کی وجہہ سے قدرتاً اُن کا قدوقامت آزاد ارنوں کے برابر نہیں رهتا مگر مسٹر ہاجسن کی رائے ہے کہ انسان کے زیر حکم رہ کر بھی بجز قد کے

اور کسی قسم کا تغیر اِن میں نہیں ہوا ہے -

لنکا کا ارنا ہندوستان کے بھینسے سے بڑی زیادہ خوفناک اور طاقتور ہوتا ہے - وہاں ہرن وغیرہ کے شکار میں پالتو ارنے سے ایک نہایت عجیب طریقے سے مدد لیتے ہیں - بھینسے کی گردن میں گھنٹا اور پشت پر ایک بکس باندھ دیتے ہیں جو سامنے کی طرف کھلا ہوا ہوتا ہے - اس بکس میں موم کا ایک چراغ جلاکر رکھہ دیا جاتا ہے - شکاری بکس کی آڑ میں پوشیدہ رہتا اور بھینسے کو جنگل کی طرف ہانک لے جاتا ہے - جنگلی جانوروں پر گھنٹے اور روشنی کا کچھہ ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ شاید تماشہ دیکھنے کی غرض سے بھینسے کے پاس آجاتے ہیں - سر یمرسن تینینٹ تحریر فرماتے ہیں کہ کچھہ ہرن اور سؤر پر ہی منحصر نہیں سانپ اور تیندوے تک قریب آجاتے ہیں - (۱)

کیپ کا بھینسا

(The Cape Buffalo—Bubalus caffer.)

یہہ مشہور نوع افریقہ کے وسط اور جنوب میں ملتی ہے - عادات اور خصائل میں یہہ ارنا کے مشابہ ہے اور قدوقامت میں اُس سے کم نہیں ہوتا -

---

(۱) "Sketches of the Natural History of Ceylon," by Sir. E. Tennent.

گارڈن کمنگ صاحب فرماتے ھیں کہ دنیا میں کسی جانور کے سینگ اس سے بڑے اور وزنی نہیں ھوتے - اُن کا دور ارنا کے سینگوں سے زیادہ ھوتا ھے اور دونوں سینگ مل کر تمام پیشانی کو ڈھانک لیتے ھیں حتیٰ کہ اس کی پیشانی میں بندوق کی گولی تک اثر نہیں کرتی اور اس کے سینگ پرانے درخت کی چھال کی طرح ناھموار اور کُھرکُھرے ھوتے ھیں -

یہہ بھی پانی کے قریب رھتا اور کیڑوں مکوڑوں سے پناہ پانے کے لئے کیچڑ میں لوٹتا اور اس کو اپنے جسم پر لپیٹ لیتا ھے - گینڈے کی طرح اِس بھینسے کے ساتھہ بھی ایک قسم کے پرندے رھتے ھیں جو اُس کی کھال کے کیڑے چن چن کر کھایا کرتے ھیں اور شکاری کے پہنچتے ھی اس کو آگاہ کر دیتے ھیں -

یہہ بھی گروہ میں ساتھہ ساتھہ رھتے ھیں لیکن بعض نر کسی نافرمانی کی وجہہ سے گروہ سے نکال دئے جاتے ھیں اور وہ تندخو اور خوفناک ھوکر بلا وجہہ ھی سب پر حملہ کیا کرتے ھیں -

مسٹر سیلوس فرماتے ھیں کہ پیدل چل کر کسی جانور کے شکار میں اس قدر خوف نہیں جیسا کہ کیپ کے بھینسے میں - شیر ببر بھی اس پر حملہ کرنے کی ایک ساتھہ همت نہیں کرتا اور بسا اوقات خود اس کو دم دبا کر بھاگنا

پڑتا ھے - اس لئے اکثر دیکھا جاتا ھے کہ بھیلسے پر دو شیر مل کر حملہ کرتے ھیں -

بعض اوقات وہ شکاری کو ایسا مغالطہ دیتا ھے کہ جب زخمی ھوکر جنگل میں گھس جاتا ھے تو کچھہ دور جاکر راستہ تبدیل کرکے شکاری کے پیچھے واپس آکر دفعتاً حملہ کر بیٹھتا ھے -

---

بلا دانت والے جانوروں کا طبقہ

(The Edentata.)

اس طبقے کے جانوروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ھے کہ اُن کے کاٹنے والے دانت نہیں ھوتے اور منھہ میں سامنے کی طرف دانت نہ ھونے کی وجہہ سے وہ سب قطعی پوپلے معلوم ھوتے ھیں - لیکن اکثر کے ڈاڑھیں موجود ھوتی ھیں جو کہ نکیلی اور سب ایک ھی شکل کی ھوتی ھیں- ان میں ایک ھی جڑ ھوتی ھے -

طبقے کی دو جماعتیں یعنی چیونٹی خور اور پینگولن بالکل بلا دانت کے ھوتے ھیں - ان کے کسی قسم کا کوئی دانت نہیں ھوتا -

ان کی ٹانگیں اور پنجے نہایت مضبوط ھوتے ھیں - پنجے درختوں پر چڑھنے ' شاخوں سے لٹکنے اور سخت زمین کو کھودنے کے لئے نہایت موزون ھوتے ھیں - اکثر اُن کے طور و طریق بھدّے اور جسم فربہ ھوتا ھے ان کا قدوقامت چھوٹا اور جسم کا طول ایک گز سے زائد نہیں ھوتا - بعض کے جسم پر لمبے لمبے بال ھوتے ھیں اور بعض پر نہایت سخت اور مضبوط چھلکوں کی ڈھالیں یا پلیٹیں چڑھی ھوتی ھیں -

بلا دانت والے جانور مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہیں —

(۱) سلاتھ (Bradipodidæ)

(۲) آرماڈیلو (Dasypodidæ)

(۳) چیونٹی خور (Myrmecophagipæ)

(۴) سال (Manididæ)

(۵) آرڈوارک (Orycteropodidæ)

جماعت سلاتھ

(The Bradipodidæ.)

سلاتھ جنوبی امریکہ میں ہوتا ہے - اس کے جسم کا طول تقریباً دو فٹ ہوتا ہے جو لمبے لمبے موٹے اور گھنے بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - تھوتھڑي چھوٹی اور منھ میں کھلے اور گول گول ڈاڑھیں ہوتی ہیں - اگلی ٹانگیں بہ نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں - بعض کے پاؤں تین حصوں میں اور بعض کے دو میں منقسم ہوتے ہیں اور اُن پر بہت بڑے بڑے اور مہیب ناخون ہوتے ہیں - دم اور کان نام و نشان کو بھي نہیں ہوتے - رنگ بادامی بھورا ہوتا ہے -

سورج کی روشنی میں وہ کاہلوں کی طرح شاخوں میں لٹکا رہتا ہے جس کی خاص وجہہ یہہ ہے کہ اُس کی

آنکھیں روشنی میں کام نہیں دیتیں اور وہ چلنے پھرنے تک
سے معذور رہتا ہے - اس میں خصوصیت یہہ ہے کہ چاروں
ہاتھہ پاؤں سے شاخ پکڑ کر ہمیشہ اُلٹا لٹکا رہتا ہے -
یہہ قطعی سبزی‌خور جانور ہے اور جہاں تک تحقیق
ہوا ہے وہ پانی پینے تک کو درختوں سے نہیں اُترتا - غالباً
رسیلے پھل پھول وغیرہ ہی سے اپنی پیاس بُجھا لیتا ہے -
اس جماعت میں دو نوعیں ہیں :-

(۱) تین انگلی والا سلاتھہ (Bradypus tridactylus)
جو بریزیل ، گائنا اور پیرو وغیرہ میں پایا جاتا ہے - ان
کے اگلے پاؤں تین حصوں میں منقسم ہوتے ہیں -

(۲) دو انگلی والے سلاتھہ (Cholopus didactylus) -
یہہ بھی جنوبی اُمریکہ میں ملتا ہے - اس کے اگلے پاؤں
میں دو ہی حصے ہوتے ہیں -

جماعت آرما ڈیلو

(The Dasypodidæ.)

آرما ڈیلو (Dasypus) اُن شیر خوار جانوروں میں ہے جن
کے جسم پر قدرت نے حفاظت کی غرض سے سخت چھلکوں
کی سپر یا چھوٹی چھوٹی ڈھالیں بنا دی ہیں - اس کا جسم
سر سے پاؤں تک ڈھالوں سے منڈھا ہوا ہوتا ہے - ایک خاص
تغیر سے اُس کی کھال نہایت سخت چھلکوں کی شکل

اختیار کر لیتی ہے - سر پر اور جسم کے اگلے اور پچھلے حصوں پر یہہ ڈھالیں غیر متحرک ہوتی ہیں اور پشت پر وہ آگے پیچھے ہٹ سکتی ہیں اور کسی قدر ایک دوسرے کے اوپر چڑھہ جاتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جسم کو باسانی جھکا سکتا ہے اور خوف کے وقت منهہ چھپا کر گول ہو جاتا ہے -

اس کا چوڑا اور چپٹا جسم کچھوے کے مانند ہوتا ہے - ٹانگیں چھوٹی لیکن موٹی اور مضبوط ہوتی ہیں - زبان ربڑ کی طرح گھٹتی اور بڑھتی ہے اور باہر دور تک نکل آتی ہے -

اگرچہ اس کا جسم بھاری اور بھدا ہوتا ہے تاہم اپنی حفاظت کے لئے وہ کافی تیزی سے بھاگ سکتا ہے اور اس میں کافی طاقت بھی ہوتی ہے -

وہ جنوبی امریکہ کے وسیع میدانوں میں پایا جاتا ہے اور بھاگنا کھودنے میں کامل اُستاد ہے - اُس میں آنے جانے کے لئے وہ کئی راستے بنا لیتا ہے - خصلتاً وہ سیدھا اور بےضرر جانور ہے -

اُس کے جبڑوں میں ہر طرف سات یا آٹھہ گول اور نکیلی ڈاڑھیں ہوتی ہیں -

یہہ سبزی اور کیڑے مکوڑے کھایا کرتا ہے اور اکثر سانپ، گرگٹ، مینڈک وغیرہ بھی مار لیتا ہے - اس کی بعض نوعیں قبریں کھود کر نعشیں کھا جاتی ہیں -

جنوبی امریکہ میں آرماڈیلو کی کئی نوعیں اور صنفیں پائی جاتی ھیں - سب سے قدآور آرماڈیلو بریزیل میں ملتا ھے (Dasypus gigas) جس کے جسم کا طول پورے ایک گز کا ہوتا ھے - اس کی سب سے چھوٹی صنف کے جانور بڑے چوھے کے برابر ہوتے ھیں -

جماعت چیونٹی خور

(The Myrmecophagidæ.)

ان کے نام ھی سے ظاہر ہوتا ھے کہ یہہ جانور طرح طرح کی چیونٹیوں وغیرہ پر زندگی بسر کرتے ھیں -

چیونٹیوں کو اکھٹا کرکے اپنا پیٹ بھر لینے کے لئے قدرت نے ان کا منھہ اور زبان اس خوبی سے بنایا ھے کہ اپنے شکم‌پری کے لئے وہ چیونٹیوں کو باسانی جمع کر لیتے ھیں - اس کے منھہ میں ایک لمبی چونچ کی طرح ایک نلی ہوتی ھے اور اُس میں سانپ کی طرح لمبی زبان ہوتی ھے جس کو وہ جس طرف چاہتا ھے موڑ لیتا ھے اور اس پر لعاب بھی ہوتا ھے جس سے چیونٹیاں وغیرہ فوراً چپک جاتی ھیں - چھوٹے سے چھوٹے سوراخ میں وہ باسانی داخل ہو جاتی ھے اور چشم‌زدن میں ہزاروں چیونٹیوں کو وہ اپنی غذا بنا لیتا ھے -

دیمک کے چھتوں کی مٹی وہ اپنے مضبوط پنجوں سے کھود ڈالتا ہے اور لمحہ بھر میں تمام دیمک کو چٹ کر جاتا ہے - دیمک‌خوار ہونے سے وہ انسان کے لئے بےحد مفید ہے -

ان کے کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے -

اس جماعت کا سب سے مشہور جانور "بڑے چیونٹی خوار" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (Myrmecophaga jubata) - بلا دانت والے جانوروں میں یہہ سب سے قدآور جانور ہے - علاوہ دم کے اُس کا طول تقریباً چار فٹ ہوتا ہے - دم جس پر نہایت لمبے اور گھنے چوھری کی طرح بال ہوتے ہیں تقریباً ایک گز کی ہوتی ہے اور اس کو اٹھا کر سیدھا کھڑا رکھتا ہے - جسم کا رنگ دھندلا خاکی ہوتا ہے - پنجوں میں مضبوط نکیلے ناخون ہوتے ہیں -

چیونٹی‌خور کے چلنے کا طریقہ عجیب ہے - تلووں کو زمین پر رکھنے کے بجائے وہ اپنے لمبے لمبے ناخونوں کو موڑ کر نیچے کر لیتا ہے اور ان ہی کے بل چلتا ہے -

اُس کے جسم میں طاقت بھی کافی ہوتی ہے اور وہ خونخوار جیگوار (Jaguar) تک کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے - دشمن کو وہ اپنی اگلی ٹانگوں سے بھالو کی طرح دبا لیتا ہے اور پھر اپنے تیز پنجوں سے چیر پھاڑ ڈالتا ہے -

بڑا چیونٹی‌خور تاریکی ہی میں باہر نکلتا ہے - وہ

عادتاً کاهل‌الوجود اور سست ہوتا ہے اور عموماً بےضرر ہے - جب تک اُس کو چھیڑا نہ جائے وہ بھی کسی سے نہیں بولتا - روشنی میں جھاڑیوں کے اندر پوشیدہ پڑا رہتا ہے -

مادہ کے ایک حمل سے ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور اس کی پرورش ماں بڑی محبت سے کرتی ہے اور جب باہر نکلتی ہے تو بچے کو پشت پر بیٹھا لیتی ہے -

بڑا چیونٹی‌خور اور اس کی دوسری نوعیں صرف جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہیں -

---

سال کی قسم

(The Manididæ.)

سال یا پینگولن (Pangolin) کی جماعت کے جانور بھی آرماڈیلو کے مشابہ ہیں کیونکہ ان کے لمبے جسم پر بھی نہایت مضبوط اور سخت ڈھالیں ہوتی ہیں - یہہ عجیب و غریب جانور ہندوستان میں بھی اکثر جگہ پایا جاتا ہے - جنوبی ہند میں اس کو "سال" اور "بن روہو" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - شمالی ہند میں "سلو" اور بنگال میں "کاٹھہ پوھو" کے نام سے مشہور ہے -

سال کے جسم کی ڈھالیں کھپریل کی طرح ایک دوسرے پر چڑھی ہوتی ہیں - اس کی لمبی چوڑی دم اور ٹانگوں کا باہری حصہ بھی ان ڈھالوں سے خالی نہیں ہوتا - اِن کے

کنارے چھری کی طرح تیز دھار کے ہوتے ہیں - خطرے کے وقت وہ جسم کا گول گول لپیٹ لیتا ہے اور پھر کسی جانور کی مجال نہیں کہ اس پر منھہ مارے - ڈھالیں سخت اس قدر ہوتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سال پر پستول کی دو گولیاں ماری گئیں پھر بھی اُن پر کچھہ اثر نہ ہوا -

سال کی ٹانگیں بہت چھوٹی چھوٹی اور پاؤں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جن سے وہ باسانی زمین کو کھود سکتا ہے -

سال کے بھی دانت قطعاً نہیں ہوتے اور تھوتھڑی اور زبان اُتنی لمبی نہیں ہوتیں جتنی کہ چیونٹی‌خور کی -

سال کی چال میں بھی وہی خصوصیت ہے جو آرما ڈیلو میں ہے یعنی وہ بھی اگلے پاؤں کے ناخونوں کو موڑ کر تلؤوں کے نیچے داب لیتا ہے اور ان ہی پر چلتا ہے -

ہندوستان کے علاوہ یہہ ملے ، جنوبی چین اور افریقہ میں بھی اکثر جگہ پایا جاتا ہے -

---

ہندوستان کا سال

(Manis pentadactylus).

ہندوستان میں پہاڑی مقاموں میں یہہ اکثر جگہ ملتا ہے لیکن اس کی زیادہ تعداد کہیں نہیں ہے - جسم کا طول دو ڈھائی فٹ اور دم جو موٹی اور چوڑی ہوتی ہے تقریباً ڈیڑھہ فٹ ہوتی ہے -

گردن اور پیٹ کے علاوہ اس کے تمام جسم پر ڈھالیں ہوتی ہیں جن کا رنگ بادامی اور کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے -
یہہ بھی رات ہی کو باہر نکلتا اور چیونٹیوں کی تلاش میں چکر لگاتا ہے - دیمک اس کی خاص غذا ہے - سال بھٹوں میں رہتا ہے جس کو وہ اپنے لمبے اور مضبوط ناخنوں سے ڈھالو اور آٹھہ دس فٹ گہرا باسانی کھود لیتا ہے - اس غار کا آخری حصہ چھہ فٹ مدور ہوتا ہے - ایک بھٹے میں اس کا ایک ہی جوڑا رہتا ہے اور وہ اس کے اندر جا کر اس کے سوراخ کو مٹی سے بند کر لیتے ہیں -
موسم سرما میں ان کے ایک یا دو بچے ہوتے ہیں - بچوں کی ڈھالیں سخت نہیں ہوتیں - عمر کے ساتھہ رفتہ رفتہ وہ سخت ہوتی جاتی ہیں -

شکم کا سال

(Manis aurita.)

یہہ ہندوستانی سال سے چھوٹا ہوتا ہے اور شکم ' ملے اور چین میں پایا جاتا ہے - اہل چین اس کا گوشت کھاتے ہیں اور چھلکوں کی کچھہ ادویات تیار کرتے ہیں -

جماعت آرڈوارک

(The Orycteropodidæ or Aard vark.)

آرڈوارک صرف افریقہ میں پایا جاتا ہے - اس جماعت

میں یہی ایک نوع ہے - اس کی ٹانگیں چھوٹی ' ناخون مضبوط اور کھودنے کے لئے موزوں - کھال دبیز اور جسم پر دور دور پر بال ہوتے ہیں - اس کی لمبی تھوتھڑی اور لعاب دار زبان ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی اُسی طبقے کا جانور ہے جس کا کہ چیونٹی‌خور ہے - اِن کے بعض بعض ڈاڑھوں کے علاوہ اور کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے جس کا طول تقریباً تین فٹ ' دم ڈیڑھ فٹ اور قد بھی ڈیڑھ فٹ کے قریب ہی ہوتا ہے -

یہہ بھی بھٹوں میں رہتا ہے جس کو وہ بڑی سرعت سے کھود لیتا ہے - تمام دن اُسی میں پوشیدہ رہتا ہے اور رات ہوتے ہی دیمک کی تلاش میں باہر نکل آتا ہے - وہ اس قدر دیمک‌خور ہے کہ اُس کا گوشت تک کھٹا ہو جاتا ہے - پھر بھی ہاٹن‌ٹوٹ قوم کے لوگ اس کا گوشت نہیں چھوڑتے -

طبقۂ گوشت‌خوار

(The Carnivora.)

دنیا کے تمام درندے اور شکاری جانور اسی طبقے میں شامل ہیں - ان کے قوی اکثر مضبوط اور خصلتیں تند ' ظالمانہ اور خونخوار ہوتی ہیں کیونکہ حصول غذا کے لئے اُن کو روز مرہ دوسرے جانور ہلاک کرنا پڑتے ہیں - ان ہی کی وجہ سے سبزی‌خور جانورں کی تعداد میں زیادتی نہیں ہونے پاتی اس لئے درندوں کا وجود بھی حکمت سے خالی نہیں - ورنہ سبزی‌خوروں کی کثرت سے دنیا کی پیداوار خود ان ہی کے لئے کافی نہ ہوتی -

اس طبقے کے جانور اکثر خشکی کے رہنے والے ہیں اور بعض دریائی بھی ہیں مثلاً وھیل - یہہ مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور اُن کا ذکر علحدہ کیا جا چکا ہے -

اگرچہ ان کی بڑی خصوصیت گوشت‌خوار ہوتا ہے تاہم اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جو علاوہ گوشت کے دوسری اشیاء بھی کھاتے ہیں مثلاً بھالو کہ اُس کو پھل ' شہد اور چڑیں بھی نہایت مرغوب ہیں اور وہ اُن کو بڑے شوق سے کھاتا ہے -

اِن کے کاٹنے والے دانتوں کی تعداد ہر جبڑے میں چھہ ہوتی ہے - اُن کے دونوں جانب ایک لمبا اور نہایت

مضبوط کیلا ہوتا ہے جو شکار کو گرفت میں لینے کے لئے نہایت کار آمد ہوتا ہے - ڈاڑھوں کی تعداد اکثر حسب ذیل ہوتی ہے :--

دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ - ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ -

مگر بعض میں ان کی تعداد مختلف ہوتی ہے -

ڈاڑھیں سامنے سے پیچھے کی طرف سلسلہوار بڑی ہوتی جاتی ہیں - ان کی قینچی نما ڈاڑھ (Carnassial tooth) سب سے بڑی ہوتی ہے اور اُس پر تیز دھاردار حلقے اُٹھے ہوتے ہیں - اوپر نیچے کی قینچی نما ڈاڑھیں باہم قینچی کی طرح رگڑتی ہیں اور گوشت کے ٹکڑے کرنے کے لئے بڑی مفید ہوتی ہیں -

یہہ جانور اکثر چھریرے جسم کے اور نہایت پھُرتیلے ہوتے ہیں - دوڑ دھوپ میں شاید ہی کسی دوسرے طبقے کے جانور اِن کی همسری کر سکیں اور زندہ شکار کے تعاقب کے لئے پھرتی اور تیزی کا ہونا ضروری بھی ہے -

تقریباً سب کے پاؤں میں بڑے بڑے اور مضبوط ناخن ہوتے ہیں - بعض کے ناخنوں میں ایک خاص وصف یہہ ہوتا ہے کہ عموماً اُن کی نوکیں گوشت کی گدّی پر رکھی رہتی ہیں اور گھسنے نہیں پاتیں - صرف جب شکار پر پنجہ چلایا جاتا ہے تو وہ باہر نکل آتی ہیں - (Retractile claws) -

اس طبقے کے اکثر جانور اپنی انگلیوں کی گدّیوں پر چلنے والے ہوتے ہیں (digitigrade) اس لئے وہ نہایت تیز رو ہیں اور اُن کی چال میں نام و نشان کو آہٹ نہیں ہوتی - شیر ، کتا وغیرہ سب انگلیوں کی گدیوں ہی پر چلتے ہیں - مستیلیڈے (Mustelidæ) جماعت کے جانور اپنا نصف تلوے اور بھالو جماعت کے جانور انسان کی طرح اپنے پورے تلوے زمین پر رکھتے ہیں (Plantigrade) -

اِن کی قوت سامعہ اور شامہ دونوں تیز اور زبان کُھر کُھری ہوتی ہے بالخصوص بلی اور سیویٹ کی جماعتوں کی زبان پر تو خاصے خار ہوتے ہیں - کھر کھری زبان کے ذریعہ سے ھڈی پر چسپاں گوشت صاف چھوٹ آتا ہے -

اس طبقے کے بعض چھوٹے چھوٹے جانوروں کے جسم کا ملائم سمور نہایت کارآمد اور قیمتی ہوتا ہے - اکثر اُن کی دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس میں بدبودار مادہ پیدا ہوتا ہے -

علاوہ آسٹریلیا کے تمام روے زمین پر یہہ پائے جاتے ہیں اور بالخصوص ایشیا اور افریقہ کے گرم حصے تو قدآور اور خوفناک گوشت خوار جانوروں کے مخزن ہیں - جو گوشت خوار آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں وہ سب کیسہ دار ہوتے ہیں اور اُن کو اُسی طبقے میں جگہ دی جاتی ہے -

گوشت خوار جانور مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہیں -

(۱) بلی (Felidæ)

(۲) کتا (Canidæ)

(۳) مسٹیلیڈے (Mustelidæ)

(۴) لکڑ بگھا (Hyenidæ)

(۵) سیوریٹ (Viverridæ)

(۶) بھالو (Ursidæ)

بلّی کی جماعت

(The Felidæ.)

گوشت خوار طبقے کی یہہ خاص جماعت ہے اور اِن میں وہ خصوصیتیں جو گوشت‌خواروں میں ہونی چاہئیے بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں - یہہ قطعاً گوشت خوار ہیں اور کوئی دوسری غذا اُن کو مرغوب نہیں - اِس کی تصدیق اُن کے دانتوں کی ساخت پر غور کرنے سے ہو سکتی ہے - اِن میں ڈاڑھوں کی تعداد کم ہوتی ہے کیونکہ سبزی خوروں کی طرح اُن کو اپنی غذا پیسنی نہیں پڑتی - دانتوں پر تیز دھاریں ہوتی ہیں اور وہ گوشت کو کاٹنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے نہایت موزوں ہوتی ہیں - اِن کے کیلے تمام جانوروں سے بڑے ' نکیلے اور مضبوط ہوتے ہیں - دانتوں کی تعداد حسب ذیل ہے :-

کاٹنے والے دانت $\frac{\text{۳—۳}}{\text{۳—۳}}$ - کیلے $\frac{\text{۱—۱}}{\text{۱—۱}}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{\text{۳—۳}}{\text{۲—۲}}$ -

ڈاڑھیں $\frac{\text{۱—۱}}{\text{۱—۱}}$ = ۳۰

ڈاڑھوں کی کمی کی وجہہ سے اُن کے جبڑے چھوٹے لیکن نہایت مضبوط ہوتے ہیں - کھوپڑی گول اور زبان خاردار ہوتی ہے جو اکثر جانوروں کی کھال تک چاٹ کر پھاڑ ڈالتی ہے -

اگلے پاؤں میں اکثر پانچ پانچ اور پچھلوں میں چار چار ناخن ہوتے ہیں - اُنگلیوں کے نیچے گوشت کی ایک موٹی تہ ہونے کے باعث اُن کی چال میں ذرا بھی آہٹ نہیں ہوتی اور اس وجہہ سے اُن کو شکار میں نہایت آسانی ہوتی ہے - یہہ شب میں شکار کرتے ہیں اور قدرت نے ان کی آنکھوں کی ساخت اس طرح رکھی ہے کہ اُن کو تاریکی میں بھی نظر آتا ہے - اِس جماعت کے تمام جانوروں میں یہہ وصف ہے کہ وہ آنکھوں کی پُتلیوں کو پھیلا کر بڑی کر سکتے ہیں جس سے کہ روشنی کی کرنیں ان کی آنکھوں میں ایک خاص تعداد میں داخل ہوتی ہیں اور اُن کو تاریکی میں بھی کم و بیش نظر آنے لگتا ہے -

یہہ اکثر پھرتیلے ہوتے ہیں اور بڑی بڑی چھلانگیں بھر سکتے ہیں - اِن کی قوت سامعہ تیز ہوتی ہے اور موچھیں لمس کا کام بخوبی انجام دیتی ہیں -

یہہ جانور گروہ پسند نہیں ہیں بلکہ یا تو قطعی تنہا یا زیادہ سے زیادہ ایک جوڑہ علحدہ زندگی بسر کرتا ہے - مشرقی نصف‌الارض میں ان کی مندرجہ ذیل نوعیں پائی جاتی ہیں —

(۱) شیر ببر (۲) باگھہ (۳) بگھّرا یا تیندوا (۴) بلی (۵) لنکس بلھاں یا سیاہ گوش (۶) چیتا اور مغربی نصف‌الارض یعنی براعظم امریکہ میں ان کی صرف دو نوعیں پائی جاتی ہیں (۱) جیگوار (۲) پیوما - آسٹریلیا میں اس جماعت

کا کوئی جانور نہیں ہوتا -

شیر ببر

(The Lion or Felis leo)

شیر ببر گوشت خوار طبقے میں جماعت بلی کی ایک نوع ہے - وہ جنگل کا بادشاہ اور عالم حیوانی کا سردار کہلاتا ہے - اُس کی متانت اور سنجیدہ شکل ' شاہانہ چال اور حیرت انگیز قوت جسمانی سب اُس کے اعلیٰ مرتبہ ہونے کی شاہد ہیں - مخلوق میں کوئی جانور نہیں جو طاقت میں اُس کی همسری کر سکے یا خوف زدہ ہوکر سہم نہ جائے - اپنے مہیب پنجے کے ایک ہی تھپڑ سے وہ بیل کی ریڑھ کی ہڈی تک چور چور کر دیتا ہے اور پوری تیزی سے بھاگتے ہوئے گھوڑے کو پیچھے کو لڑھکا دیتا ہے -

فی زمانہ شیر تمام افریقہ میں پایا جاتا ہے - ایشیا میں میسو پوتامیہ اور ایران میں ہوتا ہے - ہندوستان میں صرف کاٹھیاوار میں پایا جاتا ہے - لیکن ابھی سو سال کا زمانہ بھی نہیں گزرا کہ وہ ہندوستان کے مغربی شمالی حصے میں بھاولپور اور سندہ سے جمنا تک ملتا تھا - بندیل کھنڈ اور نربدا کے کنارے اور جنوب میں خاندیس تک بھی پایا جاتا تھا -

اب سے قبل شیر عرب ' سیریا ' اور یورپ کے جنوبی حصوں

میں بھی پایا جاتا تھا - اِس کی تعداد بھی روز بروز کمی پر ہے اور اگر یہی کیفیت جاری رہی تو جلد از جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس عظمت و شان کا جانور دنیا سے نیست و نابود ہو جائیگا -

اکثر اہل فن کی رائے تھی کہ افریقہ اور ایشیا کے شیر علحدہ علحدہ اصناف کے جانور ہیں لیکن اب زیادہتر اس امر پر متفق ہیں کہ ان دونوں میں کوئی ایسا فرق نہیں کہ جس کی بنا پر وہ علحدہ علحدہ اصناف کے جانور تصور کئے جائیں - ہاں یہہ فرق ضرور ہے کہ افریقی شیر کی گردن کے بال زیادہ بڑے اور خوش نما ہوتے ہیں اور اُن کے شکم پر لمبے بالوں کی دھاری ہوتی ہے جو ایشیائی شیر میں نہیں پائی جاتی -

ایک تجربے کار شکاری کا بیان ہے کہ افریقی شیر کی لمبائی مع دم کے تقریباً دس فٹ ہوتی ہے - ہندوستانی شیر کی پیمائش ڈاکٹر جرڈن حسب ذیل بتلاتے ہیں —

طول $\frac{1}{2}$ ۸ سے $\frac{1}{2}$ ۹ فٹ تک - قد $\frac{1}{2}$ ۳ فٹ - پنجے کا قطر $\frac{1}{2}$ ۶ انچ -

شیرنی قد میں کسی قدر چھوٹی ہوتی ہے اور اس کی گردن پر بال بھی نہیں ہوتے -

شیر کا رنگ بھورا ہوتا ہے اور جسم پر دھاری یا دھبے

نہیں ہوتے - گردن کے بال اُس کی خاص خصوصیت ہیں
جن کی وجہہ سے اُس کے چہرے سے ایک دبدبہ اور رعب
ظاہر ہوتا ہے -

اُس کا سر بہت بڑا اور آنکھیں چمکتی ہوئی ہوتی
ہیں - جسم کا پچھلا حصہ بمقابلہ اگلے کے دبلا اور کمزور
ہوتا ہے - لمبے لمبے مضبوط کیلے اور سکڑنے والے پنجے
(Retractile claws) زندہ جانور کو گرفت میں لے آنے اور
اُن کے دبیز چمڑے کو چیرنے پھاڑنے کے لئے خاص طور سے
مناسب ہوتے ہیں -

زبان نہایت کُھرکُھری خاردار ہوتی ہے - یہہ خار زبان
کے درمیانی حصے میں تقریباً $\frac{1}{4}$ انچ لمبے ہوتے ہیں اور
ایسے ٹھوس اور مضبوط ہوتے ہیں کہ چاٹتے ہی اکثر جانوروں
کی کھال سے خون بہنے لگتا ہے -

شیر کی دم کے آخر میں بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے
جس کے اندر چھوٹے سے سینگ کی شکل کا ایک خار ہوتا
ہے - اِس کے متعلق یہہ روایت مشہور ہے کہ غصہ آنے پر
وہ اُس کو اپنے جسم پر مار مار کر اپنے غیظ و غضب کو بڑھاتا
ہے - لیکن یہہ بات قرین قیاس نہیں - حق یہہ ہے کہ
اِس کے مفاد تک ابھی انسان کی فہم نے رسائی نہیں
کی ہے -

شیر کی گرج ایک نہایت ہی مہیب آواز ہے - شب

کے سنّاٹے میں جب وہ کلجان جنگل میں گرجتا ہے تو جنگل گونج اٹھتا ہے اور چھوٹے بڑے تمام حیوان خوف سے کانپ جاتے ہیں - جب شیر اور شیرنی دونوں ساتھ ہوتے ہیں تو ماند سے نکلتے ہی پہلے شیرنی گرجتی ہے اور پھر شیر - اس طرح یکے بعد دیگرے گرجتے ہوئے اُس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں کہ اُن کو شکار ملنے کی اُمید ہوتی ہے اور شکم سیر ہونے پر وہ پھر گرجنا شروع کرتے ہیں اور تمام حیوانوں کو خوف‌زدہ کر دیتے ہیں -

جولس جیرارڈ شیر کے مشہور فرانسیسی شکاری جن کو اُس ہی کی شکاری کی وجہہ سے زبان‌خلق نے شیر افگن (the lion-killer) کا خطاب دیا تھا فرماتے ہیں کہ شیر کی گرج میں دس بارہ مختلف آوازیں ہوتی ہیں - اولاً دھیمی دھیمی آهیں شروع ہوتی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کا سُر بھاری اور بلند ہوتا جاتا ہے - ہر آواز تھوڑے تھوڑے وقفہ پر ہوتی ہے -

گارڈن کمنگ صاحب شیر کی آواز کا مفصل ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "شیر کی خاص خصوصیت اُس کی آواز ہے جو نہایت پُرهیبت اور پُر اثر ہوتی ہے - بعض اوقات وہ پانچ چھہ بار نہایت پرهیبت آهیں بھرتا ہے اور پھر یہہ آهیں رفتہ رفتہ دھیمی ہوکر اس کی آواز ختم ہو جاتی ہے - بعض مرتبہ وہ بلند اور هیبت ناک گرج سے جنگل کو چونکا دیتا ہے - یہہ آوازیں بھی جلد جلد یکے بعد دیگرے پانچ

یا چھہ بار ھی ھوتی ھیں اور تیسری گرج تک بلند ھوتی جاتی ھیں پھر پانچ چھہ آوازوں تک رفتہ رفتہ دھیمی ھوتی جاتی ھیں اور پھر دور کے بادلوں کی گرج کی طرح معلوم ھوتی ھیں - اکثر ایسا ھوتا ھے کہ شیروں کا گروہ مل کر گرجتا ھوا سنائی دیتا ھے - گروہ کا ایک شیر پیش قدمی کرتا ھے اور دو تین یا چار شیر بڑے قاعدے کے ساتھہ اس طرح گرجتے ھیں کہ جیسے انسان مل کر کسی راگ کے سروں کو اُٹھاتے ھوں " -

افریقہ کے باشندے شیر کی آواز سے ایسے واقف ھوتے ھیں کہ اُس کو سن کر فوراً بتلا دیتے ھیں کہ وہ بھوکا ھے یا شکم سیر ' غصے میں ھے یا جوش و مستی میں - مشہور و معروف پادری موفت (Mofatt) صاحب تحریر فرماتے ھیں کہ " ایک شیر جو تھوڑے تھوڑے وقفے پر گرجتا تھا اور جس کی آواز وسیع میدان میں پھیل کر رفتہ رفتہ کم ھو جاتی تھی ھمارے قریب ھی سے گذرا - میں نے اُن " بلا لاؤں " کی توجہ اُس کی طرف مبذول کرائی اور اُن سے پوچھا کہ کوئی خوف تو نہیں ھے - وہ اُس آواز کی طرف ھمہ تن گوش ھوگئے گویا کسی شناسا کی آواز سن رھے ھوں اور دو ایک لمحہ تک بغور سننے کے بعد بولے کہ کوئی خوف نہیں ھے وہ پیٹ بھر چکا ھے اور سونے جارھا ھے - وہ لوگ صحیح کہتے تھے - صبح ھونے پر میں نے پوچھا کہ اُن کو کیسے معلوم ھو گیا تھا کہ شیر سونے جارھا ھے - انھوں نے جواب دیا ھمارا اُن کا رات دن کا ساتھہ ھے - وہ تو ھمارے ھمسایہ ھیں " -

شیرنی کے ایک حمل سے لے کر دو سے پانچ تک بچے ہوتے ہیں جن کی پرورش وہ بڑی محبت سے کرتی ہے - تقریباً چھہ ماہ تک وہ اُن کو دودھہ پلاتی ہے اور غذا تلاش کرنے کے علاوہ اُن کو تنہا چھوڑ کر کبھی نہیں جاتی - اس وقت شیرنی نہایت خوفناک ہو جاتی ہے اور اپنے بچوں کی حفاظت میں اپنی جان تک دینے میں دریغ نہیں کرتی - وہ کسی پوشیدہ اور تنہا مقام میں بچوں کو جنتی اور وہیں اُن کو رکھتی ہے - پیدایش کے وقت بچے چھوٹی بلی کے برابر ہوتے ہیں اور تقریباً دو ماہ میں چلنے پھرنے لگتے ہیں - جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں ماں اُن کو ساتھہ لے جاتی اور شکار کرنا سکھاتی ہے - اُس وقت گرد و نواح کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی خیر نہیں کیونکہ بچے حصول غذا ہی کی غرض سے نہیں بلکہ شکار کی مشق حاصل کرنے کے لئے بھی بیسیوں جانوروں کو روزانہ ہلاک کر ڈالتے ہیں -

شیر کے بچوں کے رنگ میں یہہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اُن کے جسم پر چھوٹی چھوٹی بادامی دھاریاں ہوتی ہیں جو جوانی تک رہتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ غائب ہو جاتی ہیں -

شیر ببر عموماً گروہ کے ساتھہ نہیں رہتا بلکہ ایک ایک جوڑا علحدہ رہتا ہے - کچھہ ماہ تک شیرنی بچوں کو شیر سے علحدہ رکھتی ہے - پھر شیر شیرنی اور بچے اُس وقت تک ساتھہ رہتے ہیں جب تک بچے خود اپنی گذر کرنے کے قابل نہ ہو جائیں اور شیر ہی پر تمام خاندان کی پرورش

کا بار ہوتا ہے - ایک صاحب کو ایک بار افریقہ میں ایک شیر کے خاندان کو شکار مارتے اور کھاتے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا - آپ نے اس واقع کا بیان اس طرح کیا ہے کہ "میرا کیمپ زو لو لینڈ میں پڑا تھا - شام کے وقت میں ہوا خوری کو قریب نصف میل نکل گیا تھا کہ زیبرا کا ایک گروہ سامنے بھاگتا ہوا نظر آیا - جب وہ مجھہ سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھے تو سب سے آگے والے جانور پر بجلی کی طرح کوئی پیلا پیلا جانور تڑپا اور اُس کے دھکے سے وہ فوراً گر گیا - مجھہ سے قریب ساٹھہ گز کے فاصلے پر ایک درخت تھا اور اس سے قبل کہ شیر کو اِدھر اُدھر نظر ڈالنے کا موقع ملے تماشہ دیکھنے کی غرض سے میں اُس پر چڑھ گیا اوپر پہنچ کر جب میں نے دیکھا تو شیر اُس خوبصورت دھاری دار جانور کو مار چکا تھا لیکن ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا - پہلے اُس نے زور زور سے آوازیں کیں اور کسی نے اس کا جواب بھی دیا - دو ایک لمحہ کے بعد ایک شیرنی معہ چار بچوں کے اُسی سمت سے دوڑتی ہوئی آئی جدھر سے زیبرا کا گروہ بھاگتا آیا تھا - اِس میں شُبہ نہیں کہ شیرنی صرف اِس غرض سے روانہ کی گی تھی کہ وہ اُس گروہ کو گھیر کر اُس مقام کی طرف لائے جہاں کہ شیر پوشیدہ تھا -

"شیر کا تمام خاندان اب زیبرا کے چاروں طرف کھڑا ہو گیا اور وہ نظارہ قابل دید تھا - بچے شکار کو چیرنے پھاڑنے کی کوشش کررہے تھے لیکن دبیز کھال میں اُن کے دانت نہ

گھسٹتے تھے - اب شیر بیٹھ گیا اور شیرنی بھی بچوں کو ھٹا کر چار پانچ گز کے فاصلے پر جا بیٹھی - تب شیر اُٹھا اور زیبرا کی لاش کو کھانا شروع کیا اور جلد اُس کی ایک پچھلی ٹانگ ختم کرکے کچھ دور جا بیٹھا - تب شیرنی اُٹھی اور اُس نے زیبرا کی کھال کو چاک کیا اور گوشت کے بڑے بڑے لقمے منھ بھر بھر کے نگلنے لگی - بچوں کو بھی کھانے سے منع نہ کرتی تھی - یہہ چھوٹے چھوٹے شیر غراتے اور لڑتے بھڑتے تھے - لیکن شیرنی اُن کی جنگ جدل کی طرف توجہ نہ کرتی تھی ہاں اگر کوئی بچہ اس کے کھانے میں مُخِل ہوتا تھا تو پنجے سے تھپڑ مار دیتی تھی - جب زیبرا کی کچھ ہڈیاں ہی باقی رہ گئی تو اُن کا چسپان گوشت نوچنے کے لئے ہزارہا گدہ آسمان پر چکر لگا رہے تھے - شیر کا خاندان اب وہاں سے چل دیا مگر شیر بار بار پیچھے نظر ڈالتا تھا کہ کوئی اُن کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے " -

عموماً شیر دن میں شکار نہیں کرتا - شام ہوتے ہی حصول غذا کی فکر اُس کو دامن‌گیر ہوتی ہے - بلی کی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح وہ بھی جب تک کہ بھوک سے مضطر نہ ہو جائے شکار کھلے میدان حملہ نہیں کرتا - اکثر اس کا یہہ دستور ہے کہ کسی جھاڑی یا راستے کے کنارے جہاں جانوروں کی آمدورفت رہتی ہے پوشیدہ ہوکر پیٹ کے بل بیٹھ رہتا اور جیسے ہی کوئی جانور قریب پہونچتا ہے بڑی سی چھلانگ بھر کر اس پر جا گرتا ہے -

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جانور کے فاصلے کا صحیح اندازہ نہ ہونے سے وہ چوک جاتا ہے - پہلی چھلانگ میں چوک جانے پر پھر شاذ و نادر ہی اُس کو کامیابی ہوتی ہے اور اکثر اُس کو اپنا سا منھہ لے کر واپس آنا پڑتا ہے - نیرنگئی قدرت کا کرشمہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ شیر جیسی خونخوار ہستی کو شکار کا تعاقب کی قوت قدرت نے عطا نہیں کی ورنہ بیچارے ضعیف اور کمزور جانوروں کا دنیا میں کہیں ٹھکانا نہ رہتا -

بھوک سے مضطر ہوکر بے باکانہ دن دھاڑے آبادیوں میں گھس کر شیر بیل بکری وغیرہ کو مار لے جاتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ ذکر ہے کہ ایک صاحب کا کیمپ افریقہ میں پڑا تھا جو کہ چاروں طرف اونچے اونچے کانٹے لگا کر محفوظ کر دیا گیا تھا اور جانوروں کو ڈرانے کی غرض سے آگ بھی روشن کر رکھی تھی - شب میں ایک شیر کانٹوں کے اونچے گھیر کو پھاند کر اندر کود آیا - دو آدمی آگ کے قریب ایک ہی کمبل اوڑھے سو رہے تھے - چنانچہ ایک کو شیر نے منھہ میں داب لیا اور باہر کود گیا - حیرت انگیز بات یہہ ہوئی کہ اُس بدقسمت کے ساتھہ جو دوسرا آدمی سو رہا تھا اُس نے بڑی دلیری سے ایک جلتی ہوئی لکڑی کھینچ لی اور شیر کے سر کو خوب زد و کوب کی لیکن بے سود ہوا - بھوک میں شیر کو نہ آگ کا خوف رہا تھا نہ مار کا -

باہر پہنچ کر اُس نے اتنی تکلیف بھی گوارا نہ کی کہ

نعش کو کہیں دور لے جائے بلکہ گھر کے قریب ہی اس
کو کھانا شروع کر دیا - ہڈیوں کے چٹکنے اور ٹوٹنے کی آوازیں
تک کیمپ میں سنائی دیتی تھیں " -

مشرقی افریقہ میں جس کا زیادہ تر حصہ گھنے جنگلوں
سے ڈھکا ہے شیر ببر کثرت سے ہیں - یورپ کی جنگ عظیم
میں اُس سرزمین میں انگریزی اور جرمن فوجوں کے درمیان
کئی سال تک جنگ چھڑی رہی تھی - شیروں کی بے
باکی کی یہہ کیفیت تھی کہ اُن مقاموں سے بھی جہاں تمام
تمام دن گولیوں کی بوچھار ہوتی تھی اور توپوں کی آواز سے
زمین تک کانپ اُٹھتی تھی وہ نہ بھاگے بلکہ شب ہوتے ہی
خندقوں کے چاروں طرف دھاڑیں مارا کرتے تھے - سپاہی ان
خندقوں میں ہی رات کو سوتے تھے اور شیروں کے خوف سے
وہ کپڑے کی چادریں اوپر پھیلا لیتے تھے - قطعاً کھلے رہنے
سے ایک پتلی سی چادر کی آڑ بھی اُن کو غنیمت معلوم
ہوتی تھی - سنتری بیچارے کو لمحہ لمحہ پر جان کا
خوف رہتا تھا - ایک افسر نے وہاں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا
ہے کہ " اگرچہ اس بات کے بہت سے آثار تھے کہ جرمن
فوج ہمارے قریب ہی پڑی ہے تاہم اس نے ہم پر حملہ
کبھی نہ کیا - برخلاف اس کے شیروں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا
کہ ہمارا ایک لمحہ بھی چین سے گذرنے دیں گے - ان کی
خوفناک گرجوں سے شب نہایت مہیب ہو جاتی تھی - ......
نڈوونامی مقام میں ایک چھوٹا سا کیمپ تھا جس کے

بیچ میں تین سپاہی ایک جھونپڑی میں سو رہے تھے - ایک شیر بغیر آہٹ یا آواز کئے اُس کے اندر آ گیا اور سوتے ہوئے سپاہیوں میں سے ایک کو منھہ میں داب لیا - بیچارے کے منھہ سے ایک درد ناک آواز نکلی پھر بالکل سناٹا ہوگیا '' -

اگرچہ یہہ جانور گروہ میں نہیں رہتا پھر بھی افریقہ کے شیر اکثر مل کر شکار کرتے ہیں اور بڑی ہوشیاری سے ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں - جن مقاموں میں شکار کی کمی ہوتی ہے اُن میں بالخصوص وہ اسی تدبیر سے کام لیتے ہیں - دن دھاڑے دس بارہ شیر مل کر کسی جانور کو پہاڑ کی کسی تنگ وادی میں گھیر لے جاتے ہیں جہاں کہ گروہ کے کچھہ شیر پہلے ہی چھپے رہتے ہیں اور جیسے ہی جانور ان کے قریب پہنچتا ہے وہ اس پر حملہ آور ہوتے ہیں -

شیر کی قوت جسمانی تعجب خیز ہے - بالخصوص اُس کے پنجے کا تھپڑ نہایت ہی مہیب ہوتا ہے - وہ پورے قد کے گائے بیل کو پکڑ کر چوڑی چوڑی خندقیں پار کر جاتا ہے اور ان کو اٹھا کر دس بارہ فٹ بلند دیوار کود جاتا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے - لیکن اس کی قوت میں مبالغہ بھی اکثر کیا جاتا ہے - مثلاً اکثر لوگ کہتے ہیں کہ شیر گائے بیل کو اُٹھا کر اس طرح لے جاتا ہے جیسے بلی چوہے کو داب لے جاتی ہے - یہہ قابل یقین نہیں - اصل یہہ ہے کہ گائے بیل کا اگلا حصہ ہی منھہ میں دبا رہتا ہے باقی

جسم زمین پر رگڑتا چلتا ہے - شیر کے آنے کی خبر پاتے ہی لوگوں کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں رہ جاتے اور اُس اضطراب کے عالم میں اُن کو اِس کا کافی احساس نہیں ہوتا کہ وہ گائے بیل کو چوہے کی طرح دابے تھا یا کس طرح ؟

شیر بڑا نقصان رساں جانور ہے اور اس لئے انسان نے بھی قتل الموذی قبل الایذا پر عمل کرتے ہوئے اس کو دنیا سے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا - فرانس کے ایک مشہور شکاری نے تخمینہ کیا ہے کہ ملک الجیریا میں ہر سال ایک ایک شیر چھہ ہزار فرنیک (تقریباً چھہ ہزار سات سو پچاس روپیہ) کے گھریلو جانور مار ڈالتا ہے - عموماً شیر کی عمر پچیس چالیس سال کی ہوتی ہے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر شیر کس قدر نقصان پہنچاتا ہے -

شیر کی خصلت اور عادتوں کے متعلق لوگوں کی مختلف رائیں ہیں - پہلے قیاس یہہ تھا کہ وہ ایک نہایت نیک طینت اور شریف جانور ہے - اصل یہہ ہے کہ وہ عالم حیوانی کا سردار ہے اور اُس کی طاقت اور رعب و داب عالم انسان میں ضرب المثل ہیں - چنانچہ اکثر ملکوں میں ہمت ، طاقت ، گرج ، وغیرہ کے لئے اسی کی مثال دی جاتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اُس میں بعض ایسے اوصاف حمیدہ بھی مان لئے گئے تھے جو دراصل اُس میں نہیں پائے جاتے - مثلاً مشہور و معروف عالم علم حیوانات بفان

(Buffon) کی راے ھے کہ اس کے مزاج میں سختی، تلدی، دلیری، علاوہ شرافت نیکی، احسان مندی اور رحم کے اوصاف بھی پائے جاتے ھیں -

لیکن اھل فن کے ذاتی تجربوں کا یہہ نتیجہ ھے کہ اب اُس کی نیک نفسی کا پردا فاش ھوتا جاتا ھے - اُس کے متعلق جو اوصاف حمیدہ مشہور تھے وہ محض قیاسی ھی نکلے اور وہ بلند مرتبہ سے گر کر اپنی اصل پر کہ وہ بھی محض ایک حیوان مطلق ھے آگیا ھے - ڈاکٹر لونگسٹن فرماتے ھیں کہ "شیر کی عادتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد مجھے معلوم ھوا کہ اُس میں نہ وہ سختی ھی ھے نہ تلدی اور نہ وہ شرافت جو اس میں بتائی جاتی ھیں" - سر سیمول بیکر تحریر فرماتے ھیں کہ "ایسے اکثر واقعات بتائے جا سکتے ھیں کہ شیر نے نہ وہ شرافت دکھائی نہ ھمت جس کے لئے کہ وہ مشہور کیا جاتا ھے" -

مسٹر سیلوس شیر کے ایک نئے ھجوگو ھیں - آپ فرماتے ھیں "کہ شیر کو شاندار کہنا قطعاً نا مناسب ھے - میری تو ھمیشہ یہی رائے رھی ھے - جب کبھی وہ دن میں نظر آتا ھے تو اس کے طور و طریق بزدلوں اور چوروں کی طرح ھوتے ھیں جو شان کے بالکل خلاف ھیں - شاندار معلوم ھونے کے لئے یہہ ضروری ھے کہ وہ اپنا سر اونچا اتھا کر چلے - لیکن عموماً شیر کا یہہ دستور نہیں - چلنے کے وقت اس کا سر پشت سے نیچا رھتا ھے - جب انسان کی

آمد و شد کا اس کو شبہہ ہوتا ہے تو ضرور وہ سر اُٹھا کر دیکھتا ہے لیکن فوراً ہی پھر جھکا کر بھاگ جاتا ہے - ہاں جب اس کو بھاگنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ جم کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا منھہ اور چمکتی ہوئی آنکھیں پھاڑ کر اور سر نیچے جھکا کر دھیمی آواز سے غرّاتا ہے اُس وقت بےشک اُس کو دیکھہ کر انسان کے ہوش و حواس مختل ہو جاتے ہیں - مگر شان اور شرافت کا تو اس کی شکل میں کہیں نام و نشاں تک نہیں ہوتا " -

ایک قدیم روایت یہہ مشہور ہے کہ شیر جیفہ خوار نہیں ہے یعنی دوسرے کا مارا ہوا مردار گوشت نہیں کھاتا بلکہ جانوروں کا خود شکار کرکے کھاتا ہے - یہہ بھی غلط ہی ثابت ہوا - بھوک میں وہ سڑا گلا گوشت بھی نہیں چھوڑتا -

بعض بعض لوگ شیر کی یہاں تک ہجو کرتے ہیں کہ اُس کو بزدل کہنے میں بھی پس‌وپیش نہیں کرتے - حق یہہ ہے کہ دوسرے حیوانوں کی طرح شیر بھی مختلف خصلتوں کے پائے جاتے ہیں - اس کی عادتیں اور خصلتیں باختلاف حالات مختلف ہوتی ہیں جہاں غذا بہ‌آسانی نہیں ملتی وہاں وہ دلیر ' خونخوار اور ظالم ہو جاتا ہے اور جہاں غذا بلا تکلیف حاصل ہوتی رہتی ہے وہاں اس میں دلیری اور تندی وغیرہ نہیں رہ جاتیں - اپنی حفاظت کی فکر شیر کو بھی ہوتی

ھے اور جب تک اُس کو بھاگنے کا موقع ملتا ھے وہ مقابلے پر آمادہ نہیں ھوتا - اس لئے اگر وہ انسان کے سامنے سے کبھی بھاگ بھی جاے تو بزدل نہیں کہا جاسکتا -

بلا وجہ خون ریزی کرنا اور شکم سیر ھونے پر کسی چھوتے بڑے جانور کو ایذا دینا اُس کی طبیعت کے بالکل خلاف ھے - یہہ وصف تو اس میں ضرور قابل مدح ھے -

یہہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ آیا شیر انسان سے خائف ھے یا نہیں لیکن اس میں شبہ بھی نہیں کہ انسان کی عظمت کا سکہ اس کے دل پر بھی پوری طور سے جما ھے - جب تک وہ بھوک سے مضطر نہیں ھوتا اس وقت تک انسان پر حملہ‌آور نہیں ھوتا اور اگر بھاگنے کا موقع مل جاے تو نہتّے آدمی کے سامنے سے بھی ھٹ جانے ھی میں عقلمندی سمجھتا ھے - ڈاکٹر لونگسٹن فرماتے ھیں کہ اگر شیر دفعتاً آدمی کے سامنے آ جاتا ھے تو پہلے کھڑا ھوکر دو ایک لمحہ تک گھُورتا ھے - پھر گھوم کر بظاھر نہایت بے خوفی سے آھستہ آھستہ چلتا ھے لیکن بار بار گھومتا اور دیکھتا جاتا ھے کہ اُس کا تعاقب تو نہیں کیا جارھا ھے - جب کچھہ فاصلے پر پہنچ جاتا ھے تو قدم بڑھاتا اور آھستہ آھستہ بھاگنا شروع کردیتا ھے اور بالاخر جب اُس کو یقین ھو جاتا ھے کہ وہ آدمی کی نگاہ سے بالکل اوجھل ھوگیا تو خرگوش کی طرح دُم دبا کر نکل بھاگتا ھے -

سر ولیم ھیرس تحریر فرماتے ھیں کہ ”شاید ھی

کوئی دن ایسا ہوتا ہو جب دو تین شیر ہم کو راہ میں نہ ملتے ہوں مگر دنیا کے اور تمام جانوروں کی طرح وہ بھی انسان سے خائف ہوکر بھاگ ہی جاتے ہیں - شیروں سے ملاقات ہو جانے پر ہم لوگ کچھہ خوفزدہ تو ضرور ہوتے تھے لیکن اگر ہماری طرف سے کوئی خصومت ظاہر نہیں کی جاتی تھی تو وہ بھی کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے تھے " -

آدمی کو نیچے گرا لینے کے بعد بھی اس کے دل پر انسان کی بے نظیر طاقت کا سکہ جما رہتا ہے اور اُس کو فوری مار ڈالنے کی ہمت نہیں ہوتی بلکہ کچھہ دیر تک غرّاتا دم ہلاتا فکرمند کی طرح اس کے اوپر کھڑا رہتا ہے - فطرتاً انسان سے ہیبت ہونے کے باعث ایک بار ڈاکٹر لونگسٹن کی جان بچ گئی - ان کو زمین پر گرا کر حسب معمول شیر ان کے اوپر کھڑا ہوگیا اور ان کے ایک ہمراہی کو اُس پر گولی چلانے کا موقع مل گیا - اِس پر شیر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ کر گولی چلانے والے پر جھپٹ پڑا -

انسان کی زبان میں قدرت نے وہ ہیبت اور جلال عطا کیا ہے کہ خونخوار سے خونخوار حیوان بھی ایک مرتبہ اس سے ضرور خائف ہو جاتا ہے - مسٹر گارڈن کمنگ کو ایک بار اس کا تجربہ ہوا - ایک شیرنی کو اونھوں نے زخمی کیا - غضب آلود ہو کر وہ ان پر جھپٹنے ہی کو تھی کہ انھوں نے پکار کر کہا " دیکھہ سنبھل کر " ان الفاظ کو سنتے ہی شیرنی ٹھٹک گئی - شکاری بھی آہستہ آہستہ

پہنچے ھٹتا گیا اور شیرنی کو برابر کسی نہ کسی کلمے سے مرعوب کرتا گیا - وہ کھڑی دیکھتی رھی مگر حملہ کرنے کی ہمت نہ کرسکی - لیکن محض شور و غل کا کوئی اثر جانور پر نہیں ہوتا -

انسان عجیب آفت کا پرکالہ ہے کہ شیر جیسی خونخوار اور وحشی ہستی پر بھی قابو پالیتا ہے اور پھر وہ اپنے آقا سے خائف ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھہ محبت سے پیش آتا ہے - چنانچہ کچھہ عرصہ ہوا کہ پیرس میں ایک ایسا واقعہ گزرا کہ ایک کٹھرے میں اونیس شیر بلند تھے جن میں سے چھہ کی تربیت ایک آدمی نے کی تھی اور بقیہ کی دوسرے شخصوں نے - شیروں کا تماشہ دکھانے کی غرض سے پہلا شخص کٹھرے میں داخل ہوا - اچانک اس کا پیر پھسل گیا اور گرتے ہی اس پر دوسرے شیر حملہ کر بیٹھے - یہہ واقعہ دیکھہ کر اس کے تربیت کردہ شیروں میں سے ایک اس کی امداد کو پہنچ گیا اور تمام شیروں کو مار کر ھٹا دیا -

باگھہ

(The Tiger or Felis tigris.)

باگھہ کو دیکھنے ھی سے ظاھر ھو جاتا ھے کہ وہ بلی کی جماعت کی ایک نوع ھے کیونکہ جسمانی ساخت میں دونوں اس قدر مشابہ ھیں کہ باگھہ کو بڑی بلی کہنا کچھہ نازیبا نہ ھوگا - گوشت‌خوار طبقے کا یہہ شان‌دار جانور بجز براعظم ایشیا کے اور کہیں نہیں پایا جاتا - ھندوستان میں شمال سے جنوب تک تقریباً ھر جنگل میں اور ھند کے علاوہ چین ، کوریا ، ملے اور سوماترا اور بورنیو کے جزیروں میں پایا جاتا ھے - ھند سے مشرق کی جانب ایران سے جارجیا تک بھی ھوتا ھے - اس نوع کے سب سے بڑے طاقتور اور خوفناک جانور صوبہ بنگال میں پائے جاتے ھیں -

قد میں یہہ شیر سے کم نہیں ھوتا - طول نو یا ساڑھے نو فٹ اور بعض کا اس سے بھی زائد ھوتا ھے - اگلی ٹانگوں کا دور تقریباً دو فٹ اور گردن درخت کے تنے کی طرح موٹی ھوتی ھے - اس کے طاقتور پنجے اور خوفناک دانت گویا موت کی مجسم تصویر ھیں - بجز شیر کے اور کسی جانور کا پنجہ اس قدر مہیب نہیں ھوتا -

باگھہ کا رنگ ھلکا زرد ھوتا ھے اور جسم پر بادامی یا سیاہ دھاریاں ھوتی ھیں - ان دھاریوں کا طرز سب میں جدا جدا ھوتا ھے - بعض میں وہ دُھری ھوتی ھیں یعنی

اُن کا ایک ایک جوڑہ متوازی اور علحدہ علحدہ معلوم ہوتا ہے -

جو باگھہ گرم ملکوں میں پائے جاتے ھیں اُن کے جسم کی دھاریاں چمکتی ہوئی ہوتی ھیں اور صاف نظر آتی ھیں بخلاف سرد ملک والوں کے کہ جن کی دھاریاں دھندلی ' جسم کا رنگ ھلکا ' اور بال کچھہ بڑے ھوتے ھیں -

باگھہ کی روے زمین پر کل ایک ھي قسم ھے - ھندوستان میں عوام‌الناس اکثر اُس کے تین اقسام مانتے ھیں - (۱) لودیا باگھہ ' (۲) اونتیا باگھہ ' اور (۳) مردم خوار باگھہ - لیکن یہہ تفریق محض ان کی عادتوں اور غذا پر مبني ھے -

لودیا کے نام سے وہ باگھہ موسوم کئے جاتے ھیں جو گھنے جنگلوں میں رھتے اور جنگل کے جانوروں کو مار کر اپنی زندگی بسر کرتے ھیں - یہہ آبادیوں کے قریب کبھی نہیں آتے اور انسان کو دیکھہ کر بھاگتے ھیں - برخلاف اس کے اونتیا باگھہ ھمیشہ جنگل کے کنارے رھتا اور آبادیوں کے قُرب و جوار میں چکّر لگایا کرتا اور گائے بیل بھینس بکری وغیرہ پر گذر بسر کرتا ھے - پالتو اور گھریلو جانوروں کے پکڑنے میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرنا پڑتی اس لئے جنگلی جانوروں کو پکڑنے کی تکلیف وہ کبھی گوارا نہیں کرتا - مردُم خوار باگھہ ھمیشہ مُسن ھوتے ھیں اور اگر ان کی ڈاڑھہ کو گوشت کا ذائقہ لگ جاتا ھے تو یہہ سب سے زیادہ خطرناک ھو جاتے ھیں -

کٹھرے میں مقید باگھ کے دبلے چھریرے جسم کو دیکھ کر اس قوی ھیکل جانور کا اندازہ نہیں ھوتا - جنگلی باگھ چھریرے جسم کا نہیں ھوتا بلکہ اس کے جسم پر جگہ جگہ لوھے کی طرح سخت اور مضبوط پٹھوں کی تھالیں چڑھی ھوتی ھیں - ٹانگوں کے دور اور پنجوں کے گھیرے حیرت انگیز ھوتے ھیں - اس کا وزن پانچ چھہ من سے کم نہیں ھوتا - ایسا عظیم اور وزنی جانور جب تڑپ کر گائے ' بیل ، ھرن وغیرہ پر گرتا ھے تو اس کے دھکّے ھی سے وہ بے ھوش ھو جاتے ھیں -

باگھ شیر کی طرح پنجے کا تھپّڑ نہیں مارتا بلکہ دونوں پنجوں سے اپنے شکار کے جسم کو پکڑ لیتا ھے جس سے کہ اس کے ناخون گوشت میں پیوست ھو جاتے ھیں اور پھر وہ اپنے دانتوں سے چیرتا پھاڑتا ھے -

عموماً باگھ گھنے جنگلوں میں رھتا ھے لیکن گرمی کے موسم میں پیاس کی تکلیف سے جنگلوں سے باھر آجاتا اور کسی چشمے یا جھیل کے قریب جھاڑیوں میں پوشیدہ رھتا ھے - اگر کہیں کوئی شکستہ مکان مل جاتا ھے تو اسی میں رھنے لگتا اور اکثر ٹوٹی ھوئی دیواروں پر دھوپ میں پڑا نظر آتا ھے - اُس کو اپنی جائے سکونت سے بڑی محبت ھوتی ھے اور غذا کی تلاش میں چکر لگانے کے بعد ھمیشہ وھیں پہنچ کر آرام کرتا ھے -

مسٹر والٹر ایلیٹ لکھتے ھیں کہ "جنوبی ھند کے جنگلوں

اور پہاڑی مقاموں میں ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور جب کھیت تیار ہوا جاتے ہیں تو میدانوں میں نکل آتے ہیں - اکثر جگہ وہ بے حد نقصان پہنچاتے اور برآمدوں میں سوتے ہوئے آدمیوں کو اُٹھا لے جاتے ہیں - مادہ کے دو سے لے کر چار تک بچے ہوتے ہیں مگر ان کی پیدایش کا کوئی خاص موسم نہیں ہے - زیادہ تر وہ گھریلو گائے بیلوں کا شکار کیا کرتے ہیں مگر موقع ملنے پر جنگلی سؤر وغیرہ بھی مار لیتے ہیں - خصلتاً باگھہ بزدل جانور ہے اور جب تک زخمی نہیں ہو جاتا یا اُس سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی جاتی وہ سامنا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا - اکثر ایسے واقعات تجربے میں آئے ہیں کہ گائے بیلوں کے گروہ نے اُس کو بھگا دیا - ایک مرتبہ سرکار کو رپورٹ ہوئی تھی کہ بھینسوں کے ایک گروہ نے باگھہ پر حملہ کر کے اُس کے منھہ سے چرواہے کے لڑکے کو چھڑا لیا -"

"اگرچہ باگھہ اکثر جنگلی سؤر کو مار لیتا ہے تاہم کبھی کبھی وہ خود سؤر کا شکار ہو جاتا ہے - ایک دفع میں نے ایک باگھہ کی لاش دیکھی تھی جس کو مرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا - اُس کے زخم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سؤر کے دانتوں سے اُس حالت کو پہنچا ہے - ایسے ہی دو چشم‌دید واقعات مجھہ کو میرے ایک دوست نے سنائے" -

"اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ باگھہ اُسی جانور کا گوشت کھاتا ہے جس کو کہ وہ خود ہلاک کرتا ہے اور وہ بھی

جھفہ خوار نہیں مگر مجھے اس کے خلاف یہہ ثبوت ملا
کہ ایک مادہ اور اُس کے چار بڑے بڑے بچوں نے ایک
بیل کی لاش جو کسي مرض سے مر گیا تھا کھا ڈالی ۔
میں نے خود اُس لاش کو شام کے وقت دیکھا اور دوسرے دن
سنا کہ شب میں باگھوں کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں ۔
پاؤں کے نشانات کے ذریعہ سے تلاش کیا تو مجھہ کو
معلوم ھوا کہ لاش کو مادہ ایک کھیت میں گھسیٹ لے گئی
تھی اور اس کی ھڈیوں تک سے تمام گوشت چھڑا کر کھا
گئی ۔ اِس کے بعد اُس نے ایک دوسرا زندہ بیل بھی مارا
اور کچھہ حصہ ھی کھا کر چھوڑ دیا ۔ خان‌دیش سے
مجھے ایک مشہور شکاری نے ایک واقعہ لکھا تھا کہ انھوں
نے ایک باگھنی ماری اور اپنے کیمپ میں واپس آکر اس
کی لاش منگا نے کی غرض سے ھاتھی بھیجا ۔ اُنھوں نے
واپس آکر خبر دی کہ باگھنی کو اُنھوں نے زندہ پایا ۔
دوسرے دن صبح شکاری پھر گئے تو دیکھا کہ باگھني کي
لاش ایک دوسرا باگھہ ایک نالے میں گھسیٹ لے گیا تھا
اور اُس کا نصف جسم کھا بھی ڈالا تھا ۔ یہہ دوسرا باگھہ
بھی شکاریوں کو قریب ھی ملا جس کو انھوں نے مار
بھی لیا " ۔ (۱)

بلّی کي جماعت کے دوسرے جانوروں کی خصلت کے

Catalogue of Mammalia, South Marhatta Country. (۱)

خلاف باگھہ کو پانی سے بڑی الفت ہوتی ہے اور گرمی میں وہ اکثر تیرا کرتے ہیں - سنگاپور میں باگھہ کبھی کبھی سمندر تیر کر پہنچ جاتے ہیں - جوھار نامی جزیرے سے کود کر درمیان کے چھوٹے چھوٹے جزیروں پر ہوتے ہوئے یہہ سمندر پار کر آتے ہیں -

باگھہ عموماً درختوں پر نہیں چڑھتا لیکن غالباً چڑھہ سکتا ہے کیونکہ جب دریاؤں کے ساحلی جنگل طغیانی کے زمانے میں ڈوب جاتے ہیں تو وہ درختوں پر پناہ لیتے دیکھے گئے ہیں -

ماں اپنے بچوں سے بڑی محبت سے پیش آتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے چوکنّی رہتی ہے - تقریباً دو سال تک وہ بچوں کو اپنے همراہ رکھہ کر اُن کی پرورش کرتی ہے لیکن ایک مشہور مصنّف تحریر فرماتے ہیں کہ "بھوک سے بے چین ہوکر وہ بعض اوقات اپنے بچوں ہی کو کھا جاتی ہے - جب وہ ماں کے دودھہ ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ غذا کے بھی متمنی ہوتے ہیں تو ماں دوسرے جانوروں کو مار مار کر ان کو شکار کا طریقہ سکھاتی ہے - اُس وقت ماں تربیت اور تعلیم کی غرض سے بلاوجہ بھی کشت و خون کرتی ہے - غالباً اُس کا یہہ عمل بچوں میں جوش پیدا کرنے اور ان کو خونخوار بنانے کی غرض سے ہوتا ہے - بچے بھی نہایت خونخوار ہو جاتے ہیں اور تین چار گائے بیل

ایک ساتھہ مار ڈالا اُن کے نزدیک ایک معمولی کھیل ہوتا ہے - " (۱)

اپنی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح باگھہ کا بھی دستور ہے ہے کہ کسی پوشیدہ مقام میں چھپ کر یکایک شکار پر کود پڑتا ہے - جانور کو مار کر اکثر اُسی مقام پر نہیں کھاتا بلکہ لاش کو کسی محفوظ اور تنہائی کے مقام میں گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور اول جسم کا پچھلا حصہ کھانا شروع کرتا ہے - شکم سیر ہوکر پانی پیتا اور پھر کسی جھاڑی میں سو رہتا ہے - اُس کو ہضم کرکے پھر واپس آتا اور لاش کے باقی حصوں کو کھاتا ہے -

باگھہ کی خصلتوں کے بارے میں بھی بہت سی بے بنیاد روایتیں مشہور ہیں - جتنی شیر میں شرافت مشہور تھی اتنا ہی باگھہ کمینہ مانا جاتا ہے - گمان یہہ تھا کہ باگھہ کو بلاوجہ بھی کشت و خون میں لطف حاصل ہوتا ہے خواہ وہ بھوکا ہو یا نہ ہو اور جو زندہ جانور اس کی نظر سے گذرے اُسی کی جان لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے - یہہ بھی ایک غلط قیاس ہے - فطرتاً شیر اور باگھہ دونوں کی خصلتیں بزدل ہوتی ہیں اور وہ اپنے آپ بلاوجہ کسی خطرے میں نہیں پڑنا چاہتے - ہاں اتنا ضرور ہے کہ بمقابلہ شیر کے باگھہ زیادہ بے باک ہوتا ہے اور بھوکا ہونے پر علانیہ حملہ

"The Royal Tiger of Bengal," by Sir J. Fayrer. (۱)

کرتا ہے - جو جانور سامنے آجاتا اُسی پر آنکھہ بند کی اور جا جھپٹتا اور اپنی حفاظت تک کا خیال چھوڑ دیتا ہے -

انسان سے باگھہ بھی دوسرے تمام جانوروں کی طرح خائف رهتا ہے - آدمی کو دیکھہ کر حتی‌الامکان اس کی یہی کوشش هوتی ہے کہ کسی جھاڑی میں پوشیدہ هوکر بیٹھہ رہے اور اگر یہہ یقین هو جاتا ہے کہ انسان کی نظر اس پر نہیں پڑی ہے تو وہ آهستہ آهستہ چور کی طرح کِھسک جاتا ہے - اگر اتفاقیہ کوئی آدمی اس کے سامنے هی آ جائے تو چونک کر غرّاتا اور دور پڑتا ہے - لیکن اس وقت بھی صرف اپنی حفاظت کے لئے دهمکی دینا چاهتا ہے اور آواز دینے هی سے لوٹ پڑتا ہے -

پھر بھی وہ حیوان هی ہے اور اکثر ایسے خوفناک باگھہ دیکھے گئے هیں کہ جو بلاوجہ بھی انسان پر حملہ‌آور هوتے هیں - غرض کہ " جنگلوں میں جس قدر زیادہ تجربہ حاصل کرنے کے لئے گشت لگائے جائیں یہہ ثابت هوتا جائے گا کہ بلی کی جماعت کے خصائل کے متعلق کوئی یقینی بات نہیں کہی جا سکتی - اُن کی خصلتیں اُتنی هی مختلف هوتی هیں جتنی کہ همارے گھریلو کتوں کی - " (۱)

باگھہ کی گرج اور حملہ اکثر بندربھبکی کی طرح هوتا ہے - اگر شکاری استقلال کے ساتھہ اس کے سامنے ڈٹا

---

(۱) Hicks, "Forty years Among the Wild Beasts of India"

رہے تو وہ ٹھٹھک جاتا ہے اور منھہ پھیر کر بھاگ جاتا ہے - برخلاف اس کے اگر آدمی خوف زدہ ہوکر بھاگ نکلے تو اُس کی کسی طرح خیر نہیں -

بعض بعض باگھہ مردُم‌خوار ہو جاتے ہیں - وہ انسان سے خائف ہونے کے بجائے اس کی تلاش میں چکر لگاتے پھرتے ہیں - یہہ اکثر کہن‌سالہ ہوتے ہیں - اُن کے دانت تو گر چکتے ہیں اور دوڑ بھاگ کر جنگل کے جانوروں کو پکڑنا اُن کی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے - اِن کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں اوجاڑ ہو جاتے ہیں کیونکہ آدمیوں کو نکلنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے - اب تو جنگلوں میں کمی ہوتی جاتی ہے مگر ڈاکٹر جرڈن تحریر کرتے ہیں کہ سنہ ۱۸۵۹ ع تک صرف ضلع منڈلا صوبہ متوسطہ میں ہر سال مردم‌خوار باگھہ دو تین سو آدمیوں کی جان لے ڈالتے تھے - آپ لکھتے ہیں کہ مجھے بستر میں جو ناگ‌پور سے جنوب و مشرق میں ہے سفر کرنے کا اتفاق ہوا - مردم‌خوار باگھوں کے باعث اکثر مقامات اُجڑے ہوئے پڑے تھے اور بعض گاؤں میں میں نے دیکھا کہ لٹھوں کے اونچے گھیرے بھی بنائے گئے تھے -

انسانی عقل کا مقابلہ کرتے کرتے مردم‌خوار باگھہ ایسا چالاک اور دلیر ہو جاتا ہے کہ اُس کا پتا لگانا اور مارنا نہایت دشوار ہوتا ہے کیونکہ وہ زیادہ وقت تک کسی مقام پر قیام نہیں کرتا اور بخوبی سمجھتا ہے کہ جس جگہ وہ کسی انسان کی جان لے چکا ہے وہیں اس کی کافی تلاش کی جائے

گی اور اُس کو ہلاک کرلے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا - اِس لئے وہ آدمی کو مار کر اُس مقام سے فوراً بھاگ جاتا ہے اور رات ہی رات میں بیس پچیس میل کے فاصلے پر پہنچ کر سانس لیتا ہے - جو باگھ صرف جانوروں ہی کو مارتے ہیں وہ اس طرح کبھی نہیں بھاگتے -

باگھ کی جسمانی طاقت حیرت انگیز ہے - گائے بیل کو منھ میں پکڑ کر اونچی اونچی جھاڑیاں وہ باسانی کود جاتا ہے - ایک صاحب میجر کیمبل اِس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں - تنگ بھدرا ندی کے قریب ایک باگھ نے ایک بڑے بیل کو ایک کھیت میں مارا - کھیت کی میڈوں پر چاروں طرف چھہ فٹ اونچی جھاڑیاں تھیں - میجر صاحب وہیں قریب میں موجود تھے اور خبر پاتے ہی پہنچے تو دیکھا کہ باگھ بیل کو اٹھا کر باہر کود گیا تھا - نہ تو بیل کو گھسیٹنے کا کوئی نشان تھا نہ جھاڑیاں ہی کہیں ٹوٹی ہوئی تھیں - صرف اس کے چار گہرے نشان کھیت میں بنے ہوئے تھے - بظاہر باگھ نے چھلانگ کر جھاڑی کو پار کیا تھا -

ہندوستان میں باگھ بڑا نقصان رساں ہے - اگرچہ اکثر وہ گھنے جنگل ہی میں رہتا ہے تاہم گرد و نواح کی بستیوں میں چکر لگا کر حتی الامکان اپنی گزر بسر کرتا گھریلو جانوروں ہی پر کیا کرتا ہے - اسی وجہ سے جہاں جنگلوں کا قرب ہوتا ہے گائے بیلوں کے بڑے بڑے گروہ ایک ساتھ چرنے بھیجے

جاتے هیں اور وہ ایسے بےخوف هو جاتے هیں کہ باگھہ کے حملے سے ذرا خوف‌زدہ نہیں هوتے - میجر کیمبل ایک اور دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے هیں کہ وسط هند میں ایک چھوٹا لڑکا روزانہ بھینسیں چرانے کو ایک جنگل میں جاتا تھا جہاں ایک خوفناک باگھنی معہ اپنے چار بچوں کے اکثر دیکھی جاتی تھی - باگھنی نے اُس لڑکے کو پکڑنے کی بار بار کوشش کی لیکن بھینسیں اُس کی همیشہ حفاظت کر لیتی تھیں - باگھنی کو آتے دیکھہ کر تمام بھینسیں اس پر حملہ‌آور هوکر اس کو بھگا دیتی تھیں - اُس لڑکے کو بھی بھینسوں پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ بلا پس و پیش ان کے ساتھہ چلا جاتا تھا - بد قسمتی سے اُس لڑکے کو ایک دن کھیل کی دھن سمائی اور ایک اور لڑکے کو اپنے همراہ لے گیا - کھیل کود میں دونوں ایسے محو هوئے کہ اُن کو یہہ خیال بھی نہ رہا کہ فاصلے پر نہ جانا چاهئے - اُس دن باگھنی کو اچھا موقع هاتھہ لگ گیا - جب لڑکوں نے اُس کو معہ اپنے بچوں کے آتے دیکھا تو وہ بھینسوں کی طرف بھاگے اور بھینسیں بھی اُن کی حفاظت کی غرض سے فوراً دوڑیں لیکن باگھنی کو کامیابی هو گئی اور وہ اس نئے لڑکے کو اٹھا لے گئی -

میجر کیمبل کا کیمپ اس موقع سے دور نہ تھا - خبر ملتے هی وہ وهاں پہنچے اور دوسرے دن باگھنی کو مار بھی لیا - حیرت‌انگیز بات یہہ تھی کہ دوسرے دن اُس بے خوف لڑکے کو بھینسوں کے ساتھہ انھوں نے جنگل هی میں پایا -

اُس سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ مجھے باگھنی کا مطلق ڈر نہیں اور ایک بڑی بھینس کی طرف اشارہ کرکے بولا کہ جب تک وہ میرے پاس ہے مجھے کوئی باگھہ نہیں مار سکتا - (۱)

---

(۱) "Field Sports of India," by Major Walter Compbell.

بگھرا اور تیندوا

(The Panther and the Leopard—Felis pardus.)

بلی کی جماعت کے یہہ دونوں گلدار جانور ہیں - گلوں کے ذریعہ سے یہہ باگھہ سے جس کے جسم پر دھاریاں ہوتی ہیں فوراً ممتاز کئے جا سکتے ہیں -

بگھرا اور تیندوے کی جسمانی ساخت ایک دوسرے کے مشابہ ہے مگر دونوں میں فرق بھی ہے اور اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ آیا دونوں ایک ہی صنف کے افراد ہیں یا علحدہ علحدہ دو صنفیں ہیں - اہل فن کووے صاحب نے ان کو علحدہ علحدہ صنفوں کا مانا ہے - لیکن اکثر ماہرین جنہوں نے کہ ہندوستان میں ان دونوں جانوروں سے واقفیت حاصل کی ہے متفق الرائے ہیں کہ یہہ دونوں ایک ہی صنف (Species) کے افراد (Varieties) ہیں -

دونوں کے اختلاف حسب ذیل ہیں -

(۱) بگھرا (Panther) بہ نسبت تیندوے کے بڑا ہوتا ہے اُس کا رنگ ہلکا زرد اور پیٹ سفید ہوتا ہے - بال چھوٹے چھوٹے مگر گھنے ہوتے ہیں - کھوپڑی کسی قدر لمبی ہوتی ہے اور یہی اِس کی اعلی شناخت ہے - اُس کا جسم بھاری نہیں بلکہ چھریرا ہوتا ہے - جسم کا طول اکثر ساڑھے چار فٹ سے پانچ فٹ تک - اور دم پونے تین فٹ سے تین فٹ تک ہوتی ہے - یہہ اکثر جنگلوں میں رہتا ہے اور

آبادیوں میں نہیں جاتا - بگھیرا نہایت طاقتور جانور ہے اور بیل تک کی گردن توڑ ڈالتا ہے - ہندوستان کے علاوہ وہ مشرقی ایشیا میں کوہ قاف تک پایا جاتا ہے - جزیرہ نما ملے اور افریقہ میں بھی ہوتا ہے -

(۱) تیندوا (Leopard) بمقابلہ بگھیرے کے چھوٹا ہوتا ہے - اِس کا رنگ کسی قدر گہرا ہوتا ہے - بال بہ نسبت بگھیرے کے بڑے مگر اُتنے گھنے نہیں ہوتے - جسم چھریرا نہیں بلکہ کچھہ بھاری ہوتا ہے طول تین فٹ سے ساڑھے تین فٹ تک اور دم تقریباً ڈھائی فٹ ہوتی ہے - قد دو فٹ سے ڈھائی فٹ تک اور کھوپڑی گول قریب قریب بل ڈاگ کی سی ہوتی ہے -

مسٹر ہکس جو کہ ایک تجربہ‌کار شکاری ہیں فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کو ایسے ناموں سے موسوم کیا جائے جس سے ظاہر ہو کہ وہ ایک ہی صنف کے دو چھوٹے بڑے جانور ہیں تو نہایت مناسب ہو - دونوں کا فرق آپ اِس طرح بیان کرتے ہیں :--

(۱) بگھیرا (جس کو آپ نے Felis panthera کے نام سے موسوم کیا ہے) - وزن تقریباً ڈیڑھہ سو پونڈ ' جسم کا طول علاوہ دم کے تقریباً پانچ فٹ اور اُن کے گلوں کی نشست مناسب اور باقاعدہ ہوتی ہے -

(۲) تیندوا (جس کو آپ نے Felis pantherata کا نام

دیا ہے) - وزن صرف پچاس پونڈ جسم طول علاوہ دم کے تقریباً تین فٹ اور اُس کے گل کچھہ بے قاعدہ اور بگڑے ہوئے ہوتے ہیں اور صاف نظر نہیں آتے -

تیندوا ہندوستان میں قریب قریب ہر جگہ ہوتا ہے - یہی جانور ہے جو گاؤں میں گھس کر گھریلو جانوروں کو مار مار ڈالتا ہے - بعض مقاموں میں یہہ بہت نقصان پہونچاتا ہے - شیر یا باگھہ سے تو اُن ہی لوگوں کو خطرہ ہے جن کو اکثر جنگل میں رہنے یا جانے کا اتفاق ہوتا ہے بخلاف تیندوے کے کہ بستیوں میں داخل ہوکر ایذا پہونچاتا ہے - وہ چھوٹے جانوروں کو چھوڑتا ہے نہ بڑوں کو - مرغا ' مرغی ' بھیڑ ' بکری ' ہرن جو کچھہ مل جاتا ہے اُسی کو لے بھاگتا ہے - کتے کا گوشت اس کو بے حد مرغوب ہے - ڈاکٹر جرڈن لکھتے ہیں کہ شہر مانن‌تاڈی جزیرہ لنکا میں تیندوؤں نے ایک کتا بھی نہیں چھوڑا تھا -

بگھیرے اور تیندوے دونوں کے جسم پر کالے کالے گل ہوتے ہیں لیکن دونوں کے متفرق ہوتے ہیں - بگھیرے کے جسم پر پانچ پانچ چھہ چھہ گل مل کر پھول کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اُن کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے - تیندوے کے جسم پر گلوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور اُن کے پھول بگڑے اور بے قاعدہ سے ہوتے ہیں -

یہہ دونوں بہت خطرناک جانور ہیں - اُن کا چھوٹا سا

قد اور تعجب خیز تیزی اور خاص کر گل‌دار جسم ان کی ایذا رساں طاقتوں کو دوبالا کر دیتا ہے - تیلدوا درخت پر چڑھنے میں بھی ماہر ہے اور حملہ کرنے کے لئے اکثر درختوں ہی پر چھپا ہوا بیٹھا رہتا ہے - شیر اور باگھہ کے چھپنے کے مقام تو انسان معلوم کر سکتا ہے لیکن تیلدوے کا کوئی خاص ٹھکانا نہیں - نہ معلوم کس درخت سے کود کر حملہ کر بیٹھے - اِس کے علاوہ اُن کو مشابہت عامہ بطشی بھی قدرت نے عطا کی ہے کہ وہ بھی اُن کے حملے میں معاون ہو جاتی ہے - تھوڑے سے فاصلے سے بھی اُن کی موجودگی کا پتا نہیں چلتا - جرمن شکاری ہرسکلنگس اس کی تصدیق میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ قریب ہی سے نکل جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے -

بگھرا جو بہ نسبت تیلدوے کے وزنی ہوتا ہے درختوں پر نہیں چڑھتا -

شیر اور باگھہ کا دستور ہے کہ شکار کا کچھہ حصہ کھا کر سو رہتے ہیں اور اُس کو ہضم کر کے پھر واپس آتے ہیں - اس دوران میں اکثر سیار اور لکڑبگھا جیسے چور اور ڈاکو میدان صاف پاکر بقیہ لاش کو چٹ کر جاتے ہیں - لیکن تیلدوا اس قدر چالاک ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کبھی نہیں لٹتا - شکم سیر ہوکر لاش کا جو حصہ باقی رہ جاتا ہے اس کو گھسیٹ کر کسی درخت کے اوپر لے جاتا اور وہاں کسی محفوظ مقام میں رکھہ دیتا ہے - پھر بار بار کئی

دن تک آ آ کر اُس کو کھاتا رهتا هے - چونکہ سڑے گلے
گوشت کو پنجوں سے پکڑتا اور دانتوں سے چیرتا پھاڑتا هے
اِس سے اُس کے پنجے اور دانت زهریلے هو جاتے هیں اور
اگر اُس کے زخمی کئے هوئے کا فوری علاج نہ کیا جائے تو
زخم سڑنے لگتا هے -

بگھرا اور تیندوا شکار مار کر همیشہ پہلے اُس کی گردن
کا گوشت کھانا شروع کرتے هیں - شیر اور باگھہ کا دستور
اس کے خلاف هے - وہ پہلے شکار کا پچھلا دھڑ یا ران کھانا
شروع کرتے هیں -

یہہ دونوں جانور انسان کے لئے بہت ایذارساں هیں -
شیر یا باگھہ کی سی قوت تو اُن میں نہیں هوتی لیکن
ایذا رسانی میں یہہ ان سے کہیں بڑھے هوتے هیں -
جسم کی چستی چوروں کی چال ، بےباکی درختوں پر پوشیدہ
رهنا اور آبادیوں میں گھس آنا یہہ سب وجوهات اُن کو
حملہ کرنے کے بہت موقع بہم پہونچاتے هیں - کتے کا گوشت
ان کو انتا مرغوب هے کہ بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ
کرنے سے بھی باز نہیں رهتے - کتا خود ایک چوکنا جانور
هے اور آهٹ هوتے هی چونک پڑتا هے مگر تیندوا اس
خاموشی سے آتا هے کہ کتے کو عاجز هونا پڑتا هے - تیندوا
همیشہ اچانک اُچھل کر کتے کی گردن پکڑ لیتا هے اور اُس
کو ایسا بے بس کر دیتا هے کہ ایک چیخ بھی نہیں نکلتی
چنانچہ مشرقی افریقہ میں ایک مقام پر ایک کیمپ پڑا

تھا - شام کے وقت جب کہ لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی اور آگ بھی جل رہی تھی دفعتاً ایک تیندوا کود آیا اور ایک کتے کو اٹھا کر چشم زدن میں باہر کود گیا - لوگوں نے اُس کا تعاقب بھی کیا لیکن کچھ پتا نہ چلا - پھر تو تیندوے کو ایسی چاٹ لگی کہ دوسرے دن بھی تاریکی ہوتے ہی آ موجود ہوا اور ایک حبشی عورت کو اُٹھا لے بھاگا - گذشتہ دن کے واقعہ سے آج سب ہوشیار تھے - بندوقیں بھری ہوئی تھیں اور فوراً چلائی گئیں - بد قسمت عورت کو تیندوا تقریباً اسی گز کے فاصلے پر چھوڑ کر بھاگ گیا لیکن گردن کے زخموں کی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکی (۱) -

بلی کی جماعت کا کوئی جانور چستی اور چالاکی میں تیندوے کا مقابلہ نہیں کر سکتا - پیدل شکار میں یہ شیر اور باگھ سے بھی زیادہ خوفناک ہے اور شکاری کو نہایت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہوتی ہے - خیریت اسی میں ہے کہ یا تو نشانہ اس قدر صحیح ہو کہ ایک ہی گولی میں وہ ختم ہو جائے ورنہ بالکل بے داغ ہی بچ جائے کیونکہ زخمی تیندوا نہایت خوفناک جانور ہے -

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک تیندوا گھایل ہوکر ایک جھاڑی میں گھس گیا - شکاریوں نے اُس کا محاصرہ کر کے بہ مشکل باہر نکالا - اُن کو یہہ یقین تھا کہ وہ اس

"With Flashlight and Rifle" by Herr Schillings. (۱)

قدر خوف زدہ هو گیا هے کہ کسی کو ایذا نہیں پہنچا سکتا - مگر جیسے هی وہ باهر نکلا تو اُچھل کر ایک شکاری کے کندھے پر چڑھ گیا -

پھر وہ ایک کی گردن سے دوسرے پر اُچھلتا پھرا اور زمین پر آتے آتے تین آدمیوں کی گردنیں چبا ڈالیں - اُس تیزی کے سامنے بندوق تلوار ایک کام نہ آئی - گو شکاریوں نے اُس کو مار تو لیا لیکن اُس نے سات آدمی زخمی کئے جن میں سے دو کا تو فوری خاتمہ هو گیا -

پامبونل فرانس کے ایک مشہور شکاری هوئے هیں جو صرف تیندوے اور بگھیرے هی کا شکار کرتے تھے - ایک مرتبہ الجیریا میں وہ ایک تیندوے سے ایسے زخمی هوئے کہ قریب مرگ هوگئے - وہ تحریر فرماتے هیں کہ "شب میں آٹھ بجے کا وقت تھا - هملوگ کھانا کھا رهے تھے کہ کچھ عرب هانپتے هوئے آئے اور خبر دی کہ غروب آفتاب کے وقت ایک تیندوا ایک بکری کو چرواهے کے سامنے سے اُٹھا لے گیا اور ایک غار میں چھپ رها هے - کھانا چھوڑ کر میں نے فوراً هتھیار لئے اور اُن کے همراہ هو لیا - وهاں سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر عرب مجھے ایک گھڑے اور چوڑے غار پر لے گئے اور دور هی سے وہ مقام مجھے دکھا دیا جہاں کہ تیندوا پوشیدہ تھا - غار کے اطراف بہت ڈھالو تھے اور میں اُس کے کنارے ایک جھاڑی میں پوشیدہ هوگیا - جھاڑی سے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر ان لوگوں نے ایک بکرا باندھ

دیا اور تیندوے کے خوف سے سب بھاگ گئے -

میں جھاڑی میں بیٹھ گیا اور اپنے دستور کے مطابق اپنا چُھرا نکال کر باہر بھی نہ رکھ پایا تھا تاکہ ضرورت کے وقت اُس پر فوراً ہاتھ پڑجائے کہ تیندوا جھاڑی کو پھاڑ کر بجلی کی طرح بکرے پر آ گرا - میں قطعاً خاموش رہا اور سانس تک نہ لیا - چاند بدلی میں تھا اور میں اس انتظار میں تھا کہ چاند کی روشنی ہو تو گولی چلاؤں - اتنے ہی میں تیندوا میرے قریب سے نکلتا ہوا نظر آیا - بکری کو ایسی آسانی سے دابے تھا جیسے بلی چوہے کو اُٹھالیتی ہے - تاریکی اس قدر تھی کہ اُس کا سر پھر کچھ نظر نہ آتا تھا - آخر مجبور ہو کر میں نے گولی چلا دی - گولی لگتے ہی تیندوا گر پڑا اور بکرے کو چھوڑ کر گرجنے لگا - گولی سے اُس کی دونوں اگلی ٹانگیں ٹوٹ گئیں تھیں - اُس کو یہہ معلوم نہ ہوا کہ گولی کس سمت سے آئی تھی - میں بخوبی سمجھ گیا کہ اگر میں نے حرکت کی تو وہ ظالم مجھے دیکھ لے گا مگر اس کے ساتھ ہی میرے دل پر یہہ خوف بھی طاری ہوا کہ کہیں دفعتاً وہ میرے اوپر حملہ نہ کر بیٹھے اور اس خیال سے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اُٹھ کر کھڑا ہو جاؤں - جیسے ہی میں کھڑا ہوا تو تیندوا خاموش ہو گیا اور جھاڑی کی طرف ٹکٹکی لگائی - تاریکی اِس قدر زبردست تھی کہ دو ایک لمحہ تک مجھے کچھ نظر نہ آیا اور نہ کوئی آواز ہی

سنائی دی - اِس سے مجھے یقین ہو گیا کہ تیندوا مر گیا ہے - اُس وقت میں جھاڑی کے باہر نکلا - میں نہایت چوکنّا تھا - جیسے ہی اُس نے مجھے دیکھا دس فٹ کی ایک چھلانگ بھری اور میرے اُوپر آیا - میں نے دوسرا گولی اُس کے سر پر ماری جو خطا کرگئی اور اُس کی گردن جھلستی ہوئی نکل گئی - اُس خونخوار نے چشم زدن میں مجھے نیچے گرا لیا اور میری گردن چبا ڈالنے کی کوشش کی لیکن خوش قسمتی سے میرے کالر اور دوسرے کپڑوں کی وجہ سے اُس کو کامیابی نہ ہوئی -

اب بائیں ہاتھ سے میں اُس کو روک رہا تھا اور سیدھے ہاتھ سے اپنا چھرا نکالنے کی کوشش کر رہا تھا - اِوہ میری پیٹی میں پیچھے کی طرف لٹک رہا تھا اور پست پر گرنے کی وجہ سے میرے نیچے دب گیا تھا - اس اثنا میں اُس نے میرے بائیں بازو کو چبا ڈالا اور منھ بھی نہایت زخمی کر دیا - اُس کے اُوپری جبڑے کا ایک دانت میری ناک میں اور ایک دانت میری بائیں آنکھ کے قریب گھس گیا اور میرے جبڑے کی ہڈی چور چور ہو گئی -

بالاخر جب مجھے یہہ محسوس ہوا کہ میں ایک ہاتھ سے اُس کو نہ ہٹا سکوں گا تو چُھرے کا خیال چھوڑ دیا اور پوری طاقت سے اُس ظالم کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑلی - اب اُس نے میرا منھ پکڑ کر اپنے خوفناک دانت گوشت میں گھسا دئے اور میرا جبڑہ توڑ دیا - ہڈی کے ٹوٹنے سے

مجھے اس قدر جانکاہ تکلیف معلوم ہوئی گویا میرا دماغ
کوئی پیسے ڈالتا ہو - میرا منھہ اس کے منھہ کے اندر
تھا جس سے گرم اور بدبودار سانس باہر نکل رہا تھا -
آخر کار نا اُمید ہوکر میں نے ایک بار اپنی پوری طاقت
لگائی اور اس کا منھہ ہٹا دیا - میں اب تک پشت ہی
پر پڑا تھا - اب اس نے میرا بایاں بازو پھر پکڑا اور کُہنی
کے قریب خوب چیرا پھاڑا - خیریت یہہ ہوئی کہ میرے
بدن پر کئی کپڑے تھے ورنہ میرے بازو کی ہڈی بھی
چور چور ہو گئی ہوتی - ایک بار پھر اس نے میرا منھہ
پکڑنے کی کوشش کی - میں اس قدر مضمحل ہو چکا
تھا کہ اس کو روک نہ سکا اور اس نے میرا سر پکڑ لیا -
اب میں زندگی سے قطعی ہاتھہ دھو بیٹھا اور مرتا کیا نہ
کرتا نا اُمیدی میں میرے جسم میں ایک نئی طاقت پیدا
ہو گئی - میں نے مصمم ارادہ کیا کہ ایک آخری زور اور
لگا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کروں - اِس لئے
اس کو علحدہ کر کے ایسا دھکا دیا کہ وہ غار کے ڈھال
پر لڑھکنے لگا - چونکہ اس کے دونوں اگلے پنجے ٹوٹ گئے
تھے وہ رک نہ سکا بلکہ لڑھکتا اور گرجتا ہوا غار میں جا
گرا - اس ظالم سے رہائی پا کر میں نے اُتھہ کر تھوکا
تو چار خون آلودہ دانت باہر نکل پڑے -

میں بدلا لینے کے لئے دیوانہ ہو گیا اور اپنا چھرا نکال
کر تیندوے کو تلاش کرنے لگا - زخموں کی وجہ سے مجھے

زیادہ دیر زندگی کی اُمید نہ تھی - اتنے ہی میں عرب بھی آ پہنچے - تیندوے کی آوازیں تو اُنھوں نے سنی تھیں لیکن یہہ قیاس کر لیا تھا کہ وہ زخمی ہوکر شور و غل کر رہا ہے - لہذا اُن لوگوں نے یہہ ارادہ کر لیا تھا کہ جب اُس کی آواز بند ہو جائےگی اُس وقت نکل کر چلیں گے - وہ لوگ مجھے زبردستی پکڑ لے گئے -

اس حادثے سے قبل میں اکثر کہا کرتا تھا کہ میری زندگی کا سب سے خوش قسمت دن وہ ہوگا جس روز کہ میں صرف ایک چھرا لے کر کسی زخمی تیندوے یا شیر کا مقابلہ کروں‌گا - اپنی جسمانی طاقت پر مجھے بڑا ناز تھا - لیکن اگر اب میں یہہ کہتے سنتا ہوں کہ بڑے گوشت‌خوار جانور کلہاڑی یا چھرے سے مارے جا سکتے ہیں تو مجھے ہنسی آ جاتی ہے - میری قطعی رائے ہے کہ تیندوے جیسے بڑے حیوان کا مقابلہ بجز بندوق کے اور کسی ہتھیار سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اُس کا وزنی دھکا جو اُس کی چھلانگ سے اور بھی زبردست ہو جاتا ہے اور اُس کی بجلی کی سی تیزی ہاتھہ پاؤں ہلانے تک کا موقع نہیں دیتیں - اِس ہیبت‌ناک جنگ میں میری جان بچنے کی وجہ صرف یہہ تھی کہ جس قدر خوفناک ہوکر وہ مجھہ پر حملہ‌آور ہوتا تھا اُتنا ہی میں بھی اپنی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوکر اُس کا مقابلہ کرتا تھا - میری جان خدا ہی نے بچائی - "

مسٹر بلایتھہ بتلاتے ہیں کہ یہہ دونوں جانور بہت خاموش

رهنے اور کبھی بولتے نہیں سنے جاتے اور اس قدر چھوٹی سی چھوٹی آڑ میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ اتنا بڑا کوئی جانور نہیں چھپ سکتا -

بعض تیندوے بھی باگھ اور شیر کی طرح مردم خوار ہو جاتے ہیں - ضلع منڈلا صوبہ متوسطہ میں ایک مادہ تھی جس نے مرتے مرتے ایک سو انیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا - بالاخر اُس کو مسٹر ھکس نے کھٹکے کے ذریعہ سے مار لیا - آپ فرماتے ہیں کہ "عوام کا خیال تھا کہ وہ باگھنی ہے - تقریباً ایک سال سے اُس نے آفت برپا کر رکھی تھی اور قریب قریب سو جانیں ہلاک کر چکی تھی ارسطاً ہر تیسرے دن وہ کسی نہ کسی آدمی کو مار لیا کرتی تھی اور اکثر گھروں میں گھس کر آدمی اور عورتوں کو اُٹھا لے گئی - گرد و نواح میں اُس کا ایسا خوف طاری تھا کہ سوتے جاگتے کسی کو چین نہ آتا تھا - کاشتکاروں نے اپنی مچانیں تقریباً چوبیس فٹ اونچی بنا رکھی تھیں کیونکہ وہ مچانوں پر بھی چڑھ جاتی تھی - انسان سے تو وہ بالکل بے باک ہو چکی تھی - ایک مرتبہ وہ ایک جھونپڑی کی چھت پر کود گئی اور نہایت اطمینان سے بیٹھ کر چھپر میں پنجوں سے بڑا سا سوراخ کیا اور اندر کود گئی جہاں کہ ایک کاشتکار اور اُس کی عورت تھی - عورت کو اُس نے فوراً مار ڈالا - کاشتکار بیچارہ خوف سے ہاتھ پاؤں ہلانے کی بھی ہمت نہ کر سکا - پھر عورت کی لاش کو باہر

لے جانے کي غرض سے اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک چٹائی سے ملڈھا ہوا دروازہ پاکر اس کو پھاڑ کر لاش باھر گھسیٹ لے گئی -

اس طرح ایک اور واقعہ ہوا کہ سات کاشتکار ایک مچان پر بیٹھے اپنے کھیت رکھا رہے تھے - مٹی کے ایک برتن میں اُنہوں نے آگ بھی جلا رکھی تھی - رفتہ رفتہ سب کو نیند آگئی اور بد قسمتي سے ایک کی تانگ لٹک گئی - وہ لاگو مادہ آ پہنچی اور تانگ پکڑلي اور اگر پوری طاقت سے وہ آدمی مچان سے نہ چپٹ جاتا تو وہ اس کو گھسیٹ ھی لے جاتی - اُس کے شور و غل سے سب جاگ اُٹھے - خوش قسمتی سے اُن میں سے ایک کے اوسان خطا نہ ہوئے اور تیندوے کی گرفت سے اپنے ساتھي کی تانگ چھوٹنے کی کوئی اُمید نہ دیکھہ کر اُس نے آگ کا برتن جانور کے اوپر اُلٹ دیا - اس وقت تو وہ تانگ چھوڑ کر بھاگ گئی مگر صبح ہوتے ہوتے اُس نے کئی چکر لگائے -

روئے زمین پر تیندوے کی کئی قسمیں پائی جاتی ھیں -

کالا تیندوا

(Felis diardi.)

بھوتان میں اِس کو "زیک" کے نام سے موسوم کرتے

ھیں - اور بعض پہاڑوں پر اس کو "لم‌چیتھا" بھی کہتے ھیں - ھندوستان کے حدود کے اندر یہہ ھمالیہ کے مشرقی حصے میں پانچ ھزار فٹ سے دس ھزار فٹ بلندی تک پایا جاتا ھے - علاوہ ازیں نیپال ' شکم ' برما ' ملے ' سوماترا ' جاوا اور بورنیو میں بھی پایا جاتا ھے - اس صنف کے جانوروں کا رنگ ایک سا نہیں ھوتا اکثر وہ ھلکا بھورا کسی قدر سبزی مائل ھوتا ھے - پہلوؤں پر دھندلے دھبے اور گردن اور رخساروں پر سیاہ دھاریاں ھوتی ھیں - دم پر سیاہ چھلّے سے اور بال گھنے ھوتے ھیں - جسم اور ھاتھہ پیر بھاری ھوتے ھیں -

برف کا تیندوا

(The Ounce or Felis uncia.)

یہہ خوش‌نما جانور ھمالیہ پر تقریباً نو ھزار فٹ بلندی سے تقریباً اُنیس ھزار فٹ تک برف سے ڈھکی ھوئی چوٹیوں پر پایا جاتا ھے - تبت کی طرف ڈھالوں پر یہہ کثرت سے ھیں اور وسط ایشیا کے پہاڑوں پر بھی پائے جاتے ھیں -

اِس کا رنگ ھلکا بھورا کچھہ زردی مائل ھوتا ھے - سر اور گردن پر سیاہ دھبے ھوتے ھیں - جسم پر سیاہ چھلے سے پڑے ھوتے ھیں - بال نہایت گھنے اور دم موٹی اور جھبری ھوتی ھے - اس کی خوبصورت کھال خاصی قیمت میں فروخت ھوتی ھے -

بھوٹان میں اس کو "ساہ" اور تبت میں "اِکر" کہتے ھیں -

بلی

(The cat)

اگر ناظرین کو شیر اور باگھہ جیسے بڑے درندوں کو دیکھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو یا اُن کی جسمانی ساخت ' سکڑنے والے پنجے ' خاردار زبان اور دانت دیکھنے کے شائق ھوں یا شیر اور باگھہ کی عادتوں اور شکار کے طریقے سے واقفیت حاصل کرنا چاھتے ھوں تو چھوٹی سی گھریلو بلی کو دیکھہ لیں - وہ اپنی جماعت کے قدآور اور خوفناک انواع کی مجسم تصویر ھے اور اُن کی تمام خوصیتوں کا مکمل نمونہ ھے - اِس لئے اِس تمام جماعت کو بلی کے نام سے موسوم کیا جاتا نہایت مناسب ھے -

اِس کی دو صنفیں ھیں--

گھریلو بلی (Felis domestica)

جنگلی یا بن بلی (Felis catus.)

اور اِن دونوں صنفوں کے بہت سے افراد روئے زمین پر پائے جاتے ھیں -

گھریلو بلی

بلی کا یہہ ایک علحدہ صنف ھی ھے - یہہ مان لینا غلطی ھے کہ گھریلو بلی اُن جنگلی افراد کے جانوروں میں سے ھے جو اِنسان کے ساتھہ رھنے لگی ھے - جنگلی بلیوں کے خصائل اِس قدر وحشیانہ اور ناشایستہ ھوتے ھیں کہ وہ مدتوں تک تربیت دئے جانے پر بھی شایستہ نہیں ھوتے - شیر اور باگھہ تک انسان کے قابو میں رہ کر کچھہ حد تک تربیت یافتہ ھو جاتے ھیں لیکن جنگلی بلی اپنے وحشیانہ خصائل چھوڑ کر گھریلو ھر گز نہیں ھو سکتی -

گھریلو بلی کی پیدایش کس جانور سے ھوئی یہہ محض قیاسیہ کہا جاسکتا ھے - تاریخ یا کتب سابقہ سے کوئی انکشاف نہیں ھوتا - پرانی سے پرانی کتابوں کی تصنیف کے وقت بھی گھریلو بلیاں روئے زمین پر موجود تھیں چنانچہ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں جن کی تصنیف کو دو ھزار سال سے بھی زائد زمانہ ھو چکا اُن کا ذکر پایا جاتا ھے -

قدمائے اھل مصر بلی کو چاند کی دیوی مان کر اُس کی پرستش کرتے تھے اور ان کی نعشوں کو ادویات کی امداد سے "ممی" (Mummy) بنا کر صدھا سال تک قائم رکھتے تھے - مصر میں بلیوں کے ممی اور پتھروں پر کندہ کئے ھوئے نقش دو ھزار سال سے بھی قبل کے پائے جاتے ھیں -

کیسی عجیب بات ہے کہ اتنی مدت مدید تک انسان کے ساتھہ رہ کر بھی بلی نہ تو پوری طرح اس کے قابو میں آئی اور نہ اس نے اپنی آزادی ہاتھہ سے دی - کتے کی طرح محبت اور یگانگی کا اس میں نام و نشان تک نہیں ہوتا اور پالتو ہو کر بھی انسان کی دوستی پر اِس کو اعتماد نہیں -

گھریلو بلی کو اگر محبت ہوتی ہے تو صرف اپنے رہنے کی جگہ سے اور اس کو وہ ہرگز ترک نہیں کرنا چاہتی - یہی وجہ ہے کہ اِس سے چھٹکارہ پانا نہایت دشوار ہے - بعض بلیاں نہایت تکلیف‌دہ اور نقصان رساں ہوتی ہیں - اہل ہند اس کو ہلاک کرنے کے قطعاً روادار نہیں اور اس سے خلاصی کی صرف ایک ہی تدبیر عمل میں لائی جاتی ہے کہ بورے وغیرہ میں بند کر کے دور چھوڑ آئیں - لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بلی اپنی موچھوں پر تاؤ دیتی ہوئی پھر اسی جگہ آموجود ہوتی ہے -

انسان حیران ہے کہ بلی کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا بورے میں بند کر کے جب اس کو لے جایا جاتا ہے تو وہ کون سی قوت ہے جس کی امداد سے وہ اپنی جگہ کا پتا لگا کر پھر واپس پہنچ جاتی ہے - اکثر ماہرین کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں ’’ لیکن کسی کی رائے قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتی - حال ہی میں ’’ نیچر ‘‘ نامی ماہواری رسالے میں مسٹر اے - آر - والیس نے ایک

مضمون لکھا ہے اور آپ کی راے ہے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر جب بلی کو لے جاتے ہیں تو قوت باصرہ کی جگہ اس کی قوت شامہ کام کرنے لگتی ہے - راہ میں جس جس قسم کی بو یکے بعد دیگرے اس کو محسوس ہوتی جاتی ہیں اُن کو ترتیب‌وار وہ اپنے خیال میں رکھتی جاتی ہے - جس طرح کہ ہر شے کی تصویر جو ہماری نظر سے گذرتی ہے ہمارے دل پر نقش ہوتی جاتی ہے اُسی طرح بلی کے دل پر قوت شامہ کے ذریعے سے طرح طرح کے نقش ہوتے جاتے ہیں - جب وہ چھوڑی جاتی ہے اور اپنی جائے سکونت کی طرف رجعت کرتی ہے تو اُن خوشبوؤں کے آثار پر بالعکس اپنے جاے قیام تک پہنچ جاتی ہے - " (۱)

ہماری چھوٹی سی بلی کی خصلت اُتنی ہی خوفناک اور تند ہوتی ہے جتنی کہ بڑے گوشت خواروں کی اِس لئے اس کو کسی بند مقام میں مارنا عقل مندی کے خلاف ہے - شیخ سعدی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے -

نہ دانی کہ چون گربہ عاجز شود
برآرد بہ چنگال چشم پلنگ

---

(1) Vide the Encyclopædia Brittannica. Article on, "Cat".

جنگلی بلی

اس صنف کے بہت سے افراد روئے زمین پر اکثر جگہ پائے جاتے ہیں - یہہ اپنی دم کے ذریعہ سے فوراً ممتاز کی جا سکتی ہیں - گھریلو بلی کی خوش وضع دم شروع سے آخر تک گاؤدم اور زیادہ لمبی ہوتی ہے برخلاف جنگلی بلی کے کہ وہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کی اور چھوٹی اور بد وضع ہوتی ہے -

جنگلی بلیوں کے خاص خاص افراد کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

---

یورپ کی جنگلی بلی

ان کا رنگ مختلف ہوتا ہے لیکن زیادہ تر زردی مائل ہوتی ہیں اور جسم پر سیاہ دھاریاں بھی ہوتی ہیں - دم جھبری اور اُس پر یہہ دھاریاں چھلوں کی طرح گول گول پڑی ہوتی ہیں - اس کو دیکھنے ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس میں تیزی اور جسمانی طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے - یہہ نہایت خوفناک اور وحشیانہ مزاج کی ہوتی ہے اور کسی طرح پالتو نہیں ہو سکتی - انگلینڈ میں یہہ بلی پہاڑی مقاموں اور جنگلوں میں پائی جاتی ہے اور وہاں یہی سب سے مضرت‌رساں گوشت‌خوار جانور ہے کیونکہ گوشت‌خوار طبقے کا اس سے بڑا وہاں اور کوئی جانور نہیں پایا جاتا -

تیندوا بلی

(The Leopard Cat or Felis bengalensis.)

یہہ ہندوستان میں پہاڑی مقاموں اور جنگلوں میں ہوتی ہے اور آسام ، برما ، ملے ، نیز جزائر سماترا اور جاوا میں بھی پائی جاتی ہے ، رنگ بعض کا زردی مائل ، بعض کا کسی قدر بادامی ، اور بعض کا بھورا کچھہ سبزی مائل ہوتا ہے - پیشانی پر چار لکیریں ہوتی ہیں - جسم پر بڑی چھوٹے بڑے دھبوں کی اکثر پانچ چھہ قطاریں ہوتی ہیں - دم پر باہر کی طرف دھبے ہوتے ہیں اور نیچے دھندلے چھلے سے بنے ہوتے ہیں -

یہہ خوفناک بلی درختوں پر رہتی ہے اور پرندوں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کا شکار کیا کرتی ہے - ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ درختوں سے ہرن وغیرہ پر کود کر دانتوں سے گردن داب لیتی ہے - اگرچہ ہرن اُس سے خلاصی پانے کی ہر طرح کوشش کرتا ہے اور کبھی گردن جھٹکتا ہے مگر بلی کسی طرح منھہ نہیں کھولتی اور آہستہ آہستہ اس کی گردن چبا کر مار ہی لیتی ہے - ایک ماہر فن فرماتے ہیں کہ " میرے پاس ایک تیندوا بلی ہے جس کی عادتیں اس قدر وحشیانہ ہیں کہ اس کو چھونے کی کسی کی ہمت نہیں ہوتی - "

باگھ‌دشا

(The Tiger Cat or Felis Viverrina.)

اس بڑی بلی کو بنگال میں باگھ‌دشا یا مچّھہ بگرول کے نام سے موسوم کرتے ہیں - علاوہ بنگال کے یہہ ہندوستان کے جنوبی گوشے میں اور لنکا میں بھی پائی جاتی ہے - ہندوستان سے باہر یہہ برما ' چین اور ملے میں بھی پائی جاتی ہے -

اِس کا رنگ بھورا چوھے کے مشابہہ ہوتا ہے اور جسم پر گہرے رنگ کے دھبے ہوتے ہیں - رخسارے سفید اور سینے پر پانچ چھہ دھاریاں ہوتی ہیں - طول تقریباً ڈھائی فٹ یا کچھہ زائد اور قد تقریباً سوا فٹ ہوتا ہے -

باگھہ‌دشا اکثر ترائیوں اور دلدلوں میں پانی کے قریب پایا جاتا ہے اور مچھلیاں بھی پکڑتا ہے -

مسٹر بلینتھہ فرماتے ہیں کہ اس فرد کے ایک نر نے جس کو گرفتار کئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا چیتے کی ایک مادہ کو جو قد میں اُس سے دوگنی تھی مار ڈالا -"
وہ اکثر کتوں کو بھی مار لیتا ہے اور بھیڑ بکری کے بچوں کو مار کر کھا جاتا ہے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان کے بچوں کو بھی اُٹھا لے جاتا ہے -

---

بن بلاؤ

(Felis chaus.)

یہہ ہندوستان کی جنگلی بلی ہے جو ہمالیہ پہاڑ سے راس کماری تک میدانوں اور پہاڑوں پر سات آٹھہ ہزار فٹ بلندی تک ہر جگہ ملتی ہے اور اکثر لمبی لمبی گھاس اور نرکلوں میں یا ناج اور گنے کے کھیتوں میں پوشیدہ رہتی ہے -

اِس کا رنگ زردی مائل بھورا ہوتا ہے - کان اندر سفید اور باہر کی طرف سیاہ ہوتے ہیں اور اُن کے اندر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں - ٹانگوں پر اندر کی طرف دو تین دھندلی سی دھاریاں اور باہر کی طرف کچھہ نشان ہوتے ہیں - تیتر ' بٹیر ' خرگوش وغیرہ کی یہہ جانی دشمن ہے - اِن کے بچوں کی خصلت بھی اِس قدر جنگلی اور وحشیانہ ہوتی ہے کہ وہ ہرگز پالتو نہیں ہو سکتے - جنگلی اور گھریلو بلی کے دوغلے بچے دیہاتوں میں اکثر دیکھے جاتے ہیں -

اس کو شمالی ہند میں "بھرال" یا "جنگلی بلی" اور بنگال میں کتاس کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

نمالی بلّی

(Felis rubiginosa.)

یہہ بلی جنوبی ہندوستان میں پائی جاتی ہے - جسم

کا اُوپری حصہ بھورا کچھہ سبزی مائل اور پنجے کی طرف سفید ہوتا ہے - سر پر دھاریاں اور جسم پر دھندلے دھبے ہوتے ہیں - شمالی بِلّی کے بچے پالتو ہو جاتے ہیں -

---

لنکس

(The Lynx.)

بلّی کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور جسمی ساخت میں بلی کے مشابہ ہیں برخلاف اس کے لنکس بلّوں کی لمبی ٹانگیں ' جھبرے بال اور کھڑے ہوئے کان دیکھہ کر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی ساخت بلی سے مختلف ہے - لیکن دانتوں کی ساخت کے اعتبار سے یہہ بلی کی جماعت کے بالکل مشابہ ہیں - بجز آسٹریلیا کے اور تمام برّاعظموں میں لنکس کی صنفیں پائی جاتی ہیں اور اِن میں سے خاص خاص کا ذکر ذیل میں درج ہے -

---

سیاہ گوش

(Felis caracal.)

لنکس کی یہہ صنف مشرقی ایشیا کے ملکوں میں ہندوستان تک پائی جاتی ہے - مشرقی ہندوستان میں گجرات ' کچّھہ اور خاندیش میں یہہ بہ کثرت ہیں - تبّت اور افریقہ میں بھی اِس صنف کے جانور ملتے ہیں -

اِس کا رنگ بھورا سرخی مائل اور دُم کا سرا سیاہ ہوتا ہے - کان اندر سفید اور باہر سیاہ ہوتے ہیں اور یہی اُس کی وجہ تسمیہ ہے - جسم کا طول دو تہائی فٹ اور قد تقریباً ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے -

یہہ خرگوش اور پرندوں کا شکار کیا کرتا ہے اور درختوں پر چڑھنے میں بھی خوب ماہر ہوتا ہے - اکثر وہ گھنی جھاڑیوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور شکار کے قریب دبے پاؤں نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے پہنچتا ہے -

شمالی لنکس

(Felis lynx.)

یہہ صنف یورپ اور ایشیا میں پائی جاتی ہے اور سرد و گرم ہر قسم کی آب‌وہوا میں بہ راحت زندگی بسر کرتی ہے - مقامی تفریق سے اُن کے رنگ بھی متفرق ہوتے ہیں - جنوبی حصوں میں ان کا رنگ گہرا سرخ اور شمال میں کسی قدر ہلکا ہوتا ہے اور اُن پر کچھہ دھندلے دھبے بھی ہوتے ہیں - جسم کچھہ فربہ ہوتا ہے اور وہ زیادہ دور بھاگ نہیں سکتا -

یورپ میں یہہ جانور بہت نقصان پہنچاتا ہے اور شب میں اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل کر بھیڑ بکریوں کا شکار کرتا ہے - غضب‌آلود ہونے پر وہ بڑے بڑے گوشت‌خواروں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے - یہہ اِس قدر خونخوار

ہوتا ہے کہ محض کھانے کے لئے نہیں بلکہ ہلاک کرنا اِس کی طبیعت کا اقتضا ہو جاتا ہے -

---

چیتا

(Felis Jubata.)

اگرچہ چیتا بلی کی جماعت کی ایک نوع مانی جاتی ہے تاہم عادتوں اور اعضا کی ساخت کے اعتبار سے اس میں بلی اور کتے دونوں کی خصوصیتیں موجود ہیں اور اکثر اہل فن اس کو اِن دونوں جماعتوں کی درمیانی نوع قرار دیتے ہیں -

بلی کی جماعت کے خلاف چیتے کی کھوپڑی چھوٹی اور گول اور ٹانگیں پتلی اور لمبی ہوتی ہیں - اوپری جبڑے کی قینچی‌نما ڈاڑھ (Carnassial tooth) کی ساخت میں بھی فرق ہوتا ہے - اس کے ناخون بھی پوری طرح سکڑنے والے نہیں ہوتے اور اُن کی نوکیں گھس کر کُند ہو جاتی ہیں - بلی کی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح اُس کے بالوں میں چمک اور چکناپن بھی نہیں ہوتا اور دم بھی باہر کی طرف سرے پر مڑی ہوتی ہے جو کتے کی جماعت کی خصوصیت ہے - بلی کی جماعت میں کسی کی دم اس طرح مڑی ہوئی نہیں ہوتی -

چیتا بہ آسانی پالا جاسکتا ہے اور اُس کی طبیعت میں

بھی کتے کی طرح اپنے مالک سے محبت پیدا ہو جاتی ہے -

اُس کے ہلکے بھورے رنگ پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں لیکن تیندوے یا جھگوار کی طرح پھول نہیں بنے ہوتے اور دم پر بھی دھبے ہوتے ہیں - پوست اور جسم کے بال کچھہ جھبرے ' طول تقریباً ساڑھے چار فٹ ' قد ڈھائی فٹ یا کچھہ زائد اور دم بھی ڈھائی فٹ تک ہوتی ہے - یہہ افریقہ میں ہر جگہ اور مشرقی اور جنوبی ایشیا میں بھی پایا جاتا ہے - ہندوستان میں سندہ ' راجپوتانہ ' وسط ہند اور جنوب میں بھی بعض بعض مقاموں پر ملتا ہے -

رفتار کی تیزی میں اس کی ہمسری کرنے والا کوئی دوسرا جانور نہیں - تازی کتوں کی شمار دنیا کے نہایت تیز جانوروں میں ہے لیکن وہ بھی چیتے کا مقابلہ نہیں کر سکتے - اور اس خصوصیت میں بھی وہ بلی کی جماعت کے جانوروں سے مختلف ہے جن میں کہ زیادہ دوڑنے بھاگنے کی طاقت نہیں ہوتی -

ایشیا کے مشرقی ممالک مثلاً چین ' فارس اور ہندوستان وغیرہ میں بادشاہ اور اُمرا اس جانور کو سابق میں پالا کرتے تھے اور اس کو ہرن کا شکار کرنا سکھاتے تھے - یہاں کہا جاتا ہے کہ چیتے سے شکار کھیلنے کا رواج ایران کے بادشاہ ہشلنگ نے جاری کیا تھا اور پھر وہ اس قدر عام پسند ہوا کہ سلاطین مغول کے ساتھہ اکثر شکار میں ایک ایک ہزار تک چیتے رکھے جاتے تھے -

شکار کے لئے چیتے کی آنکھ پر پٹی باندھ کر گاڑی پر لے جاتے ھیں اور جب ھرن نظر آتے ھیں تو ان کی آنکھ کھول دی جاتی ھے - ھرن کو دیکھتے ھی چیتا بجلی کی طرح گاڑی سے کودتا اور تیر کی طرح اس کا تعاقب کرتا ھے - قریب پہنچتے ھی پنجے کے تھپڑ سے اس کو نیچے گرا دیتا اور گردن داب کر اپنے محافظوں کے پہنچنے کا انتظار کرتا ھے - محافظ وھاں پہنچتے ھی ھرن کی گردن کاٹ کر ایک لکڑی کے چمچے میں خون جمع کر کے چیتے کو پلاتے ھیں - خون پی کر چیتے کا جوش اور غصہ فرد ھو جاتا ھے اور اس وقت اس کی آنکھوں پر پھر پٹی باندھ دی جاتی ھے -

مہاراجہ بڑودہ کے چیتوں کو شکار کرتے ھوئے دیکھنے کا اتفاق ایک مرتبہ سر سیمول بیکر کو ھوا تھا اور اُنھوں نے اس کا دلچسپ بیان اس طرح تحریر کیا ھے کہ "وسیع میدان قطعی ھموار تھا اور اس میں کل دو یا تین درخت تھے - ھم لوگ آھستہ آھستہ چلے جا رھے تھے کہ ھرنوں کا ایک گروہ جس میں تیس چالیس ھرن اور دو سیاہ نر تھے نظر پڑا - ھم لوگوں نے یہہ طے کیا کہ گھوڑوں کو گاڑی کی آڑ میں کر کے گھوم کر چلیں اور جہاں تک ممکن ھو ھرن کے گروہ کے قریب پہنچ جائیں - اس طرح ھم لوگ اُن سے اندازاً تین سو گز کے فاصلے پر پہنچ گئے - ھرن کبھی کبھی چرنا چھوڑ کر آنکھ اُٹھاتے اور ھماری طرف دیکھ لیتے تھے -

ایک مرتبہ وہ بھاگ بھی پڑے لیکن کچھ ھی فاصلے پر پھر رک گئے - اس اثنا میں ایک نر دوسرے پر بلاوجہ ھی حملہ کر بیٹھا - شاید وہ اُس کو گروہ کی ھرنیوں کے پاس سے بھگانا چاھتا تھا - اس ھتک کا دوسرے نے فوراً جواب دیا اور اُن میں جنگ آزمائیاں شروع ھو گئیں - ھرنیاں دونوں بہادروں کی شجاعت پر مجو ھوکر اُس جنگ کا تماشہ دیکھ رھی تھیں - گاڑی‌بانوں نے گاڑی گروہ کی طرف دوڑائی تو تمام ھرنیاں خوف زدہ ھوکر بھاگیں اور دونوں جاھلوں کو لڑتا ھوا وھیں چھوڑ دیا - وہ ھمہ‌تن لڑائی میں اس قدر منہمک تھے کہ جب انھوں نے ھماری طرف دھیان کیا اس وقت ھم لوگ تقریباً ایک سو بیس گز کے فاصلے پر رہ گئے تھے - ان میں سے ایک نے پُر حیرت نگاہ ھم لوگوں کی طرف ڈالی اور فوری تڑپ کر ایک سیدھے ھاتھ کو اور دوسرا بائیں ھاتھ کو بھاگا - اِدھر ایک چیتا بھی اجو کہ تیار کر لیا گیا تھا گاڑی پر سے کود کر تیر کی طرح سیدھے ھاتھ والے ھرن کے پیچھے لگا - ھرن اس سے تقریباً ایک سو دس گز آگے تھا - چیتے کے محافظوں نے ھم لوگوں سے درخواست کی کہ ابھی ھم گھوڑے نہ دوڑائیں -

جس تیزی سے کہ چیتا اور ھرن دوڑ رھے تھے وہ قابل دید تھی - ھرن ھموار زمین پر پرند کی طرح اُڑا چلا جا رھا تھا اور چیتا گردن پھلائے اور دم اٹھائے اس کا تعاقب کر رھا تھا - جب وہ دونوں تقریباً دو سو گز نکل گئے

تھے تو محافظوں نے ہم لوگوں کو ابھی ان کا تعاقب کرنے کی اجازت دے دی اور ہم نے پوری تیزی سے اپنے گھوڑے دوڑائے - اُس تیزی سے دوڑتے ہوئے میں نے کبھی کسی جانور کو نہ دیکھا تھا - ہمارے گھوڑے اگرچہ اپنی پوری تیزی سے دوڑ رہے تھے پھر بھی ہرن اور چیتے سے کوئی مقابلہ ہی نہ تھا - ہاں ہماری دوادوش کا یہہ نتیجہ ضرور ہوا کہ وہ دونوں ہماری نظر سے باہر نہ ہونے پائے -

چیتے کا ہرن سے فاصلہ رفتہ رفتہ کم ہو جاتا تھا - ہرن بخوبی سمجھتا تھا کہ اسی دوڑ پر اُس کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہے اِس لئے اُس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا - تقریباً چار میل دوڑنے پر ہرن خرگوش کی طرح ایک طرف کو کترایا اور چیتا جو کہ ہرن سے اب صرف تیس گز کے فاصلے پر تھا تیر کی طرح آگے نکلتا چلا گیا - دونوں کے درمیان اب کچھہ زیادہ فاصلہ ہو گیا - بڑی کوششوں سے چیتے نے اپنے کو روکا اور دوڑ میں پھر تیزیاں شروع ہوگئیں - چیتے نے پورا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ کسی طرح شکست نہ کھائے گا - ایک بار ہرن پھر کترایا لیکن اس مرتبہ چیتا ہوشیار تھا اور وہ بھی فوراً کترا گیا - جو تھوڑا سا فاصلہ دونوں کے درمیان رہ گیا تھا اس کو طے کر کے چیتے نے جسم کو سمیٹ کر چھلانگ بھری اور بجلی کی طرح ہرن پر گرا - ایک لمحہ بھر وہ دونوں علحدہ نظر آئے پھر ہرن نیچے چت پڑا تھا اور چیتے

کے دانت اُس کی گردن میں جکڑے ہوئے تھے - "

جیگوار

(The Jaguar or Felis onca.)

بلی کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور مشرقی نصف الارض کے رہنے والے ہیں - امریکہ میں اِس جماعت کی صرف دو نوعیں پائی جاتی ہیں جو جیگوار اور پیوما کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں -

جیگوار علاوہ امریکہ کے اور کہیں نہیں ہوتا اور بلی کی جماعت کا وہاں اِس سے بڑا اور کوئی جانور نہیں - شمالی امریکہ کے گرم حصوں میں اور تمام جنوبی امریکہ میں پھیلا ہوا ہے -

اسپین کے مشہور سیاح ازارا (Don Felix de Azara) نے لکھا ہے کہ اہل اسپین نے اولاً جب امریکہ میں بود و باش اختیار کی تھی تو وہاں جیگوار کی تعداد اِس قدر کثرت سے تھی کہ بعض مقاموں میں دو دو ہزار تک ہر سال ہلاک کئے جاتے تھے اور اُن سے نقصان بھی عظیم پہونچتا تھا -

عموماً اس کا طول علاوہ دُم کے چار فٹ ہوتا ہے لیکن اکثر اُن کے قد بہت متفرق پائے جاتے ہیں چنانچہ بعض بعض کا طول چھہ فٹ سے بھی زیادہ نکلا - اُس کا رنگ

باهر کی طرف چمکتا ہوا گہرا بادامی اور اندرونی جانب سفید ہوتی ہے - جسم پر سیاہ دھبوں کے پھول بنے ہوتے ہیں - تیندوے اور جیگوار کے پھولوں میں خاص فرق یہہ ہے کہ اِن کے پھولوں کے درمیان میں بھی ایک دھبہ ہوتا ہے بخلاف تیندوے کے کہ اُن کے پھولوں کے بیچ میں کوئی دھبہ نہیں ہوتا -

جیگوار بگھیرے اور تیندوے سے زیادہ مہیب شکل کا ہوتا ہے کیونکہ اِس کی کھوپڑی اور منھہ زیادہ چوڑے اور جسم فربہ اور گھٹیلا ہوتا ہے -

باگھہ کی طرح جیگوار کو بھی پانی سے اُنس ہے اور وہ بخوبی تیر سکتا ہے اور اکثر مچھلی اور دوسرے دریائی جانوروں کا شکار کیا کرتا ہے - شام ہوتے ہی غذا کی تلاش میں جس کی کہ امریکہ کے میدانوں میں کوئی کمی نہیں باہر آتا ہے - اپنے قوی پنجے کے ایک ہی تھپڑ سے وہ بڑے بڑے جانوروں کی ریڑھہ کی ہڈی توڑ دیتا ہے -

جیگوار بڑا ہی نقصان‌رساں ہے - پانی اور خشکی کے تو تمام جانوروں کا سردار ہے ہی اس کے علاوہ درختوں پر بھی جانوروں کو نہیں چھوڑتا کیونکہ درختوں پر چڑھنے میں بھی وہ کامل مہارت رکھتا ہے -

اُس کی آواز نہایت بھاری ، کرخت اور مہیب ہوتی ہے اُس میں صرف پو ، پو ، پو ، کی آواز پیدا ہوتی ہے -

پیوما

(The Puma or Felis concolour.)

بلی کی جماعت کی دوسری نوع جو امریکہ میں ملتی ہے پیوما ہے - اُس کے رنگ کی وجہ سے اُس کو اکثر امریکہ کا شیر کہتے ہیں -

پیوما کا رنگ شیر سے کچھہ ملتا جلتا بھورا بادامی ہوتا ہے اور جسم پر کسی طرح کے دھبے یا دھاریاں نہیں ہوتیں - جسمانی ساخت میں اُس میں بلی کی جماعت کی تمام خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں اور خصائل اور عادات نیز قدوقامت میں تیندوے سے بہت مشابہ ہے -

اب سے قبل شمالی اور جنوبی امریکہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں یہہ جانور نہ ملتا ہے ہو لیکن اهل یورپ کے پہنچنے پر اس کی تعداد بہت کم ہوگئی - اب بھی وہ گھنے جنگلوں اور بالخصوص وسط امریکہ کے پہاڑوں پر آٹھہ نو ہزار فٹ بلندی تک ملتاہے -

تیندوے کی طرح اس کی خصلت بھی نہایت خوفناک ہے چنانچہ اگر بھیڑ بکری کے گلّے میں اس کا گزر ہو جاتا ہے تو دو ایک ہی پر بس نہیں کرتا بلکہ بیسوں کو بلاوجہ ہی مار ڈالتا ہے - امریکہ کے سابق پریسیڈنٹ کرنل روز ویلٹ صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ " وہ اکثر بارہسنگے کا شکار کر لیتا ہے گو اُن میں کبھی کبھی

جنگ بھی ھو پڑتی ھے اور پیوما چوٹ بھی کھا جاتا ھے - مگر بارہسنگا اس کو زیادہ گھایل کبھی نہیں کر سکتا - بھیڑ ' بکری ' گائے اور بالخصوص گھوڑے کے بچوں کا وہ جانی دشمن ھے اور بھوک سے بے چین ھوکر تو وہ نر گھوڑے ' گائے اور قدآور واپتی کو مار لیتا ھے - " (۱)

ایسے بڑے بڑے جانوروں کا شکار کر لینے والے جانور میں جسمانی طاقت کی کیا کمی ھوگی - لیکن یہہ ایک عجیب بات ھے کہ وہ انسان پر کبھی حملہ نہیں کرتا - جنگلوں میں مسافر کھلے میدان میں بے خوف و خطر سو رھتے ھیں حالانکہ پیوما کی موجودگی کا ان کو بخوبی علم ھوتا ھے -

مشہور و معروف اھل فن مسٹر ھڈسن تحریر کرتے ھیں کہ " ازارا کا قول بالکل درست ھے کہ انسان تو انسان اُس کے کسی چھوٹے سے چھوٹے بچے کو بھی سوتا ھوا پاکر بھی پیوما کبھی نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ کبھی ایذا رسانی کی کوشش ھی کرتا ھے - "

پیوما کے لئے گھوڑے اور کتے کے گوشت کے برابر کوئی دوسری نعمت نہیں - سابق میں امریکہ کے وسیع گھاس کے میدانوں میں جنگلی گھوڑوں کے بے شمار گروہ تھے - ان کی تقلیل کا خاص باعث پیوما ھی ھوا - کتے کو دیکھکر پیوما

---

(1) Outdoor Pastimes of an American Hunter, by Ex-President Roosevelt.

کے ملحقہ میں پانی بھر آتا ہے - ایک مرتبہ ایک بڑا پُر لطف واقعہ پیش آیا - ایک پالتو پیوما کچھہ تماشے دکھایا کرتا تھا - ایک دن اُس کو کٹھرے کے باہر تماشے کی غرض سے نکالا گیا - کچھہ دیر تماشہ بہ خیروخوبی ہوتا رہا کہ اتنے میں تماشائیوں کے درمیان اس کو ایک کتا نظر پڑ گیا - بس پھر کیا تھا - کھیل تماشہ چھوڑ وہ کتے کے پیچھے دوڑ پڑا اور تماشائی بیچارے چیخ چیخ کر بھاگے - پیوما نے اس کتے کو فوراً مار ڈالا - اِسی اثنا میں ایک اور کتا جو نظر سے گذرا اُس کا بھی کام تمام کردیا -

پیوما کے بچے بہ‌آسانی پالے جا سکتے ہیں -

کتے کی جماعت

(The Canidæ.)

گوشت خوار طبقے میں کتے کے جماعت کے جانور بلی کی جماعت کی طرح اپنی بسر اوقات کے لئے صرف زندہ شکار مارنے پر انحصار نہیں کرتے رھتے بلکہ اِن میں جیفہ خور بھی ھیں جو دوسروں کے مارے ھوئے جانوروں کا سڑا گلا گوشت کھا لیتے ھیں مثلاً سیار ' اور بعض سب کچھہ کھانے والے (Omnivorous) ھو گئے ھیں مثلاً کتا - یہی وجہ ھے کہ اِن کے اعضا شکار پکڑنے اور مارنے کے لئے اتنے مناسب اور موزوں نہیں جیسے کہ بلی کی جماعت کے ھیں - اِن کے پنجے سکڑنے والے (Retractile) نہیں ھوتے اور اُن کی نوکیں ھمیشہ باھر نکلی رھنے کی وجہ سے گھس کر کند ھو جاتی ھیں - اِن کی زبان پر خار بھی نہیں ھوتے -

یہہ بھی انگلیوں کے بل چلنے والے (Digitigrade) جانور ھیں - اکثر اِن کے اگلے پاؤں میں پانچ پانچ اور پچھلوں میں چار چار ناخن ھوتے ھیں - مگر بعض بعض کے پچھلے پاؤں میں بھی پانچ ناخن ھوتے ھیں گو یہہ پانچواں ناخن کھال سے لٹکا ھوا اور بالکل بیکار ھوتا ھے -

اِن کی قوت شامہ خاص طور پر تیز ھوتی ھے اور فہم و فراست میں یہہ گوشت خوار طبقے میں سب سے زیادہ ھیں -

جماعت بلی کے جانور اکثر تنہائی پسند ھوتے ھیں بخلاف

کتے کی جماعت کے کہ جو اکثر گروہ بناکر ساتھ رہتے ھیں - ان کے دانتوں کی تعداد بلی کی جماعت سے زیادہ ھے اس طرح کہ

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ - ڈاڑھیں $\frac{۲-۲}{۳-۳}$ = ۴۲

اس جماعت میں چار نوعیں ھیں - کتا ، بھیڑیا ، سیار ، اور لومڑی -

بعض ماھرین کی راے ھے کہ ان چاروں جانوروں میں اتنا معمولی فرق ھے کہ اگر وہ علحدہ علحدہ نوعیں مانی جائیں تو اُن کا باھمی فرق بتانا دشوار ھے - اس لئے وہ اس جماعت میں صرف ایک نوع "کتے" ھی کی مانتے ھیں اور جماعت کے بقیہ جانوروں کو اس کی صنفیں قرار دیتے ھیں -

---

کتا

(Canis.)

کتے سے کون واقف نہیں - چھوٹا بڑا ، غریب امیر وہ سب کا رفیق ھے اور تمام عالم حیوانی میں انسان کا ایسا سچا بہی خواہ کوئی دوسرا نہیں - اُس کی وفا شعاری اور تمام اوصاف حمیدہ نے آج سے نہیں بلکہ ایک زمانے سے انسان کو

اپنا گرویدہ بنا لیا ہے - انسان نے بھی اس کی نگاہ داشت سے اس کی سیکڑوں قسمیں پیدا کرلیں -

ایک اہل فن بتلاتے ہیں کہ دنیا میں گھریلو کتے کے اس وقت کم از کم ایک سو نواسی افراد پائے جاتے ہیں اور اتنی کثیر تعداد ہونے سے اُن میں قدرتاً باہمی فرق بھی ہے - حالانکہ وہ سب ایک ہی صنف کے افراد ہیں پھر بھی ان افراد میں اس قدر فرق ہے کہ ایک ہی نوع کی اصناف میں بھی نہیں پایا جاتا - بعض کتے اس قدر چھوٹے ہیں کہ کوٹ کی جیب میں بہ آسانی بیٹھہ سکتے ہیں اور بعض بھیڑئے کے برابر ہوتے ہیں - طول میں بعض کتے دوسروں سے چھہ گنے بڑے ہوتے ہیں - تھنوں کی تعداد اور دانتوں کی ساخت میں بھی فرق پایا جاتا ہے -

انسان کے ساتھہ رہ کر کتا اس قدر ذی عقل اور فہیم ہو گیا ہے کہ عالم حیوانی میں تو کوئی اُس کی ہمسری کر نہیں سکتا - ”انسان کے تمام دلی جذبات مثلاً غصہ ' حسد ' محبت ' نفرت اور رنج اس کی طبیعت میں بھی پائے جاتے ہیں - وہ احسان مندی ' غرور ' نیکی اور خوف وغیرہ کا بھی اظہار کرتا ہے - مصیبت میں انسان کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے اور اکثر ایسے واقعات بھی تجربے میں آئے ہیں کہ کتوں نے آپس میں بھی ایک دوسرے سے ہمدردی ظاہر کی - “

اس میں تو شک نہیں کہ اپنے آقا کا اس قدر مطیع

اور فرماں بردار کوئی دوسرا جانور نہیں - انسان کی طرح وہ خود غرض نہیں ہوتا - آقا کے خواہ تمام دوست اور احباب مصیبت میں دھوکا دے جائیں لیکن کتے کی محبت اور اُنس میں ہرگز کمی نہیں ہوتی - انسان کے رنج و راحت دونوں کا ساتھی ہے - آقا کے دشمن کو فوراً پہچان لیتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے میں کبھی پہلوتہی نہیں کرتا -

سرسیمول بیکر کتے اور ہاتھی کی عقل کا مقابلہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ,, میں اپنے تجربے سے کہہ سکتا ہوں کہ کتا انسان کا دوست ہے اور ہاتھی غلام - کتے میں کس قدر محبت اور اعتماد ہوتا ہے اس سے کون واقف نہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کتا انسان کی دوستی ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہو - ''

پہلے سب کتے جنگلی تھے اور اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر پالتو کتوں کا کوئی مالک اور نگراں نہیں رہتا تو وہ پھر اسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جو اُن کے مورثوں کی حالت تھی اور زندہ جانوروں کو مارنے کھانے لگتے ہیں ایک عجیب بات یہہ ہے کہ جنگلی ہوتے ہی گھریلو کتے بھونکنا بھول جاتے ہیں - جنگلی کتے بھونکتے نہیں بلکہ ایک عجیب آواز سے چیخا کرتے ہیں اور گھریلو کتے بھی آزاد ہوکر اُسی طرح چیخنے لگتے ہیں - چنانچہ ایک سنسان جزیرے پر کچھہ گھریلو کتے چھوٹ گئے تھے اور تیس سال تک اُس جزیرے پر کسی انسان کا گذر نہ ہوا - وہ کتے

بالکل جنگلی ہو گئے اور اپنی بسر اوقات بھیڑیوں کی طرح مل کر شکار مار کر کرنے لگے - یہہ ایک حیرت کی بات ہے کہ ایک ایسا حیوان جس میں تمام جنگلی خصلتیں فوری عود کر آتی ہیں انسان کا پورا مطیع اور فرماں‌بردار ہو جاتا ہے -

بعض بعض ایسی عادتیں گھریلو کتوں میں اب بھی پائی جاتی ہیں کہ جو اس امر پر شاہد ہیں کہ اُن کے مورث جنگلی تھے - مثلاً گھریلو کتوں میں ایک عجیب عادت ہوتی ہے کہ لیٹنے سے قبل کئی بار گھوم گھوم کر چکر لگاتے ہیں - یہہ جنگلی کتوں کی عادت ہے - پہلے جب کتے جنگلوں میں رہتے تھے جہاں اونچی گھاس ہوتی تھی؛ تو ایک مقام ہموار کرنے کی غرض سے وہ گھوم گھوم کر گھاس کو دبا لیتے تھے اگرچہ گھریلو کتوں کو اُس سے اب کوئی فائدہ نہیں تاہم وہ عادت فطرت ہوکر اب نسلاً بعد نسل کتوں میں پائی جاتی ہے -

حالانکہ پالتو کتے ایک زمانے سے انسان کے ساتھہ رہتے ہیں تاہم اُن کے بعض افراد اب بھی اس جماعت کے دوسرے جنگلی جانوروں کے اس قدر مشابہ ہیں کہ اُن میں تفریق کرنا دشوار ہے - مثلاً شمالی امریکہ کے ایسکیمو کتے وہاں کے بھیڑیوں سے ظاہری ساخت میں اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ اکثر دھوکا ہو جاتا ہے اور ہندوستان کے دیہاتوں میں اکثر کتے نظر آتے ہیں جن میں گیدڑ میں کوئی فرق نہیں ہوتا -

کتے کی خدمات بیان سے باہر ہیں - وہ اپنے آقا کی حفاظت کرتا ہے - اُس کے دشمن کو فوراً پہچان لیتا ہے اور اس پر بلا انتظار حکم حملہ کرتا ہے - اپنے مالک کے ساتھہ کھیل تماشوں اور شکار کا خط اٹھاتا ہے - برفستان میں بوجھہ گھسیٹتا اور پہاڑوں پر مسافروں کی جان بچاتا ہے - کہیں دودھہ اور سبزی فروشوں کی گاڑیاں گھسیٹتا اور کہیں بھیڑ بکریوں کے گلے چراتا ہے - چندہ جمع کرتا ہے اور سب سے تعجب خیز بات یہہ ہے کہ وہ انسان کے ساتھہ رہ کر گانے کا بھی شائق ہو گیا ہے - یہہ من گھڑت نہیں ہے - شاید ناظرین کو خود ہی تجربہ ہوا ہوگا کہ جب مندروں میں گھنٹے گھڑیال اور سنکھہ بجائے جاتے ہیں تو آس پاس کے کتے ایک آواز ہو کر چلانے لگتے ہیں - دراصل وہ اُن کی آواز سے تان ملانے ہی کی کوشش کرتے ہیں -

اس کے متعلق اکثر اہل فن نے غور و خوض کیا ہے - ڈاکٹر کارل گروز نے اپنی اپنی تصنیف موسومہ "حیوان کے کھیل" میں تحریر کیا ہے کہ "اکثر دیکھا جاتا ہے کہ گانے اور بجانے کا کتوں پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے اور وہ گانے کے ساتھہ چیخیں مار مار کر سُر ملاتے ہیں - ان آوازوں کو سن کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص تکلیف کے باعث آہ و نالہ کررہے ہیں - لیکن یہہ گمان حقیقت سے دور ہے کیونکہ جب کسی کمرے میں پیانو (باجا) بجایا جاتا ہے اور کتا خود بخود آکر اُس کے ساتھہ سر چھیڑتا

ھے تو یہہ قرین قیاس نہیں کہ وہ کسی تکلیف یا رنج کا اظہار کرنے کی غرض سے اندر آجاتا ھے - میں یقیناً کہہ سکتا ھوں کہ اس کی چیخیں اس کے ذوق و شوق پر دال ھے اور وہ انسان کی نقل و حرکت کی کوشش کرتا ھے - علاوہ اس کے ایسے واقعات بھی تجربے میں آئے ھیں کہ کتے گانے کے اُتار چڑھاؤ کی کوشش کرتے ھوئے پائے گئے - میرے ایک دوست کے پاس ایک کتیا تھی جس کا تماشہ وہ اکثر اپنے دوست احبابوں کو دکھایا کرتے تھے - جب وہ گانے میں اونچے سُر اُٹھاتے تھے تو کتیا بھی چیخیں مار مار کر برابر ساتھہ دیتی تھی اور اس میں شبہ نہیں کہ اُس کی آواز بھی سروں سے ملتی جلتی تھی - اگرچہ اس کی آواز میں دھن کا پتہ نہ تھا تاھم سننے سے صاف ظاھر ھوتا تھا کہ وہ گانے میں ساتھہ دے رھی ھے -

" رومانیز کا بیان ھے کہ " اِس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ گانے والے بندر کے علاوہ کسی شیر پروردہ جانور کو اُونچے نیچے سروں کی شناخت ھوتی ھو - لیکن میں نے ایک ٹیریر کتا دیکھا ھے جو اپنی چیخوں کے ذریعہ سے گانے میں ساتھہ دیتا تھا اور لمبے اُٹھنے والے سروں سے ایسی آواز ملاتا تھا کہ دونوں کی آوازیں بہت کچھہ مل جاتی تھیں - ڈاکٹر ھگنس جو فن موسیقی سے بخوبی واقف تھے بیان کرتے ھیں کہ اُن کا ماسٹف کتا ارگن باجے کے اُونچے سروں کے ساتھہ آواز ملایا کرتا تھا - ایلکز (Elix) کچھہ ایسے ھی

کتوں کا ذکر کرتے ہیں اور اِس کو پڑھ کر جادو کا کھیل یاد آتا ہے - آپ لکھتے ہیں کہ پیر پارڈیز (Pere Pardies) نے بیان کیا ہے کہ دو کتے تھے جن کو گانا سکھایا گیا تھا - اُن میں سے ایک تو اپنے مالک کے ساتھ ہی گایا کرتا تھا - پرکن ڈاگیمبلو (Perkin de Gembloux) ایک کتے کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ سر گم کے ساتوں سُروں کے ساتھ آواز ملاتا تھا اور موزرت (Moazrt) کا اُتارا ہوا راگ "My heart it sighs at Eve" نہایت عمدگی سے گا سکتا تھا - " (۱)

گانے والے کتوں کے حالات تو حیرت انگیز ہیں ہی لیکن ہیکٹر (Hector) نامی ایک کتے کی فہم و فراست کا حال اسقدر تعجب خیز ہے کہ بظاہر یقین نہیں ہوتا - وہ امریکہ کے مشہور ماہوار رسالے "سایٹنفک امریکن" (The Scientific American) میں شایع کیا گیا تھا اور اگر ایسے معتمد ذریعہ سے اس کا حال نہ ملا ہوتا تو شاید ہرگز باور نہ کیا جا سکتا - اُس نے علم ریاضی سیکھا تھا اور اِنسان کی بات چیت بھی بخوبی سمجھ لیتا تھا اور جو کچھ حکم اُس کو دیا جاتا تھا حرف بحرف بجا لاتا تھا - کئی بڑے بڑے لائق و فائق اور تعلیم‌یافتہ حضرات نے مل

---

(۱) "The Play of Animals," by Dr. Karl Groos.

کر اُس کا امتحان بھی لیا اور اس بات کی جانچ کی
کہ آیا وہ انسان کی گفتگو سمجھتا ہے یا نہیں - اُس
سے کہا گیا کہ ہیکٹر اپنی پچھلی ٹانگوں پر چل کر کرسی
کے چاروں طرف گھومو - جب کرسی کی پشت کے سامنے
پہنچو تو کھڑے ہوکر بھوکو - پھر واپس ہوکر چاروں
طرف گھومو اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ جاؤ - " چنانچہ
ہیکٹر نے یہ تمام کام کردئے - بعدازاں اُس کو حکم دیا گیا
کہ ردّی کاغذ کی ٹوکری کو اپنے منھ سے گرا دو تو اُس نے
منھ ہی سے دھکا دے کر ٹوکری گرا دی - پھر اُس کو
حکم دیا گیا کہ ٹوکری کو پنجے سے گراؤ - چنانچہ اِس
مرتبہ اس نے ٹوکری پنجے سے گرا دی -

اِس کے بعد ایک گھنٹی لائی گئی جس کی چابی
دبانے سے ایک بار آواز ہوتی تھی - ہیکٹر سے پوچھا گیا
کہ چار کا تین گُنا کتنا ہوتا ہے تو اُس نے بارہ مرتبہ گھنٹی
بجا دی - اِسی طرح پہاڑوں کے کئی سوالات اُس سے پوچھے
گئے - اُس نے قریب قریب ہر سوال کا جواب صحیح دیا -
بعض اوقات اُس سے غلطی بھی ہوئی لیکن گھنٹی وہ اس
قدر جلد بجاتا تھا کہ شمار کرنا نہایت دشوار تھا - اس
لئے ممکن ہے کہ شمار کرنے والے ہی سے غلطی ہوئی ہو -
جوڑ ، باقی ، ضرب وغیرہ کے سوالات بھی اُس نے صحیح حل
کردئے - نو کا جذر پوچھا گیا تو اُس نے تین بار گھنٹی
بجادی - نہ معلوم ہیکٹر میں کون سی عجیب طاقت تھی -

کتے کی فہم و فراست قابل قدر ہے - وہ کھیل تماشوں اور شکار کا ہی ساتھی نہیں بلکہ تربیت دئے جانے پر دشوار سے دشوار کاموں کے مقاصد کو بخوبی سمجھہ کر دل و جان سے انسان کو امداد پہنچاتا ہے - یورپین جنگ عظیم میں بعض مقامات پر گولے اور گولیوں کی اِس طرح بوچھار ہوتی تھی کہ انسان کا گذر ہی نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ایک مقام سے دوسرے مقام کو خبریں پہنچانے کا کام کتوں کو سپرد کیا گیا - وہ صرف پانچ یا چھہ ہفتے تربیت پاکر اِس کام کو بخوبی انجام دینے لگتے تھے اور گولے گولیوں کا خوف بالکل دور کر دیتے تھے -

اسمائلر نام کے کتے پر تمام فوج کو فخر تھا - ایک مرتبہ وہ صدر مقام کو جو کہ تین میل کے فاصلے پر تھا ایک پیغام لے کر روانہ کیا گیا - عموماً وہ اپنے کام کو بسرعت انجام دیتا تھا لیکن اُس روز بہت وقت گزر گیا اور وہ نہ پہنچا - بالاخر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد گھسٹتا ہوا صدر مقام پر پہنچتا نظر آیا - گولے کے ایک ٹکڑے سے اُس کے نیچے کا جبڑا چور چور ہو گیا تھا پھر بھی اُس کاری زخم کی ناقابل برداشت تکلیف بھی اُس کو اپنے فرائض کی انجام دیہی سے باز نہ رکھہ سکی - گردن کا کیسہ کھول کر خط نکالا ہی جا رہا تھا کہ اُس کی جان نکل گئی -

ایک اہل فن تحریر کرتے ہیں کہ "میرے ایک دوست کے پاس ایک کتا تھا جس کو جب ہی ایک پہنی

(penny) یا نصف پینی دی جاتی تھی تو اس کو منھہ میں داب کر نان‌بائی کی دوکان کو دوڑ جاتا تھا - دروازے کی گھنٹی بجا کر نان‌بائی کو بلا لیتا تھا اور اُس سے بسکٹ یا روٹی خرید لاتا تھا - نصف پینی کے عوض تو وہ بسکٹ لے لیتا تھا مگر پینی میں بغیر روٹی لئے نہ مانتا تھا - چونکہ کتا بار بار آتا تھا نان‌بائی تنگ آکر ایک مرتبہ اس سے سکہ تو لے لیا مگر عوض میں کچھہ نہ دیا - اِس کے بعد کتا یہہ ہوشیاری کرتا کہ سکے کو زمین پر دور رکھہ دیتا اور جب تک نان‌بائی اس کو روٹی وغیرہ نہ دے دیتا وہ اس کو سکے کے قریب نہ جانے دیتا - "

خیراتی کاموں کے لئے چندہ جمع کرنے کا کام انگلینڈ میں اکثر کتوں کو سکھایا جاتا ہے - وہ تنہا ہی جاتے ہیں اور آدمیوں سے بھی زیادہ چندہ جمع کر لاتے ہیں - کتے کی پشت پر بکس باندہ دیا جاتا ہے اور جس خیراتی یا مفید عام کام کے لئے چندہ مانگا جاتا ہے اُس کا نام بکس پر لکھہ دیا جاتا ہے -

اعلیٰ حضرت شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا "سیزر" نامی کتا لندن کے اسپتالوں کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور جہاں پہنچتا اُس کو اچھی رقم مل جاتی تھی -

لندن کے واٹرلو نامی ریلوے اسٹیشن پر ایک کتا چندہ جمع کیا کرتا تھا اور ہر سال وہ سات آٹھہ ہزار روپیہ وصول

کر لاتا تھا - اُس کے مرنے پر ایک دوسرے کتے کو اُس کام کی تربیت دی گئی - یہہ کتا جب کسی گاڑی میں داخل ہوکر دیکھتا کہ مسافر اخبار پڑھنے میں مشغول ہے تو وہ اپنا پنجہ نہایت محبت آمیز طریقے سے اُس کے زانو پر رکھہ دیتا اور اس قدر عاجزی اور انکساری سے اُس کی طرف دیکھتا کہ مسافر کو کچھہ نہ کچھہ دینا ہی پڑتا -

وہ تانبے ' چاندی اور سونے کے سکوں کی آواز پہچانتا تھا اور مسافر جس طرح کا سکہ دیتا اُسی کے مطابق اُس کا شکریہ ادا کرتا - تانبے کا سکہ دینے والے کی طرف وہ صرف ایک نظر ڈال کر معمولی طرح شکریہ ادا کر دیتا تھا - چاندی کا سکہ دینے والے سے ہاتھہ ملانے کو آگے بڑھا دیتا تھا - اور سونے کا سکہا دینے والے سے ہاتھہ ملاتا اور منھہ پھلا کر اظہار خوشی اور شکریہ ادا کرتا -

کتا گوشت خوار طبقے کا جانور ہے لیکن وہ اپنی بسر اوقات دوسری قسم کی غذاؤں پور بھی کر لیتا ہے -

اُس کو پسینہ کبھی نہیں آتا بلکہ پسینے کے عوض منھہ سے جھاگ آنے لگتے ہیں -

پاگل ہو جانے کا ہیبتناک مرض کتوں اور بعض دوسرے جانوروں کو بھی اکثر ہو جاتا ہے - شروع میں اُس کی علامتیں سستی ' اشتہا پیدا نہ ہونا ' آنکھوں پر ورم وغیرہ ہوتی ہیں اور اگرچہ پیاس کی وجہ سے وہ نہایت بے چین رہتا ہے تاہم پانی سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے -

پھر وہ نہ کسی کو پہچانتا ہی ہے نہ کسی کا خوف اس کی طبیعت میں رہتا ہے اور خواہ مخواہ اِدھر اُدھر بھاگا بھاگا پھرتا ہے - اُس کی تمام خصلتوں میں ایک ساتھہ عجیب تغیر پیدا ہو جاتا ہے - تمام عمر کی تربیت اور محبت بھول بیٹھتا ہے - جو کوئی اس کے سامنے آ جاتا ہے اسی کو کاٹ لیتا ہے اور جھاگ کے ذریعہ اس کے خون میں اپنا زہر پہنچا دیتا ہے - ایسے کتے کو فوراً ہلاک کر دینا ہی بہتر ہے -

کتے کی دو صنفیں پائی جاتی ہیں گھریلو اور جنگلی - گھریلو کتوں کے افراد (Varieties) مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم کئے جا سکتے ہیں -

(۱) بھیڑیا نما (Wolf-dogs) (۲) اسپینیل (Spaniel) (۳) شکاری (Hounds) (۴) ماسٹف (Mastiff) (۵) ٹیریر (Terrier) (۶) تازی (Grey Hounds) -

بھیڑیا نما کتوں کی ایک نہایت کارآمد فرد "چرواھے کتوں" (Shepherd Dogs) کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - یہہ جھبری دم کے کتے یورپ میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے ہیں - ڈارون صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بھیڑ بکریوں کے گلے اکثر آبادیوں سے دور نظر آتے ہیں جن کی نگہبانی کے لئے صرف دو ایک کتے ساتھہ ہوتے ہیں اور میلوں تک نہ تو کوئی آبادی ہوتی ہے نہ انسان -

یہہ کتے بھیڑ بکریوں کی حفاظت چور اور درندوں سے بخوبی کرتے ھیں - شام ھوتے ھی وہ اُن کو جمع کرکے گھر واپس لے آتے ھیں - بعض اوقات ایسا اتفاق ھوتا ھے کہ دو یا زیادہ گلے ایک ھی مقام پر چرتے ھیں اور ان کی بھیڑیں سب مل جاتی ھیں - مگر یہہ کتے ایسے ھوشیار ھوتے ھیں کہ واپسی کے وقت اپنی اپنی بھیڑوں کو بہ‌آسانی علحدہ کر لیتے ھیں -

ایسکیمو کتے (Esquimaux Dogs) بھی بھیڑیا نما قسم ھی کی ایک فرد ھے - ایسکیمو قوم کے لوگ جو کہ نیو فاونڈ لینڈ اور شمالی برفستان کے دوسرے مقاموں میں آباد ھیں اُن کو پالتے ھیں - چھوٹے چھوٹے کھڑے ھوئے کان ' گھنے اُونی بال اور جھبری دم کی وجہ سے یہہ اپنی ظاھری تصویر میں بھیڑئے کے بالکل مشابہ ھوتے ھیں اور اِن کو دیکھہ کر اکثر دھوکا ھوجاتا ھے - فی‌الواقع یہہ کتے پوری طرح پالتو نہیں ھوتے - آزادی پاتے ھی وہ فوراً جنگلی ھو جاتے ھیں اور بھیڑیوں کی طرح گروہ بنا کر بارہسنگے وغیرہ کا شکار کرنے لگتے ھیں - چنانچہ گرمی کے زمانے میں وہ اکثر مارے مارے پھرتے ھیں اور خود شکار مار کر اپنی غذا حاصل کرتے ھیں - سردی آتے ھی وہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پھر پہنچ جاتے ھیں -

غالباً کتے روے زمین پر کہیں اِس قدر مفید نہیں ثابت ھوتے جتنے کہ ایسکیمو کے ملک میں - وہ اپنی تیز قوت

شامہ سے اپنے مالک کو سیل (Seal) کی تلاش میں امداد دیتے ہیں اور بارہسنگے کا شکار اُس کے لئے کرتے ہیں - بھالو وغیرہ سے بھی اِس کی حفاظت کرتے ہیں اور برف پر بوجھہ گھسیٹتے ہیں -

موسم سرما میں اِن کی کھال تین چار انچ لمبے بالوں سے ڈھک جاتی ہے - اِس کے علاوہ بالوں کی ایک اور تہ بھی قدرت نے ان کو عطا کی ہے - اپنے گھنے بالوں کی وجہ سے وہ برف میں بھی بہ راحت زندگی بسر کر لیتے ہیں -

ایسکیمو کتے نہایت محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں - ایسکیمو لوگوں کے سلیج یعنی بغیر پہیوں کی گاڑی آٹھہ دس فٹ لمبی اور دو فٹ چوڑی ہوتی ہے اور اُس میں کتوں کی کئی جوڑیاں جوت دی جاتی ہیں - اُن میں جو سب سے ہوشیار اور فہیم ہوتا ہے اُس کو رہنما بنا کر سب سے آگے جوتتے ہیں اور سلیج ہانکنے والا اسی کا نام لے لے کر دہنے بائیں مڑنے کا حکم دیتا ہے - برف کے چکنے اور ہموار میدان پر چھہ سات کتے تقریباً دس من کا وزن کھینچ لے جاتے ہیں - وہ اکثر دوڑ ہی کر چلتے ہیں اور سات آٹھہ میل فی گھنٹے کی رفتار سے پچاس ساٹھہ میل کا سفر دن بھر میں طے کر لیتے ہیں -

نیو فاونڈلینڈ کا کتا

(Newfoundland Dogs.)

بھیڑیا نما کتوں کی یہہ ایک مشہور فرد ہے - ان قدآور کتوں کے جسم پر گھونگر والے بال ہوتے ہیں اور دم بہت موٹی اور جھبری ہوتی ہے - ان کی خصلت اور عادتیں سلجھدہ اور شکل سے متانت ٹپکتی ہے - اپنے مالک کی حفاظت میں وہ جان تک دیتے ہیں اور یہہ اکثر سلیج میں بھی جوتے جاتے ہیں -

---

سینٹ برنارڈ کتے

(St. Bernard Dogs.)

یہہ قدآور اور طاقتور کتے یورپ میں سلسلہ کوہ آلپس پر پائے جاتے ہیں - سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کے درمیان اِس پہاڑ کی بہت سی چوٹیاں ہیں جن پر برف گرتا ہے اور تمام تمام سال زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے - سینٹ برنارڈ نامی ایک نہایت اونچی چوٹی ہے جس پر برف کے مہیب طوفانوں میں اکثر مسافر گم راہ ہوکر بھٹکتے پھرتے ہیں اور انتہائی سردی اور تکالیف سے اکثر مر بھی جاتے ہیں - اس چوٹی کے قریب ہی ایک خانقاہ ہے اور اس میں رہنے والے رحم دل راہب مسافروں کی حفاظت کرنے کے لئے سینٹ برنارڈ کتے رکھتے ہیں - یہہ دو دو

ساتھہ روانہ کئے جاتے ھیں - ایک کی گردن سے شراب کی
بوتل لٹکا دی جاتی ھے اور دوسرے کی پشت پر اُونی کمبل
باندھہ دیا جاتا ھے - جو مسافر اُن کو راہ میں مل جاتا
اِسی کو شراب اور کمبل دیتے ھیں اور خانقاہ تک پہنچا
دیتے ھیں - بعض مرتبہ کوئی مسافر بے ھوش ھوکر گر
جاتا ھے اور اُس کے جسم ھی پر برف جمنے لگتا ھے -
کتے اپنی قوت شامہ سے ایسے بدقسمت کا پتہ لگا کر اُس
کے پاس پہنچتے اور اُس کے جسم پر سے برف ھٹاتے ھیں
اور اپنی بھاری اور کرخت آواز سے خانقاہ کے راھبوں کو
خبر دے دیتے ھیں - ھر سال یہہ کتے بیسوں مسافروں کی
جان بچاتے ھیں اور اُن میں سے ایک کو ایک طلائی
تمغہ بائیس آدمی کی جان بچانے کے انعام میں ملا تھا -

اسپینیل کتوں کی دو قسمیں ھیں پانی کے اور
خشکی کے - پانی کے اسپینیل (Water-Spaniel) کا رنگ اکثر
کتھئی اور سفید ھوتا ھے بخلاف خشکی کے (Land-Spaniel)
کہ اُن کا رنگ سیاہ اور سفید ھوتا ھے -

لٹکے ھوئے بڑے بڑے کان اور لمبے ریشم کی طرح ملائم
اور گھونگر والے بال ان کی ساخت کی خصوصیتیں ھیں -
اسپینیل کتا نہایت سیدھا اور خوبصورت ھوتا ھے -

ھاونڈ کتوں کی قسم میں سب سے بڑا ، خوفناک اور
خونخوار "خونی ھاونڈ" (Blood-hound) کے نام سے موسوم
کیا جاتا ھے - اِس کا قد بہت بڑا اور شکل نہایت مہیب

هوتی هے - کان لٹکے هوئے آٹھه لو انچ کے هوتے هیں -
سینه چوڑا ' تھوتھڑی بھاری ' ٹانگیں کٹھیلی اور مضبوط اور
آواز بھاری اور گونجتی هوئی هوتی هے -

اِس کی قوت شامه تو ضرب‌المثل هے اور جس جانور کے
تعاقب کے لئے وہ چھوڑا جاتا هے اُس کو کہیں پناہ نہیں
مل سکتی - انسان یا جانور جہاں سے ایک بار نکل
جاتا هے یہه کتے زمین سونگھه کر هی فوراً پتا لگا لیتے هیں -

کچھه هی صدیاں گذریں که انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں
مفرور قیدیوں اور مجرموں کا پتا لگانے کے لئے یہه کتے کام
میں لائے جاتے تھے - جب انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ پر علحدہ
علحدہ سلطنتیں قائم تھیں اور دونوں میں اکثر جنگ چھڑی
رهتی تھی اُس وقت بھی ایک دوسرے کا تعاقب کرنے میں
اِن کتوں هی سے امداد لی جاتی تھی - اسکاٹ لینڈ کے
مشہور و معروف محب وطن بروس (Bruce) کو اکثر ان
کتوں سے تعاقب کئے جانے کا اتفاق هوا تھا اور اُن سے جان
بچانا مشکل هو گئی تھی - اُن سے پناہ پانے کی غرض
سے اکثر مفرور مجرم اور قیدی پانی میں کود پڑتے تھے تاکه
تعاقب کرنے والے کتے زمین سونگھه کر اُن کا پتا نه لگا سکیں
ملکه ایلیزیبتھه کے عہد حکومت میں آئرلینڈ کی
بغاوت کے انسداد کے لئے جو فوج بھیجی گئی تھی اس کے
ساتھه آٹھه سو خونی هاونڈ تھے -

فاکس هاونڈ

(Fox-Hound.)

یہہ چھوتے قد کے شکاری کتے ہیں - انگلینڈ میں یہہ بالخصوص لومڑی کے شکار کے لئے پالے جاتے ہیں اور اُن پر زرکثیر صرف کیا جاتا ہے - دوڑ بھاگ اور جفاکشی میں اُن کا کوئی ثانی نہیں - ایک فاکس ہاونڈ سات منٹ میں چار میل دوڑتے دیکھا گیا ہے اور ایک مرتبہ اُن کے ایک گروہ نے متواتر دس گھنٹے تک ایک لومڑی کا تعاقب کیا -

---

پائنٹر کتے

(Pointers.)

شکاری کتے ہی کی یہہ بھی ایک قسم ہے - اپنی گردن اور منھہ کی خاص ساخت کی وجہ سے اُن کو پائنٹر یعنی "اشارہ کرنے والے" کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ اس کی گردن اور منھہ کو دیکھہ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہو -

شکار میں اگر شکاریوں سے وہ آگے ہوتا ہے تو جیسے ہی کسی جانور کی بو ملتی ہے فی‌الفور اُسی مقام پر ٹھٹک جاتا اور بت بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور جب تک شکاری نہیں پہنچتے ذرا بھی حرکت نہیں کرتا - بے حس و حرکت کھڑے رہنے کی تو اس میں اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ

اس کے متعلق ایک اہل فن ایک عجیب واقعہ سناتے ہیں کہ دو پائنٹر کتوں کو اشارہ کرتے کھڑا ہوا دیکھ کر ایک مصور نے ان کی تصویر کھینچنا شروع کی - اس کو پورا سوا گھنٹا لگا مگر کتوں نے ذرا بھی حرکت نہ کی -

ایک پائنٹر کتیا ایک دیوار کودنے کو اچھلی لیکن اچھلتے ہی اس کو پتا لگا کہ دیوار کی دوسری طرف تیتر ہیں جو اس کے کودتے ہی اڑ جائیں گے - اس لئے اپنی جست کو یکایک ختم کرکے وہ دیوار پر ہی گری اور اگلے پنجوں سے لٹک گئی - جب شکاری پہنچے اور اس کی یہہ کیفیت دیکھی تو ان کو خیال گذرا کہ اس کے پنجے پھنس گئے ہیں - دیوار کی دوسری طرف تیتر نظر آنے پر ان کو اس راز کا پتا چلا کہ کتیا اس قدر تکلیف کس غرض سے گوارا کر رہی تھی -

---

ماستف

(Mastiff)

یہہ تین قسموں کے پائے جاتے ہیں - (۱) ماستف (۲) بل ڈاگ اور (۳) پگ - ان سب کا جسم بھاری اور چہرہ نہایت چھوٹا سا اور چوڑا ہوتا ہے اور ان کے جبڑوں کی طاقت تو بے نظیر ہی ہے -

ماستف (Mastiff) قسم کے قدآور کتے تقریباً ڈھائی فٹ

اونچے ہوتے ہیں - یہہ شکل کے مہیب لیکن خصلتاً سیدھے ہوتے ہیں - ان کی آواز خاص طور سے بھاری ہوتی ہے - تبت میں ماستف کی ایک نہایت اعلیٰ فرد ہوتی ہے - اُن کے بال بہت لمبے اور قد کتوں کی تمام افراد سے بڑا ہوتا ہے -

---

بل ڈاگ

(The Bull Dog.)

کتے کی ایک یہی فرد ہے جس کی محبت اور اُنس پر کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا - اس کا کچھہ بھروسہ نہیں نہ جانے کس وقت ذرا سی ہی چھیڑ چھاڑ میں غضب‌آلود ہو جائے اور یہہ ضدی بھی بے حد ہوتا ہے اور دوسرے کتوں کے مقابلے میں اس کی عقل بھی کوتاہ ہوتی ہے -

بل ڈاگ کے جبڑے کی گرفت تمام عالم میں مشہور ہے - وہ بند ہوکر پھر کھلنا نہیں جانتے - ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بل ڈاگ نے امریکہ کے بسن کی تھوتھری پکڑ لی اور اُس کا سر زمین سے ملا دیا - جب بسن اپنی تھوتھری نہ چھڑا سکا تو اس نے پچھلی ٹانگ بڑھا کر اس کو کچل کر مار ڈالا - کتے کی موت ہو جانے پر بسن نے اس کو کھینچ کر علحدہ کیا -

پھر بھی کتے کا جبڑا نہ کھلا بلکہ تھوتھڑی کا گوشت دانتوں کی گرفت ھی میں رہ گیا –

تیریر

(The Terrier.)

یہہ ولایتی کتوں کے نام سے ھند میں بھی اکثر گھروں میں پالے جاتے ھیں – ان کا قد چھوٹا ھوتا ھے –

تازی کتے

(Grey Hounds)

یہہ شکاری کتے ھیں – ان کے دبلے پتلے جسم کے ھر ایک عضو سے تیزی ٹپکتی ھے – جسم کا کوئی حصہ فربہ یا بھاری نہیں ھوتا بلکہ ان کو دیکھہ کر یہہ معلوم ھوتا ھے کہ کھال اور ھڈیوں کے علاوہ ان کے جسم میں اور کچھہ نہیں ھے اور وہ جس قدر دبلے ھوں اُسی قدر خوبصورت تصور کئے جاتے ھیں – یہہ نہایت تیز دوڑنے والے ھیں اور خصلتاً سیدھے اور حکم ماننے والے بھی ھوتے ھیں –

جنگلی کتے یا ڈھول

(Coun rutilans.)

کتے کی نوع کی یہہ دوسری صنف ہے جس کے کئی افراد پائے جاتے ہیں - ہندوستان میں بھی بعض مقاموں میں ان کے گروہ ملتے ہیں - شمالی ہند میں "جنگلی کتے" وسط ہند میں "سونا کتے" اور بعض مقاموں میں "ڈھول" کے نام سے وہ موسوم کئے جاتے ہیں -

ڈھول کی ساخت گھریلو کتوں سے کسی قدر مختلف ہے اور کتوں کے مقابلے میں ان کے دانتوں کی تعداد میں بھی دو کی کمی ہوتی ہے اور تھنوں کی تعداد میں بھی فرق ہوتا ہے - اس لئے اکثر ماہرین فن اس کو ایک علحدہ ہی نوع قرار دیتے ہیں -

ڈھول ہمیشہ گروہ میں رہتے اور مل کر شکار مارتے ہیں - ان کے خوفناک گروہ کے سامنے اڑنا جیسے عظیم‌الجثہ جانور کو بھی عاجز ہونا پڑتا ہے - جس جنگل میں ان کا گزر ہو جاتا ہے اس کو چھوٹے بڑے جانور حتی کہ باگھہ تک چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں - اپنے شکار کا پیچھا وہ اس استقلال سے کرتے ہیں کہ تمام تمام رات بھاگنے پر بھی اس کو پناہ نہیں ملتی -

ہند میں ڈھول کا رنگ ہلکا زرد گہرا سرخ ہوتا ہے - کان کھڑے ہوئے اور گول ' دم جھبری ' ٹانگیں مضبوط ' جسم

لمبا اور قد تقریباً بیس انچ ہوتا ہے -

نیپال میں جنگلی کتے کو بوآنسو کہتے ہیں - مسٹر ہاجسن نے اس کا بالتفصیل بیان تحریر کیا ہے اور اسی کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

"بوآنسو قد میں بھیڑئے اور گیدڑ کے درمیان ہوتا ہے - یہہ ہمیشہ گردن نیچی جھکا کر چلتا ہے اور اس کی شکل میں ناشایستگی اور جنگلی پن کی تمام علامتیں نظر آتی ہیں - جسم کا اگلا حصہ پچھلے سے کسی قدر اونچا ہوتا ہے - کھوپڑی کی ہڈی ناک کی سطح ہی میں ہوتی ہے - لمبی ٹانگیں سیدھی اور پچھلی خمیدہ اور پشت کسی قدر گول ہوتی ہے - وہ اکثر دن میں شکار کرتا ہے اور شکار کا تعاقب کرنے میں وہ اپنی قوت باصرہ سے اتنا کام نہیں لیتا جتنا کہ شامہ سے -

"اُن کی پیشاب میں ایک خاص قسم کی چھرپ ہوتی ہے اور اس میں سخت تعفن بھی ہوتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات وہ اس سے ایک حیرت‌انگیز طریقے سے امداد لیتے ہیں - نیچی نیچی جھاڑیوں کو وہ پیشاب سے تر کر دیتے ہیں اور قریب ہی پوشیدہ رہتے ہیں - کہتے ہیں کہ جو جانور اُدھر سے نکلتا ہے وہ پیشاب کی چھرپ کی وجہ سے اندھا سا ہو جاتا ہے اور پھر بوآنسو اس کو گھیر کر مار لیتے ہیں" -

افریقہ کا جنگلی کتا

"وسط اور جنوبی افریقہ میں بھی ایک فرد جنگلی کتے کی پائی جاتی ہے - ان میں سیاہ ، سفید ، بھورا ، زرد ہر رنگ کچھ مختلف سا ہوتا ہے - پچھلے حصے پر کچھ دھندلے دھبے بھی ہوتے ہیں - یہہ کتے نہایت بد وضع اور لاغر ہوتے ہیں مگر شکار میں وہ بڑے بڑے کرشمے دکھاتے ہیں - گارڈن کمنگ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "ڈچ قوم کے بور (Boer) لوگوں کے گلوں کو اِن سے بے حد نقصان پہنچتا ہے - شہد کی تلاش میں یا اور کسی غرض سے چرواہا ذرا ہٹا نہیں کہ اُن کے گروہ گلے پر آ ٹوٹے - پھر ان کو شکم پری کر لینے سے بھی آسودگی نہیں ہوتی بلکہ کشت و خون سے ان کو اس قدر حظ حاصل ہوتا ہے کہ بلاوجہ صدہا بھیڑوں کو چیر پھاڑ کر ڈال دیتے ہیں" -

سیار یا گیدڑ

(Canis aureus.)

کتے کی جماعت کے اس کمینے جانور کو اگر ناظرین نے دیکھا نہ ہوگا تو بھی اُس کی کرخت آواز تو سنی ہی ہوگی - لیکن اس چڑنہ خور اور کمینے جانور کا وجود بھی خالی از حکمت نہیں کیونکہ وہ تمام سڑی گلی چیزیں کھاکر روئے زمین کو پاک صاف کرتا رہتا ہے - شکار کے وہ حصے جو کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور جن کو بڑے جانور چھوڑ جاتے ہیں سیار بڑی رغبت سے کھا لیتا ہے اور آب و ہوا کو خراب نہیں ہونے دیتا - لکڑ بگھا کی طرح کبھی کبھی سیار بھی قبر کھود کر انسان کی نعش کھا جاتا ہے -

سیار ایشیا ' افریقہ اور یورپ کے جنوبی ممالک میں پایا جاتا ہے - اس کا طول تقریباً دو فٹ اور قد سوا فٹ ہوتا ہے - رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل اور بنگال میں بعض بعض سیاہ بھی ہوتے ہیں -

ہندوستان اور لنکا میں ایک روایت مشہور ہے کہ بعض سیار کے سر پر ایک سینگ ہوتا ہے جس میں عجیب و غریب اوصاف بیان کئے جاتے ہیں - سر یمر سن ٹینلنٹ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ در اصل یہہ ایک چھوٹا سا سینگ کی شکل کا خار ہوتا ہے جو بالوں میں چھپا

رهتا هے - (۱)

گوشت کے علاوہ سیار پھل وغیرہ بھی بڑے شوق سے کھاتا هے اور گنے کی کاشت کو بالکل هی اُجاڑ دیتا هے - گنے کو جڑ کے قریب چبا کر اُس کا تمام رس چوس جاتا هے انگور، بیر وغیرہ بھی اُس سے نہیں بچتے - ڈاکٹر جرڈن لکھتے هیں کہ وائےناڈ اور لنکا میں وہ قہوہ کے پھل بھی کھا جاتا هے - ان کے تخم وہ هضم تو کر نہیں سکتا مسلم هی اس کے پیٹ سے باهر آ جاتے هیں - قلی ان تخموں کو جمع کر لاتے هیں اور بیان کیا جاتا هے کہ اِن کو پیس کر جو قہوہ بنایا جاتا هے اُس سے بہتر قہوہ کوئی نہیں هوتا -

اگرچہ سیار چرند خور هے مگر بعض اوقات کئی کئی مل کر شکار بھی کرتے هیں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو یا کسی بیمار یا مسن هرن وغیرہ کو مار لیتے هیں -

هندوستان میں ایک روایت هے کہ هر شیر اور باگھ کے ساتھ ایک گیدڑ همیشہ رهتا هے اور شکار کا پتا لگا کر ایک خاص آواز سے اُن کو مطلع کر دیتا هے اور وہ اس صلہ میں شکار کا کچھ حصہ گیدڑ کے لئے چھوڑ دیتے هیں - اهل فن پہلے تو اس کو من گھڑت هی جانتے تھے لیکن اب

---

(۱) "Sketches of the Natural History of Ceylon," by Sir E. Tennent.

شکاریوں کو خود اپنے تجربے سے اس کی تصدیق ہوتی جاتی ہے - اور اس میں کوئی حیرت کی بات بھی نہیں کیونکہ سیار اِس قدر بےعقل نہیں ہے کہ وہ یہہ نہ سمجھہ سکے کہ جب کوئی بڑا درندہ شکار مارےگا تو اس کا کچھہ حصہ ضرور ہی چھوڑ دےگا جس سے کہ سیار کی شکم پری بخوبی ہو جائےگی -

اس کے متعلق ایک صاحب ایک چشم دید واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "اچانک ایک مرتبہ باگھہ ہمارے سامنے کچھہ گز کے فاصلے پر نکلا اور جب وہ آگے بڑھہ گیا تو ہم نے گیدڑ کو بھی اس کے پیچھے دیکھا اور جب گیدڑ ہمارے پاس پہنچا تو اس کی آواز بھی سنی - میں نے اکثر سنا تھا کہ سیار ہمیشہ باگھہ کے آگے رہتا ہے لیکن اس موقع پر اور دوسرے موقعوں پر بھی میں نے اس کو پیچھے ہی پایا - میں یہہ نہیں کہہ سکتا کہ سیار باگھہ وغیرہ کا پیچھا کس لالچ سے کرتا ہے - نہ معلوم اس کو شکار میں حصہ ملنے کا لالچ ہوتا ہے یا کہ وہ بلا وجہ ہی اُن کے ساتھہ رہتا ہے جس طرح چھوٹے چھوٹے پرندے شکاری پرندوں کے پیچھے اُڑتے پھرتے ہیں - اس میں شبہہ نہیں کہ ایسے موقع پر سیار کی آواز اس کی معمولی آواز سے مختلف ہوتی ہے - اور جب یہہ آواز سنائی دیتی ہے اُس وقت اور کوئی سیار نہیں بولتا - یہہ بھی یقینی بات ہے کہ ہندوستان کے جن حصوں میں بڑے درندے نہیں ہوتے وہاں سیار کی

یہہ خاص آواز کبھی سننے میں نہیں آتی - (۱)

بھیڑیا

(Canis lupus.)

کتے کی جماعت کا یہہ سب سے قدآور جانور ہے - بھیڑیا ایشیا ' یورپ اور شمالی امریکہ میں پایا جاتا ہے - ہندوستان میں ہر جگہ اِس نقصان رساں جانور کی حرکتیں سننے میں آتی ہیں - بھیڑیا اُن گھنے جنگلوں میں جہاں باگھہ ' شیر ' ہاتھی وغیرہ پائے جاتے ہیں نہیں رہتا بلکہ کھلے میدانوں میں جھاڑیوں یا بھٹوں میں رہتا ہے - چونکہ وہ مختلف مقامات اور آب و ہوا میں پائے جاتے ہیں اس لئے اُن کے قد ' رنگ اور بالوں کی لمبائی میں فرق ہوتا ہے لیکن یہہ فرق اس قدر ضعیف ہے کہ اہل فن کی رائے ہے کہ روئے زمین پر اُس کی صرف ایک ہی صنف ہے -

عموماً بھیڑئے کا رنگ بھورا زردی مائل ہوتا ہے لیکن سیاہ اور سفید بھیڑئے بھی بعض اوقات نظر سے گذرے ہیں -

بھیڑئے کی خصلت اور عادتیں نہایت کمینہ ہوتی ہیں - کمزور کے لئے تو وہ بڑا خوفناک ہے مگر طاقتور کے سامنے سے دم دبا کر بھاگتا ہے - ہمیشہ چوری سے یا دھوکا دے کر وہ حملہ

Johnson's "Field Sports of India." (۱)

کرنا چاھتا ھے اور سامنے آنے کی ھمت نہیں کرتا - امریکہ کے ایک شکاری اس کی خصلت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ھیں کہ "بھیڑیا بڑا ھی بزدلا اور ڈر پوک جانور ھے - تنہا ھونے پر تو اُس میں اتنی ھمت بھی نہیں ھوتی کہ ایک بھیڑ پر بھی آزادی سے حملہ کر سکے - اگر بھوک سے بے چین ھو اور ھو بھی گروہ کے ساتھ تو بھلے ھی گائے بیل پر حملہ کرے اور انسان پر حملہ آور ھونے کی تو اُس میں زخمی ھونے پر بھی ھمت نہیں ھوتی - جب کتے اُس پر حملہ کرتے ھیں تو صرف منھہ مار کر رہ جاتا ھے اور بزدلی کی وجہ سے وہ اپنے تیز دانتوں اور مضبوط جبڑوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھانے پاتا اور موقع ملتے ھی بھاگ جاتا ھے - (۱)

یہی وجہ ھے کہ بھیڑئے جب شکار کرتے ھیں تو کئی کئی مل کر - انسان سے وہ بہت ڈرتا ھے اور شاید بھوک سے بے چین ھو کر وار کرتا ھو تو کرتا ھو - پھر بھی آدمی کے سامنے نہیں آتا بلکہ میلوں تک پیچھے لگا چلا جاتا ھے اور یکایک حملہ کرنے کا موقع تلاش کرتا ھے -

شیر اور باگھہ کی طرح بعض بعض بھیڑئے بھی مردم خور ھو جاتے ھیں اور ایک عجیب بات یہہ ھے کہ صوبۂ متوسطہ میں مردم‌خور بھیڑیوں کے گروہ کئی کئی سال کے

"The Hunting Grounds of the Great West," by Lt. Col. (۱) Dodge.

بعد نظر آیا کرتے ھیں - چنانچہ اُن کا ایک گروہ اُس صوبے میں سنہ ۱۹۲۰ع میں دکھائی دیا تھا اور اُن کا ذکر کرتے ھوئے ایک صاحب نے تحریر کیا ھے کہ "اگر مجھے ٹھیک پتا لگا ھے تو مردم خور بھیڑئے صرف ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں ھوتے ھیں اور کہیں نہیں ھوتے - اُن کے گروہ کئی کئی سال کے بعد صوبۂ متوسطہ کے شمالی حصے میں بالخصوص ساگر اور مڑوارہ کی تحصیلوں میں آجا کرتے ھیں - چنانچہ مڑوارہ تحصیل میں وہ سنہ ۱۸۹۸ع میں نظر آئے تھے اور غالباً اُس سال کے قحط کی وجہ سے مردم خور ھو گئے تھے بعد ازاں اُن کے گروہ اِس سال (یعنی سنہ ۱۹۲۰ع) نظر آئے ھیں - عموماً بھیڑیا مردم خور نہیں ھوتا لیکن یہہ بری عادت وہ بہ آسانی سیکھہ جاتا ھے اور جب انسان پر حملہ کرنے لگتا ھے تو مردم خور باگھہ اور تیندوے سے بھی زیادہ خوفناک ھو جاتا ھے - بھیڑئے گروہ میں رھنے والے جانور ھیں اور جب گروہ کا کوئی ایک جانور مردم خور ھو جاتا ھے تو اُن سب میں یہہ مرض پھیل جاتا ھے اور سب مردم خور ھو جاتے ھیں - باگھہ یا تیندوا چاھے کتنا ھی بے خوف اور بے باک کیوں نہ ھو لیکن وہ مردم خور بھیڑئے کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ بھیڑیا حملے کے داؤ پیچ میں اُن سے کہیں ھوشیار ھوتا ھے - یہہ بھی ھے کہ بھیڑیا کبھی تنہا نہیں ھوتا بلکہ کم از کم ایک جوڑا تو ساتھہ ھوتا ھی ھے" -

مذکورہ دونوں تحصیلوں میں ان بھیڑیوں نے اس قدر آفت برپا کی کہ سرکار نے ان کے ہلاک کرنے کا انعام پچاس روپیہ فی بھیڑیا مقرر کر دیا اور انعام کے لالچ میں صدہا شکاری اپنی جان تک خطرے میں ڈالنے کو تیار ہو گئے - چنانچہ ایک شکاری دو بھیڑیوں کو آتے ہوئے دیکھہ کر ایک درخت کی آڑ میں چھپ رہا اور بڑی خوشی خوشی اِس انتظار میں تھا کہ کب وہ بندوق کی زد پر آ جائیں - جب وہ تقریباً سو گز کے فاصلے پر رہ گئے تو شکاری کو اپنے پیچھے ایک خشک ٹہنی کے چٹکنے کی آواز سنائی دی - منہہ پھیرا تو کیا دیکھتا ہے کہ کچھہ اور بھیڑئے اس کے پیچھے بالکل قریب ہی آ گئے ہیں اور حملہ کرنے ہی کو ہیں - خود شکاری ہی شکار ہونا چاہتا تھا کہ اس کی بندوق کی دونوں نالیں ایک ساتھہ اچانک چھوٹ گئیں - بھیڑئے مرے تو نہیں لیکن بھاگ گئے -

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے بھیڑئے اکثر فریب اور چالاکی سے کام لیتے ہیں اور نہایت عقل کے ساتھہ شکار میں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں - چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ گروہ کے کچھہ جانور کسی نالے وغیرہ میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور بقیہ بھیڑئے شکار کو گھیر کر اُسی نالے میں لے آتے ہیں - اسی طرح جب بھیڑوں کے گلے پر حملہ کرتے ہیں تو دو ایک کتوں سے لڑتے بھڑتے ہیں اور بقیہ بھیڑوں کو اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہیں -

یورپ اور ایشیا کے شمالی برفستانی مقاموں میں بھیڑیوں کے گروہ کے گروہ بھوک سے مضطرب ہوکر مارے مارے پھرتے ہیں - کوئی چھوٹا بڑا جانور نظر آیا نہیں کہ وہ اس کے پیچھے لگے - پھر نہایت جفا کشی سے میلوں تک اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے نہ کبھی تھکتے ہیں نہ سستی ہی کا اُن میں نام و نشان ہوتا ہے -

بعض اوقات سلیج پر سفر کرنے والوں کو اُن کے گروہ مل جاتے ہیں تو مسافر بیچارے گھوڑوں کو مارا مار بھگاتے ہیں - اگر لمحہ بھر کو بھی گھوڑے رک جائیں یا آہستہ ہو جائیں تو مسافروں کی خیر نہیں - مگر گھوڑے تو خود ہی خائف ہوکر دیوانہ وار بھاگتے ہیں - کبھی گروہ کا کوئی بے باک جانور اوروں سے آگے بڑھ کر سلیج کے قریب پہنچتا ہے اور اُچھل کر اوپر چڑھ جانے کی کوشش کرتا ہے - ان کے مسافر فوراً گولی مار دیتے ہیں - ان کو ہلاک کر دینے سے خاص فائدہ یہہ ہوتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بھیڑیا مر کر گرتا ہے تو تمام گروہ سلیج کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اُس کی نعش کو کھانا شروع کر دیتا ہے - بعض اوقات یہہ نوبت پہنچتی ہے کہ مسافروں کو اپنے گھوڑوں میں سے کسی ایک سے ہاتھہ دھونا پڑتا ہے - گھوڑا جیسے ہی سلیج سے نکال دیا جاتا ہے تو وہ اپنی جان لے کر بے تحاشہ بھاگتا ہے اور بھیڑیوں کا گروہ سلیج کا پیچھا چھوڑ کر گھوڑے کا تعاقب کرنے میں لگ جاتا ہے -

بھیڑیا نہایت چالاک جانور ہے - وہ کھٹکوں کے قریب تک نہیں پھٹکتا بلکہ ذرا سا بھی شبہہ ہو جانے پر اِن سے دور ھی رھتا ہے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کچھہ مسافروں کا جو کہ گاڑی میں جا رہے تھے بھیڑیوں نے پیچھا کیا - اُنہوں نے کھڑکی سے محض ایک رسی لٹکا دی جو کہ زمین پر گھسٹتی چلتی تھی - بھیڑئے اُس رسی سے ایسے خوف زدہ ھوئے کہ پھر انہوں نے گاڑی کے قریب آنے کی ھمت نہ کی -

اھل انگلینڈ کو تو اِس مضرت رساں جانور سے ایک عرصہ ھوا چھٹکارہ مل گیا لیکن شمالی امریکہ میں وہ اب بھی بہ کثرت ھیں - ایک مصنف تحریر کرتے ھیں کہ میڈاواسکا ندی میں جس کو اُس کی قدرتی خوبصورتی کی وجہ سے صوبۂ اُٹاوہ کی ملکہ کا خطاب دیا گیا ہے ایک مقام ہے جہاں کہ بھیڑئے اکثر ھرن کا شکار کیا کرتے ھیں - ھرن اپنی جان بچانے کو دریا میں کود پڑتے ھیں اور دھار کے ساتھہ بہتے جاتے ھیں - آگے کچھہ فاصلے پر ایک مقام ہے جہاں کہ اوپر تو برف کی موٹی تہہ جمی رھتی ہے اور برف کے نیچے ایک درہ سا بن گیا جس میں پانی داخل ھو کر آگے نکل جاتا ہے - چالاک بھیڑئے دوڑ کر فوراً اِس درے کے اوپر برف پر جا کر کھڑے ھو جاتے ھیں اور جیسے جیسے ھرن بہ بہ کر پہنچتے ھیں وہ اُن کو اوپر گھسیٹتے جاتے ھیں - (۱)

---

(1) Mr, W. P. Lett, in "The Big Game of America."

لومڑی

(Canis vulpes.)

کتے کی جماعت میں لومڑی سب سے چھوٹی نوع ہے - علاوہ آسٹریلیا کے دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں لومڑی نہ پائی جاتی ہو اور روئے زمین پر کم از کم چوبیس صنفیں موجود ہیں - کتے کی جماعت میں صرف یہی نوع ہے جو گروہ پسند نہیں - وہ یا تو تنہا رہتی ہے یا اُن کا ایک جوڑا ساتھ رہتا ہے -

لومڑی رہتی تو ہمیشہ بھٹوں میں ہے لیکن اس کو کھودنے کی تکلیف کبھی گوارا نہیں کرتی - اکثر وہ بجّو یا خرگوش یا ایسے ہی کسی اور سادہ لوح جانور کے بھٹے پر جبراً قبضہ کر لیتی ہے - ہاں اگر وہ چھوٹا ہوتا ہے تو کھود کر ضرور بڑھا لیتی ہے - یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بجو اور لومڑی ایک ہی بھٹے میں ساتھ رہتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں - اِس ناخواندہ مہمان کو بجو بچارہ حتی‌المقدور نباہتا ہے لیکن دونوں کی عادتیں اس قدر متضاد ہیں کہ مستقل طور سے اُن کا ساتھ رہنا نا ممکن ہے - بجو اپنے بھٹے کو نہایت صاف ستھرا رکھتا ہے بخلاف لومڑی کے کہ نہایت غلیظ رکھتی ہے - غذا کے ٹکڑے چاروں طرف پڑے ہوئے سڑا کرتے ہیں اور اس کی غلیظ عادتوں کی وجہ سے بجو کو اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ آخر کار متنفر ہو کر بھٹہ چھوڑ بیٹھتا ہے -

جنوبی امریکہ میں ایک چھوٹا سا بے ضرر جانور پایا جاتا ہے جس کو وزکاچا (Vizcacha) کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اُس کے ساتھ بھی لومڑی یہی حرکت کرتی ہے - اہل فن مسٹر ہڈسن تحریر کرتے ہیں کہ لومڑی وزکاچا کے بھٹے میں جبراً گھس پڑتی ہے - کچھہ دیر جنگ و جدال ہوتی ہے پھر وہ اصل مالک کو نکال کر اس کے بھٹے پر قبضہ کر بیٹھتی ہے - مگر چونکہ وزکاچوں کے گروہ کے گروہ ایک ہی مقام پر رہتے ہیں اور وہاں اُن کے صدہا بل ہوتے ہیں اس لئے ایک بل کے چھن جانے سے اُن کا کوئی بڑا هرج بھی نہیں ہوتا اور جلد ہی لومڑی کا قصور معاف کر کے وہ اس سے شناسائی پیدا کر لیتے ہیں اور اس کے ساتھہ ہمسایوں کی طرح برتاؤ کرنے لگتے ہیں - لیکن موسم بہار میں جب وزکاچوں کے چھوٹے چھوٹے بچے بھٹوں سے باہر نکلتے ہیں تو لومڑی ان کا شکار شروع کر دیتی ہے - (۱)

فروری یا مارچ میں لومڑی کے پانچ سے آٹھہ تک بچے ہوتے ہیں اور وہ اُن کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے - ان کی حفاظت میں اپنی چالاکی سے بڑی بڑی تدبیریں کرتی ہے - اگر بھٹے کے آس پاس کسی کی آمد و رفت کے نشانات نظر آ جاتے ہیں تو فوراً بچوں کو اُٹھا کر کسی دوسرے

"A Naturalist in La Plata," by Mr. W. P. Hudson. (1)

مقام پر لے جاتی ھے - بعض اوقات بچوں کو دو دو تین تین مختلف مقامات میں رکھتی ھے - بچوں کی حفاظت کے لئے وہ لڑنے مرنے تک کو تیار رھتی ھے چنانچہ اکثر دیکھا گیا ھے کہ جو کتے عموماً بے خوف اس کے بھٹے میں گھس جاتے ھیں وہ جس وقت دیکھہ لیتے ھیں کہ اس کے بچے بھی ساتھہ ھیں تو پھر بھٹے میں گھسنے کی ھمت نہیں کرتے -

گوشت‌خوار طبقے کے بعض دوسرے جانوروں کی طرح لومڑی کے بچے بھی اندھے پیدا ھوتے ھیں - وہ نہایت کھلاڑی ھوتے ھیں اور گھنٹوں اپنی جھبری دم کو منھہ سے پکڑنے کی کوشش میں چکر لگایا کرتے ھیں -

لومڑی چھوٹے چھوٹے جانوروں اور پرندوں پر بسر اوقات کرتی ھے - کیڑے مکوڑے اور گرگٹ وغیرہ بھی کھا جاتی ھے اور آبادیوں کے اندر جاکر مرغیوں کی تلاش میں گھوما کرتی ھے -

یہہ ذکر کیا جا چکا ھے کہ بلی کی جماعت کے اکثر جانور بلاوجہ بھی کشت و خون سے محظوظ ھوتے ھیں - یہی کیفیت لومڑی کی بھی ھے - اگر کبھی مرغیوں تک اس کو رسائی کا موقع مل جاتا ھے تو وہ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑتی - مگر اُن کو مار کر رفتہ رفتہ سب کو اپنے بھٹے میں پہنچا دیتی ھے - اس لئے یہہ کہنا قرین قیاس نہیں معلوم ھوتا کہ وہ بے فائدہ خونریزی پسند کرتی ھے بلکہ

اُس کے رویہ سے یہہ پتا لگتا ہے کہ اس کا خاص مقصد آیندہ کے لئے غذا کا انتظام کر لینا ہے -

چالاکی اور مکاری ' فریب اور دھوکا دہی میں اِس سے بڑھہ کر کوئی دوسرا جانور نہیں اور اگر یہہ حرکات اعلیٰ درجے کی عقل پر دال ہیں تو لومڑي سے بڑھہ کر شاید ہی کوئی عقیل ہو - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ مردہ بن جاتی ہے اور پھر خواہ ٹھوکریں ماری جائیں یا کان پکڑ کر اُٹھایا جائے یا اِدھر اُدھر پھینکا جائے وہ نہ نکھہ کھولتی ہے اور نہ سانس لیتی ہے - جب کتے اور شکاری کچھہ فاصلے پر نکل جاتے ہیں تو اُٹھہ کر بھاگ جاتی ہے -

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب لومڑی پربتی یا خاردار چوہے کو پکڑتی ہے تو اپنی چالاکی کا اچھا ثبوت دیتی ہے - چوہا دشمن کے سامنے اپنے کانٹوں کو کھڑا کر لیتا ہے اور اُس وقت کسی جانور کی ہمت اُس پر منھہ ڈالنے کی نہیں ہوتی - لیکن چوہے کی ایک عادت سے لومڑی بخوبی واقف ہوتی ہے کہ وہ پانی سے بہت خائف ہوتا ہے اور جسم پر پانی پڑتے ہی اُس کے کانٹے گر جاتے ہیں - اس لئے اگر کہیں قریب پانی ہوتا ہے تو وہ چوہے کو لڑھکا کر لے جاتی ہے اور پانی میں گرا کر اُس کو پکڑ لیتی ہے - اور اگر آس پاس پانی نہیں ملتا تو اُس پر پیشاب کر کے

پانی کا کام لے لیتی ہے - (۱)

لومڑی کی حیرت‌انگیز چالاکی کی ایک عمدہ مثال یہہ ہے کہ بچوں کی پیدایش کے بعد وہ اپنے بھٹے کے کسی پڑوسی جانور کو نہیں ستاتی - تیتر ، بٹیر وغیرہ کے انڈے زمین پر گھونسلوں میں رکھے رہتے ہیں مگر وہ اُن کو نہیں چھوتی - اسی طرح خرگوش بھی قریب ہی رہتے مگر وہ اُن پر بھی ہاتھہ نہیں ڈالتی - اس سکوت سے اس کا اصل مقصد یہہ ہوتا ہے کہ شکاریوں کو اس کے بھٹے کا پتا نہ چلے - پرندوں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو قرب و جوار میں رہتے دیکھہ کر شکاریوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ وہاں پر کوئی لومڑی نہیں رہتی -

لومڑی کی مکاری اور چالاکیوں کی وجہ سے اُس کے شکار میں بے حد لطف حاصل ہوتا ہے اور انگلینڈ میں قیمتی گھوڑے اور فاکس ہاونڈ کتوں کے گروہ بالخصوص اُس کے شکار کی غرض سے رکھے جاتے ہیں - لومڑی اُن کو بڑا ناچ نچاتی ہے اور بسا اوقات اپنی حیرت‌انگیز چالاکیوں سے اپنی جان بچا ہی لیتی ہے -

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک لومڑی کا تعاقب کئے جانے پر وہ ایک چھوٹی سی دیوار پھاند کر اُسی سے مل کر بیٹھہ گئی - یہہ اُس کے لئے از حد خطرناک تھا کیونکہ اگر

Houssays, "The Industries of Animals." (۱)

کتوں میں سے کسی کی اس پر نظر پڑ جاتی تو اس کی
خیریت نہ تھی - لیکن اس میں شبہہ نہیں کہ وہ چالاک
لومڑی بخوبی جانتی تھی کہ اُس جگہ پوشیدہ ہو جانے کا
شبہہ نہ تو کتوں کو ہوگا نہ شکاریوں کو - کتے دوڑتے بھاگتے
آئے اور دیوار کود کود کر آگے نکلتے چلے گئے - اس وقت
لومڑی اُٹھی اور بیوقوفوں کی بیوقوفی پر ہنستی ہوئی دوسری
طرف چل دی - یہہ در اصل ایک سچا واقعہ ہے اور لومڑی
کے لئے ایسی چالاکیاں کرنا ایک معمولی کرشمہ ہے -

اُس کو کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑنے کی کوشش کرنا ہمیشہ
بےسود ہوتا ہے کیونکہ دوسرے جانوروں کی طرح وہ گوشت کے
ایک ٹکڑے کے لالچ میں اپنی جان ہرگز نہیں دیتی - وہ
اُس کے چاروں طرف چکر لگا لگا کر اُس کے راز کا پتا لگا
لیتی ہے اور پھر پاس تک نہیں پھٹکتی -

قطب کی لومڑی

(Canis lagopus.)

لومڑی کی یہہ نہایت خوبصورت صنف قُطبین کے قریب
قریب برفستان میں پائی جاتی ہے - گرمی کے زمانے میں اُس
کا رنگ بھورا یا ہلکا نیلا ہوتا ہے لیکن موسم کی تبدیلی کے
ساتھہ اُس کے رنگ میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے - موسم
سرما کے شروع ہوتے ہی اس کا جسم لمبے لمبے سفید بالوں

سے ڈھک جاتا ہے - اس صنف کا رنگ مشابہت عامہ تحفظی اور مشابہت عامہ بطشی دونوں کی عمدہ مثال ہے -

یہہ قد میں کچھہ چھوٹی ہوتی ہے اور اُس میں یہاں کی لومڑی کی طرح چالاکی اور مکاری بھی نہیں ہوتی اور کھٹکوں میں بہ آسانی پھنس جاتی ہے - ایسے خوبصورت سمور والے جانور کا سب سے بڑا دشمن انسان ہی ہے اور ہر سال اِس کی تخمیناً دس ہزار کھالیں صرف انگلینڈ کو بھیجی جاتی ہیں -

کالی لومڑی

یہہ صنف شمالی امریکہ میں ملتی ہے اور قطعی سیاہ ہوتی ہے لیکن بالوں کے سرے سفید ہوتے ہیں - اس کی کھال اچھی قیمت میں فروخت ہوتی ہے - ایک مصنف تحریر کرتے ہیں کہ روس کے کسی بادشاہ کا ایک شاہی لباس جو سیاہ لومڑیوں کی گردن کی کھال سے تیار کیا گیا تھا سنہ ۱۸۵۱ع میں لنڈن میں ہائڈ پارک کی نمایش میں رکھا گیا تھا اور تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس کی قیمت ساڑھے تین ہزار پونڈ سے کم نہ تھی -

سرخ لومڑی

(C. fulvus.)

یہہ صنف بھی شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہے اور

اس کے لمبے اور ملائم بالوں کا رنگ سرخ اور چمکدار ہوتا ہے - اس کی کھال کی بھی بے حد تلاش رہتی ہے اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ صرف لندن ہی میں ہر سال اس کی ساٹھہ ہزار کھالیں فروخت ہو جاتی ہیں -

جماعت مستیلیڈے

(The Mustelidæ.)

اس جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے گوشت خوار جانور ھیں جن کی ظاھری ساخت اور قد و قامت میں باھم بہت کم مشابہت ھے - اسی لئے آسانی کی غرض سے اس جماعت کے جانوروں کو تین ذیلی جماعتوں (Sub-families) میں منقسم کیا جاتا ھے - چنانچہ اھل فن مسٹر بلایتھہ نے اُن کو (۱) مستیلینے - (۲) لٹرینے اور (۳) میلنے کی ذیلی جماعتوں میں تقسیم کیا ھے -

مستیلینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Mustelinæ.)

اس ذیلی جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے جانور ھیں جن کے جسم بڑے نیولے کی طرح لمبے اور ٹانگیں مختصر ھوتی ھیں - ھر پاؤں میں پانچ حصے اور اُن پر تیز ناخون ھوتے ھیں - رفتار میں اِن کے تلوے کا کچھہ حصہ ھی زمین پر پڑتا ھے اکثر اُن کے جسم پر گھنے اور ملائم بال ھوتے ھیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ھے —

کاٹنے والے $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۲-۲}=۳۴$

اس ذیلی جماعت میں ویزل ' مارٹن ' ارمن ' فوریٹ وغیرہ انواع (genera) شامل کی جاتی ہیں -

---

لٹرینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Lutrinæ.)

اس میں خاص نوع اُودبلاؤ ہے - ان کا جسم لمبا اور چپٹا سا ہوتا ہے - ٹانگیں چھوٹی مگر موٹی موٹی ہوتی ہیں - اکثر یہہ پانی میں رہتے ہیں اور اُن کی معیشت پانی ہی پر منحصر ہے - چنانچہ ان کی انگلیاں پھیلی ہوئی اور سب ایک ہی جھلی میں ملتحی ہوتی ہیں اور پاؤں تیرنے میں امداد دیتے ہیں - جسم پر بالوں کی دو تہیں ہوتی ہیں - ایک تہہ میں چھوٹے چھوٹے اور گھنے اور دوسری میں لمبے لمبے اور چمکدار بال ہوتے ہیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۳-۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۲-۲}$ = ۳۶

میلینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Melinæ.)

اس میں بجّو اور اُس کے مشابہ کچھہ اور جانور شامل

هیں - اُن کا جسم فربہ ' ٹانگیں موٹی ' چال بھدی '
ناخون زمین کھودنے کے لئے موزوں ' اور بال موٹے اور خشک
ہوتے ہیں - یہہ خشکی کے رہنے والے ہیں - اس ذیلی
جماعت میں جتنی نوعیں ہیں سب کے دانتوں کی ساخت
مختلف ہے -

جماعت مستیلیڈے

(Mustelidæ.)

ان میں بعض جانور ایسے بھی ہیں جن میں مستھلیفے اور
میلیفے دونوں ذیلی جماعتوں کی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں'
مثلاً گلاٹن اور اسکنک (Glutton and Skunk) - اس لئے ان
کا ذکر مستیلیفے کی ذیلی جماعت کے بعد کیا گیا ہے -

ویزل

(Mustella—the Weasel.)

خونناک ویزل ظاہری ساخت میں نیولے کے مشابہ ہے
اور ذیلی جماعت مستیلیفے کی ایک نوع ہے - یہہ یورپ '
شمالی امریکہ اور ایشیا کے شمال اور وسط میں پایا جاتا ہے -

گوشت خواروں میں یہہ جانور قریب قریب سب سے چھوٹا
ہے لیکن اُس کی خصلتیں بڑے سے بڑے گوشت خواروں سے

بھی زیادہ خونخوار ھیں اور کشت و خون سے کسي وقت اُس کو آسودگی نہیں ھوتی - ھمت بھی اس میں اِس قدر ھے کہ اپنے سے دوگنے بڑے جانوروں پر بے خوف حملہ کر بیٹھتا ھے - اِس کا جسم نیولے کی طرح بل کھاتا ھے اور وہ چھوٹے چھوٹے سوراخوں اور درازوں میں بہ آسانی گھس جاتا ھے - ایک مرتبہ دیکھا گیا کہ ایک ویزل نے ایک بڑے عقاب پر حملہ کیا - یہ اپنی حفاظت کے لئے اُڑا لیکن ویزل اس کی گردن سے برابر لٹکا ھي رھا اور اپنے تیز دانتوں سے اُس کی گردن چبا ڈالی - بالآخر عقاب زمین پر گر پڑا - ویزل کو اس قدر اونچائی سے گرنے پر بھی کوئی ضرب نہ پہنچي لیکن عقاب کا کام کر ھی لیا -

اِس کا جسم تقریباً آٹھہ انچ لمبا ، دم ڈھائی انچ اور رنگ بھورا سا کچھہ سرخی مائل ھوتا ھے - جسم پر گھنے اور ملائم بال ھوتے ھیں - اِس کا سمور اگرچہ قیمتي نہیں ھے تاھم کارآمد ھے -

---

کتھیا نیال

(Mustella Kathia.)

ویزل کی یہہ صنف نیپال اور بھوتان میں پائی جاتی ھے - اس کی دم کے نیچے دو سوراخ ھوتے ھیں جن سے ایک رقیق اور متعفن مادہ نکلتا رھتا ھے - اہل نیپال اس خوبصورت جانور کو ھمارے یہاں کی بلیوں کی طرح چوھوں

سے محفوظ رہنے کو پالتے ہیں — چوہے فطرتاً اُس سے اس قدر خائف رہتے ہیں کہ اُس کے پہنچتے ہی تعفن سے پتا لگا کر گھروں سے نکل نکل کر بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں -

اِس کی خونخوار خصلت کا تماشہ دیکھنے کے لئے اکثر لوگ اس کو کسی بھیڑ بکری کے قریب چھوڑ دیتے ہیں - وہ بجلی کی طرح اس کی ٹانگوں سے اوپر چڑھ جاتا ہے اور گردن کی موٹی رگ پکڑ لیتا اور خون پینا شروع کر دیتا ہے جس سے کہ بھیڑ بکری کا کام ہی تمام ہو جاتا ہے -

یورپ کا ویزل

(Mustella vulgaris.)

ویزل کی ایک صنف یورپ کے اُن ممالک میں بھی پائی جاتی ہے جن کی آب و ہوا معتدل ہے - یہہ چھوٹا سا ویزل اکثر آبادیوں کے قریب پایا جاتا ہے اور اس کا طول صرف چھہ انچ ہوتا ہے - خصلت کا یہہ بھی نہایت خونخوار اور تند ہے - شکم پری کے لئے وہ سیکڑوں جانور ہلاک کیا کرتا ہے کیونکہ شکار کا گوشت اُس کو مرغوب نہیں ہے بلکہ صرف دماغ کھا لیتا اور خون پی لیتا ہے -

پول کیٹ

(The Pole-cat, or Mustella putorius.)

یہہ ویزل کی ایک مشہور صنف ہے جو یورپ میں قریب

قریب ہر جگہ پائی جاتی ہے - پول کیٹ جب غضب آلود ہوتا ہے تو اُس کے جسم سے بوی ایک ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ جس کو انسان تو انسان کوئی حیوان بھی برداشت نہیں کر سکتا - یہہ آبادیوں کے قریب ہی رہتا اور چھوتے چھوتے گھریلو جانوروں کو کثرت سے ہلاک کرتا ہے -

ہمالیہ کا ویزل

(Musteila sub-hemanchalana.)

یہہ صنف ہمالیہ پر کشمیر سے دارجیلنگ تک بالخصوص درمیانی اور شمالی سلسلۂ کوہ پر پائی جاتی ہے - اِس کا رنگ ہلکا بھورا - طول تقریباً بارہ انچ اور دم چھہ انچ کی ہوتی ہے - بھوٹان میں اس کو "زمیلنگ" اور شمالی پہاڑوں پر "سارنگ کلنگ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

مارتن

(The Marten.)

مستیلیدے کی ذیلی جماعت کی مارتن ایک نوع ہے - اس کا قد بمقابلہ ویزل کے بڑا اور طول تقریباً بیس انچ ہوتا ہے - مارتن کی خصلت بھی ویزل ہی کی طرح خونخوار ہوتی ہے - یہہ درختوں پر بخوبی چڑھہ سکتا ہے اور اکثر اُن ہی کے کھوکھلوں میں یا جھاڑیوں میں رہتا ہے - چھوتے چھوتے جانور اور پرند اس کی غذا ہیں - مارتن کے جسم

سے بھی بدبو آتی ھے لیکن وہ ویزل کی طرح ناقابل برداشت نہیں ھوتی -

---

مال سمپرا

(Martes flavigula.)

مارٹن کی یہہ صنف ھمالیہ پر پائی جاتی ھے - اس کو نیپال میں مال سپرا اور کمایوں کے پہاڑوں پر "توترالہ" کے نام سے موسوم کرتے ھیں - ھندوستان کے جنوب میں یہہ نیل‌گر پہاڑ پر اور لنکا میں بھی ھوتا ھے - چوھے ' گرگٹ ' سانپ وغیرہ جو کچھہ ھاتھہ لگ جاتا ھے اسی پر گزر کر لیتا ھے لیکن اس کی خاص غذا پرندوں کے انڈے ھیں -

یورپ اور امریکہ کے شمال میں بھی مارٹن کی ایک صنف پائی جاتی ھے -

---

سیبل

(The Sable Martes zibellina.)

مارٹن کی سب سے مشہور صنف روئے زمین کے شمالی برفستانوں کے قریب پائی جاتی ھے اور اُس کو سیبل کے نام سے موسوم کرتے ھیں - سردی کے موسم میں اس کی کھال نہایت گھنے اور ملائم سیاہ بالوں سے ڈھک جاتی ھے اور خاصی قیمت میں فروخت ھوتی ھے - شمالی امریکہ میں کھتکیے

کو پکڑتے ہیں - اندازہ کیا گیا ہے کہ اس کی کم از کم ایک لاکھہ کھالیں ہر سال انگلینڈ کو بھیجی جاتی ہیں -

---

ارمن

(The Ermine-mustella Erminea.)

مستھلیے کی ذیلی جماعت کی یہہ سب سے مشہور نوع ہے جو اُن ہی مقاموں میں ملتی ہے جہاں سمبل پایا جاتا ہے - ارمن ایک قسم کا بڑا ویزل کہا جا سکتا ہے اور دونوں کی عادات اور خصائل بھی قریب قریب ایک سی ہوتی ہیں -

گرمی میں اس کی کھال کا رنگ بھورا سرخی مائل ہوتا ہے لیکن سردی آتے ہی اُس کے رنگ میں تغیر ہونے لگتا ہے اور جسم پر سفید دودیہ بال نکل آتے ہیں - اُسی وقت یہہ اپنے بیش قیمتی سمور کے لئے مارے جاتے ہیں - ہزارہا کھٹکے برف میں لگائے جاتے ہیں اور سیکڑوں کا ذریعہ معاش اسی کا شکار ہو جاتا ہے - سائبیریا ' روس ' ناروے ' سوئڈن ' وغیرہ سے اس خوبصورت جانور کی ہزاروں کھالیں باہر بھیجی جاتی ہیں -

ارمن کے بیش بہا سمور سے یورپ کے سلاطین ' اُمرا ' ججوں ' اور اعلے افسروں کے لباس آراستہ کئے جاتے ہیں '

بلکہ کسی زمانے میں ارملی سمور سے آراستہ لباس شاہی نشان سمجھے جاتے تھے اور ایڈورڈ سویم کے عہد سلطنت میں علاوہ شاہی خاندان کے اور کسی کو ارمن سے آراستہ لباس کی اجازت نہ تھی -

اس کی دم کے سرے پر سیاہ بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جس کا رنگ کبھی متغیر نہیں ہوتا - ان سیاہ بالوں کے ستارے اس کے سفید سمور میں ٹانک دئے جاتے ہیں - ان ستاروں کے پھول مختلف طرز کے بنائے جاتے ہیں اور ان ہی کے اختلاف سے مراتب اور عہدے ممتاز کئے جاتے ہیں -

---

فیریٹ

(The Ferrett, or Mustella furs.)

مستھلیدے کی ذیلی جماعت کی یہہ بھی ایک نوع ہے جو یورپ میں اکثر جگہ گھروں میں پالی جاتی ہے مگر آزاد فیریٹ کہیں نہیں پایا جاتا - وہ پہلے پہل افریقہ سے اسپین میں لایا گیا اور پھر یورپ کے تمام ملکوں میں پہنچا -

اس کا رنگ سفید کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - طول تقریباً چودہ انچ اور دم چار انچ کی ہوتی ہے - جسمی ساخت ویزل کے مشابہ ہے اور خصلت بھی اُسی کی طرح خونخوار ہے -

یورپ میں یہہ ریبٹ (ایک قسم کا خوگوش) کے شکار کے لئے پالا جاتا ہے - اُس کو ریبٹ کے بھٹے میں گھسا کر باہر جال پھیلا دیا جاتا ہے - ریبٹ اُس کی بو پاتے ہی بھٹے سے دیوانہوار بھاگتے ہیں اور جال میں پھنس جاتے ہیں - بھٹے میں چھوڑنے سے قبل فیریٹ کے منھہ پر جالی باندھہ دی جاتی ہے ورنہ وہ اندر ہی ریبٹ کا خون پینا شروع کر دیتا ہے اور کبھی اس کو ایسا موقع مل جاتا ہے تو تازہ خون سے سیر ہوکر بھٹے ہی میں سو رہتا ہے اور کئی کئی دن تک باہر نہیں نکلتا -

اگرچہ فیریٹ پالتو جانور ہے تاہم اس کی خصلت قابل اعتماد نہیں - اکثر اجنبی آدمیوں کو کاٹ کھاتا ہے اور بعض اوقات سوتے ہوئے بچوں پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے -

گلاٹن

(Glutton, or Gulo luscus.)

گوشت خوار طبقے میں مسٹیلیڈے جماعت کی یہہ ایک نوع ہے - جسمی ساخت میں وہ مارٹن اور بجو کے درمیان ہوتا ہے اور مسٹیلیڈے جماعت کا یہہ سب سے بڑا جانور ہے - اس کے جسم پر چھوٹے چھوٹے اونی بال ہوتے ہیں جو دم اور پہلوؤں پر گھنے اور لمبے ہوتے ہیں اور اُن کی وجہ سے گلاٹن بہت جھبرا معلوم ہوتا ہے - اُس کی ٹانگیں چھوٹی اور موٹی اور پنجے بڑے جن میں نکیلے مضبوط اور بہت خمدار

ناخون ہوتے ہیں - سر چوڑا ، اور آنکھیں چھوٹی ، قوت باصرہ کمزور ، رنگ گہرا بھورا ، اور پشت خمیدہ اور اوپر کو اٹھی ہوتی ہے - مستیلیڈے جماعت کے بعض دوسرے جانوروں کی طرح گلاٹن کی دم کے بھی نیچے گرہ ہوتی ہیں جن میں ایک بدبودار زرد مادہ پیدا ہوتا ہے - اُس کا طول تقریباً تھائی فٹ ہوتا ہے -

گلاٹن دنیا کے شمالی حصوں میں پایا جاتا ہے - اپنے بھاری بھدے اور سبک روی کی وجہ سے وہ زیادہ تر زندہ شکار نہیں مار سکتا بلکہ مرے ہوئے جانوروں ہی کے گوشت پر قناعت کرتا ہے - پھر بھی اگر کہیں موقع مل جاتا ہے تو کشت و خون کرنے میں کمی نہیں کرتا اور بھاری اور بھدا ہوتے ہوئے بھی اس قدر نقصان پہنچاتا ہے کہ اُس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ناروے کی گورنمنٹ ہر گلاٹن کے ہلاک کرنے کے لئے اُتنا ہی انعام دیتی ہے جتنا کہ بھیڑئے اور بھالو کو مارنے کے لئے -

انگریزی لفظ گلاٹن کے معنی "بلا خور" کے ہیں اور ایسے نام سے بدنام کئے جانے کی وجہ تسمیہ صرف یہہ ہے کہ اُس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا - شکار مار کر وہ گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں چھوڑتا - ایک اہل فن تحریر کرتے ہیں کہ "اگرچہ گلاٹن کی خوفناک خصلت کے بیان میں کچھہ مبالغہ کیا گیا ہے لیکن اس کی بلاخوری میں کوئی مبالغہ نہیں - کھاتے کھاتے وہ اپنے پیٹ کو کس بے طرح بھر لیتا ہے اس کا بیان اولاس میگنس (Olaus magnus) نے تحریر کیا ہے

کہ قدیم اہل رومہ کی طرح خوب شکم سیر ہو کر وہ فوراً ہی پھر واپس آتا اور دوبارہ کھانا شروع کر دیتا ہے" - (۱)

گلاٹن پوشیدہ رہنا پسند کرتا ہے اور رات ہی میں باہر نکلتا ہے - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن مقاموں میں گلاٹن رہتا ہے وہاں بھی برسوں تک کبھی نظر سے نہیں گزرتا -

اگرچہ ظاہری ساخت میں وہ ایک بھدا سا جانور معلوم ہوتا ہے تاہم اُس کی عقل بھدی نہیں ہے بلکہ اس کی شمار ہوشیار اور چالاک جانوروں میں کرنا چاہئے - دنیا کے اُن حصوں میں جہاں گلاٹن ہوتا ہے ایک چھوٹا سا جانور سیبل (دیکھئے مسٹیلوڈے جماعت) بھی ہوتا ہے - جو لوگ کہ سیبل پکڑنے کو کھٹکے لگاتے ہیں اُن کا گلاٹن بہت بڑا دشمن ہے -

اُن سنسان میدانوں میں یہہ لوگ ایک ساتھہ چالیس پچاس میل تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھٹکے لگا دیتے ہیں گلاٹن ایک طرف سے چلتا ہے اور ہر کھٹکے کا گوشت نکال نکال کر کھا جاتا ہے اور اگر کسی میں سیبل بھی پھنسا ہوا مل جاتا ہے تو اُس کو بھی چٹ کر جاتا ہے کیونکہ پیٹ تو اُس کا کبھی بھرتا ہی نہیں - اور کھٹکوں میں

---

(۱) "Mammalia," by Mr. F. B. Beddard, F. R. S.

وہ نہایت چالاکی سے اُلٹی طرف سے داخل ہوتا ہے اس لئے اگر کبھی کھٹکا چھوٹ بھی جاتا ہے تو بھی اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا - اُس کو پتا لگا نہیں کہ کھٹکے لگائے گئے ہیں کہ پھر وہ پیچھا نہیں چھوڑتا اور سیبل کے شکاریوں کو پہلے اُس کا انتظام کرنا پڑتا ہے -

بلاخور ہونے کے علاوہ گلاٹن میں ایک اور بھی عیب ہے کہ آپ پکے چور بھی ہیں - اگر وہ صرف کھانے کی چیزیں چرائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں - عجب تو یہہ ہے کہ جو چیزیں اس کے کسی مفاد کی نہیں اُنہیں تک چرا لیتا ہے - چنانچہ ایک مرتبہ ایک شکاری کو معہ اپنے خاندان کے اپنا مکان تنہا چھوڑ کر کہیں جانے کا اتفاق ہوا ' واپس آنے پر کیا دیکھتا ہے کہ اُس کا تمام مال اسباب لٹ گیا ہے ' مکان کی صرف دیواریں ہی دیواریں باقی رہ گئی ہیں - کمبل ' بندوقیں ' کیتلیاں ' چھریاں ' ٹین کے ڈبے ' فرض جس چیز کو دیکھئے غائب - تلاش کئے جانے پر خوش قسمتی سے کچھہ چیزیں اِدھر اُدھر پڑی نظر آئیں اور اُن ہی کے ذریعہ سے تلاش کرنے سے ایک گلاٹن کے بھٹے میں سب چیزیں مل گئیں - (۱)

گلاٹن کا ایک عجیب طریقہ یہہ ہے کہ انسان کو دیکھہ

---

(۱) "Fur-bearing Animals of North America," by Mr. Cowes.

کر بھاگتا نہیں بلکہ کتے کی طرح ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اگلے پنجوں سے اپنی آنکھوں پر بالکل اسی طرح سایہ کر لیتا ہے جیسے کہ انسان دھوپ میں کسی دور کی چیز کو دیکھتے وقت کر لیتا ہے - یہہ عجیب طریقہ اور کسی حیوان میں نہیں دیکھا جاتا -

---

اسکنک

(The Skunk, or Mephitis Mephitica.)

اسکنک بھی مستطیلوتے جماعت کی ایک نوع ہے - قد و قامت اور ظاہری ساخت میں یہہ مارٹن کی بڑی صنفوں کے مشابہ ہے لیکن دانتوں کی ساخت قطعی مختلف ہوتی ہیں - اس کے پنجوں میں لمبے لمبے ناخون ہوتے ہیں جو کھودنے کے لئے موزوں ہوتے ہیں - قد میں وہ قریب قریب بلی کے برابر ہوتا ہے لیکن اس کا جسم بلی سے کچھہ فربہ ہوتا ہے - اس کے بال سیاہ ' چمکتے ہوئے اور ریشم کی طرح ملائم ہوتے ہیں اور لمبائی میں دو سفید اور چوڑی دھاریاں بھی ہوتی ہیں - دم پر بہت بڑے بڑے سفید اور بھورے بال ہوتے ہیں اور وہ اس کو جوہری کی طرح یا سیدھا کھڑا کئے رہتا ہے یا اُٹھا کر پشت پر رکھہ لیتا ہے -

یہہ شمالی اور جنوبی امریکہ میں ہوتا ہے اور چوہے ' مینڈک ' کیڑے مکوڑے وغیرہ کھا کر گزر بسر کرتا ہے - علاوہ

ازیں وہ جیفہ‌خور بھی ہے اور بڑے بڑے جانوروں کی نعشیں بھی کھا لیتا ہے -

اہل فن ڈاکٹر میریم بیان کرتے ہیں کہ دوسرے جانوروں کی طرح اسکنک انسان کو دیکھ کر خائف نہیں ہوتا اور نہ بھاگتا ہے* - اُس کے طور و طریق میں متانت اور ہر کام میں سنجیدگی پائی جاتی ہے - عموماً وہ ایک ایک قدم نہایت آہستہ آہستہ بڑھاتا ہے - اس کو خوف‌زدہ کرنا مشکل ہے لیکن اگر خائف ہو جاتا ہے تو تیزی سے بھاگ بھی لیتا ہے - وہ ایک خوش‌نما پالنے کے قابل جانور ہے اور اپنے آقا سے محبت بھی کرتا ہے - اس کا گوشت سفید، ملائم اور خوش ذائقہ ہوتا ہے - (۱)

لیکن اس خوش‌نما صاف ستھرے جانور میں ایک زبردست عیب بھی ہے - مستیلیڈے خاندان کے اکثر جانوروں کی دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جو اسکنک میں بالخصوص بڑی ہوتی اور اُس میں ایک زرد سا مادہ پیدا ہوتا ہے جس کو وہ پچکاری کی طرح دور تک چھوڑ سکتا ہے - اس مادہ میں اس قدر تکلیف‌دہ اور ناقابل برداشت تعفن ہوتا ہے کہ انسان تو انسان کسی حیوان کی بھی ہمت نہیں کہ اُس کو برداشت کر سکے اور اس تعفن کی وجہ سے زیادہ دیر تک کوئی زندہ نہیں رہ سکتا - حیرت کی بات یہہ

"Mammals of the Adirondack Region," by Dr. C. H. Merriam. (۱)

ہے کہ اس بدبو کو منتشر کرنا اُس کا اختیاری فعل ہے -
بالعموم اُس کے جسم میں بدبو نہیں آتی - صرف غضب آلود
ہونے پر یا اپنی حفاظت کے لئے وہ اس ناگفتہ بہ ہتھیار
سے کام لیتا ہے - اس تعفن کی وجہ سے وہ ایسا ذلیل و خوار
سمجھا جاتا ہے کہ امریکہ میں اُس کا نام بھی لینا تہذیب
کے خلاف مانا جاتا ہے -

ایک سیاح ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جو اُن ہی پر
گزرا تھا کہ " میں ایک مقام پر ٹھہرا تھا - وہاں ایک
اسکنک آ گیا - شب کا وقت اور سردی کا موسم تھا - کتے
جاگ گئے اور اسکنک کے پیچھے دوڑے - فی‌الفور اس نے اپنے
تعفن کو ایسا منتشر کر دیا کہ اگرچہ میں سو رہا تھا
مجھے اپنا سانس گھٹتا ہوا معلوم ہوا - بدبو اس قدر
ناقابل برداشت تھی کہ گئے بیل تک چلانے لگے - اسی سال
ایک اور اسکنک ہمارے باورچی خانے میں گھس آیا اور ایک
ملازمہ نے اُس کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر اس کو
پہچان لیا اور مار ڈالا - ایک لمحہ میں تمام باورچی خانے
میں اس قدر بو پھیلی کہ وہ ملازمہ کئی دن تک بیمار
رہی - روٹی، گوشت اور تمام سامان جو وہاں تھا سب
بدبودار ہو گیا اور پھینک دینا پڑا " -

ڈاکٹر میریم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک اسکنک
تقریباً سو گز کے فاصلے پر مارا گیا اور اگرچہ تمام دروازے بند
کر لئے گئے پھر بھی اُس تمام مکان میں پانچ منٹ کے اندر
بدبو سرایت کر گئی -

بجو

(Mellivora).

میلوِلے کی ذیلی جماعت میں بجو اور اُس کے مشابہہ کچھہ اور جانور بھی ہیں - مستیلیدے کی ذیلی جماعت سے یہہ بہ آسانی ممتاز کئے جا سکتے ہیں - مستیلیدے کے سب جانور چھریرے جسم کے اور پھرتیلے ہوتے ہیں بخلاف میلیدے کے کہ جو کسی قدر بھاری جسم کے ہوتے ہیں - اُن کی ٹانگیں موٹی موٹی ' رفتار آہستہ آہستہ اور ناخون بڑے بڑے ' مضبوط اور کند ہوتے ہیں جو کھودنے کے لئے نہایت موزوں ہیں - اکثر اُن کے جسم پر لمبائی میں دھاریاں اور بال ملایم ' چکنے اور چمکدار ہوتے ہیں - اُس کے خلاف میلیدے کی ذیلی جماعت کے بال موٹے اور کھرکھرے ہوتے ہیں -

هندوستان کا معمولي بجو

(Mellivora indica.)

یہ شمال سے جنوب تک ہر جگہ پایا جاتا ہے اور بالخصوص پہاڑوں کے ان ڈھالو حصوں میں جہاں اُن کو بھٹے کھودنے میں آسانی ہو کثرت سے پائے جاتے ہیں - شمالی ہند کے دریا اور تالابوں کے ڈھالو ساحلوں پر بھي اُس کے بھٹے اکثر نظر آتے ہیں -

اُس کے جسم کے اوپری حصے کا رنگ بھورا لیکن پہلوؤں اور پیٹ کا سیاہی مائل ہوتا ہے - بالائی حصے کا رنگ ہلکا اور نیچے گہرا ہونا معمول کے خلاف ہے - عام طور سے جانوروں کا رنگ اُس کے خلاف ہوتا ہے - اُس کی پیشانی پر ایک چوڑی سفید دھاری ہوتی ہے - پاؤں میں پانچ حصے اور اُن پر مضبوط ناخون ہوتے ہیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت ہی موزوں ہیں - اگلے پاؤں کی کھودی ہوئی مٹی وہ پچھلے پاؤں سے پیچھے پھیلتا جاتا ہے - کدال اور پھاوڑہ دونوں کی شکل اس کے پاؤں میں موجود ہوتی ہے اور ان سے وہ بڑے بڑے وسیع بھٹے کھود لیتا ہے - قبریں کھودنے کا ذلیل کام بھی وہ ان ہی سے کرتا ہے - اس کے جسم پر نہایت لمبے اور موٹے بال ہوتے ہیں جو سیدھے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ جسم پر اِس طرح پڑے ہوتے ہیں گویا کنگھے سے درست کئے گئے ہیں -

بجو کی پیشانی کی سفید دھاری بے مطلب نہیں ہوتی بلکہ سامنے سے آتا ہوا بجو اس دھاری سے نظر کو مغالطے میں ڈال دیتا ہے اور دور سے نظر نہیں آتا - مشابہت عامہ تحفظی اور بطشی دونوں ہی کا انتظام اس کے لئے قدرت نے کیسی آسانی سے کر دیا ہے -

بھاری اور بھدا بجو پاؤں کے تلوں کے بل چلا کرتا ہے اور اس میں دوڑنے بھاگنے کی زیادہ طاقت نہیں ہوتی - پھر بھی اُس کو غذا کی کمی نہیں کیونکہ وہ ہمہ خور

(Ominivorous) ھے اور پھل ، جڑیں ، کیڑے مکوڑے ، سانپ ، گرگٹ ، انڈے وغیرہ جو کچھہ ھاتھہ لگ جاتا ھے اسی کو چٹ کر جاتا ھے - اُس کے دانتوں کی ساخت اُس کی ہمہ خوری پر کافی روشنی ڈالتی ھیں -

شمالی ھند میں بسا اوقات وہ قبریں کھود ڈالتے ھیں اور بالخصوص بچوں کی نعشیں اکثر نکال ھی لے جاتے ھیں - اسی شنیع عادت کی وجہ سے وہ قابل نفریں بھی سمجھا جاتا ھے -

مگر یہہ امر قابل تعجب ھے کہ ایک ایسا جانور جو نعش تک نہیں چھوڑتا وہ رھتا بڑا صاف ستھرا ھے - اپنا جسم اور جائے قیام دونوں کو وہ صاف رکھتا ھے - بھٹے کے جس حصے میں رھتا ھے اُس میں گھاس وغیرہ بڑی صفائی سے بچھائے رھتا ھے اور صاف تازہ ھوا کی غرض سے وہ اپنے بھٹے میں کئی کئی سوراخ اوپر تک کھود لیتا ھے - اندر ھی اندر کئی اور سرنگ بھی ھوتے ھیں جن کا طول اکثر پچیس تیس فٹ تک ھوتا ھے - اُن میں بجو اپنے کھانے پینے کا سامان جمع رکھتا ھے - وہ اس قدر صفائی پسند ھے کہ اگر غلیظ رھنے والی لومڑی کبھی اس کے بھٹے میں جبراً گھس پڑتی ھے تو بیچارہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ھے -

بجو ایک نہایت ھی بزدل اور ڈرپوک جانور ھے اور تمام دن کبھی نظر نہیں آتا - شب میں باھر آتا اور غذا کی تلاش میں چکر لگاتا ھے - اگر کبھی کتے اس کا تعاقب کرتے

میں تو اول تو یہی کوشش کرتا ہے کہ بھاگ کر اپنے بھٹے میں گھس جائے اور اگر وہ دور ہو تو چمٹ لیٹ کر اپنے مضبوط پنجوں اور دانتوں سے ان کا مقابلہ کرتا ہے –

یورپ کا بجو

(Meles taxus.)

یہہ صنف یورپ ' ایشیا اور شمالی امریکہ کے شمال میں ملتی ہے – اِس کو جو کچھہ غذا مل جاتی ہے اُسی پر بسر اوقات کر لیتا ہے – سائبیریا میں تو وہ ایسا پکا گوشت خور ہوتا ہے کہ چوپایوں کے بچوں کو مارنے کے لئے اُن کے گروہ پر حملہ کر بیٹھتا ہے – جرمنی میں موسم بہار میں وہ چوہے ' چھچھوندریں ' چیونٹیاں اور شہد کی مکھیوں کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے اور سؤر کی طرح خراتا کرتا ہوا زمین کھودتا پھرتا ہے – شہد کی مکھیوں کی نیش‌زنی سے اس کو کوئی خوف و خطر نہیں ہوتا – جب وہ اس کے اوپر بیٹھہ جاتی ہیں تو صرف کھال کو حرکت دے کر اُڑا دیتا ہے – سردی کے شروع ہونے پر وہ سبزی‌خور ہو جاتا ہے اور یہی اس کی فربہی کا زمانہ ہے – اس زمانہ میں وہ طرح طرح کی جڑیں ' پھل ' انگور وغیرہ بڑے شوق سے کھاتا ہے – (۱)

---

(1) Vogt's "Natural History of Mammals."

جن ملکوں میں سردی بے حد پڑتی ہے وہاں بجو بھی بھالوؤں کی طرح کئی کئی ماہ تک کسی محفوظ مقام میں پڑے سوتے رہتے ہیں (Hybernation) — جب ہر طرف سے زمین ڈھک جاتی ہے اور کسی قسم کی غذا دستیاب ہونے کی امید نہیں ہوتی تو موٹا تازہ بجو اپنے بھٹے میں ٹانگیں سمیٹ کر لیٹا رہتا اور گہری نیند میں سو رہتا ہے اور کئی کئی ماہ تک بے آب و دانہ سکون کے ساتھہ پڑا رہتا ہے — جب برف گل جاتا ہے اور تمام حیوان اور پرند خوش‌گوار موسم کا لطف اُٹھاتے ہیں تو بجو بھی اپنی خواب‌گاہ سے لڑکھڑاتا ہوا اُٹھتا ہے اور اپنے کمزور جسم کو فربہ کرنے کی فکر پھر اس کو دامن‌گیر ہوتی ہے —

شہد کا بجو

(The Honey Badger, or Mellivora Capensis.)

بجو کی یہہ صنف افریقہ میں اکثر جگہ بالخصوص راس امید کے گرد و نواح میں ملتی ہے — یہہ جسمانی ساخت میں بہت کچھہ ہندوستانی بجو کے مشابہ ہے لیکن اس کا طول تقریباً ایک گز ہوتا ہے — شہد کا وہ اس قدر شائق ہے کہ تمام دن اُسی کی تلاش میں حیران و سرگردان پھرتا ہے اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے —

بھالو سؤر

(The Hog-Badger, or Arctonyx collaris.)

میلوئے کی ذیلی جماعت میں یہہ ایک نوع ہے جو نیپال اور شکم کی ترائی میں نیز آسام سلہٹ اور اراکان میں پائی جاتی ہے - اُس کے جسم کے بالائی حصے کا رنگ سفید اور کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - سینے پر کالر کی طرح ایک دھاری ہوتی ہے جو سیاہی مائل ہوتی ہے - طول تقریباً دو فٹ اور دم چھہ انچ کی ہوتی ہے - اس کا جسم بھاری اور بھدا اور چال نہایت دھیمی اور سست ہوتی ہے - وہ بھالو کی طرح پچھلے پاؤں پر بہ آسانی کھڑا ہو سکتا ہے - یہہ بھی تمام دن پڑا سوتا رہتا اور صرف شب میں نکل کر غذا کی تلاش میں گھومتا ہے -

---

اُود بلاؤ

(The Otter—Lutra.)

لٹریلے کی ذیلی جماعت میں اُودبلاؤ اور اُس کی صنفیں شامل ہیں - اور اپنے لمبے اور چپٹے جسم، چھوٹی اور موٹی ٹانگوں اور جھلی سے ملتے ہوئے پنجوں کے ذریعہ دوسرے جانوروں سے بہ آسانی ممتاز کئے جا سکتے ہیں - اس کی لمبی دم اوپر سے گول اور نیچے چپٹی ہوتی ہے - یہہ دریائی جانور ہے اور اس کا تمام جسم، دم اور پنجے تیرنے

کے لئے نہایت موزوں بنائے گئے ہیں - پلکوں کے اندر ایک جھلی ہوتی ہے جو غوطہ لگانے کے وقت آنکھوں پر آ جاتی ہے اور ان کو پانی سے محفوظ رکھتی ہے - یہہ جھلی اس قدر باریک ہوتی ہے کہ اس سے تھوڑی تھوڑی روشنی بھی چھن چھن کر آنکھوں تک پہنچتی رہتی ہے - اُن کے دانت مضبوط اور نکیلے ہوتے ہیں اور ڈاڑھوں پر مضبوط گھنڈیاں ہوتی ہیں - کیلوں کی نوکیں اندر کو مڑی ہوتی ہیں اور ایسی ساخت ہونے کی وجہ سے چکنی مچھلیاں جو کہ اُود کی خاص غذا ہیں اُن کی گرفت سے چھوٹنے نہیں پاتیں -

اود ندیوں کے کنارے پر پتھروں اور چٹانوں میں پوشیدہ رہتا ہے یا اپنے مضبوط پنجوں سے بھٹا کھود لیتا ہے جس میں داخلے کے لئے وہ کئی راستے بنا لیتا ہے - یہہ گروہ پسند جانور ہیں اور ایک ہی جگہ پانچ چھہ یا زیادہ مل کر رہتے ہیں -

موسم بہار کے شروع میں ان کے تین چار بچے پیدا ہوتے ہیں اور ماں ان کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے - اگر بچے کبھی پکڑ لئے جاتے ہیں تو اکثر انتہائی غم سے وہ مر بھی جاتی ہے -

اُود کے جسم پر بالوں کی دو تہیں ہوتی ہیں اور اس کا سمور کار آمد ہے - وہ نہایت بہتر تیراک ہے - اور مچھلیوں کا مارنا تو اس کا کھیل ہے - بسا اوقات مچھلی پر منہہ مار ہی کر چھوڑ دیتا ہے - ہاں، اگر بھوکا ہوتا ہے تو کنارے

پر لے جاتا اور اُس کو سر کی طرف سے کھانا شروع کرتا ھے -

هندوستان کا بجو

(Lutra indica.)

یہہ صلف هلد میں هر جگہ پائی جاتی ھے - اس کے جسم پر بھورے یا کتھئی بال ھوتے ھیں صرف پیٹ سفید کسی قدر زردی مائل ھوتا ھے - طول تقریباً ڈھائی فٹ اور دم ڈیڑھہ فٹ کی ھوتی ھے - یہہ صلف برما اور ملے میں بھی پائی جاتی ھے -

ان کے چھوٹے چھوٹے گروہ ندیوں اور سمندروں کے کنارے پر نظر آتے ھیں - اکثر وہ شب ھی میں باھر آتے ھیں لیکن بعض اوقات دن میں بھی پانی میں اُچھلتے کودتے نظر آتے ھیں - اِن کے بچے بہ‌آسانی پالے جا سکتے ھیں اور بلگال میں مچھلی‌مار اکثر ان کو پالتے ھیں - یہہ پالتو اُود مچھلیوں کے گروہ کو گھیر کر جال کی طرف لے آتے ھیں اور اکثر مچھلی کو پکڑ لاتے اور اپنے مالک کو دے دیتے ھیں -

ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ھیں کہ انھوں نے ایک اود کا بچہ کتوں کے بچوں کے ساتھہ پالا تھا - وہ میرے ساتھہ کتے کی طرح ھوا خوری کو جاتا اور موقع ملتے ھی فوراً پانی میں کود پڑتا اور کھیل کود کرتا تھا - کبھی کبھی وہ

مینڈک یا چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پکڑ لیا کرتا تھا - جب وہ بڑا ہو گیا تو اکثر تنہا بھی چلا جاتا تھا - ایک روز وہ بازار میں جا نکلا اور ایک موہلا کے ہاتھہ سے ایک بڑی مچھلی چھین لی اور جب موہلا نے اس کو مار کر بھگانا چاہا تو اس کا مقابلہ کرنے پر تیار ہو گیا - اس کے بعد اس کا یہی دستور ہو گیا اور مجھہ کو کئی بار مچھلیوں کی قیمت بھی دینا پڑی - اس وجہ سے میں نے اُس سے پیچھا چھڑانے کا ارادہ کر لیا - میں نے اس کو ایک بکس میں بند کر کے سات آٹھہ میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے پر چھوڑا اور جب وہ کھیتوں میں گھس کر نظر سے غائب ہو گیا تو میں دوسرے ہی راستے سے واپس چلا آیا - مگر اُسی دن شام کے وقت جب کہ میں اپنے مکان سے تقریباً ڈیڑھہ میل کے فاصلے پر محرم کا تماشہ دیکھہ رہا تھا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ وہیں پہنچا اور میرے پاؤں سے آ کر لپٹ گیا " -

اُود کی ایک صنف ہمالیہ پہاڑ پر بھی پائی جاتی ہے (Lutra leptonyx) - اس کی ساخت کی خصوصیت یہہ ہے کہ پنجے بہت چھوٹے ہوتے ہیں -

---

بحرالکاہل کا اُود

(Lutra enhydra.)

یہہ نہایت مشہور صنف بحرالکاہل کے ساحلوں پر پائی جاتی ہے - قد و قامت میں یہہ اُود بہت بڑا ہوتا ہے اور

اُس کا طول تقریباً تین فٹ ہوتا ہے - اس کے بال اپنی ہر صنف کے مقابلے میں بڑے اور ملائم ہوتے ہیں اور اس کی کھال بڑی قیمت کو فروخت ہوتی ہے - جزیرہ نما کام چھٹکا میں تو ہزاروں آدمیوں کی معیشت اُسی کی کھال پر منحصر ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ اب وہ شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے اور اس کی کھالیں اس قدر کمیاب ہو گئی ہیں کہ مرسکللگس بیان کرتے ہیں کہ اب اس کی قیمت ایک سو پونڈ سے بھی زیادہ ہے -

اود بلاؤ کی اور بہت سی صنفیں یورپ ، افریقہ اور ایشیا میں بھی پائی جاتی ہیں -

---

لکڑبگھے کی جماعت

(The Hyenidæ)

ماھرین فن کا اِس بارے میں اختلاف ھے کہ لکڑ بگھے کو کس جماعت میں شامل کرنا چاھئے - ظاھری ساخت میں وہ کتے کی جماعت کے جانوروں کے مشابہ ھے اور اسی لئے للی (Linne) نے اس کو کتے ھی کی جماعت میں شامل کیا تھا اور بعض دوسروں کی راے ھے کہ جسمی ساخت میں لکڑبگھا سیویٹ جماعت کے جانوروں سے ملتا جلتا ھے اور وہ اس کو سیویٹ جماعت کا ھی مانتے ھیں - اگر دانتوں کی ساخت پر لحاظ کیا جائے تو وہ بلی کی جماعت کے بہت مشابہ ھے کیونکہ بلی کی جماعت میں بتیس اور لکڑبگھا کے چونتیس دانت ھوتے ھیں اس طرح کہ -

کاٹنے والے $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴—۴}{۳—۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ =

اختلاف راے ھونے کا نتیجہ یہہ ھے کہ اب لکڑبگھے کی اکثر ایک علحدہ ھی جماعت قرار دی جاتی ھے - لکڑبگھا کی کھوپڑی بھاری اور چوڑی اور جبڑے نہایت قوی ھوتے ھیں - بلی کی جماعت کی طرح اس کی زبان بھی نہایت کھرکھری ھوتی ھے - پنجوں پر چھوٹے چھوٹے مضبوط اور کند ناخون ھوتے ھیں اور اُن کی ساخت اور شکل سے صاف ظاھر ھوتا

ہے کہ زندہ شکار پکڑنے کے لئے وہ نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ وہ کھودنے کے لئے موزوں ہیں - ہر اگلے اور پچھلے پنجے میں چار چار ناخون ہوتے ہیں جو بلی کی جماعت کی طرح سکڑنے والے (Retractilea) نہیں ہوتے - ناخون کی تعداد کے اعتبار سے گوشت خوار طبقے کے تمام جانوروں سے یہہ مختلف ہیں - یہہ بھی انگلیوں پر چلنے والے جانور ہیں -

اس جماعت میں صرف دو نوعیں مانی جاتی ہیں (۱) لکڑبگھا اور (۲) آرڈ بھیڑیا -

---

لکڑبگھا

(The Hyæna.)

لکڑبگھا بھی سیار کی طرح اُن جانوروں میں ہے جو صفائی کے قدرتی ٹھیکےدار ہیں اور جن کی بدولت روے زمین سڑی گلی اشیا سے پاک اور صاف رہتی ہے - شکار کا کوئی ایسا حصہ نہیں جس کو وہ چٹ نہ کر جائے - کوڑے کرکٹ میں پڑی ہوئی سڑی گلی چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتا اور بھوک میں چمڑے کے جوتے تک کھا جاتا ہے اور ہضم بھی کر لیتا ہے - اپنے مضبوط پنجوں سے قبریں کھود کر نعشیں بھی نکال کر کھا لیتا ہے - ہڈی توڑنے کی اُس کے جبڑوں میں ایسی بے نظیر طاقت ہے کہ تمام عالم حیوانی میں اُس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا - اُس کی گردن اور جبڑوں کے پٹھے اس قدر قوی ہوتے ہیں کہ جن

هڈیوں کو شیر اور باگھہ جیسے عظیم‌الجثہ جانور نہیں توڑ سکتے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے وہ بہ آسانی کر ڈالتا ہے - جوڑوں کی ہڈیاں تک مسلم نگل جاتا ہے اور جنگلی بھینسے کی ران کی ہڈی توڑ کر بلا تکلف کھا لیتا ہے -

کھوپڑی کی ہڈی بڑی اور چوڑی ہونے کی وجہ سے اُس کی شکل مہیب معلوم ہوتی ہے - پچھلی ٹانگیں بہت خمیدہ ہونے کی وجہ سے جسم کا پچھلا حصہ بہ مقابلہ اگلے کے نیچا اور پشت بہت ڈھالو ہوتی ہے - اِس کے بال گھنے اور ریڑھ پر شروع سے آخر تک بڑے بڑے اور چھدرے ہوتے ہیں -

قطرتاً لکڑبگھا نہایت بزدلا ہوتا ہے اور جب تک کہ شکم‌پری کے لئے اُس کو سڑا گلا گوشت ' کھال ' چمڑا ' ہڈیاں وغیرہ دستیاب ہو جاتی ہیں وہ کسی جانور پر ہاتھہ نہیں ڈالتا - اگر کہیں قحط پڑ جاتا ہے تو لکڑبگھوں کے گروہ کے گروہ پہنچ جاتے ہیں کیوں کہ بھوک سے مرے ہوئے جانوروں کی نعشیں وہاں کثرت سے سے ملتی ہیں اور بڑے درندے جہاں شکار کا کچھہ حصہ چھوڑ جاتے ہیں وہاں بھی لکڑبگھا اپنی قوت شامہ سے پتا لگاکر فوراً پہنچ جاتا ہے -

انسان سے لکڑبگھا بہت خائف رہتا ہے اور محصور ہو کر بھی انسان پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کرتا - مشہور شکاری مسٹر سیلوس بیان کرتے ہیں کہ افریقہ کے غیر آباد حصوں میں جہاں کہ وہ انسان سے واقف نہیں ہوتا وہ آدمی

کی نعش تک سے خوف زدہ رہتا ہے - چنانچہ افریقہ کے هاٹن‌ٹاٹ قوم کے ایک آدمی کو کسی جرم میں موت کی سزا دی گئی اور اس کی نعش کچھ فاصلے پر پھینک دی گئی - شب میں لکڑبگھے آئے اور گھنٹوں تک چیختے چلاتے رہے لیکن نعش کو کسی نے نہیں چھوا - دوسری شب کو بھی ایسا ہی ہوا - پھر تیسری شب بے خوف ہوکر انھوں نے نعش کھا ڈالی - یہہ لکڑبگھے ایک ایسے حصے کے رہنے والے تھے جہاں ان کو انسان کی نعش کھانے کا کبھی موقع نہ ملا تھا اور ان کے دل سے اس کا خوف نکلا نہ تھا - برخلاف اس کے صوبۂ متابلی میں جب کسی کو جادو ٹونہ کے جرم میں سزاے موت دی جاتی ہے تو وہاں دستور ہے کہ اس کی نعش کو لکڑبگھوں کو کھلا دیتے ہیں اس لئے وہاں انسان کی نعش کو وہ فوراً گھسیٹ لے جاتے ہیں -

یہہ نہایت کمینہ خصلت ہے - بھیڑ بکری جیسے کمزور اور نحیف جانور پر اور انسان کے بچے پر اگر تنہا مل جائے حملہ کر بیٹھتا ہے -

لکڑبگھے جب کسی جانور پر حملہ کرتے ہیں تو پہلی فکر اُن کو اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کا مقابلہ نہ کرنا پڑے - اس لئے اُن میں سے ایک دبے پاؤں جاکر جانور کے سامنے دفعتاً اُچھلتا ہے تاکہ جانور خوف زدہ ہو کر بھاگ پڑے - اس کے بھاگتے ہی سب پیچھے لگ جاتے ہیں اور اچھل اچھل کر اس کو زخمی کرتے ہیں - خون بہنے کی

وجہ سے جب جانور مضمحل ہو کر گر جاتا ہے تو سب مل کر اس کو مار لیتے ہیں -

لکڑبگھے کی آواز نہایت ہی عجیب و غریب ہوتی ہے - بعض اوقات اس کو سن کر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کوئی ہنس رہا ہو اور یہی وجہ ہے کہ اس کو اکثر ہنسنے والے لکڑبگھے کے نام سے موسوم کرتے ہیں (The Laughing Hyæna) -

اس نوع کی دو صنفیں پائی جاتی ہیں (۱) دھاری دار اور (۲) گل دار -

---

دھاری دار لکڑبگھا

(Hyæna striata.)

یہہ صنف افریقہ کے شمالی نصف حصے میں پائی جاتی ہے - علاوہ افریقہ کے ہندوستان، ایران، عرب اور ایشیائی ترکی میں بھی ہوتا ہے - اس کا قد بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے، رنگ بھورا کچھہ زردی مائل اور جسم پر لمبی لمبی بادامی دھاریاں ہوتی ہیں - پشت پر بڑے بڑے بال اور دم جھبری ہوتی ہے - ہند میں یہہ اکثر کھلے میدانوں میں رہتا ہے اور کتوں کو اُٹھا لے جاتا ہے -

---

گل دار لکڑبگھا

(Hyæna maculata.)

اس صنف کے جانور افریقہ کے جنوبی نصف حصے میں پائے جاتے ہیں اور قد و قامت میں دھاری دار سے بڑے ہوتے ہیں - یہہ بہت بزدل بھی نہیں ہوتا - اس کی پشت پر جھبرے بال بھی نہیں ہوتے - ایک شکاری بیان کرتے ہیں کہ اس میں جسمانی طاقت کافی ہوتی ہے اور وہ گدھے کی نعش بہ آسانی گھسیٹ لے جاتا ہے -

پاگل ہو جانے کا مرض کتے اور سیار کے علاوہ بھیڑئے اور لکڑبگھے کو بھی ہوتا ہے - سنہ ۲۷-۱۹۲۶ ع کی کسولی اسپتال کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ لکڑبگھوں نے سترہ آدمیوں کو کاٹا اور ان کا معالجہ وہاں ہوا - مگر یہہ بات یقینی طور سے نہیں کہی جا سکتی کہ آیا وہ تمام لکڑبگھے پاگل تھے یا نہیں - ممکن ہے کہ بھوک ہی سے مضطر ہوکر بعض لکڑبگھے انسان پر حملہ کر بیٹھتے ہوں -

ان زخمی کئے ہوئے آدمیوں میں سے دو نے لکڑبگھوں کے حملے کے واقعات حسب ذیل بیان کئے تھے - ایک یہہ کہ ضلع اٹاوے میں دو بھائی ایک جھونپڑی میں سو رہے تھے بڑے بھائی کی آنکھہ کھلی تو اس نے دیکھا کہ چھوٹے بھائی کو ایک لکڑبگھا جھونپڑی کے باہر گھسیٹے لئے جا رہا ہے - بلا پس و پیش اس نے اٹھہ کر جانور کے گھونسے مارنا شروع

کیا اور آدھے گھنٹے تک دونوں میں جنگ ہوتی رہی - بالاخر اُس نے لاٹھی سے اس خوفناک جانور کو مار لیا -

دوسرا واقعہ یہہ تھا کہ ایک آدمی اور اس کا بیٹا کہیں چلے جا رہے تھے کہ ایک لکڑبگھے نے باپ پر حملہ کیا - بیٹے نے اس کو بلا ہتھیار ہی مقابلہ کر کے پکڑ لیا اور ٹانگیں باندھہ کر اُناؤ میں زندہ لے آیا -

---

آرڈ بھیڑیا

(The Aard Wolf, or Proteles balanbi.)

ڈچ زبان میں آرڈ کے معنی زمین کے ہیں - یہہ جانور زمین کے اندر بھٹے میں رہتا ہے اور یہی اُس کی وجہ تسمیہ ہے - یہہ جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے -

اِس کا طول تقریباً ساڑھے تین فٹ ' رنگ بھورا زردی مائل اور جسم پر گہری گہری سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں - آرڈ کے بارے میں بھی یہہ طے کرنا دشوار ہے کہ وہ کس جماعت کا جانور ہے - بعض اُس کو لکڑبگھے کی جماعت کا جانور قرار دیتے ہیں اور بعض سیویٹ (Civet) جماعت کا - جسمی ساخت اور طور طریق میں آرڈ بہت کچھہ لکڑبگھے کے مشابہ ہے - کم از کم یہہ بات تو یقینی معلوم ہوتی ہے کہ آرڈ کے مورث جسمی ساخت اور عادتوں کے اعتبار سے لکڑبگھے سے ملتے جلتے ہوں گے -

آرڈ کے دانتوں کی ساخت نہایت عجیب و غریب اور لکربگھے سے قطعاً مختلف ہوتی ہے - اُس کی ڈاڑھیں نکیلی اور سب ایک سی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے سے ہوتی ہیں - یہہ کیفیت گوشت‌خوار طبقے کے کسی جانور کی ڈاڑھوں کی نہیں ہوتی - آرڈ کی خاص خوراک دیمک ہے اور اِسی غذا کے مطابق اُس کی ڈاڑھیں متغیر ہو گئی ہیں - وہ جھینگہ‌خور بھی ہے اور دوسروں کا مارا ہوا گوشت بھی کھا جاتا ہے -

اوپر ذکر کیا گیا تھا کہ آرڈ کی تمام ڈاڑھیں نکیلی اور ایک هی سی ہوتی ہیں - لیکن یہہ ایک دل‌چسپ امر ہے کہ آرڈ کے بچوں کے جب دودھہ دانت نکلتے ہیں اس وقت دودھہ ڈاڑھوں اور ڈاڑھوں کی تفریق بظاہر نظر آتی ہے - ان سب کی ساخت ایک سی نہیں ہوتی اور ان میں قینچی‌نما ڈاڑھہ (Carnassial tooth) بھی موجود ہوتی ہے - یہہ دودھہ دانت اس امر پر شاہد ہیں کہ کسی زمانے میں آرڈ کی دودھہ ڈاڑھیں اور اصل ڈاڑھیں مختلف ساخت کی ہوتی ہوں‌گی جیسی کہ تمام دوسرے گوشت خواروں کی ہوتی ہیں کیونکہ علم حیوانات میں یہہ امر مسلم ہے کہ جن جانوروں میں اپنے مورثین کی کوئی خصوصیت تغیر اور ارتقاع کی وجہ سے معدوم ہو گئی ہے وہ اُن کی زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں کچھہ عرصے کے لئے ضرور نمودار ہو جاتی ہیں (The Law of Recapitulation) -

جماعت وورائڈے

یعنی

سیویٹ بلیاں

(The Viverridæ.)

اس جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے گوشت‌خوار جانور ہیں جن کا جسم لمبا ؛ تھوتھڑی پتلی اور نکیلی اور دم بہت لمبی ہوتی ہے - اکثر اُن کی دم کے نیچے گرہ ہوتی ہیں اور ان میں جو مادہ پیدا ہوتا ہے اُس سے طرح طرح کی خوشبودار اشیا تیار کی جاتی ہیں - ان کے جسم پر موٹے سخت اور خشک بال ہوتے ہیں - سیویٹ بلیاں زیادہ تر انگلیوں کے بل چلتی ہیں لیکن بعض بعض پچھلے تلووں کا کچھہ حصہ زمین پر رکھتی ہیں -

ان کی زبان پر سخت خار (papillæ) ہوتے ہیں جن کی نوکیں پیچھے کو مڑی ہوتی ہیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے—

کاٹنے والے $\frac{٣-٣}{٣-٣}$ - کیلے $\frac{١-١}{١-١}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{٣-٣}{٣-٣}$ -

ڈاڑھیں $\frac{٢-٢}{٢-٢} = ٤٠$

اس جماعت میں چار نوعیں ہیں—

(۱) سیویٹ بلیاں (Viverra.)

(۲) درخت کی بلیاں (Paradoxures.)

(۳) گہلیٹ (Genet.)

(۴) نیولا (Ichneumon.)

سیویٹ بلیاں

(The Civets—Viverra.)

اس جماعت میں قد کے لحاظ سے سیویٹ بلیاں سب سے بڑی ہیں اور وہ بلی کے ہی برابر ہوتی ہیں مگر ان کی دم بہت لمبی ہوتی ہے - جسم پر گہرے رنگ کے دھبے اور زبان پر بلی کی جماعت کی طرح خار ہوتے ہیں - ناخون کسی قدر سکڑنےوالے ہوتے ہیں (Retractile) ' دم کے نیچے بہت بڑی گرہ ہوتی ہے اور دو حصوں میں ملقسم ہوتی ہے - اُس میں جو مادہ پیدا ہوتا ہے اس کو بھی سیویٹ ہی کے نام سے موسوم کرتے ہیں - قدرتاً سیویٹ کی بو نہایت تیز اور ناقابل برداشت ہوتی ہے لیکن جب دوسری اشیا کے ساتھ وہ ملا دی جاتی ہے تو اُس کی بو مشک کی طرح خوش گوار ہو جاتی ہے - افریقہ میں سیویٹ کو پال کر اُس کی خوشبو فروخت کرتے ہیں اور ملک حبش میں اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش ہی یہی ہے - اُن کو بعض ایسی غذائیں بھی کہلائی جاتی ہیں کہ اس خوشبودار مادے کی زیادہ مقدار پیدا ہونے لگتی ہے - سیویٹ کو ایک تنگ

پنجرے میں کھڑا کرکے اس کی گرہ سے اس مادے کو نچوڑ لیتے ہیں - سیویٹ کی خاص صنفوں میں تین کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

مالابار کی سیویٹ

(Civetta viverra.)

مالابار کے ساحل پر اور کرگ اور تراونکور میں یہہ پائی جاتی ہیں - اس کا رنگ گہرا بھورا اور پشت اور پہلوؤں پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں - گردن سفید اور دم پر سیاہ چھلے سے ہوتے ہیں - پرند ' مرغ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے جانور اس کی خوراک ہیں - یہہ نہایت خوفناک ' تند خو اور پر افروختہ مزاج کی ہوتی ہے -

اس کی ایک فرد افریقہ میں بھی پائی جاتی ہے -

بھران

(Viverra zibetha.)

یہہ ایشیا میں عرب سے هندوستان تک پائی جاتی ہے هند میں نیپال ' شکم ' اوڑیسا ' وسط هند اور بنگال میں اور هند سے مشرق کی جانب سوماترا ' جاوا ' اور بورنیو کے جزیروں میں بھی ہوتی ہے - اس کا رنگ بھورا زردی مائل ہوتا ہے اور جسم پر سیاہ دھاریاں اور دھبے ہوتے ہیں - ٹانگیں دھندلے بھورے رنگ کی ہوتی ہیں -

ایک صاحب اس کی عادتوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اس کی حرکتوں میں بھیڑئے کی طرح لوٹ مار ؛ بلی کی تیزی اور لومڑی کی سی چالاکیاں پائی جاتی ہیں - شکار کئے جانے پر وہ استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اور اپنے جسم سے ایسی تیز بد بو منتشر کرتی ہے کہ کتے تک بیمار ہو جاتے ہیں -

سیویٹ کی خوش بو بنانے کا مادہ اِس کے جسم سے بھی بہت نکلتا ہے اور نیپال میں اس کو بھران کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

مشک بلی

(Viverra malaccensis.)

سیویٹ کی تیسری صنف ہند میں مشک بلی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - مہاراشٹر میں اس کو کستوری اور بنگال میں گندھہ گوکل کہتے - یہہ تمام ہندوستان میں شمال سے جنوب تک اور برما ؛ ملے اور اُس کے قرب و جوار کے جزیروں میں بھی پائی جاتی ہے -

رنگ بادامی بھورا ؛ پشت پر سیاہ لمبی لمبی دھاریاں اور پہلوؤں میں دھبے ہوتے ہیں - دم پر بھی گہرے سیاہ دھبے ہوتے ہیں - یہہ ہمیشہ تنہا رہتی اور بعض مقاموں میں اُس کو پالتے ہیں اور اس کا خوش‌بودار مادہ نکالتے ہیں -

درخت کی بلی

(Paradoxurus.)

وِوِرائڈے کی جماعت میں یہہ ایک نوع ہے جس کی صنفیں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں اور مختلف مقاموں میں اُن کو میلوری ' لکھاتی ' جھاڑ کے کتے وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں - اِن کی انگلیاں جھلی سے ملحقی ہوتی ہیں اور ناخون پوری طرح سکڑنے والے نہیں ہوتے - یہہ تلوؤں کے بل چلتی ہیں (Plantigrade) اور دانتوں کی ساخت بہت کچھہ کتے کے مشابہ ہوتی ہے -

---

تاڑ کی بلی

(Paradoxurus musanga.)

درخت کی بلی کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اِس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ وہ اکثر پالمائرا تاڑ (Palmyra) اور ناریل کے درختوں پر رہتی ہے اور تاڑی بھی پیتی ہے - اکثر اُن ہانڈیوں کو جو تاڑی جمع کرنے کی غرض سے لٹکائی جاتی ہیں وہ چاٹ کر صاف کر دیتی ہے اور نشے میں چور ہوکر جھومتی پھرتی ہے -

یہہ ہندوستان میں اکثر مقاموں پر کھلے جنگلوں میں بالخصوص کارناٹک اور مالابار کے ساحلوں پر کثرت سے ہیں - رنگ بھورا کسی قدر سیاہی مائل اور بعض کے جسم پر زرد

دھندلی دھاریاں بھی ہوتی ہیں - تار کے سیدھے تلے پر وہ عجیب تیزی سے چڑھتی چلی جاتی ہے -

چنگھار

(Paradoxurus bondor)

درخت کی بلی کی یہہ صنف نیپال کی ترائی میں پائی جاتی ہے اور اُس کا نیپالی نام چلکھار ہے - رنگ زرد لیکن بالوں کے سرے سیاہ ہوتے ہیں - یہہ آبادیوں کے قریب ہی رہتی اور گوشت کے علاوہ پھل وغیرہ بھی کھایا کرتی ہے - عادتیں جنگلی اور ناشایستہ ہوتی ہے لیکن اُس کے بچے پالے جا سکتے ہیں -

گینیٹ

(Genetta Vulgaris.)

وورانگے کی جماعت میں تیسری نوع ہے - اس کی کئی صنفیں افریقہ میں پائی جاتی ہیں - اس کا قد و قامت ایک لمبی سی بلی کی طرح اور منہہ نکیلا نیولے کی طرح ہوتا ہے - رنگ گہرا بھورا اور جسم پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں - اس کے ناخن بلی کی جماعت کی طرح پوری طرح سکڑنے والے (Retractile) ہوتے ہیں - ترکی میں اس کو چوہے مارنے کو گھروں میں پالتے ہیں -

نیولا

(Herpestes.)

وورانگڑے کی جماعت میں سب سے چھوٹی نوع نیولا ھے جو افریقہ اور ایشیا کے گرم حصوں میں پایا جاتا ھے - یہہ ایک ھمت والا جانور ھے اور خصلتاً تند اور خونخوار ھوتا ھے - اگر مرغیوں یا کبوتروں کے دربے میں اس کا گزر ھو جاتا ھے تو ایک دو کو مار کر اُس کو ھرگز تسلی نہیں ھوتی بلکہ سب کی گردنیں کاٹ دیتا ھے - شکار مار کر نیولا گوشت نہیں کھاتا صرف دماغ کھا لیتا ھے اور خون پی جاتا ھے - یہہ ھمہ خور ھے اور انڈے ' کیڑے ' پھل وغیرہ بھی کھانے کو تیار رھتا ھے - تیتر اور بٹیر کے انڈوں کا بڑا دشمن ھے اور سانپ گرگٹ وغیرہ بھی مار ڈالتا ھے - انسان کو نقصان پہنچانے والے جانوروں کو ھلاک کرنے کی وجہ سے نیولا ایک مفید جانور تصور کیا جاتا ھے -

اکثر یہہ بھی دیکھا گیا ھے کہ چھوٹے چھوٹے ایذارساں جانوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ خود انسان کے لئے تکلیف‌دہ ھو جاتا ھے اور اس کا جزیرہ جمیکا میں بہت اچھا تجربہ ھو چکا ھے - جمیکا میں گنے کی کاشت بہت ھوتی ھے مگر چوھوں کی اس قدر کثرت تھی کے کہ کاشت کو ان سے بےحد نقصان پہنچتا تھا - تمام تدبیریں کی گئیں لیکن چوھوں سے پیچھا نہ چھوٹا - آخر مجبور ھوکر کاشتکاروں نے باھر سے نیولے منگا کر وھاں چھوڑے -

نیولوں کے پہنچتے ہی چوہوں کی تعداد تو ضرور کم ہو گئی مگر اُن کا خاتمہ کرنے کے بعد جب نیولوں کو فرصت ملی تو اُنہوں نے جزیرے کے دوسرے جانور کی طرف رخ کیا - پہلے مرغ اور مرغیوں پر حملہ شروع کیا بعد ازاں سؤر، بھیڑ، کتا، بلی وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا نمبر آیا - اور سانپ، گرگٹ، مینڈک، کچھووں وغیرہ کا تو انھوں نے ایسا کشت و خون کیا کہ اُن کی کئی قسمیں اُس جزیرے سے ہمیشہ کے لئے فنا ہی ہو گئیں - بالخصوص جزیرے کے تمام کرم‌خوار جانوروں کو انھوں نے عدم‌آباد پہنچا دیا -

کرم‌خواروں کے نہ رہنے کا نتیجہ یہہ ہوا کہ طرح طرح کے کیڑے مکوڑے بھنگے وغیرہ کی افزایش دن دونی رات چوگنی ہونے لگی حتی کہ انسان اور چرپایوں سب کے جسموں پر کیڑے ہی کیڑے نظر آنے لگے - اُس وقت چاہکن را چاہ درپیش کا مقولہ پیش آیا اور کیڑوں نے اُلٹا نیولوں ہی پر ہاتھہ صاف کرنا شروع کیا - اُن کے جسم بھی کیڑوں سے بھر گئے اور اب اُنھیں کی تعداد میں کمی ہونے لگی - نیولوں کی تعداد کم ہونے پر کرم خوروں کی تعداد میں پھر اضافہ ہونے لگا اور جزیرے کے حیوان تعداد وغیرہ کے لحاظ سے پھر حالت سابقہ پر پہنچ گئے -

جمیکا کا یہہ واقعہ قابل غور اور نصیحت بخش ہے - قوانین قدرت میں دست اندازی کرنا انسان کی طاقت سے

باهر ہے - تمام جانوروں کی ضروریات کا قدرت نے انتظام فرما دیا ہے لیکن اسی کے ساتھہ خیال رکھا ہے کہ کسی کی افزائش ایک مناسب حد سے زیادہ بھی نہ ہو - اور جس مقام میں جو جانور پیدا کئے گئے ہوں اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں جن کا سمجھنا انسان کی قدرت سے باہر ہے - نہ کہیں کوئی جانور نیست و نابود ہونے پاتا ہے نہ کسی کی تعداد ایک مقررہ حد سے بڑھنے ہی پاتی ہے - قدرت کی میزان اعتدال ہمیشہ اعتدال قائم رکھتی ہے -

نیولا سانپ کا جانی دشمن ہے اور یہی اِس کی سب سے بڑی صفت ہے - سانپ کے سامنے وہ بجلی کی طرح ادھر اُدھر اچھلتا کودتا اور اُس کے حرب و ضرب سے بچتا ہوا حملہ کرنے کا موقع تلاش کرتا ہے - ایک مرتبہ ایک سانپ اور نیولے کی لڑائی کا سامان دیکھنے میں آیا - سانپ پھن اُٹھا کر اُونچا کھڑا ہو گیا تھا اور نیولا اُس کے پھن کے نیچے پچھلی ٹانگوں پر بے خوف و خطر کھڑا تھا - وہ نظارہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا - دونوں بخوبی سمجھتے تھے کہ ہم میں سے جس کی آنکھہ جھپکی اُسی کی موت آئی - جیسے جیسے سانپ لہراتا نیولا بھی اُس کے پھن کے ساتھہ ساتھہ ہلتا - مگر دونوں حریفوں میں سے کسی کی بھی حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی - بالاخر جیسے ہی سانپ نے پھن مارا نیولے نے چشم زدن میں اُس کی گردن پکڑ کر چبا ڈالی -

نیولے اور سانپ کی لڑائی کا ہمیشہ یہی انجام ہوتا ہے اور نیولے کو کبھی شکست نہیں ہوتی - ہندوستان میں یہہ روایت چلی آتی ہے کہ اگر سانپ نیولے کو کاٹ لیتا ہے تو نیولا "منگوس بیل" نامی ایک پودے کی پتی کھا کر زہر کو اُتار دیتا ہے - لیکن یہہ قرین قیاس نہیں - اصل یہہ ہے کہ نیولے کی تیزی کی وجہ سے سانپ کو منہہ مارنے کا موقع ہی نہیں ملتا -

نیولے کی کئی صنفیں پائی جاتی ہیں -

مصر کا نیولا

(Herpestes ichneumon.)

یہہ صنف مصر میں پائی جاتی ہے - اِس کا طول علاوہ دم کے سوا فٹ ہوتا ہے - مصر میں ایک قدیم کہاوت چلی آتی ہے کہ یہہ نیولا ناکے کے پیٹ میں گھس کر اُس کی آنتیں کھا جاتا ہے -

مدراس کا نیولا

(Herpestes griseus.)

یہہ جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے - رنگ کچھہ زردی مائل بادامی ہوتا ہے - اِس کا طول تقریباً سولہ انچ اور دم چودہ انچ ہوتی ہے -

شمالی ہند کا نیولا

(Herpestes melaccensis.)

یہہ صنف شمالی ہند، بنگال، آسام، برما اور ملے میں پائی جاتی ہے - رنگ بھورا کچھہ یا سرخی مائل ہوتا ہے - طول تقریباً پندرہ انچ اور دم دس انچ کی ہوتی ہے -

سنہرا نیولا

(Herpestes nipalensis.)

یہہ صنف کشمیر، افغانستان، آسام اور برما میں پائی جاتی ہے -

بھالو

(Ursus.)

بھالو سے ہندوستان میں شاید ہی کوئی ناواقف ہو - جنگل کے اِس خوفناک اور طاقتور جانور پر انسان نے ایسا قبضہ پایا ہے کہ گلی گلی نچاتا پھرتا ہے اور اُس کا تماشہ اپنا ذریعہ معاش بنا لیا ہے - لیکن جنگل میں وہ انسان کا نہایت خطرناک دشمن ہے - چونکہ وہ اپنی خداداد طاقت سے خوب واقف ہوتا ہے اِس لئے وہ بزدل بھی نہیں ہوتا - بعض اوقات تو وہ ذرا اکسائے اُٹھاتے ہی بلا پس و پیش حملہ کر بیٹھتا ہے اور اُس وقت اُس سے بڑا دشمن کوئی نہیں - سیدھا کھڑا ہو کر جس وقت انسان کا مقابلہ کرنے کو بڑھتا ہے تو موت کی مجسم تصویر ہی سامنے آ جاتی ہے - وہ اِس وجہ سے اور بھی مخدوش ہوتا ہے کہ پہلے انسان کے چہرے ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور پنجوں اور دانتوں سے اُس کو اِس قدر بد شکل بنا دیتا ہے کہ لمحہ بھر میں آدمی کی صورت بھی نہیں پہچانی جاتی - اور اگر انسان کی کھوپڑی اُس کے خوفناک دانتوں کی گرفت میں آ جاتی ہے تو اِس طرح صاف اُڑا لے جاتا ہے گویا سر سے ٹوپی اُتار لی گئی ہو -

بظاہر بھالو ایک بھدا سا جانور معلوم ہوتا ہے - اُس کی گردن درخت کے تنے کی طرح موٹی ہوتی ہے - سر گول ' تھوتھنی لمبی ' آنکھیں چھوٹی ' ٹانگیں موٹی اور مضبوط ہوتی

ھیں - چلنے میں وہ انسان کی طرح اپنا پورہ تلوہ زمین پر رکھتا ھے اور چونکہ اکثر صنفوں کے تلوں پر بال نہیں ہوتے اس لئے اُن کے پاؤں کے نشان بالکل انسان کے مشابہ ہوتے ھیں - ھر پاؤں میں پانچ انگلیاں ھوتی ھیں جن پر تین چار انچ لمبے ناخون ھوتے ھیں - زمین کھودنے کی تو اُس کے پنجوں میں بے نظیر طاقت ھوتی ھے - جس سخت زمین میں پھاوڑا بھی کام نہیں دیتا اُس کو بھالو آسانی سے کھود ڈالتا ھے -

بھالو کی چال کسی قدر بھدی اور لڑکھڑاتی ھوئی معلوم ھوتی ھے اِس کی خاص وجہ یہہ ھے کہ اونٹ کی طرح بھالو بھی ھر طرف کی دونوں ٹانگیں ساتھہ ساتھہ بڑھاتا ھے - لیکن اس بھدی چال اور سبک‌روی سے کوئی مغالطے میں نہ پڑے کیونکہ جب وہ دشمن کے مقابلے پر کھڑا ھوتا ھے تو اپنے مہیب پنجوں کے تھپیڑ حیرت‌انگیز تیزی سے چلاتا ھے -

بھالو ھمیشہ سرپٹ بھاگتا ھے اور تیز آدمی بھی اس سے پناہ نہیں پا سکتا - اُس کے جسم پر لمبے لمبے بال ھوتے ھیں لیکن اُن کے نیچے کوئی اور تہہ نہیں ھوتی اور اکثر اصناف کے بالوں کا رنگ سیاہ ھوتا ھے -

روئے زمین پر بھالو کی کئی اصناف پائی جاتی ھیں جن کی ساخت میں کم و بیش فرق ھوتا ھے لیکن اھل فن مسٹر لڈکار (Mr. Lyddekar) کی رائے ھے کہ وہ سب علحدہ صنفیں

نہیں ہیں بلکہ یورپ کے بھورے بھالو کے افراد ہیں -

ہند کا کالا بھالو

(Ursus labiatus.)

یہہ صنف ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں پر شمال سے جنوب تک اکثر جگہ پائی جاتی ہے - اس کے بال بالکل سیاہ ہوتے ہیں - صرف سینے پر ہلال کی شکل کا ایک سفید یا بھورا نشان ہوتا ہے - طول تقریباً ساڑھے پانچ فٹ قد تین فٹ اور وزن تخمیناً ساڑھے تین من کا ہوتا ہے - اُس کی کھال نہایت دبیز اور پشت پر بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جو چھہ سات انچ لمبے ہوتے ہیں -

ہند کا کالا بھالو گوشت‌خوار نہیں ہے بلکہ طرح طرح کے پھل جڑیں اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے - پہاڑوں پر بعض موسموں میں کیڑے کثرت سے نکلتے ہیں اور اُس وقت بھالو اُن کی تلاش میں پہاڑ کی چوٹیوں تک چڑھہ جاتا ہے اور زمین میں غار کے غار کھود ڈالتا ہے - شہد تو اس کو اس قدر مرغوب ہے کہ اُس کی تلاش میں کوسوں مارا مارا پھرتا ہے - شہد کا چھتا دیکھہ کر فوراً درخت پر چڑھہ جاتا ہے - مکھیاں اس کے چاروں طرف اُڑتی رہتی ہیں لیکن اس خوفناک دشمن کے سامنے ان کو قطعی عاجز ہونا پڑتا ہے - اُس کے جھبرے بالوں کی وجہ سے وہ اس کو کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتیں - مدتوں کا جمع کیا ہوا شہد وہ لمحہ

پھر میں چوس جاتا ہے اور اگر مکھیاں اُس کا پیچھا کرتی ہیں تو کسی گھنی جھاڑی میں گھس جاتا ہے -

ہندوستان کا کالا بھالو مہوے کے پھل پھول بہت کھاتا ہے - ڈاکٹر جرڈن تحریر فرماتے ہیں کہ "مہوے کے پھلوں سے زیادہ اس کے لئے کوئی نعمت نہیں - اُس کے پھل اور پھول شب میں کثرت سے زمین پر گرا کرتے ہیں اور جو شکاری کہ علی الصباح نکلتے ہیں ان کو بھالو یہہ خوش ذائقہ غذا کھاتا ہوا کسی نہ کسی درخت کے نیچے ضرور نظر آتا ہے" - مہوے میں نشہ ہوتا ہے اس لئے وہ مدہوش سا ہو جاتا ہے اور اُس کے مدہوشی کا عالم بھی قابل دید ہوتا ہے -

اُس سے کسی قسم کے کیڑے مکوڑے نہیں چھوٹتے حتی کہ بچھو تک کھا جاتا ہے - اکثر ماں اپنے بچوں کو ہمراہ لیئے کیڑے مکوڑے تلاش کرتی پھرتی ہے - چلتے پھرتے اگر بچوں کو شبہہ ہو جاتا ہے کہ کسی چٹان کے نیچے کیڑوں کا چھتا ہے تو وہ اپنی تھوتھڑی سے اُس کو اُٹھانے کی ہر طرح کی کوشش کر گزرتے ہیں - جب وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکامیاب ہو جاتے ہیں تو اُن کی پر شفقت ماں اپنی بے نظیر طاقت سے چٹان کو اُٹھا کر پکڑے ہوئے کھڑی رہتی ہے اور بچے کیڑوں کو کھود کھود کر کھا جاتے ہیں -

دیمک بھی بھالو کے لئے نعمت ہے کیونکہ اُس کا ترش ذائقہ اس کو نہایت ہی مرغوب ہے - اُس کی تلاش میں وہ سخت سے سخت زمین میں غار کے غار کھود ڈالتا ہے - پہلے چھتے کے

اوپر کی مٹی کھودتا ہے اور جب دیمک اور ان کے انڈے نظر آتے ہیں تو پھنکاریں مار مار مٹی اور چھتے کے ٹکڑوں اُڑا دیتا ہے ـ اس کے بعد وہ زور زور سے سانس کھینچ کر دیمک اور اُس کے انڈے بچوں کو منھ میں پہنچا دیتا ہے ـ وہ سانس ایسی طاقت سے بھرتا اور نکالتا ہے کہ آواز کم از کم دو سو گز تک سنی جا سکتی ـ جہاں بھالو رہتے ہیں وہاں ایسے غار جا بجا نظر آتے ہیں اور اُن ہی سے پتا چل جاتا ہے کہ بھالو قرب و جوار میں ہیں ـ

اس کے ہر مرتبہ دو یا تین بچے ہوتے ہیں جو پیدایش کے وقت نہایت ہی بد شکل اور اندھے ہوتے ہیں اور ان کے جسم پر قطعاً بال نہیں ہوتے ـ ان کے متعلق ایک اور بھی عجیب بات یہہ ہے کہ بھالو جیسے عظیم‌الجثہ جانور کے بچے پیدایش کے وقت صرف بڑے چوہے کے برابر ہوتے ہیں ـ ماں اُن کی پرورش نہایت محبت سے کرتی ہے اور دشمن کو دیکھہ کر اپنے بے بس بچوں کو پشت پر بیٹھا کر بھاگتی ہے ـ بچے بھی پشت پر اس طرح جم کر بیٹھہ جاتے ہیں کہ کبھی نہیں گرتے ـ مسٹر والٹرایلیٹ ایک مرتبہ کا واقعہ سناتے ہیں کہ ایک مادہ بچوں کو پشت پر لے کر مارے جانے سے قبل تین میل بھاگی چلی گئی ـ

بھالو میں ایک عجیب عادت ہوتی ہے کہ جب آرام کرنے کو بیٹھتا ہے اور بالخصوص کھانے کے بعد تو اپنے پنجوں کو منھہ سے چوستا ہے اور تمول کی گڑگڑاہٹ کی طرح

ایک عجیب آواز کرتا ہے - اکثر ماہرین نے اس عادت پر غور و خوض کیا ہے لیکن عقل نے کچھہ رسائی نہیں کی کہ اُس سے اُس کو کیا خاص فائدہ ہوتا ہے - صرف اپنے ہی پنجے کو نہیں بلکہ دوسرے بھالوؤں کے پنجوں کو اور انسان کے ہاتھہ کو بھی اسی طرح چوسنے کو تیار رہتا ہے -

ہندوستان کا بھالو درختوں پر چڑھنے کا پکا ماہر ہوتا ہے اس لئے انسان کو اس سے درختوں پر بھی پناہ نہیں ملتی - درخت پر سے بھالو سر نیچا کرکے نہیں اُترتا بلکہ انسان کی طرح ہاتھہ پاؤں سے تنا پکڑ کر آہستہ آہستہ نیچے کھسک آتا ہے -

اگرچہ دیکھنے میں بھاری اور بھدا معلوم ہوتا ہے تاہم وہ بڑا چلنے والا جانور ہے اور رات ہی رات میں دس پانچ میل کا چکر لگا کر طلوع آفتاب سے قبل ہی اپنے بھٹے میں پھر واپس پہنچ جانا تو اس کی ایک معمولی بات ہے -

ہند کے کالے بھالو کے خصائل نہایت پاجی اور کمینہ ہوتے ہیں - گو عموماً وہ بھی اور سب صنفوں کی طرح ڈر پوک ہوتا ہے پھر بھی بعض اوقات بلا وجہ بھی انسان پر حملہ کر بیٹھتا ہے - مگر تجربہ‌کار شکاریوں کی رائے ہے کہ اُس کی یہہ تندی اور بےباکی فطرتی نہیں بلکہ اُن کا اظہار وہ محض بزدلی کی وجہ سے اور اپنی حفاظت کے خیال سے کرتا ہے - اُس کے مزاج کا کوئی ٹھکانا نہیں چنانچہ سر سموئیل بیکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھالو کو دو مرتبہ

ہاتھی پر حملہ‌آور ہوتے دیکھا ہے اور ایک بار تو وہ بغیر چھیڑے ہی دوڑ پڑا - آپ تحریر کرتے ہیں کہ ''ہم لوگ بالاگھاٹ کے ضلع میں سانبھر کا شکار کرنے کو جنگل کا گشت کر رہے تھے - میرا ہاتھی ایک جھاڑی کی آڑ میں کھڑا تھا اور میں اس انتظار میں تھا کہ کوئی جانور جنگل سے باہر نکلے - تھوڑی دیر میں ایک بڑا سا بھالو تقریباً سو گز کے فاصلے پر باہر آیا اور کھلے میدان میں آ کر دو ایک لمحہ تک کھڑا رہا گویا بھاگنے کے خیال سے دیکھ بھال کر رہا تھا - دفعتاً اُس کی نگاہ ہاتھی پر پڑی اور بلا کسی پس و پیش کے وہ پوری تیزی سے اس پر دوڑ پڑا - جب بھالو دس گز پر تھا تو میں نے بندوق چلائی اور آواز ہوتے ہی ہاتھی بھی بھاگ چلا - ''

جن مقاموں پر ملک کا کالا بھالو پایا جاتا ہے وہاں قرب و جوار کے مواضعات میں اکثر بھالو کے زخمی کئے ہوئے آدمی ملتے ہیں جو کہ اُس کے کاری زخموں کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے بد شکل ہو چکے ہوتے ہیں اور بعض بعض کے چہرے پر تو انسانی شکل و صورت کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہتا - میجر والٹر کیمبل لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے گھوڑوں کو ایک پڑاؤ سے دوسرے پڑاؤ کو روانہ کیا تو راستے میں بھالوؤں کی جماعت نے بلا وجہ ہی ان پر حملہ کیا اور ہر سائیس اور گھوڑے کو بے حد زخمی کر دیا حتیٰ کہ ایک گھوڑے کی تو جان بچنے کی بھی اُمید نہ رہی - ''

ہند کے سیاہ بھالو کی خصلت غصہور، جنگجو اور ضدی ہوتی ہے - پہاڑوں کے تنگ راستوں پر چلتے ہوئے کوئی حیوان یا انسان اُس کو مل جاتا ہے تو وہ ہرگز اپنا راستہ چھوڑ کر نہیں ہٹتا - اُس سے یہہ اُمید کرنا فضول ہے کہ وہ کترا جاے اور کوئی دوسری راہ اختیار کر لے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک صاحب تاریکی ہو جانے پر ایک چھہ فٹ چوڑے پہاڑی راستے پر اپنے گھوڑے پر چلے جا رہے تھے کہ موڑ پر ان کو ایک بھالو مل گیا - اُس نے کھڑے ہوکر خوف زدہ گھوڑے کو ایسا دھکا مارا کہ وہ فوراً ہی لڑھک گیا ۔ خوش قسمتی سے غار کے کنارے زیادہ ڈھالو نہ تھے پھر بھی سوار اور گھوڑا تقریباً پچاس فٹ نیچے جاکر رکے - دوسرے دن صبح کو اُس کے پاؤں کے نشان دیکھہ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑے کو لڑھکا دینے کے بعد بھالو بےخوف و خطر آہستہ آہستہ اس طرح چلا گیا گویا کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہی نہ تھا - (۱)

بھالو کے سامنے بغیر ہتھیار کے انسان قطعاً بے بس ہوتا ہے - مسٹر ہکس بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کو کیڑے مکوڑوں کی تلاش میں ایسے ایسے وزنی پتھر اُلٹتے دیکھا ہے جن کو دس آدمی بھی جنبش تک نہ دے سکیں اور جن کا قطر پانچ فٹ سے کم نہ تھا -

---

(۱) "Jungle Bye-Ways in India," by E. P. Stebbing.

اس کی اگلی ٹانگیں به نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں اس لئے وہ ڈھال پر بہ آسانی اُتر نہیں سکتا اور اگر کبھی تھوڑی سے اُترنے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ہاتھہ پاؤں سمیٹ کر گیند کی طرح اوپر سے لڑھکتا ہوا نیچے آ جاتا ہے - اکثر شکاریوں نے بھالو کو اس طرح گرتے ہوئے دیکھا بھی ہے -

ہندوستان کے سیاہ بھالو کے دانتوں کی ساخت دوسری صنفوں سے مختلف ہوتی ہے -

---

ہمالیہ کا سیاہ بھالو

(Ursus tibetanus.)

یہہ صرف ہمالیہ پر اور بھوٹان اور آسام میں پائی جاتی ہے - گرمی کے موسم میں وہ دس بارہ ہزار فٹ بلند اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر چڑھہ جاتا ہے اور سردی کے زمانے میں چار پانچ ہزار فٹ کی اُونچائی پر اُتر آتا ہے - اس کی کھوپڑی چپٹی ہوتی ہے اور تھوتھڑی کی سطح سے اونچی نہیں ہوتی - کان بڑے بڑے اور ٹانگیں موٹی موٹی اور بھدی ہوتی ہیں - ہند کے سیاہ بھالو کی طرح یہہ بھی سبزی اور میوہ خور ہے لیکن بھوک میں بعض اوقات بھیڑ بکری کو بھی مار کر کھا لیتا ہے - اس کی عادتیں اور خصلتیں ہند کے بھالو ہی کے مشابہ ہیں -

---

ملے کا بھالو

(Ursus malayanus.)

یہہ صنف برما سے جزیرہ‌نما ملے تک پائی جاتی ہے اور اس کا قد ہندوستان کے بھالو سے کچھہ چھوٹا ہوتا ہے یہہ بھی سبزی‌خور ہے اور بہ آسانی پالا جا سکتا ہے -

---

بھورا بھالو

(Ursus arctos.)

بھالو کی جماعت کی یہہ سب سے خاص صنف ہے اور یورپ ' شمالی امریکہ اور سائبیریا میں پائی جاتی ہے - دور دور مقامات میں پائے جانے کی وجہ سے ان کے رنگ میں کچھہ فرق ہوتا ہے - بعض گہرے بھورے بعض ہلکے بھورے اور بعض زرد رنگ کے ہوتے ہیں - اہل فن مسٹر لیڈیکر کی راے ہے کہ باوجود اس اختلاف کے یہہ سب ایک ہی صنف کے جانور ہیں -

اس کا سر بڑا اور پیشانی آنکھوں کے آگے نکلی ہوئی ہوتی ہے - قد تقریباً ساڑھے تین فٹ اور طول پانچ فٹ سے سات فٹ تک ہوتا ہے - یہہ پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں اور گہرے گہرے غاروں میں اور چوڑ کے گھلے جنگلوں میں تنہا رہتا ہے اور اکثر شب ہی میں باہر نکلتا ہے -

بھورا بھالو ہمہ‌خور ہے چنانچہ گرمی کے ایام میں وہ

پھل ، جڑیں اور طرح طرح کے بیج وغیرہ پر بسر اوقات کرتا اور شہد اور دیمک بھی اُس کو نہایت مرغوب ہیں لیکن سردی کے زمانے میں جب برف کی وجہ سے سبزی اور پھل دستیاب نہیں ہوتے تو وہ گوشت‌خوار ہو جاتا ہے — اکثر وہ بھیڑ بکریوں کے گلوں ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے لیکن بعض اوقات گائے بیل تک پر حملہ کر بیٹھتا ہے —

قطب کے بھالو کی طرح اس کو بھی پانی سے اُنس ہے اور یہ اچھا تیراک بھی ہوتا ہے — درختوں پر بھی وہ بہ آسانی چڑھ جاتا ہے — بھورا بھالو نہایت طاقتور جانور ہے اور آدمی کو ایک ہی بار دبا کر اُس کی ہڈی پسلی تک چور کر دیتا ہے —

ہمالیہ کا بھورا بھالو

(Ursus isabellinus.)

اہل فن کا خیال ہے کہ یہ بھی غالباً بھورے بھالو ہی کی ایک قسم ہے — اس کا رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے — گرمی میں یہ برف سے ڈھکی چوٹیوں کے قریب پہنچ جاتا ہے اور موسم سرما میں نیچے اُتر آتا ہے — یہ گوشت خوار نہیں ہے —

بعض ماہرین کی رائے ہے کہ سیریا کا بھالو بھی اسی قسم کا جانور ہے —

گرزلي بهالو

(Ursus ferox.)

یہہ عظیم‌الجثہ جانور امریکہ میں سلسلۂ کوہ راکی پر پایا جاتا ھے - ان کی قوت جسمانی قابل حیرت اور ھے ایک قدآور نر کا وزن پندرہ سولہ من تک ھوتا ھے - بھالو کی تمام صنفوں میں گرزلی کی طرح خوفناک اور تند خصلت کسي کی نہیں ھوتي - امریکہ کے بسن بھینسے کے گروہ پر وہ بلا تکلف حملہ آور ھوتا ھے اور انسان سے ذرا بھي خائف نہیں رھتا - ایک صاحب بیان کرتے ھیں کہ ایک گرزلی نے اُن کا تیس میل تک تعاقب کیا اور اگر وہ ایک ندي پار نہ کر گئے ھوتے تو شائد وہ اُتنای ھی دور اور پیچھا کرتا - ریڈ انڈین قوم کے لوگوں میں جو کوئي گرزلی بھالو مار لیتا ھے اس کي شجاعت اور دلیری کا سکہ جم جاتا ھے -

اس کا رنگ ھلکا زرد یا بھورا ھوتا ھے - بالوں کے سرے بہت ھلکے رنگ کے ھوتے ھیں -

---

آلاسکا کا بھورا بھالو

(Ursus gyas.)

یہہ صنف جزیرہ نما الاسکا میں پائی جاتی ھے اور بھورے بھالو کي غالباً یہہ سب سے بڑی قسم ھے - تعجب کی

بات ہے کہ سنہ ۱۸۹۹ ع تک اس کے وجود کا پتا نہ تھا
اگرچہ یہہ ایک عظیم‌الجثہ جانور ہے لیکن خصلتاً خوفناک
نہیں ہوتا اور انسان کو دیکھتے ہی خوف‌زدہ ہوکر بھاگتا ہے –
باوجود اپنے قد کے وہ چوہے اور گلہری جیسے چھوٹے
چھوٹے جانوروں کو مار کر کھاتا ہے اور ندیوں میں جب سامنے
مچھلی آ جاتی ہیں تو ان کو بھی پکڑ لیا کرتا ہے – گرمی
میں یہہ سبزی خور ہو جاتا ہے –

قطب کا بھالو

(Ursus maritimus.)

قطب شمالی کے برف آلود سنسان میدانوں میں اِس کی
سلطنت ہے اور اُس کی حکومت میں حصہ لینے والا کوئی
نہیں – اس عظیم‌الجثہ جانور کا کا طول آٹھہ فٹ قد ایک
اچھے خاصے گھوڑے کے برابر – اور وزن تقریباً پندرہ سو پونڈ
سے زائد نہیں ہوتا اور اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قطب
کا بھالو کس قدر لحیم شحیم ہوتا ہے –

ایک صاحب نے ایک قطب کا بھالو مارا تھا اس کی
پیمایش کی تھی – چنانچہ اس کا طول آٹھہ فٹ سے زائد
تھا – جسم کا دور بھی آٹھہ فٹ – قد ساڑھے چار فٹ اور
اگلے پنجے کا محیط چونتیس انچ تھا – اس کے جسم سے
چار سو پونڈ چربی نکلی اور صرف کھال کا وزن سو پونڈ تھا–

اُن کا تخمینہ تھا کہ اس کا وزن سولہ سو پونڈ سے کم نہ تھا -

قطبی بھالو بھی گرزلی سے کم خوفناک نہیں ہوتا - برفستان میں غذا نہایت کم دستیاب ہوتی ہے اور بڑی دقتوں سے وہ اپنی شکم‌پری کر پاتا ہے اس لئے مزاج میں تلخی آ جانا قدرتی بات ہے - دوسرے یہہ بھی ہے کہ اُن برفستانی مقاموں میں کوئی جانور ایسا نہیں جو بھالو کا مقابلہ کر سکے اور کمزور اور نحیف جانوروں پر سخت سے سخت مظالم کرنے کا وہ عادی ہو جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو دیکھتا ہے تو اس کو بھی کوئی کمزور اور بے مقدور جانور تصور کرکے بے خوف و خطر حملہ کر بیٹھتا ہے -

قدرت نے اُس کو قطب شمالی کی سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام سامان مہیا فرما دیا ہے - اس کا جسم بڑے بڑے' سفید اور ملائم بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے حتیٰ کہ تلوے تک لمبے لمبے بالوں سے محفوظ کر دئے گئے ہیں ورنہ اس کو برف پر چلنا پھرنا بھی دشوار ہو جاتا - اُن ہی وجہ سے وہ دوڑنے میں پھسلتا بھی نہیں اور بغیر آہٹ کئے اپنے شکار کے قریب تک پہنچ سکتا ہے -

قدرت نے حکمتاً اس کے جسم کو سفید بنایا ہے اور وہ برف میں بالکل مل جاتا ہے - مشابہت عامہ بطشی (Aggressive General Resemblance) کی اُس کو ضرورت

بھی بہت تھی - قطب شمالی پر جانوروں کی تعداد نہایت ہی کم ہے اور گھنٹوں تک حیران اور سرگرداں رہنے پر مشکل سے کوئی سیل یا والرس نظر پڑتا ہے - اگر وہ سفید نہ ہوتا تو جانور اس کو دور ہی سے محسوس کر لیتے اور اس کو بہت پالنا بھی دشوار ہو جاتا -

اُس کے جسم پر ایک موٹی تہ چربی کی ہوتی ہے جو حرارت کو بھی قائم رکھتی ہے اور اس کے جسم کو تیرنے کے لئے ہلکا بھی بنا دیتی ہے - کھال سے ایک روغن نکل کر اس کے بالوں کو چکنا کرتا رہتا ہے اور وہ بھیگنے نہیں پاتے -

قطبی بھالو کی بسر اوقات گوشت ہی پر ہوتی ہے کیونکہ نباتات کا تو وہاں پتہ ہوتا ہی نہیں - وہ اپنا تمام وقت سیل اور والرس کی تلاس میں گذارتا ہے حتیٰ کہ شب میں بھی بمشکل چار گھنٹے آرام کرتا ہے - شکار کی تلاش میں اس کو رات میں بھی زیادہ دقت نہیں ہوتی کیونکہ برف کی چمک کی وجہ سے روشنی کافی ہوتی ہے -

قطبی بھالو کے حالات زندگی میں سب سے عجیب و غریب بات اس کی طویل خاموشی اور سکون ہے جب کہ موسم سرما میں کئی کئی ماہ تک وہ بے آب و دانہ پڑا سوتا رہتا ہے (Hybernation) - سردی سے جب سمندر تک یخ ہو جاتا ہے اور تھرمامیٹر کا پارہ صفر سے بھی دس بارہ ڈگری نیچے گر جاتا ہے تو وہ کسی محفوظ کھوہ میں لپٹ کر سو رہتا ہے - گرمی کے موسم میں وہ کافی کھلائی کر کے فربہ

اور چربیلا هو جاتا هے اور یہی چربی سکوت کے زمانے میں اس کو زندہ رکھتی هے - وہ بخوبی سمجھتا هے که هر طرح کی جسمانی محنت میں حتیٰ که اعضا کو ذرا سی جنبش بھی دینے میں جسم کی حرارت صرف هوتی هے اور زیادہ خوراک کی ضرورت هوتی هے - اس لئے وہ نه اُٹھتا هے نه بیٹھتا ؟ نه هاتھ هلاتا هے نه پیر - سانس چلنے کے علاوہ زندگی کی اور کوئی علامت اس میں باقی نہیں رہ جاتی - رفته رفته چربی گھلنے لگتی هے اور جسم لاغر هو چلتا هے - بالآخر هڈی اور چمڑے کے علاوہ اس کے جسم میں کچھ باقی نہیں رہ جاتا - پھر موسم بہار آنے پر جب برف گلتا هے اس وقت وہ بھی مریض کی طرح لڑکھڑاتا هوا اُٹھتا هے اور لاغر جسم کو فربه کرنے کی فکر پھر اس کو دامنگیر هوتی هے -

اسی سکون کے زمانے میں اس کے بچے پیدا هوتے هیں - ماں ان کو ساتھ لے کر تیرنا سکھاتی هے اور ان کی حفاظت بڑی همت سے کرتی هے - ایک صاحب ذکر کرتے هیں که ایک مرتبه چند ملاحوں نے ایک مادہ اور اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کا تعاقب کیا - بچوں کو همت دلانے کی غرض سے ماں آگے آگے بھاگتی تھی اور تھوڑی تھوڑی دور پر رک کر ایک خاص آواز کرتی تھی گویا اُس خطرے سے ان کو آگاہ کر رهی تھی - جیسے جیسے اس کو محسوس هوتا جاتا تھا که تعاقب کرنےوالے قریب پہنچ رهے هیں وہ کبھی

بچوں کو دھکا دیتی کبھی آگے کو اچھالتی اور کبھی اپنے جسم سے تھکیلتی تھی - بچے خود بخود بیٹھہ جاتے تھے تاکہ ماں ان کو دھکا دے - جب وہ ان کو کچھہ آگے اچھال دیتی تھی تو گرتے ھی وہ پھر بھاگتے تھے یہاں تک کہ ماں آ پہنچتی تھی اور ان کو پھر دھکا دے دیتی تھی - (۱)

ریکون

(The Racoon, or Procyon lotor.)

ریکون بھالو کی جماعت ھی کی ایک قسم ھے اور یہہ چھوٹا سا جانور صرف جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ھے - اس کا منھہ لومڑی کی طرح اور جسم بجو کے مشابہہ ھوتا ھے - یہہ بھی بھالو کی طرح تلووں کے بل چلتا ھے - تمام جسم جھبرے بالوں سے ڈھکا ھوتا ھے اور دم بھی جھبری ھوتی ھے جس پر سیاہ چوڑے پڑے ھوتے ھیں -

ریکون ھمہ‌خور ھے اور ھر قسم کی اشیا پر اپنی بسر اوقات کر لیتا ھے - پرند ' چوھے ' انڈوں وغیرہ کے علاوہ وہ پھل ناج وغیرہ بھی شوق سے کھاتا ھے -

خصلتاً یہہ ایک نہایت صاف ستھرا اور صفائی پسند جانور ھے اور جہاں تک ممکن ھوتا ھے اپنی غذا تک کو کھانے سے قبل دھو لیتا ھے - ایک اھل فن تحریر کرتے ھیں کہ " تمام گوشت خواروں میں اگلے پنجوں سے کام لینے

Scoresby's "Account of the Arctic Regions." (1)

میں شاید ریکون سے زیادہ ہوشیار اور کوئی جانور نہیں ہے - اُڑتے ہوئے کیڑوں کو وہ پنجوں سے پکڑ لیتا ہے - اور پنجوں ہی میں دبا کر کیڑے کو کچل لیتا ہے - اپنے منھہ تک غذا پہنچانے میں وہ پنجوں سے بالکل ہاتھہ کی طرح کام لیتا ہے اور اگر قریب میں کہیں پانی ہوتا ہے تو غذا کو اُس میں ضرور دھو لیتا ہے اور بغیر صاف کئے کھانا شروع نہیں کرتا (۱) -

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو جانور غذا کو منھہ تک پہنچانے میں پنجوں سے امداد لیتے ہیں. اُن کی عقل تیز ہوتی ہے - اس کی مثال میں بندر' طوطا' ریکوں وغیرہ پیش کئے جا سکتے ہیں -

سردی کے موسم میں ریکون بھی بھالو کی طرح سکون اختیار کر لیتا ہے - اکثر ایک ہی مقام میں کئی کئی ساتھہ لیٹ رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو گرم رکھتے ہیں -

---

کن کاجو

(The Kinkajou, or Cercoleptes caudivolvulus)

کن کاجو بھالو کی جماعت ہی کی ایک نوع ہے اور وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے - قد میں وہ

---

(۱) Vogt's "Natural History of Animals."

بلی سے کسی قدر چھوٹا لیکن بھاری ہوتا ہے - اس کے بال اُونی اور رنگ بھورا کچھہ زردی مائل ہوتا ہے - اس کی لمبی دم اس کے جسم کا ایک نہایت ہی مفید عضو ہے کیونکہ وہ درختوں پر رہتا ہے اور اپنی مضبوط دم کو شاخوں میں لپیٹ کر بہ آسانی لٹک جاتا ہے - ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اُچھلنے میں بھی وہ اپنی دم سے امداد لیتا ہے - اپنی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح یہہ بھی پاؤں کے تلووں کے بل چلا کرتا ہے -

تمام دن وہ درختوں پر پوشیدہ رہتا ہے - تاریکی ہونے پر اُن کے گروہ درختوں پر بڑی بڑی چھلانگیں بھر کر اچھلتے کودتے نظر آتے ہیں - پرند، انڈے، چھوٹے چھوٹے جانور، شہد اور طرح طرح کے پھل اس کی غذا ہیں -

---

کوتی

(The Coa'i, or Nasua fusca)

بھالو کی جماعت کا یہہ چھوٹا سا جانور بھی وسط امریکہ میں پایا جاتا ہے - قد میں یہہ بلی کے برابر ہوتا ہے - تھوتھنی نہایت لمبی، پلنجے مضبوط اور مڑے ہوئے اور دم نہایت لمبی اور موٹی ہوتی ہے - دم پر سیاہ گول گول چھلے ہوتے ہیں -

یہہ بھی درختوں هی پر رهتا هے - اس کے خشک بالوں سے بو آتی هے - کوئی گروہ‌پسند جانور هیں - وہ پالتو تو بہ آسانی هو جاتے هیں لیکن ان کا پکڑنا بہت دشوار هے -

---

کترنے والے جانوروں کا طبقہ

(The Rodentia.)

اس طبقے کے جانوروں کی نوعیں روئے زمین پر بکثرت ہیں - اِن کے دانت نہایت سخت چیزوں کو بھی بہ آسانی کتر ڈالتے ہیں اور یہی اُن کی وجہ تسمیہ ہے - ان میں صرف دو قسم کے دانت ہوتے ہیں یعنی کاٹنے والے اور ڈاڑھیں - ان کے کاٹنے والے دانتوں کی ساخت بڑی حکمت سے کی گئی ہے - باہری جانب اُن پر انامل کی ایک تہہ چڑھی ہوتی ہے جو کہ چینی کی طرح ایک نہایت سخت شے ہے - مگر دانتوں کے اندر کی جانب یہہ نہیں ہوتی - انامل کی وجہ سے ان کے کاٹنے والے دانت باہر کی طرف گھسنے نہیں پاتے - مگر چونکہ اوپر نیچے کے کاٹنے والے دانت باہم رگڑتے ہیں اس لئے اندر کی جانب وہ گھستے رہتے ہیں اور اس طرح ان کی دھار نہایت تیز ہو جاتی ہے -

ان جانوروں کے کاٹنے والے دانت تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں لیکن رگڑتے رہنے کی وجہ سے جس قدر وہ بڑھتے ہیں اتنے ہی گھس بھی جاتے ہیں - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی جبڑے کا ایک کاٹنے والا دانت ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے مقابلے کا دانت بے روک بڑھتا رہتا ہے - اس کی وجہ سے کچھہ ہی عرصے میں جانور کو منھہ چلانا بھی دشوار ہو جاتا ہے اور بالآخر یہہ دانت بڑھتے بڑھتے دوسرے

جبڑے میں گھس جاتا ہے اور اس کا کام ہی تمام کر دیتا ہے -

اس طبقے کے جانور پھل پھول ' طرح طرح کے بیج ' جڑیں ' چھال وغیرہ کھاتے ہیں اور ان میں سے بعض ہمہ خور بھی ہیں -

قد و قامت میں ان میں ایک دوسرے سے بہت فرق ہے - ہاتھہ پاؤں ان کی ضروریات کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب بنائے گئے ہیں - بعض کی اگلی ٹانگیں بہ نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں -

اکثر ان کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں لیکن بعض بعض کے خار ہوتے ہیں - ان کے ہاتھہ پاؤں اکثر پانچ حصوں میں منقسم ہوتے ہیں - اور اُن پر تیز ناخون ہوتے ہیں -
بود و باش کے لئے یہہ اکثر گھونسلے بنا لیتے ہیں اور بعض بعض میں خانہ‌سازی کی اعلے درجے کی لیاقت ہوتی ہے -

یہہ کثیرالاولاد جانور ہیں - ان کی مادہ ہر سال دو دو تین تین بچے دیتی ہیں اور بچے بھی بہت جلد جوانی پر پہنچ جاتے ہیں -

اکثر ماہرین تو ان کی تقسیم جماعت میں مختلف ہیں لیکن جو تقسیم اس کتاب میں اختیار کی ہے وہ حسب ذیل ہے —

(۱) چوھے کی جماعت (Muridæ.)

(۲) گلہری کی جماعت (Scuiridæ.)

(۳) خرگوش کی جماعت (Leporidæ.)

(۴) ساھی کی جماعت (Hystricidæ.)

(۵) آرک ٹامیڈے کی جماعت (Arctomydæ.)

(۶) بیور کی جماعت (Castoridæ.)

چوھا

(Mus.)

اس جماعت کی سب سے مشہور نوع چوھا ھے - اگرچہ دنیا میں اتلے دشمن کسی دوسرے جانور کے نہ ھونگے جتلے کہ چوھے کے تاھم اس نقصان‌رساں جانور کی ھر جگہ ترقي اور افزایش ھی نظر آتی ھے اور وہ اپلی محافظت معیشت میں ھمیشہ کامیاب ھی رھتا ھے - روئے زمین پر شاید ھی کوئی ایسا مقام ھو جہاں چوھا موجود نہ ھو -

---

گھریلو بھورا چوھا

(Mus decumanus.)

چوھے کی اس سب سے مشہور صلف کے بارے میں یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اولاً وہ کس ملک کا رھلے والا تھا - مسٹر فریلک بکلیلڈ تحریر کرتے ھیں کہ اکثر ماھرین کي

رائے ہے کہ وہ ہندوستان اور ایران کا قدیم باشندہ ہے - ان ملکوں سے وہ یوروپین روس کی طرف بڑھا تھا اور پھر تجارتی جہازوں کے ذریعہ سے وہ انگلینڈ اور دوسرے ملکوں میں پہنچ گیا -

اہل فن مسٹر بلاینتھہ کی رائے ہے کہ بھورا چوھا اولاً سائبیریا میں بیکال جھیل کے قریب رہتا تھا اور وہاں سے تمام دنیا میں پھیل گیا - بعض ماہرین اس کو چین کا باشندہ بیان کرتے ہیں - غرض کہ یورپ کے ماہرین اُس کی ترقی اور وسعت سیر کی تہمت کسی نہ کسی ایشیائی ملک کے سر رکھتے ہیں -

صرف دو ہی صدیوں میں بھورے چوہوں نے تمام دنیا پر اپنا سکہ جما لیا جیسے کوئی ذی وقار اور طاقتور انسانی قوم روئے زمین پر چاروں طرف پھیل کر عروج کو پہنچتی ہے اور دوسری قوموں کو مغلوب کرکے جگہ جگہ اپنی نو آبادیاں قائم کر لیتی ہے - بالکل اسی طرح اس چوھے کا بھی عروج ہوا -

گمان اغلب یہہ ہے کہ انگلینڈ میں اس نے اٹھارھویں صدی کے وسط میں قدم رکھا اور اس کے پہنچتے ہی سیاہ چوھے کا تنزل ہونے لگا کیونکہ وہ معیشت کی حفاظت میں اس بھورے کا مقابلہ نہ کر سکا -

بھورا چوھا نہایت کثیرالاولاد ہے - مادہ صرف تین ماہ کی عمر سے بچے دینے لگتی ہے اور ہر سال کم از کم تین

مرتبہ اور بعض بعض پانچ یا چھہ بار تک بچے دیتی ھیں - اس کے دس بارہ تین ھوتے ھیں اور بچوں کی تعداد بھی اسی قدر ھوتی ھے - پھر ان کی افزائش دن دونی رات چوگنی کیوں نہ ھو - اندازہ کیا گیا کہ اگر ایک جوڑے کے سال میں تین بار بچے ھوں تو ان کی اولاد تین سال میں دو کرور ایک لاکھہ پچپن ھزار تین سو بانوے تک پہنچ جائےگی -

ایسے کثیرالاولاد جانور سے انسان کو کتنا نقصان پہنچتا ھوگا اس کا تو اندازہ کرنا ھی دشوار ھے - ھر چوھا اپنی گزر کے لئے انسان ھی کی غذا میں حصہ لگاتا ھے - اگر ایک چوھا ایک سال میں صرف ایک سیر غلہ کھائے تو ایک کرور چوھوں کے لئے پچیس ھزار من غلہ کی ضرورت ھوگی اور آٹھہ سیر فی روپیہ کی شرح سے اس کی قیمت پچاس ھزار روپیہ ھوئی - تخمینہ کیا گیا ھے کہ فرانس میں اس چھوٹے سے جانور کی بدولت ھر سال اسی لاکھہ پونڈ کا نقصان ھوتا ھے -

ھم اھل ھند چوھوں کو مارنے کے روادار نہیں اس لئے ھندوستان میں وہ بے خوف و خطر نقصان پہنچاتے ھیں - ایک مشہور ڈاکٹری رسالے میں ڈاکٹر میجر کلارڈ نے کچھہ عرصہ گزرا تخمینہ کیا تھا کہ بیس سال میں چوھوں کی وجہ سے کل ۱۲,۴۲,۵۰,۰۰,۰۰۰ روپیہ کا نقصان ھوا - اس کی تفصیل آپ نے اس طرح بیان کی تھی کہ-

(۱) ان اشیاء خوردنی کی قیمت جو چوهوں نے کها لیں یا برباد کردیں - ۶۰۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ روپیه -

(۲) طاعون کی وبا سے لاکهوں آدمیوں کی بے وقت موت هو جانے یا اس مرض میں مبتلا هوکر بے کار هو جانے کی وجه سے مالی نقصان ۶,۰۳,۰۰,۰۰,۰۰۰ روپیه -

(۳) طاعون کے وبا سے چهٹکارہ پانے کی تدابیر پر صرف هوا - ۳۹,۵۰,۰۰,۰۰۰ روپیه -

غرض یہه که بیس سال میں جس قدر صرفه هندوستان کی تمام فوج پر هوا اس سے دو گنه نقصان چوهوں کے ذریعه سے پہنچا - (۱)

ان کی ترقی کا انسداد خاص کر ان کے چهوٹے قد زمین کے اندر بلوں میں رهنے اور ان کی تیزی کی وجه سے نہایت دشوار هے -

اس کے علاوہ چوها ایک نہایت چالاک اور هوشیار جانور بهی هے اور اس کے متعلق اکثر واقعات تجربے میں آ چکے هیں - جب کسی پنجرے میں دو ایک بار چوهے پهنس جاتے هیں تو اس کے بعد کوئی چوها اس کے قریب تک نہیں پهٹکتا - پنجرے میں چوهے کی بو معلوم هوتے هی وہ سمجهه جاتے هیں که اس کے ذریعه سے ان کے کسی نه

(۱) Major Kunhardt in the "Indian Journal of Medical Research."

کسی بد قسمت بھائی کی جان ضرور جا چکی ھے - لیکن اگر وھی پنجرہ دھو کر لگایا جاتا ھے تو وہ پھر گرفتار ھونے لگتے ھیں -

وزنی چیزوں کو اُٹھا لے جانے میں چوھے بڑی ترکیب سے کام لیتے ھیں اور اپنی ھوشیاری کا ثبوت دیتے ھیں - چنانچہ مسٹر راڈویل بیان کرتے ھیں کہ ایک مرتبہ دو چوھے مل کر کئی انڈے سیڑھیوں پر سے اُتار لے گئے - ایک چوھا ایک سیڑھی اُتر جاتا تھا اور پچھلے پیروں پر کھڑا ھو جاتا تھا - اس وقت اوپر والا چوھا انڈے کو اس کے ھاتھ میں دے دیتا تھا - بعد ازاں اوپر والا چوھا اُتر کر اُس سے انڈا لے لیتا تھا - اس طرح باری باری سے اُترتے ھوئے وہ انڈے کو نیچے اُتار لے گئے - (۱)

چوھے کی ایک زبردست صفت حمیدہ یہہ ھے کہ وہ قومی ھمدرد بھی ہے اور مصیبت میں ساتھہ دیتا ھے ، نابینا کو راہ دکھاتا ھے ، ضعیف اور کمزوروں کو امداد دیتا ھے ، لکڑی کا ایک سرا ملھہ میں دبا کر دوسرا سرا کسی نابینا چوھے کے ملھہ میں دےکر وہ رھنمائی کرتے دیکھے گئے ھیں - مسٹر رومانیز اپنی مشہور تصنیف میں تحریر کرتے ھیں کہ چوھے اس حکمت سے کام کرتے ھوئے اس قدر لوگوں نے دیکھا ھے کہ اُس کی صداقت پر شبہہ نہیں کیا جا سکتا - (۲)

Rodwell, "The Rat: Its Natural History." (۱)

Ramane's "Animal Intelligence." (۲)

اکثر دیکھا گیا ھے کہ چوھے بوتل کے اندر کا تیل پی لیتے ھیں - ایک چوھا بوتل پر چڑھہ کر اپنی لمبی دم اس کے اندر ڈال دیتا ھے اور پھر اس کو نکال کر دوسروں کو چوسنے کو دے دیتا ھے - اس طرح باری باری سے بوتل پر چڑھہ کر تمام تیل پی لیتے ھیں - (۱)

یہہ بھی اُن کی ھمدردی اور یکجہتی کی مثال ھے -

جب کسی مقام میں غذا کی کمی ھو جاتی ھے تو چوھے اس کو ترک کر کے کسی دوسرے مقام میں جاکر آباد ھوجاتے ھیں - چنانچہ کرنل سائکس صاحب تحریر فرماتے ھیں کہ انھوں نے خود چوھوں کے گروھوں کو اپنا وطن چھوڑ کر جاتے دیکھا ھے - راہ میں ناج کے کھیتوں کو تو وہ بالکل برباد ھی کر ڈالتے ھیں - بیان کیا جاتا ھے کہ ایسے دور دراز سفر میں وہ اپنے مسن اور ضعیف ساتھیوں کو کبھی نہیں چھوڑتے بلکہ اُن کو ھر طرح کی امداد دیتے ھیں اور ساتھہ لے جاتے ھیں -

ھندوستان میں بھورا چوھا یوں تو ھر جگہہ پایا جاتا ھے لیکن آبادیوں میں تو اُن کی تعداد بے شمار ھی ھے کیونکہ وھاں غذا بہ آسانی دستیاب ھوتی ھے -

---

Watson's "Reasoning Power in Animals." (۱)

سیاہ چوھا

(Mus rattus.)

سیاہ چوھے نے بڑی عروج کا زمانہ دیکھا ھے لیکن بھورے چوھے کی قوتوں کے سامنے اُس کو عاجز ھونا پڑا اور اب اس کی تعداد روز بروز تنزل پر ہے - یہہ امر دلچسپ ھے کہ پہلے سیاہ چوھے کا بھی عروج بالکل اسی طرح ھوا تھا جیسے کہ اب بھورے چوھے کا ھو رہا ھے - اُس نے بھی چوھے کی دوسری نوعوں کو زیر کر کے روئے زمین پر اپنی سلطنت قائم کی تھی - قدرت ایسے ھی کرشمے ھمیشہ دکھاتی رھتی ھے -

یورپ کے ملکوں میں سیاہ چوھے اب بھی کثرت سے پائے جاتے ھیں - بھورے چوھے کی بہ نسبت اِس کا منھہ پتلا ' کان بھاری اور بال بڑے ھوتے ھیں ' جسم کے اوپری حصے کا رنگ دھندلا سیاہ ھونا ھوتا ھے اور بھورے چوھے کے مقابلے میں یہہ چھوٹا ھوتا ھے -

یہہ ھندوستان میں بھی بعض بعض جگہہ بالخصوص سمندر کے ساحلوں کے قریب پایا جاتا ھے اور گمان اغلب یہہ ھے کہ وہ جہازوں کے ھی ذریعہ سے یورپ سے ھندوستان پہنچا ھے -

سیاہ چوھے کی ساخت میں ایک خصوصیت یہہ ھے کہ اُس کے پچھلے پاؤں گھوم کر پیچھے کی طرف لوٹ جاتے ھیں

اور اس وجہ سے وہ سیدھی دیواروں پر بھی بہ آسانی چڑھ
اور اُتر سکتا ہے -

گھریلو چھوٹا چوھا

(Mus musculus.)

بھورے چوھے اور اس میں خاص فرق قد و قامت کا ہے -
یہہ ہند میں مکانوں میں کثرت سے پاے جاتے ہیں - سفید
چوھا جو اکثر پالا جاتا ہے اسی کی ایک نژد ہے -

درختوں کا چوھا

(Mus brunneus.)

یہہ صنف تمام ہندوستان میں اور لنکا میں پائی جاتی
ہے - جسم کا اوپری حصہ ہلکا اور سرخ اور نیچے میلا سفید
ہوتا ہے - کان بڑے اور طول آٹھہ نو انچ ہوتا ہے - یہہ درختوں
پر رہتا ہے اور اپنا گھونسلہ جھاڑیوں پر یا آم کے درختوں
پر بناتا ہے -

گھونس

(Mus bandicota.)

یہہ بہت بڑا چوھا ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا
ہے - جنوبی ہند میں اس کی کثرت ہے - لنکا اور ملے
میں بھی گھونس پائے جاتے ہیں -

عموماً اس کا طول تقریباً دس انچ ہوتا ہے لیکن بعض بعض پندرہ انچ تک کے دیکھے گئے ہیں - دم کی لمبائی دس بارہ انچ کی ہوتی ہے اور اس پر سخت چھلکے چڑے ہوتے ہیں - وزن ڈیڑھ سیر تک ہوتا ہے - یہہ مکانوں کی دیواروں میں یا غلہ کی کوٹھوں کے نیچے بڑے بڑے بل کھود لیتا ہے اور بہت غلہ چٹ کر جاتا ہے آلو کی کاشت کو بھی اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے -

---

بھورا خاردار چوہا

(Leggada playtythrix.)

یہہ خاردار چوہا صرف ہندوستان کے جنوبی حصے میں ملتا ہے - رنگ اوپر بھورا اور نیچے سفید ہوتا ہے - اس کے خار گول نہیں بلکہ چپٹے ہوتے ہیں - طول تین چار سنٹ اور دم تقریباً تہائی فٹ ہوتی ہے - یہہ چوہا زمین کے اندر چھوٹے چھوٹے بل کھود لیتا ہے اور اس میں داخل ہونے پر ہمیشہ اس کے سوراخ کو کنکر پتھروں سے بند کر لیتا ہے - اس کی کئی قسمیں جنوبی ہند میں پائی جاتی ہیں اور ایک قسم ہمالیہ پہاڑ پر بھی ہوتی ہے -

دکن کے کھیتوں کا چوہا

(Golund meltada.)

یہہ جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے - رنگ سرخی مائل ' تھوتھڑی پتلی ' کان بڑے بڑے ' طول تقریباً ساڑھے پانچ انچ اور دم اس سے کسی قدر چھوٹی ہوتی ہے - یہہ یا تو جھاڑیوں کی جڑوں کے قریب چھوٹا سا بل کھود لیتا ہے یا بعض اوقات اُن دراروں میں رہنے لگتا ہے جو گرمی کے موسم میں ہندوستان کے جنوبی میدانوں کی کالی مٹی کے پھٹ جانے سے زمین میں بن جاتی ہیں - بارش ہونے پر جب یہہ درازیں بند ہوتی ہیں تو صدہا چوہے اُن کے اندر ہی مر جاتے ہیں اور اُن کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے - مسٹر ایلیٹ تحریر فرماتے ہیں کہ " سنہ ۱۸۲۶ ع میں بارش کم ہونے کی وجہ سے اِن کی اس قدر کثرت ہوئی تھی کہ تمام کاشت برباد ہو گئی تھی - کھیت میں تخم ریزی ہوتے ہی وہ ایک ایک دانہ چن کر کھا جاتے تھے اور جب فصل تیار ہوئی تو انھوں نے پودھوں پر چڑھہ کر بالیں کھانا شروع کیں - آسانی کی غرض سے پہلے وہ بالوں کو کتر کر نیچے گرا لیتے تھے - میں نے خود ایسے کھیت دیکھے تھے کہ جن کو چوہوں نے بالکل تباہ کر دیا تھا اور جن کے کاشتکار لگان تک نہ ادا کر سکے - کاشتکاروں نے بدر قوم کے لوگوں کو چوہے مارنے پر مقرر کیا اور ایک ایک بدر نے

هزاروں هی چوهے مار ڈالے لیکن پهر بهی اُن کی تعداد میں کوئی کمی نظر نہ آئی " -

---

وول چوهے

(The Vole, or Arvicola.)

آرویکولا نوع کے چوهے وول کے نام سے مشہور هیں - یہہ بهاری جسم کے هوتے هیں اور دیکهنے میں کچهہ چوڑے چپٹے سے معلوم هوتے هیں - اِن کي چال بهی دهیمی اور بهدی هوتی -

ان کی تهوتهڑی، چوڑی اور کان، آنکهیں، ٹانگیں اور دم چهوٹی هوتی هیں - ان کي ڈاڑهیں تمام عمر بڑهتی رهتي هیں مگر جتنی بڑهتی هیں اُسي قدر گهس بهی جاتی هیں -

---

پاني کا وول

(Arvicola amphibious.)

وول کی یہہ ایک مشہور قسم هے جو تمام یورپ اور شمالی ایشیا میں پائی جاتی هے - اس کا قد گهریلو چوهے کے برابر هوتا هے - رنگ بهورا اور دم اُس کے جسم کی لمبائی کی آدهی هوتي هے - پچهلے پاؤں نہایت مضبوط هوتے هیں اور ان کا طول بهی معمول کے خلاف هوتا هے -

یہہ ندیوں کے ڈھالو کناروں میں بل کھود لیتا ہے اور
اکثر دن میں باہر نظر آتا ہے -

عموماً اُس کی غذا پانی کے پودھے اور جڑیں ہیں لیکن
بھوک سے پریشان ہو کر کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے چوہے اور
کیڑے مکوڑے بھی کھا لیتا ہے -

کھیت کا وول

(Arvicola arvalis.)

علاوہ اٹلی کے یہہ وول تمام یورپ میں پایا جاتا ہے اور
کاشت کو بہت نقصان پہنچاتا ہے -

سائبیریا کا وول

(Arvicola æconomus.)

یہہ قسم سائبیریا میں پائی جاتی ہے جہاں سردی کے
موسم میں زمین برف سے ڈھک جاتی ہے اور پھر کسی قسم
کی غذا دستیاب نہیں ہوتی - یہہ وول اس زمانے کے لئے
اپنی غذا کا سامان کثرت سے جمع کر رکھتا ہے -

ھمالیہ کا وول

(Arvicola Roylei.)

اس کا طول تقریباً ساڑھے تین انچ اور دم دو انچ کی ہوتی

ھے - کشمیر میں اور ھمالیہ پر یہہ دس بارہ ھزار فٹ
اونچائی تک پایا جاتا ھے -

ھمیسٹر

(The Hamster, or Cricetus frumentarius.)

یہہ نوع سائبیریا ' روس ' پرلینڈ اور جرمنی میں پائی
جاتی ھے - قد و قامت میں یہہ تقریباً سیاہ چوھے کے
برابر ھوتا ھے اور اس کے رخساروں میں بڑے بڑے کیسے ھوتے
ھیں - اُس کی ساخت کی یہی سب سے بڑی خصوصیت
ھے - ھمیسٹر کا جسم وزنی ھوتا ھے اور گھنے ملائم بالوں سے
ڈھکا ھوتا ھے - جسم کا بالائی حصہ بھورا اسی قدر سرخی
مائل لیکن نیچے کا حصہ سیاہ ھوتا ھے - پہلوؤں میں کچھہ
سفید دھبے بھی ھوتے ھیں -

یہہ زمین کے اندر بلوں میں رھتا ھے جس میں کئی
علحدہ علحدہ سوراخ ھوتے ھیں اور فصل پر وہ اُن میں غلہ
اور طرح طرح کا کھانے کا سامان جمع کر لیتا ھے - بل کے
خاص حصے میں وہ بود و باش رکھتا ھے اور اُس میں گھاس
وغیرہ کا ملائم بستر بچھائے رکھتا ھے - بل سے باھر نکلنے
کے لئے وہ ھمیشہ دو راستے بناتا ھے - ایک سیدھا ھوتا ھے
ور دوسرا ڈھالو اور گھوما ھوا -

آیندہ کا انتظام کرنے میں شاید کوئی دوسرا جانور ھیمسٹر

سے زیادہ منتظم نہ ہوگا - اُس کی دور اندیشی اور محنت دونوں قابل تحسین ہیں - کوئی ایسا غلہ نہیں جو اُس کے ذخیرے میں موجود نہ ہو اور تعجب یہہ ہے کہ ہر غلے کا انبار علحدہ علحدہ رکھتا ہے اور کسی دوسرے سے ملنے نہیں دیتا - ایک مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ "ہیمسٹر دو ایسی حکمتوں سے کام لیتا ہے جس کی نظیر کسی دوسرے جانور میں نہیں پائی جاتی - ایک تو یہہ کہ وہ غلہ کی بال سے صرف دانہ ہی لاتا ہے اس کا اور کوئی حصہ لانے میں وقت خراب نہیں کرتا - اور دوسرے یہہ کہ وہ غلہ کے ذخیروں کو اپنی جائے بود و باش سے قطعی علحدہ رکھتا ہے - ہر ہیمسٹر اپنے بل کے خاص حصے کو رہنے کے کام میں لاتا ہے اور اس کے پہلوؤں میں دو ایک سوراخ اور بنا لیتا ہے جن میں غلہ جمع کر لیتا ہے - وہ پودھوں کو اگلے پنجوں سے پکڑ کر جھکا لیتا ہے اور بال کو دانتوں سے کتر لیتا ہے - بعد ازاں اُس کو دونوں پنجوں سے رگڑتا ہے اور بھوسے وغیرہ سے ناج کے دانے علحدہ کر کے منھہ کے کیسوں میں بھر لیتا ہے اور بل میں لے جاکر اُن کا انبار لگا دیتا ہے" - (۱)

محنت اور استقلال سے دشوار سے دشوار کام بھی حل ہو جاتا ہے اور قدرت نے یہہ دونوں اوصاف حمیدہ ہیمسٹر

"The Industries of Animals," by Frederick Houssay. (۱)

کو بدرجہ کمال عطا فرمائے ہیں چنانچہ دانہ دانہ بہم شود انبار پر عمل کرکے وہ اس قدر ذخیرہ جمع کر لیتا ہے کہ اس کے ایک ایک بل میں ایک بشل تک (تقریباً ایک من چوبیس سیر) غلہ پایا گیا ہے - قدرتاً کاشتکار اُس کے جانی دشمن ہوتے ہیں اور اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے -

چوہے کی اور سب نوعوں کی طرح یہہ بھی کثیرالاولاد جانور ہے - مادہ ہر سال کئی بار بچے دیتی ہے اور ہر حمل سے آٹھہ دس بچے پیدا ہوتے ہیں - دو تین ہفتوں ہی میں بچے اپنی معیشت کا انتظام کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں اور اپنے واسطے علحدہ بل کھود لینے کی فکر اُن کو دامن‌گیر ہو جاتی ہے -

ہیمسٹر میں ایک زبردست عیب بھی ہے کہ شاید تمام عالم حیوانی میں وہ نہایت غضبناک اور غصہ‌ور جانور ہے اور غیظ و غضب کی مجسم تصویر ہی ہے - غضب‌آلود ہونے پر نہ اُس کو کوئی خوف و خطر رہتا ہے نہ اپنی حفاظت کی فکر - ایک صاحب مسٹر ٹامسن اُس کے غصے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "اس کو اپنی زندگی میں بجز دو کاموں کے اور کوئی مشغلہ ہی نہیں - ایک شکم پری کی فکر اور دوسرے غصہ کرنا - جو جانور اس کے سامنے آ جاتا ہے اُسی پر حملہ کر بیٹھتا ہے - نہ تو دشمن کی طاقت سے خائف ہوتا ہے نہ اپنی جان کی حفاظت

کے لئے وہ کبھی بھاگتا ھی ھے - اگر کبھی کسی انسان کا ھاتھہ پکڑ لیتا ھے تو پھر مر جانے ھی پر چھوڑتا ھے - کتے اس کا شکار کرنے کے بہت شایق ھوتے ھیں - جس وقت کتے اس کو نظر آتے ھیں تو اگر رخساروں کے کیسوں میں غلہ بھرا ھوتا ھے وہ ان کو فوراً خالی کرتا ھے اور پھر کیسوں کو اس قدر پھلا لیتا ھے کہ اس کا منھہ جسم سے بھی بہت بڑا نظر آتا ھے - پھر پچھلے پاؤں پر کھڑا ھوکر وہ دشمن پر حملہ کرتا ھے اور اگر دانتوں سے پکڑ پاتا ھے تو مر جانے ھی پر چھوڑتا ھے - اپنی اس خصلت کی وجہ سے ھمستر کسی دوسرے جانور کے ساتھہ صلح سے نہیں رہ سکتا بلکہ اگر کہیں دو ھمستر بھی مل جاتے ھیں تو فوراً ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھتے ھیں اور جو طاقتور ھوتا ھے وہ دوسرے کو مار کر کھا جاتا ھے ''- (۱)

ھرنا موسا

(The Jerboa-Gerbillus.)

چوھے کی یہہ ایک نوع ھے جس کو بڑی بڑی چھلانگیں بھرنے کی وجہ سے ھرنا موسا کے نام سے موسوم کرتے ھیں - یہہ وسط ایشیا ، ھندوستان ، لنکا ، مشرقی و جنوبی یورپ اور افریقہ میں پایا جاتا ھے -

---

(۱) Thompson's "Possions of Animals."

اس کی پچھلی ٹانگیں نہایت لمبی ہوتی ہیں اور پچھلے پاؤں کی بھی لمبائی تقریباً چھہ انچ ہوتی ہے - مگر اگلے پاؤں صرف ایک ایک انچ کے ہی ہوتے ہیں - کودنے کے وقت وہ پچھلے پاؤں پر کھڑا ہوکر دم کا تھوڑا سا سہارا لے کر چھلانگ بھرتا ہے اور پھر ایک کے بعد دوسری چھلانگ اس تیزی سے بھرتا ہے کہ اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اس کی رفتار ایک تیز گھوڑے سے کم نہیں ہوتی -

---

ہند کا ہرنا موسا

(Gerbillus indicus.)

یہہ صنف ہندوستان میں اکثر مقامات میں پائی جاتی ہے - اس کا طول چھہ سات انچ ' دم تقریباً آٹھہ انچ ' رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل اور دم کے آخر پر سیاہ بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے - یہہ میدانوں میں بہت گہرے گہرے بل کھود لیتا ہے جس میں کئی کئی سوراخ ہوتے ہیں اور ہر سوراخ کے آخر حصے میں ایک گول کمرہ سا ہوتا ہے -

یہہ بھی کانگرو کی طرح دم ٹیک کر پچھلے پاؤں پر بیٹھا کرتا ہے اور شام ہوتے ہی بل سے نکل کر غذا کی تلاش میں اُچھلتا کودتا پھرتا ہے - گھاس ' جڑیں اور غلہ اس کی خوراک ہیں -

مادہ کے ہر حمل سے دس بارہ اور بعض اوقات اس سے

بھی زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں - اس کی ایک قسم پنجاب سندھ اور راجپوتانا میں بھی پائی جاتی ہے (Gerbillus Erythrourus) - قد میں یہہ چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا طول پانچ انچ سے زائد نہیں ہوتا -

اس کی ایک قسم افریقہ کے ویرانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کے متعلق ایک عجیب بات یہہ ہے کہ وہ ایسے مقامات میں رہتا ہے جہاں کوسوں تک پانی کا کہیں پتا نہیں ہوتا - لیکن قدرت نے تمام حیوانات کو اپنی ضروریات کی بہم‌رسانی کا انتظام کر لینے کی عقل عطا فرمائی ہے - افریقہ کے خشک میدانوں میں ایک قسم کا تلخ خربوزہ ہوتا ہے جس میں رس بھرا رہتا ہے - وہ ان پھلوں کو ریت میں آٹھہ دس انچ گہرا گاڑ رکھتا ہے اور گرمی کے موسم میں اس کو کھود کر پانی کی جگہ اُس کا رس پیتا ہے -

---

لیمنگ

(The Lemming, or Myodes.)

لیمنگ بھی چوہے کی ہی ایک نوع ہے جو کہ قد و قامت میں چوہے کے ہی برابر ہوتا ہے لیکن اس کی تھوتھڑی گول اور دم نہایت مختصر ہوتی ہے - یہہ یورپ میں ناروے اور سویڈن کے پہاڑوں پر پایا جاتا ہے - لیمنگ خصلتاً جنگجو ہوتا ہے اور آپس میں وہ لڑتے بھڑتے رہتے ہیں - یہہ سبزی خور جانور ہیں -

عموماً یہہ تمام دن پوشیدہ رہتے ہیں اور نظر نہیں
آتے - مگر کئی کئی سال کے بعد جب اُن کے گروہ ایک
مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام کو روانہ ہوتے ہیں اُس وقت
پتا چلتا ہے کہ اُن کی تعداد کس قدر بے شمار ہے - دس
بیس سال کے بعد اتفاق سے یہہ عجیب نظارہ دیکھنے میں
آتا ہے - تمام میدان اور کھیت اُن کے گروہوں سے بھر جاتے
ہیں - اور حیرت کی بات یہہ ہے کہ لیمنگ ہمیشہ ناک
کی سیدھہ پر چلتا ہے - اُن کو دیکھہ کر ایسا محسوس
ہوتا ہے گویا وہ کسی قوی کشش سے کھنچے چلے جا رہے
ہیں - غار اور خندقیں ، ندی اور نالے راہ میں آتے جاتے
ہیں لیکن لیمنگ اپنی دھن کا پکا ہے - وہ اپنا سیدھا
راستہ نہیں چھوڑتا - اگر گھاس کا کوئی انبار اُس کے راستے
میں پڑ جاتا ہے تو اس میں سوراخ کرکے اپنی سیدھی رفتار
جاری ہی رکھتا ہے -

ہزارہا گوشت‌خوار جانور اور شکاری پرندے اُن کے ساتھہ
ہو جاتے ہیں - لومڑی ، بلی ، بھالو ، ویزل ، اُلو وغیرہ سب
کے عیش ہو جاتے ہیں -

ایک اور عجیب بات یہہ ہے کہ اُن کا سفر کبھی ختم
نہیں ہوتا نہ ان کی کوئی منزل مقصود ہی ہے - چلتے
چلتے وہ آخرکار سمندر کے کنارے پہنچ جاتے ہیں - مگر
سمندر بھی اُن کو روک نہیں سکتا اور یکے بعد دیگرے
پانی میں داخل ہوکر سب ڈوب جاتے ہیں -

چھچھوندر چوھا

(Nesokia indica.)

کھیتوں کا یہہ بڑا چوھا ھندوستان میں ھر جگہ پایا جاتا ھے - جنوبی ھند میں اس کو کوک کہتے ھیں - اس کا طول چھہ سات انچ ' دم تقریباً چار انچ ' رنگ ھلکا بھورا ' بال لمبے لمبے اور سخت اور کان چھوٹے اور گول ھوتے ھیں - مسٹر ایلیٹ فرماتے ھیں کہ یہہ چوھا تنہائی پسند کرتا ھے اور بڑے بڑے بلوں میں تنہا ھی رھتا ھے - فصل پر اپنے بل میں وہ بہت غلہ جمع کر لیتا ھے - جب غلہ دستیاب نہیں ھوتا تو گھاس اور جڑوں ھی پر بسر اوقات کر لیتا ھے -

مادہ آٹھہ دس تک بچے دیتی ھے اور جیسے ھی بچے اپنی معیشت کی فکر کرنے کے قابل ھو جاتے ھیں ماں ان کو بھگا دیتی ھے - بدر قوم کے لوگ اس کو بہت پکڑتے ھیں اور اُس کے بلوں سے ناج نکال لیتے ھیں - بعض بعض جگہ کوک کے بلوں سے اِن کو اس قدر غلہ دستیاب ھو جاتا ھے کہ اُسی پر ان کی گزر ھو جاتی ھے -

ساھی کی جماعت

(The Hystricidæ.)

اس جماعت کے جانوروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ھے کہ ان کے جسم پر بڑے بڑے خار ہوتے ھیں - ساھی کی حفاظت کا قدرت نے یہہ نہایت عمدہ انتظام فرما دیا ھے کیونکہ جس وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتی ھے تو کسی جانور کی ھمت اس پر منہہ مارنے کی نہیں ھوتی - ساھی کی بعض قسمیں درختوں پر رھنے والی بھی ھیں -

ھند کی ساھی

(Hystrix leucura.)

اس کا طول تیس بتیس انچ اور دم تقریباً چھہ انچ ھوتی ھے - بجز بنگال کے کچھہ حصے کے یہہ قسم ھند میں ھر جگہ پائی جاتی ھے -

اس کی گول تھوتھنی پر موٹے موٹے بال ھوتے ھیں - جسم پر دو قسم کے خار ھوتے ھیں ایک لمبے اور موٹے جن پر سفید چھلے پڑے ھوتے ھیں اور دوسرے باریک جن کی کہ صرف نوکیں ھی سفید ھوتی ھیں -

ساھی اکثر ندیوں اور تالابوں کے ڈھالو کناروں پر بھٹا کھود لیتی ھے - تمام دن اسی میں پوشیدہ رھتی ھے اور

رات هی میں باهر نکلتی هے - ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے هیں
کہ ساهی اُلٹی هوکر دم کي طرف سے دشمن کا مقابلہ کرتی
هے اور جسم کے تمام خاروں کو برچھی کي طرح کھڑا کر لیتی
هے - اُس کے خار کتوں کے جسم میں اکثر بہت گھرے
گھس جاتے هیں -

یورپ کی ساهی

(Hystrix cristata.)

یہہ قسم جنوبی یورپ میں اور شمالي افریقہ میں پائی
جاتی هے - اس کي گردن پر لمبے لمبے بالوں کي چوٹی
سي هوتي هے - بھالو کی طرح یہہ بھی سردی کے زمانے
میں سکوت اختیار کر لیتی هے -

کناڈا کي ساهی

(Erethizon dorsatus.)

یہہ نوع کناڈا ارر امریکہ کے ممالک متحدہ میں پائی
جاتی هے - یہہ درختوں پر بہ آسانی چڑھہ جاتی هے اور
اُن هی پر رهتی هے - اس کے خار نہایت چھوٹے چھوٹے هوتے
هیں اور اس کے لمبے لمبے بالوں میں پوشیدہ رهتے هیں -

جس درخت پر دو چار مرتبہ اس کی رسائی ہو جاتی ہے اس کی پوری بربادی ہو جاتی ہے اور حیرت کی بات یہہ ہے کہ وہ اُن پتلی پتلی ٹہنیوں کی پتیاں بھی کھا جاتی ہے جو اس کے وزن کی متحمل نہیں ہو سکتیں -

---

آرکٹامیڈے کی جماعت

(The Arctomydæ.)

اس جماعت کے جانوروں کا قد کچھہ چوڑا چکلا ، بھاری اور بھدا سا ہوتا ہے - اُن کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور پنجے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کھودنے کے لئے موزوں ہیں -

ان کا اوپری لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے -

اس کی جماعت میں تین خاص نوعیں ہیں -

(۱) آرکٹامس (Arctomys.)

(۲) سنومس (Cynomis.)

(۳) اسپرموفیلس (Spermophilus.)

آرکٹامس

جماعت کی یہہ خاص نوع ہے - یہہ جانور زبان عام میں مارمات (Marmot) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

مارمات ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کی ایک مشہور قسم کوہ الپس کی برف ڈھکی چوٹیوں پر پائی جاتی ہے - ان کا گروہ کا گروہ ایک ہی مقام پر رہتا ہے اور جب وہ اپنے بلوں سے نکل کر دھوپ میں بیٹھتے ہیں تو نہایت ہی

چوکنے رہتے ہیں ۔ کھٹکا ہونے ہی ان میں سے ایک نے سیٹی کی طرح آواز کی اور تمام گروہ کو متنبہ کر دیا ۔ پھر وہ سب کے سب لمحہ بھر میں بلوں کے اندر گھس جاتے ہیں ۔

ان کے پلنجے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے وہ گہرے گہرے بل کھود لیا کرتے ہیں جن میں کئی کئی سوراخ اور رہنے کے لئے مقام ہوتے ہیں ۔

مارمات سبزی خور ہے اور عادتوں کا سیدھا سادہ جانور ہے ۔ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے ۔

موسم سرما سے قبل یہ لمبی لمبی گھاس کاٹ کر دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں اور اس کو اپنے بلوں میں لے جا کر بچھا لیتے ہیں اور اسی پر بھالو کی طرح سکوت اختیار کرکے کئی کئی ماہ تک بے آب و دانہ پڑے سوتے رہتے ہیں ۔ موسم بہار میں جب برف گلتا ہے اور سبزی زمین پر نظر آنے لگتی ہے تو مارمات اپنے خواب سے بیدار ہوکر باہر نکلتے ہیں ۔

اگرچہ اس کے بال کسی قدر موٹے ہوتے ہیں تاہم اس کا سمور کار آمد ہے اور اس کی غرض سے صدہا مارمات کا شکار کیا جاتا ہے ۔ ان کے شکاری سردی ہی کے زمانے میں ان کے بھٹے کھود ڈالتے ہیں اور خواب غفلت ہی میں ان کا کام تمام کر لیتے ہیں ۔

سنومس یا گھاس کے کتے

(The Cynomis, or Prairie Dogs.)

یہہ بھی ساخت میں مارمات سے ملتے جلتے ھیں اور شمالی امریکہ کے وسیع سبزہزاروں میں پائے جاتے ھیں — ان کی وجہ تسمیہ یہہ ھے کہ خوف‌زدہ ھوکر وہ کتے کی طرح بھونکتے ھیں — ان کے بھی گروہ کے گروہ ساتھ رھتے ھیں اور جس مقام پر وہ بود و باش اختیار کرتے ھیں وھاں کی زمین اُن کے بلوں کی وجہ سے چھلنی ھو جاتی ھے — جب وہ باھر نکل‌کر بیٹھتے ھیں تو ان کا تماشہ قابل دید ھوتا ھے —

یہہ نہایت سیدھے سادے جانور ھیں اور اکثر سانپ ' اُلو اور خوفناک ویزل اُن کے بھٹے میں گھس کر اُن کے بچے نکال لے جاتے ھیں —

اسپرموفیلس

(Spermophilus.)

قد میں یہہ دونوں مذکورہ نوعوں سے چھوٹے ھوتے ھیں — اس کی کئی قسمیں شمالی امریکہ ' شمالی ایشیا اور یورپ میں پائی جاتی ھیں — یہہ جانور اپنے گہرے بھٹے میں تنہا ھی رھتا ھے اور اس میں طرح طرح کا غلہ جمع رکھتا ھے —

گلہری کی جماعت

(Scuyridæ.)

اس جماعت کے جانور دنیا کے تقریباً ہر حصے میں پائے جاتے ہیں -

گلہری نہایت تیز خصلتاً بیقرار جانور ہے اور ایک لمحہ کو بھی خاموش اور سکوت کے ساتھ نہیں بیٹھتی - یہی اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے - ایک شاخ سے دوسری پر اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اچھلنا کودنا ہی اس کے تمام دن کا مشغلہ ہے - اگر اس مشغلے سے کبھی فرصت پاتی ہے تو عجیب کلکلاہٹ کی آوازیں کر کے دل کو بہلایا کرتی ہے - ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اچھلنے کے وقت وہ کیسا صحیح اندازہ لگاتی ہے کہ کبھی خطا نہیں ہوتا اور بعض اوقات ایسی ایسی اونچی شاخوں سے کود پڑتی ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ اس کی جان کیسے بچ رہی -

ان کی دم جھبری اور جسم پر گھنے گھنے ' نہایت ملائم ' صاف ستھرے اور چمکدار بال ہوتے ہیں -

اس جماعت میں بہت سی نوعیں ہیں جن کے قد و قامت میں کافی فرق ہے - چھوٹی نوعوں کے جانور تو چوہوں کے برابر اور بڑی نوعوں کے بلی کے برابر ہوتے ہیں -

ان کی غذا طرح طرح کے بیج ' پھل اور غلہ وغیرہ ہے اور بعض پرندوں کے انڈے بھی کھا لیتی ہیں - گلہری اپنی

غذا کو پلجوں سے پکڑ کر بڑی صفائی سے ماتھ میں لے جاتی ھے - ان کے دانت بہت تیز ہوتے ھیں اور نہایت سخت چھزوں کو بھی وہ کتر ڈالتے ھیں -

گلہری نہایت صفائی پسند ھے اور اپنے جسم کو کبھی غلیظ نہیں رھنے دیتی - اکثر وہ ماتھ اور زبان سے اپنے ملائم بالوں کو سنوارتے اور صاف کرتے دیکھی جاتی ھے -

گلہری کی دوراندیشی قابل تحسین ھے - جس فصل میں غذا کافی دستیاب ھوتی ھے وہ بڑی محنت اور جانفشانی سے آیندہ کے لئے انتظام کر لیتی ھے - اس لئے اس کو غذا کی کبھی کمی نہیں ھوتی - اور یہہ ھوشیاری بھی وہ کرتی ھے کہ غذا کے ذخیروں کو کئی کئی جگہ رکھتی ھے - اگر کسی دوسرے جانور کی رسائی کسی ایک ذخیرے تک ھو بھی جاتی ھے تو بھی گلہری کو کوئی بڑا نقصان نہیں - اور حافظہ اُس کا ایسا اچھا ھوتا ھے کہ وہ بخوبی یاد رکھتی ھے کہ اس کے ذخیرے کس کس مقام میں جمع ھیں -

گلہری تہنیوں وغیرہ سے نہایت مضبوط گھونسلا بنا لیتی ھے اور اُس میں اپنے بچوں کی معیشت کا انتظام کرتی ھے جن کی تعداد تین سے آتھہ تک ھوتی ھے -

---

جنگلی گلہری

(Scuirus malabari.)

یہہ ضلف مالابار ، ترانکور اور نیل گری پہاڑ پر پائی

جاتی ہے - اس کا طول سولہ انچ سے اٹھارا انچ تک اور دم تقریباً بیس انچ کی ہوتی ہے - جسم کے بالائی حصے کا رنگ کتھئی اور نیچے دھندلا زردی مائل سا ہوتا ہے -

کرات

(Sciurus maximus.)

اس صنف کے جانور وسط ہند میں پائے جاتے ہیں اور شکل اور صورت اور رنگ میں جنگلی گلہری کے مشابہ ہیں -

دھاری دار گلہری

(Sciurus palmarum.)

یہہ صنف تمام ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے - ہند کے علاوہ یہہ اور کہیں نہیں ہوتی -

اُڑنے والی گلہری

(Pteromys.)

گلہری کی جماعت کی ایک مشہور نوع تیرومس ہے جو اُڑنے والی گلہری کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - ان کے دونوں پہلوؤں میں اگلی پچھلی ٹانگوں کے درمیان درمیان لٹکتی ہوئی کھال ہوتی ہے جس کی مدد سے اگرچہ وہ پرندوں کی طرح اُڑ نہیں سکتیں لیکن بہت بڑی بڑی

چھلانگیں پھر کر ہوا میں تیرتی ہوئی نہایت آہستہ آہستہ زمین پر اُتر آتی ہیں - ان کے خصائل اور عادتیں معمولی گلہری کی طرح ہی ہوتی ہیں -

---

اُڑنے والی بھوری گلہری

(Pteromys petaurista.)

یہہ وسط اور جنوبی ہند میں پرانے پرانے جنگلوں میں اونچے اونچے درختوں پر پائی جاتی ہے اور جنگل کے سب سے گھنے حصے میں سب سے اونچے درخت پر رہتی ہے - اس کا طول بیس انچ اور دم بھی قریب قریب اتنی ہی لمبی ہوتی ہے -

اس کے جسم پر مختلف رنگوں کے کچھہ دھندلے سے ، کچھہ سفید اور کچھہ سیاہ بال ہوتے ہیں اور اِن سب کے ملنے سے اس کا رنگ بھورا سا معلوم ہوتا ہے -

گلہری کی معمولی نوعوں کی طرح اس میں تیزی نہیں ہوتی اور زمین پر تو صرف اُچھل اُچھل کر چل سکتی ہے - درختوں پر بھی اُس کی رفتار دھیمی ہی ہوتی ہے - کیونکہ پہلوؤں کی کھال اِدھر اُدھر جھولتی ہے اور شاخوں میں اُلجھتی ہے - جب وہ ایک درخت سے دوسرے پر جانا چاہتی ہے تو زمین پر کبھی نہیں اُترتی بلکہ پہلے سب سے اونچی شاخ پر چڑھہ جاتی ہے اور وہاں سے کود کر ہوا میں تیرتی ہوئی دوسرے درخت کی کسی نیچی شاخ پر

جا کرتی ہے - ان کے پرواز کے متعلق ڈاکٹر جرتن تحریر فرماتے ہیں کہ " میں نے اکثر ان کو اُڑتے دیکھا ہے - ایک مرتبہ ایک گلہری ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑی اور ساٹھہ گز کا فاصلہ طے کر لیا - دوسرے درخت کے پاس پہنچتے پہنچتے وہ زمین سے کچھہ ہی اونچی رہ گئی تھی اور اس کی ایک اونچی شاخ پر پہنچنے کے لئے اُس کو آخر میں کچھہ اوپر کو اُٹھنا پڑا - اختتام پرواز پر اس طرح اوپر کی جانب اٹھتے ہوئے میں نے اُن کو اکثر دیکھا ہے " -

اس کی قسمیں ہمالیہ پہاڑ پر اور شمالی امریکہ ' روس اور سائبیریا میں بھی پائی جاتی ہیں -

---

خرگوش کی جماعت

(The Leporidæ.)

اس جماعت کے جانوروں کی خصوصیت یہہ ہے کہ اُن کے اوپری جبڑے میں کاٹنےوالے دانتوں کے دو جوڑ آگے پیچھے ہوتے ہیں - پچھلا جوڑ آگے والے سے قطعاً پوشیدہ رہتا ہے - کترنے والے طبقے میں اور کسی نوع کے جانوروں کے دانت اس قسم کے نہیں ہوتے - ان میں سے پچھلے جوڑ کے دانت خرگوش کے لئے اصل کاٹنےوالے دانت ہوتے ہیں اور اگلا جوڑ کیلوں کے قائم مقام ہوتا ہے -

خرگوش کے اگلے پاؤں میں پانچ اور پچھلوں میں چار انگلیاں ہوتی ہیں - دم بہت ہی مختصر ہوتی ہے -

اس جماعت میں صرف دو نوعیں ہیں -

(۱) خرگوش (Lepus.)

(۲) لیگومس (Legomys.)

خرگوش

(Lepus.)

اس نوع کی کئی صنفیں روئے زمین پر ملتی ہیں - اِن کے کان بہت بڑے اور اگلی ٹانگیں پچھلی ٹانگوں کی بہ نسبت

پہت لمبی ہوتی ہیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے $\frac{۲—۲}{۱—۱}$ = دودھ ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۲—۲}$ =

ڈاڑھیں = $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ = ۲۸

اس نہایت ہی بزدل اور چوکنے جانور کی نسلیں بجز آسٹریلیا کے اور سب جگہ ملتی ہیں - ان کا رنگ ان کے جائے قیام سے اکثر ملتا جلتا ہوتا ہے - ہر طرف خرگوش کے دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں اور اس کمزور اور نحیف جانور کا انحصار صرف مشابہت عامہ تحفظی پر ہے -

خرگوش بہت نہیں کھودتا بلکہ اکثر جھاڑیوں میں کسی محفوظ مقام میں پوشیدہ پڑا رہتا ہے اور تاریکی سے قبل باہر نہیں آتا - اُس کی قوت سامعہ نہایت تیز ہوتی ہے اور بجز اُس کے اِس بد قسمت کو اور کوئی ہتھیار اپنی حفاظت کرنے کے لئے قدرت نے عطا نہیں فرمایا ہے - اس کے لمبے لمبے کان برابر ہر طرف کو گھوم گھوم کر دھیمی سے دھیمی آواز کا بھی پتا لگاتے رہتے ہیں -

دشمن کے سامنے جب وہ اپنی حفاظت کے لئے بھاگتا ہے تو بڑی تدبیروں سے کام لیتا ہے - کبھی تو چکر لگا کر جہاں سے روانہ ہوتا ہے وہیں پھر پہنچ جاتا ہے - کبھی دوڑتے

دوڑتے یکبارگی اُچھل کر دفعتاً راستہ تبدیل کر دیتا ہے
تاکہ کتوں کو اُس کی بو نہ ملے اور پاؤں کے نشان نظر نہ
آئیں - بعض اوقات جب کوئی تدبیریں نہیں بن پڑتی تو
وہ پانی میں کود پڑتا ہے اور نتھنے اوپر نکالے ہوئے بیٹھا
رہتا ہے -

خرگوش کا خاندان دن دونا رات چوگنا بڑھتا ہے - تقریباً
ایک سال کی عمر ہونے پر اس کے بچے ہونے لگتے ہیں جن
کی تعداد چار پانچ ہوتی ہے -

قطب کا خرگوش

(Lepus glacialus.)

یہہ صنف امریکہ کے شمال میں برفستان میں ملتی
ہے - اس کا رنگ سفید ہوتا ہے - یہہ برف میں بہت
کھود لیتا ہے - اس صنف کے جانور دوسرے خرگوشوں کی
طرح بزدل اور ڈرپوک نہیں ہوتے -

ہند کا خرگوش

(Lepus ruficaudatus.)

یہہ قسم ہندوستان میں ہمالیہ سے گوداوری ندی تک
اور پنجاب سے آسام تک ہر جگہ پائی جاتی ہے -

سیاہ خرگوش

(Lepus hispidus.)

یہہ ہمالیہ کی ترائی میں گورکھپور سے آسام تک پایا جاتا ہے - اس کا رنگ کچھہ سیاہی مائل ' کان چھوٹے اور چوڑے ' جسم بھاری اور ٹانگیں چھوٹی اور موٹی موٹی ہوتی ہیں -

ریبٹ

(Lepus cuniculus.)

ظاہری ساخت میں ریبٹ بھی خرگوش کے مشابہ ہے لیکن اس کا قد کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے - اس کے کان اور ٹانگیں بھی خرگوش کی طرح بڑی نہیں ہوتیں - دونوں کی عادتوں میں بھی فرق ہے - ریبٹ ہمیشہ بھٹ کھود لیتا ہے اور اسی کے اندر رہتا ہے اور خرگوش کی طرح تنہائی پسند نہیں ہے بلکہ گروہ کے ساتھہ رہتا ہے -

خرگوش کے بچوں کی آنکھیں پیدایش کے وقت ہی سے کھلی ہوئی ہیں بخلاف ریبٹ کے بچوں کے کہ انکے بچوں کی طرح اندھے پیدا ہوتے ہیں - ریبٹ کے بچوں کے لئے کوئی محفوظ مقام ہونا نہایت ضروری ہے اور اسی لئے قدرت نے اس کو بھٹ کھودنے کی عقل عطا فرمائی ہے -

ریبٹ خرگوش سے بھی زیادہ کثیرالاولاد جانور ہے - ہر سال

اُس کے چار مرتبہ سے آٹھہ مرتبہ تک بچے ہوتے ہیں - تین ہی ہفتوں میں بچے اپنی معیشت کا انتظام خود کرنے لگتے ہیں اور اپنا بہت علحدہ کھود لیتے ہیں -

ریبٹ یورپ کے جنوبی ملکوں میں اور افریقہ کے شمال میں پایا جاتا ہے لیکن اُس کی افزایش تیزی سے ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ وہ اور ملکوں میں بھی پہنچ رہا ہے -

آسٹریلیا میں اور نیو زیلینڈ کے جزیرے میں پہلے نہ ریبٹ تھے نہ خرگوش - پھر گوشت کی غرض سے ریبٹ باہر سے لاکر جنگلوں میں چھوڑے گئے اور بہت جلد اُن کی اس قدر افراط ہو گئی کہ کاشت اور باغوں کو وہ بہت نقصان پہنچانے لگے - خصوصاً چونکہ آسٹریلیا وغیرہ میں گوشت خوار جانور کم ہیں اُن کی ترقی کے انسداد کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور آخرکار کاشتکاروں کو بےرحم ہوکر اُن کی تعداد کم کرنے کی تدبیریں عمل میں لانی پڑیں - چنانچہ وقتاً فوقتاً اب اُن کا "گھیرا" کیا جاتا ہے - ہزارہا ریبٹ کو گھیر کر کاشتکار باڑوں میں گھسا لے جاتے ہیں اور پھاٹک بند کرکے سب کو ہلاک کر دیتے ہیں -

گوشت کی غرض سے اکثر ریبٹ پالے بھی جاتے ہیں اور اُن کی کئی نوعیں پیدا ہو گئی ہیں - بیلجیم وغیرہ سے لندن کو ہر سال ہزارہا من ریبٹ کا گوشت بھیجا جاتا ہے اور اُن کا گوشت فروخت کرنے والوں کو اچھا خاصا منافع ہوتا ہے - ہر مادہ کم از کم تیس بچے ہر سال دیتی ہے اور

اُن کی پرورش وغیرہ کا صرفہ منہا کر کے اُن کا گوشت فروخت کئے جانے پر پندرہ سولہ شلنگ کا منافع حاصل ہو جاتا ہے -

لیگومس

(Lagomys Roylei.)

خرگوش کی جماعت کا یہہ چھوٹا سا جانور ہمالیہ پہاڑ پر ہوتا ہے اور دس بارہ ہزار فٹ بلندی پر پایا جاتا ہے - اس کے دانتوں کی ساخت خرگوش کی طرح ہی ہوتی ہے اور کان چھوٹے چھوٹے بیضوی ہوتے ہیں - اس کا طول صرف چھہ سات انچ ہوتا ہے اور دم قطعاً نہیں ہوتی - یہہ سیٹی کی طرح آواز کرتا ہے پتھریلی زمین میں رہنا پسند کرتا ہے اور کھردے کھردے بہت کھود لیتا ہے - اکثر وہ گروہ بناکر بہت سے ایک ساتھہ رہتے ہیں اور آہٹ ہوتے ہی اپنے اپنے بلوں میں گھس جاتے ہیں -

لیگومس کی کئی قسمیں سائبیریا اور امریکہ میں بھی پائی جاتی ہیں - بعض قسموں کے جانور جو نہایت سرد ملکوں کے باشندے ہیں سردی شروع ہونے سے قبل اپنی غذا کے لئے گھاس جمع کر لیتے ہیں - یہہ محنتی جفاکش جانور گھاس کو پہلے دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں اور اپنے بلوں کے سامنے اُس کے انبار لگا لیتے ہیں جو دو دو گز

تک کی اونچائی کے ہوتے ہیں - اکثر ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ کسی بڑے سبزی‌خور جانور کی نگاہ ان انباروں پر پڑ جاتی ہے اور وہ تمام گھاس چٹ کر جاتا ہے ' لیگومس بیچاروں کی مہینوں کی محنت رائگاں جاتی ہے -

---

بیور کی جماعت

(The Castoridæ.)

اس جماعت میں صرف ایک نوع (Beaver) ہی ہے جس کی دو صنفیں روئے زمین پر پائی جاتی ہیں ایک یورپ میں اور دوسری امریکہ میں —

بیور ایک عجیب و غریب جانور ہے — ان کا باہمی اتفاق اور اتحاد ، یکجہتی اور ایک دوسرے کا معاون رہنا نیز وہ صنعت اور کاریگری جو وہ خانہ‌سازی میں ظاہر کرتے ہیں سب قابل حیرت اور نصیحت‌آموز ہیں —

اس کا طول تقریباً دو فٹ اور دم ایک فٹ کی ہوتی ہے — کترنے‌والے طبقے کا یہ سب سے قدآور جانور ہے — اس کا وزن تقریباً پچھتّیس پونڈ ہوتا ہے اور بعض بعض نر اس سے بھی زیادہ وزنی ہوتے ہیں —

اپنی ظاہری ساخت میں بیور کچھ خوشنما نہیں ہوتا بلکہ اس کا جسم بھاری اور چپٹا سا معلوم ہوتا ہے — سر بڑا ، آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور اوپر کا لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے — اس کے کترنے‌والے دانت باہر سے نظر آتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اور بھی بدشکل معلوم ہوتا ہے — دم بہت چوڑی اور چپٹی ہوتی ہے — پچھلے پاؤں اگلے پاؤں کے مقابلے میں بہت بڑے ہوتے ہیں اور انگلیاں پھیلی ہوئیں اور سب ایک ہی جھلی میں منڈھی ہوئی ہیں — چپٹی

دم اور ملتھے ہوئے پنجے اس کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہیں کیونکہ وہ زیادہ وقت پانی ہی میں گزارتا ہے - تیرنے کا بھی وہ ماہر ہے اور غوطہ لگاکر اکثر دو دو منٹ تک اوپر نہیں آتا -

اس کے کان چھوٹے چھوٹے اور جسم کا بالائی حصہ کتھئی بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - نیچے کی جانب بالوں کا رنگ بھورا ہوتا ہے - بیور کا سمور نہایت ملائم اور کارآمد ہوتا ہے - جسم پر دو تہیں بالوں کی ہوتی ہیں ایک گھنے اور چھوٹے چھوٹے اُون کی اور دوسری لمبے لمبے بالوں کی -

خصلتاً بیور نہایت ہی صاف ستھرا جانور ہے اور اپنی جائے قیام کو پاک صاف رکھتا ہے - چنانچہ ایک اہل فن بیان کرتے ہیں کہ ایک گرفتار بیور نے اپنے کٹہرے کا صرف وہی حصہ پاخانہ پیشاب کے لئے منتخب کر رکھا تھا جو کھڑکی کے قریب تھا اور جس وقت کھڑکی کھولی جاتی وہ تمام غلاظت کو اپنے پنجوں سے باہر پھینک دیتا تھا -

بیور گروہ میں رہنے والا جانور ہے - وہ کئی کئی مل کر ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور ایک ہی مقام پر اکثر اُن کے بہت سے گھر ہوتے ہیں -

اب سے قبل بیور کے سمور کی بہت تلاش رہتی تھی - سترھویں اور اٹھارویں صدی میں کسی دوسرے جانور کی

کھال کی اتنی بڑی تجارت نہ ہوی جتنی کہ اس کی کیونکہ جس وقت کہ سیاہ ریشمی کپڑے کے ٹوپ کا رواج نہیں ہوا تھا اُسی کی کھال کے ٹوپ عام طریقے سے استعمال میں تھے حتیٰ کہ کثرت استعمال کی وجہ سے بیور ٹوپ ہی کو کہنے لگے تھے - ایک مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سو ساٹھ سال کا زمانہ گزرا شہر کوئبک سے ایک لاکھ ستائیس ہزار بیور کی کھالیں ہر سال باہر بھیجی جاتی تھیں - کھال کے لئے وہ اس قدر مارے گئے کہ آج یہ خدشہ ہے کہ کہیں بیور روئے زمین سے فنا ہی نہ ہو جائے - چنانچہ کناڈا اور ممالک متحدہ امریکہ نے اسی وجہ سے ان کو ہلاک کرنا اب خلاف قانون قرار دےدیا ہے -

فن خانہ‌سازی میں تو وہ استاد ہے اور کوئی دوسرا حیوان اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا - وہ ایک زبردست انجینیر ہے اور اس کی جانفشانی اور استقلال بھی قابل تحسین ہیں - جب تک کہ بچشم خود نہ دیکھا جائے یہہ باور کرنا بہت دشوار ہے کہ بیور جیسا چھوٹا جانور دریا میں بند بنا کر اس کی روانی روک دیتا ہے -

بیور اپنا گھر ہمیشہ دریا کے کنارے تعمیر کرتا ہے اور اُس کی شکل گنبد کی طرح ہوتی ہے - اُس کی تعمیر وہ لکڑی ، ٹہنیوں وغیرہ سے کرتا ہے اور اس کے اوپر مٹی کا پلاسٹر ایسی خوبی سے کرتا ہے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی اندر نہیں جا سکتا - ٹہنیوں کو وہ آپس میں اس خوبی

سے گوندتا ھے کہ گھر نہایت مضبوط بن جاتا ھے - اُس کا قطر چھہ سات فٹ یا کچھہ اور زائد ھوتا ھے - باھر جانے کے لئے وہ دو راستے بناتا ھے اور ایسی تدبیر کرتا ھے کہ کم اَز کم ایک دروازہ تو ھمیشہ پانی کے اندر رھے - خطرے کے وقت وہ اسی راستے سے بھاگتا ھے اور اسی سے وہ اپنے گھر میں اپنی غذا کا سامان پہنچاتا ھے -

اس راستے کے متعلق اس کو سب سے بڑی فکر یہہ ھوتی ھے کہ دروازے کے سامنے تمام سال پانی بھرا رھے اور گرمی میں وہ پانی کی سطح کے اوپر نکلنے نہ پائے - دوسری فکر اس کو یہہ دامنگیر ھوتی ھے کہ پانی اس قدر گھرا رھے کہ سردی میں برف کی تہ کی وجہہ سے راستے کا دروازہ بند نہ ھونے پائے -

اس خیال سے وہ ندی کے آر پار اپنے گھر کے قریب دو ایک بند اس طریقے سے باندھہ دیتا ھے کہ ندی کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ھوکر اُس کے دروازے پر ھمیشہ کافی پانی بھرا رھے -

بعض بعض بند بیور لکڑی اور پتلی پتلی ٹہنیوں سے تعمیر کرتے ھیں اور اس کے اوپر مٹی کا پلاسٹر کر دیتے ھیں یا کبھی اس کو وہ مٹی کا ٹھوس بناتے ھیں جس میں جابجا پتھر بھی لگے ھوتے ھیں - ان پتھروں کا وزن ایک پونڈ سے چھہ پونڈ تک ھوتا ھے - پتھر اور مٹی بیور کھڑے ھوکر ھاتھوں پر لے جاتے ھیں -

اُن کے تعمیر کئے ہوئے مٹی کے بند اس قدر مستحکم ہوتے ہیں کہ اُن پر گھوڑا بخوبی چل جا سکتا ہے – مٹی کے ٹھوس بند اکثر اُن ہی ندیوں میں بناتے ہیں جو تیزی سے بہتی ہیں اور معمولی ندیوں میں تہلوں کے ہی بند کام دے جاتے ہیں –

مسٹر مارگن تحریر فرماتے ہیں کہ "خانہ‌سازی کے متعلق بند کا باندھنا ہی ایک خاص کام ہے جس کے لئے بے حد جانفشانی اور استقلال کی ضرورت ہے ورنہ اتنے بڑے کام کو اختتام تک پہنچانا اور پھر اس کا قائم رکھنا ممکن نہیں – گھر کی تعمیر سے قبل بند باندھ لینا لازمی امر ہے کیونکہ گھر کی کرسی اور راستوں کی اونچائی اس پانی کی سطح کے مطابق رکھنا ہوتی ہے جو باندھ کی وجہ سے دروازوں کے سامنے بھر جاتا ہے" – (1)

بند کی تعمیر کے متعلق بیور کی فراست اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے یہہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایک زبردست ماہر سائنس ہے – ایک اہل فن اُس کی تعمیری خصوصیات کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ندی کے بہاؤ کی طرف وہ اس کو ڈھالو بناتا ہے اور دوسری طرف سیدھا – اور اس سے بہکر پانی کی زد روکنے کی اور

(1) "The American Beaver and His Work," by L. H. Morgan.

کوئی ترکیب هو ہی نہیں سکتی - معمولی دریاؤں میں بند کو وہ ایک خط مستقیم میں بنا لیتا ھے - لیکن اگر بند کسی ایسے مقام میں بنانا ہوتا ھے جہاں ندی کی روانی تیز ہوتی ھے تو وہ اُس میں کسی قدر گولائی بنا کر پانی کی تیزی کو ھلکا کر دیتا ھے " - (۱)

بند بنانے کے لئے کوئی مناسب مقام منتخب کرکے بیور کو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ، شاخیں وغیرہ مہیا کرنی ہوتی ھیں اور ان کے لئے وہ درخت کے درخت گرا دیتا ھے - پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوکر اپنے تیز دانتوں سے درخت کے تلے کو وہ چاروں طرف سے کترنا شروع کرتا ھے اور اس میں اُس کو ایسی مہارت ہوتی ھے کہ ایک ھی جوڑا دو تین رات میں چھوٹے چھوٹے درختوں کا کام تمام کر لیتا ھے - بعض بعض کا بیان ھے کہ بیور درخت کو ھمیشہ اس طرح کترتا ھے کہ وہ پانی ھی کی طرف گرے - درخت کو گرا کر وہ اُس کے تلے اور شاخوں سے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں کتر کتر کر کاٹتا ھے - اگر درخت پانی سے دور ہوتا ھے تو وہ اِن کو گھسیٹ کر پانی تک لے جاتا ھے ' اور پھر پانی میں گرا کر اُن کو باسانی کھینچ لے جاتا ھے - مقام تعمیر پر یہہ لکڑیاں کوئی تو گاڑ دی جاتی ھیں ' کوئی چنی جاتی ھیں اور کوئی ایک دوسرے میں پروئی

" The Industries of Animals," by Fredrick Houssay. (۱)

جاتی ھیں - یہہ مٹی سے مستحکم کی جاتی ھیں اور حسب ضرورت جا بجا پکھور بھی لگائے جاتے ھیں -

ایک ایک بند کی تعمیر میں صدھا بھور متحد ھو کر ھمہ تن مصروف ھو جاتے ھیں اور پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھہ عرصے تک کام میں لگے رھتے ھیں - گروہ کا کوئی فرد اپنے فرائض کی انجام‌دھی میں حتی‌الامکان کوتاھی نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی کی نگرانی کی ضرورت ھوتی ھے - ھاں کمی صرف اس قدر ھوتی ھے کہ آپس میں کام کی کوئی تقسیم نہیں بلکہ جو جس کی سمجھہ میں آتا کرتا ھے اور یہی وجہ ھے کہ بند کی تعمیر میں کوئی ترتیب اور قاعدہ نظر نہیں آتا -

چونکہ ٹہنیاں پانی کے اندر مٹی میں گاڑی جاتی ھیں بعض میں اکثر شاخیں پھوٹ آتی ھیں اور رفتہ رفتہ بڑھہ کر بند پر پورے درخت ھو جاتے ھیں - چنانچہ پرانے بندوں پر ایسے درخت اکثر نظر آتے ھیں -

اگر موقعہ تعمیر کے قریب ھی لکڑی دستیاب نہیں ھوتی تو بھور اور بھی حیرت‌انگیز کرشمے دکھاتے ھیں - ان لکڑیوں کو زمین پر گھسیٹ کر موقع تک لے جانا تو ایک کار دارد کا مضمون ھے - اس لئے باقاعدہ نک لکڑیاں پہنچانے کے لئے وہ لمبی لمبی نہریں کھود لیتے ھیں - تین چار فٹ چوڑی اور اسی قدر گہری اور چار پانچ سو فٹ لمبی نہریں کھود لینا اُن کے لئے معمولی بات ھے -

مسٹر مارگن نے ایک بلد کی پیمایش کی تھی - اس کا طول دو سو ساٹھہ فٹ تھا اور بعض بعض تو چار پانچ سو فٹ لمبائی کے بھی دیکھے گئے ھیں -

بلد تیار ھو جانے پر جب پانی بھر جاتا ھے اس وقت بھور اپنے مکان کی تعمیر میں ھاتھہ لگاتا ھے - اپنے گھر کی مرمت بھی وہ وقتاً فوقتاً کرتا رھتا ھے - جب گھر کی کوئی لکڑی سڑ جاتی ھے تو وہ اُس کی جگہ باھر کی طرف نئی لکڑی لگا دیتا ھے - اور سڑی ھوئی لکڑی نکال کر پھینک دیتا ھے -

طبقۂ کرم خور

(The Insectivora.)

یہہ چھوٹے قد کے جانور ھیں اور بجز آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ کے ان کی نوعیں روئے زمین پر ھر جگہ پائی جاتی ھیں - ان کے نام ھی سے واضح ھے کہ اُن کی غذا کیڑے مکوڑے ھیں مگر ان میں بعض چھوٹے چھوٹے جانوروں کو بھی کھا لیتے ھیں -

ان کے دانتوں کی ساخت کیڑے مکوڑوں کو پکڑنے اور کچلنے کے لئے خاص طور پر مناسب اور موزوں ھوتی ھے - دونوں جبڑوں میں سامنے کی جانب آٹھہ آٹھہ دانت ھوتے ھیں جن میں سے آخری دانت کیلے ھیں - ان کے کیلے به نسبت کاٹنے والے دانتوں کے چھوٹے ھوتے ھیں - یہہ خلاف معمول ھے - اکثر اوپر اور نیچے کے جبڑوں میں دانتوں کی تعداد یکساں ھوتی ھے - ڈاڑھوں پر چھوٹی چھوٹی گھنڈیاں بھی ھوتی ھیں جو اُن کیڑے مکوڑوں کو جن کے جسم پر سخت چھلکے ھوتے ھیں کچلنے میں کارآمد ھوتی ھے -

ان کی کھوپڑی چھوٹی اور تھوتھڑی پتلی ھوتی ھے اور اس کے آخری حصے میں سامنے کی طرف ان کے نتھنے ھوتے ھیں - شکار کی تلاش میں وہ اپنی قوت شامہ ھی سے امداد لیتے ھیں - ان کے کان اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ھوتی ھیں - انگلیوں پر مضبوط ناخن ھوتے ھیں اور اور یہہ تلووں کے بل چلنے والے جانور ھیں - ان کی رفتار

سبک اور عقل کمزور ہوتی ہے - یہہ اکثر بھٹوں میں رہتے ہیں -

ان کی اکثر انواع کے جسم میں ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک بدبودار مادہ خارج ہوتا ہے اور یہی اُن کا ذریعہ حفاظت ہے کیونکہ بدبو کی وجہ سے کوئی گوشت‌خواران پر نظر بھی نہیں ڈالتا -

یہہ طبقہ مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہے —

(۱) چھچھوندر (Sorcidæ.)

(۲) مول (Talpidæ.)

(۳) خاردار چوہے (Erinacidæ.)

(۴) درختوں کی چھچھوندر (Tupaiadæ.)

چھچھوندر کی جماعت

(The Soreidæ.)

چھچھوندر کی جماعت کے چھوٹے چھوٹے جانور ظاہری ساخت میں چوہوں کے مشابہ ہوتے ہیں مگر ان کی تھوتھنی بہت لمبی ہوتی ہے - جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور قوت باصرہ نہایت کمزور ہوتی ہے حتی کہ آفتاب کی روشنی میں وہ اپنی آنکھیں کھول تک نہیں سکتے - اسی لئے یہہ دن میں اپنے بلوں سے باہر نہیں نکلتے -

اوپر کے جبڑے میں درمیان کے دو کاٹنے والے دانت بڑے بڑے اور اُن کی نوکیں ہک کی طرح خمیدہ ہوتی ہیں - ڈاڑھوں پر کھونٹیاں اور پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں - جسم کے پہلوؤں میں گرد ہوتے ہیں اور ان سے ایک نہایت ہی متعفن مادہ خارج ہوتا ہے -

ہندوستان کی معمولی چھچھوندر

(Sorex Cœrulescens.)

یہہ صنف ہندوستان میں ہر جگہ پائی جاتی ہے - موریوں کے راستے اکثر گھروں میں گھستی ہے اور آہستہ ہوتے ہی "چٹ چٹ چٹ" کی آوازیں کرکے چھچھاتی اور

بھاگتی ھے - اس کا طول چھہ سات انچ اور دم تقریباً چار انچ کی ھوتی ھے -

اس صنف کی بدبو خاص طور پر تیز ھوتی ھے چنانچہ بلی اُس پر حملہ کرتی ھے لیکن منھہ مارتے ھی چھوڑ دیتی ھے اور اکثر لوگ بیان کرتے ھیں کہ سانپ تک اس کی بدبو کی وجہ سے بھاگ جاتا ھے - ایک مرتبہ ایک سانپ کا مقابلہ ایک چھچھوندر سے ھو گیا تھا اور اس واقعہ کا ذکر ایک صاحب نے اس طرح کیا ھے کہ " پانی کے ایک چھوٹے سے حوض میں ایک سانپ لیٹتا ہوا پڑا تھا اور ایک چھچھوندر بھی کسی طرح اس میں پہنچ گئی تھی - چھچھوندر ادھر اُدھر پھرتی تھی اور سانپ کبھی کبھی اس پر پھن مارتا تھا - ایک مرتبہ سانپ بھی چونکا اور دونوں میں جنگ آزمائیاں ھونے لگیں - جب دونوں علحدہ ھوئے تو سانپ کے جسم سے خون بہہ رھا تھا مگر چھچھوندر خیر و عافیت سے تھی - دفعتاً سانپ نے اپنے پیٹ سے ایک مینڈک نکالا اور چھچھوندر نے اُس کو فوراً کھانا شروع کر دیا - غالباً دونوں کے جھگڑے کی بنا یہہ مینڈک ھی تھا " -

چھچھوندر اگر کاگ لگی ھوئی بوتل پر چڑھہ جاتی ھے تو بوتل کے اندر بھری ھوئی شراب میں اس کی بدبو آ جاتی ھے - چنانچہ ھندوستان میں اس کا تجربہ اکثر ھوا ھے -

یورپ کی چھچھوندر

(Sorex vulgaris.)

یہہ صنف یورپ کے متوسطہ اور جنوبی ملکوں میں پائی جاتی ہے - اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں بالوں میں قطعی پوشیدہ ہوتی ہیں - کان بڑے بڑے ہوتے ہیں لیکن وہ بھی بالوں کی وجہ سے نظر نہیں آتے - یہہ خصلتاً اس قدر جنگجو ہیں کہ جہاں کہیں دو مل جاتی ہیں فوراً لڑائی ہو پڑتی ہے اور جنگ میں جو فتحیاب ہوتی ہے وہ دوسرے کو ضرور ہی کھا جاتی ہے -

مول کی جماعت

(The Talpidæ.)

مول بھی ایک قسم کی چھچھوندر ہی ہے - اس کی انواع یورپ میں کثرت سے ہیں - ہندوستان میں مول صرف مشرقی ہمالیہ پر اور آسام میں کھاسیا پہاڑ پر پایا جاتا ہے -

ان کا جسم چھوٹا اور فربہ ہوتا ہے - اگلے پاؤں میں نہایت مضبوط ناخن ہوتے ہیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت موزوں ہیں - پچھلے پاؤں بمقابلہ اگلے کے چھوٹے اور کمزور ہوتے ہیں - آنکھیں نہایت ہی چھوٹی چھوٹی ہوتی

هیں - بعض بعض کی آنکھوں پر ایک جھلی ہوتی ہے جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا - ان کے کان نہیں ہوتے لیکن قوت سامعہ تیز ہوتی ہے -

چھچھوندر کی طرح یہہ بھی زمین کے اندر بلوں میں رہتا ہے -

مول

(The Mole--Talpa)

اس کا جسم گول گول گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ اس کے جسم میں گردن کا پتا نہیں ہوتا - اُس کے مضبوط ہاتھہ پاؤں دیکھہ کر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بلوں کا رہنے والا ہے - اگلے پاؤں چوڑے چوڑے پھاوڑے کے مشابہ ہوتے ہیں اور اُن پر پانچ پانچ چپٹے ناخون ہوتے ہیں - پچھلے پاؤں کے تلوے باہر کو مڑے ہوتے ہیں اور اُن سے وہ کھودی ہوئی مٹی بڑی آسانی سے دہنے بائیں پھینک سکتا ہے -

مول اپنا بل کھودنے میں بڑی کاریگری اور ہوشیاری سے کام لیتا ہے - اس میں سوراخوں کا ایک جال سا بنا ہوتا ہے اور باہر آنے جانے کے کئی کئی راستے ہوتے ہیں - کوئی مول کسی دوسرے مول کو اپنے بل میں داخل نہیں ہونے دیتا -

بعض مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بہت سے مولوں کے بل قریب قریب ہوتے ہیں اور اُن کے جال اس طرح مل جاتے ہیں کہ اُن میں کچھہ عام راستے بن جاتے ہیں - ان پر آمد و رفت کا سب کو اختیار ہوتا ہے - ہاں یہہ ضرور ہے کہ جب کوئی دو مول راستے میں مل جاتے ہیں تو جو چھوٹا ہوتا ہے وہ راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ جاتا ہے -

مول بڑا بلا خور ہے اور بھوک اس سے برداشت نہیں ہوتی - بھوک سے مضطر ہوکر وہ دیوانہ سا ہو جاتا ہے اور اگر آٹھہ دس گھنٹے تک غذا دستیاب نہ ہو تو وہ اکثر مر بھی جاتا ہے - بھوکا ہونے پر وہ اپنے سے بڑے جانوروں پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے اور اگر دو بھوکے مول کسی جگہ بند کر دئے جائیں تو اُن میں جو طاقتور ہوتا ہے وہ دوسرے کو کھا جاتا ہے -

وہ ایسا خون کا پیاسا ہوتا ہے کہ شکار مارنے پر پہلے اُس کا پیٹ چاک کر دیتا ہے اور گرم گرم گوشت میں اپنی تھوتھنی داخل کر دیتا ہے -

مول تیر سکتا ہے اور سیلاب کے وقت تیر کر اونچے مقاموں پر پہنچ کر اپنی حفاظت کر لیتا ہے -

سنہرا مول

(The Golden Mole, or Chrysochloris.)

یہہ نوع صرف جنوبی افریقہ میں پائی جاتی ہے اور

وهاں اس کی سات آٹهه قسمیں هوتی هیں - اس کے دهوپ چهاں کے سے رنگ میں سنهرا سبز اور بهجلی رنگ ملے هوئے هوتے هیں -

---

هیج‌هاگ یا خاردار چوھے کی جماعت

(The Eranicidæ.)

اس جماعت کی خاص نوع هیج هاگ (Hedgehog) ہے جس کے جسم پر خار ہوتے ہیں - اس کا طول آٹھ نو انچ کا، ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور پنجوں میں لمبے لمبے ناخن ہوتے ہیں جو کھودنے کے لئے موزوں نہیں ہوتے - بخلاف دوسرے کرم‌خوروں کے هیج هاگ کی تھوتھڑی چھوٹی سی ہوتی ہے -

اس کے جسم پر خاروں کے نیچے موٹے موٹے بال بھی ہوتے ہیں اور پشت پر کچھ ایسے پٹھے ہوتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے وہ خاروں کو کھڑا کر سکتا ہے اور جسم کو گول گول بھی لپیٹ سکتا ہے - جب وہ اپنے جسم کو لپیٹ لیتا ہے تو تھوتھڑی، منھ اور پنجے سب پیٹ کے نیچے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور چاروں طرف خار ہی خار نظر آتے ہیں - دم نہایت مختصر ہوتی ہے اور دانتوں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۲-۲}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۳-۳} = ۳۶$

اس کے کولے نہیں ہوتے - ڈاڑھیں چوکھونٹی اور اُن پر کھلکیاں ہوتی ہیں - اس کی قوت شامہ تیز لیکن قوت باصرہ کمزور ہوتی ہے -

یہہ ایک کاهل‌الوجود جانور هے اور اس کی چال بھی نہایت سست اور بھدی هوتی هے - لیکن چوهے پکڑنے میں وہ بلی سے بھی زیادہ هوشیار هوتا هے اور جس مکان میں هیجهاگ کا گزر هو جاتا هے وهاں چوهوں کا نام و نشان تک نہیں رهتا -

هیجهاگ میں ایک خاص صفت یہہ هے کہ سانپ کا جانی دشمن هے اور اس کو فوراً هی مار ڈالتا هے - سانپ کے زهر کا اس پر کوئی اثر نہیں هوتا - اکثر دیکھا گیا هے کہ جیسے هی سانپ اس پر منہہ مارتا هے تو وہ چشم زدن میں اپنے خار کھڑے کرکے جسم کو لپیٹ لیتا هے -

ایک مرتبہ آزمایش کی غرض سے ایک سانپ اور ایک هیجهاگ ایک بکس میں چھوڑے گئے - سانپ گول گول لپٹ کر لیٹ رها - تھوڑی هی دیر بعد هیجهاگ اُس کے قریب آیا تو سانپ نے اس کے ناک پر کاٹ لیا اور ایک قطرہ خون کا بھی نکل آیا - هیجهاگ وهاں سے هٹ گیا اور اپنے زخم کو چاٹتا رها - ایک بار پھر هیجهاگ سانپ کے قریب پہنچا تو سانپ نے اس کی زبان میں کاٹ لیا - اس مرتبہ وہ ذرا بھی خائف نہ هوا اور سانپ کو پکڑ لیا - دونوں غضب آلود تھے - سانپ بار بار کاٹتا تھا اور وہ سانپ کو جھٹکے دیتا تھا - هیجهاگ نے ذرا سی هی دیر میں سانپ کو چبا ڈالا اور پھر نہایت اطمینان سے اس کا اگلا حصہ کھا لیا -

هیجهاگ کا آلۂ حفاظت اس کے خار هی هیں - خار

کھڑے کر لیوے پھر پھر وہ مارے پیٹے جاوے یا اُچھالے جاوے پر
بھی ملھہ باہر نہیں نکالتا - ہاں پانی میں گرا دئے جاوے
پر وہ ضرور ملھہ نکالتا ہے کیونکہ پانی سے وہ نہایت خائف
رہتا ہے -

یورپ کا ہیجہاگ

(Erinaceous europeus.)

یہہ صنف یورپ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے -

شمالی ہند کا ہیجہاگ

(Erinaceous collaris.)

یہہ سندھ ' پنجاب اور صوبۂ آگرہ و اودھ میں پایا جاتا
ہے - اِس کے خار کسی قدر لمبے اور اُن کا کچھہ حصہ
سیاہ اور کچھہ سفید ہوتا ہے -

جنوبی ہند کا ہیجہاگ

(Erinaceous micropus.)

یہہ قسم نیلگر پہاڑ پر پائی جاتی ہے -

ٹینریک

(The Tenrec—Centetes.)

یہہ ہیجہاگ کی جماعت کی ایک نوع ہے جس کی
کئی صنفیں موڈیگاسکر کے جزیرے پر پائی جاتی ہیں - اگرچہ

یہہ ہیجہاگ کی جماعت کا جانور ہے تاہم اس کی تھوتھڑی بہت لمبی ہے - بعض بعض صنفوں کے جسم پر چھوٹے یا بڑے خار ہوتے ہیں اور بعض کے قطعی نہیں ہوتے -

ہیجہاگ کی طرح یہہ اپنے جسم کو گول نہیں لپیٹ سکتا بلکہ کچھہ حصہ کھلا ہی رہتا ہے - اس کی بعض قسمیں اس قدر کثیرالاولاد ہیں کہ مادہ کے پندرہ سولہ تک بچے ہوتے ہیں اور ایک مادہ کے تو اکیس بچے پیدا ہوئے -

درختوں کی چھچھوندر

(Tupaia.)

اس جماعت کے جانور درختوں پر رہتے ہیں اور ظاہری ساخت اور عادتوں میں گلہری کے مشابہ ہیں -

اِن کی تھوتھڑی لمبی ، کان بیضوی اور دم لمبی اور جھبری ہوتی ہے - کیڑے مکوڑوں اور پھلوں پر یہہ بسر اوقات کرتے ہیں - گلہری کی طرح یہہ بھی غذا کو اگلے پنجوں سے پکڑ کر منھہ تک لے جاتے ہیں -

ان کی بہت سی صنفیں ہند ، برما ، ملے اور قرب و جوار کے جزیروں میں ملتی ہیں -

شکم کی درخت پر رہنے والی چھچھوندر

(Tupaia peguana.)

اس کا طول تقریباً چھہ انچ اور دم بھی اتنی ہی لمبی ہوتی ہے - رنگ دھندلا بھورا کسی قدر سبزی مائل ہوتا ہے -

ملے کي درخت پر رہنے والي چھچھوندر

(Tupaia ferruginea.)

یہہ نہایت بے قرار جانور ہے اور تمام دن درختوں پر عجیب تیزی سے حیرت انگیز چھلانگیں بھرتا رہتا ہے - پنجرے میں بند کر دئے جانے پر بھي وہ لمحہ بھر کو خاموشی سے نہیں بیٹھہ سکتے بلکہ متواتر اچھلتے کودتے رہتے ہیں -

چمگادڑوں کا طبقہ

(The Cheiroptera.)

یہہ طبقہ تمام شیرخوار جانوروں سے مختلف ھے کیونکہ قدرت نے صرف ان ھی کو آلۂ پرواز عطا کیا ھے - مگر یہہ پرند نہیں ھیں - شیرخوار حیوانوں کی خاص خصوصیت ان میں موجود ھے - مادہ کے تھن ہوتے ھیں اور ان کے بچے دودھہ ھی سے پرورش پاتے ھیں - بجز اس کے کہ چمگادڑ اُڑ سکتے ھیں اور کوئی مشابہت اُن میں پرندوں کی نہیں ھے - مثلاً پرندوں کی ھڈیاں اندر کھوکلی ھوتی ھیں اور چمگادڑوں کی ٹھوس -

ان کے دونوں پہلوؤں کی کھال بڑھہ کر ھاتھوں کی اُنگلیوں پر منڈھی ھوتی ھے جو کہ نہایت لمبی اور چھاتے کی تیلیوں کی طرح معلوم ھوتی ھیں - لیکن ھاتھوں کے انگوٹھے چھوٹے چھوٹے ھوتے ھیں اور ان پر جھلی نہیں ھوتی -

ان کے آلہ پرواز میں قدرت نے جھلی کی دو تہیں رکھی ھیں جن میں سے ایک پشت کی کھال سے بڑھہ آتی ھے اور دوسری شکم کی کھال سے - ان پر بال بالکل نہیں ھوتے - پچھلی ٹانگوں کے کچھہ حصے پر بھی یہہ جھلیاں منڈھی ھوتی ھیں لیکن اُن کی انگلیوں تک کبھی نہیں پہنچتی - جس وقت چمگادڑ آرام کرتا ھے تو اس کی پرواز کی جھلی چھاتے کی طرح بند ھوکر جسم پر لپٹ جاتی ھے -

زمین پر چمگادڑ بہ مشکل تمام تھوڑا بہت گھسٹ سکتا ہے اور جس وقت زمین پر بیٹھ جاتا ہے تو پھر اس کو اُڑنے میں بھی بڑی دقت ہوتی ہے - زمین سے اُڑنے کے لئے وہ پہلے اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی امداد سے کسی درخت یا دیوار پر چڑھتا ہے اور کچھ اونچائی پر پہنچ کر اُچھلتا ہے اور اپنی جھلی کو کھول لیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ چمگادڑ حتی‌الامکان زمین پر کبھی نہیں اُترتا بلکہ آرام کرنے کو کسی تاریک کھوہ یا درخت کے کھوکلے یا غیر آباد مکان کی چھت سے اُلٹا لٹکا رہتا ہے -

چونکہ ان کی آنکھیں نہایت کمزور ہوتی ہیں اور سورج کی روشنی برداشت نہیں کر سکتیں اس لئے تمام دن وہ کسی تاریک مقام میں لٹکے ہوئے سوتے رہتے ہیں -

اس کی پرواز کی جھلیاں ہی قوت لامسہ کا کام انجام دیتی ہیں اور تمام عالم حیوانی میں اس قدر نازک اور تیز کسی کا عضولمس نہیں ہوتا - چمگادڑ کو ایک تاریک کھوہ میں بھی اُڑنے میں اتنی ہی آسانی ہوتی ہے جتنی کہ پرندوں کو دن کی روشنی میں - وہ اس میں نہ کسی گوشے سے ٹکراتا ہے نہ کسی پتھر وغیرہ سے بلکہ ایسی صفائی سے بچ جاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے - تاریکی میں اس کی آنکھیں تو کام دیتی نہیں عضولمس ہی اس کی رہنمائی کرتا ہے -

اِس امر کے متعلق اکثر آزمایشیں بھی کی گئی ھیں - چنانچہ ایک مرتبہ ایک کمرے میں نہایت باریک باریک دھاگے جگہ جگہ باندھہ دئے گئے اور کچھہ چمگادڑ جن کی آنکھیں ایک لعاب‌دار شے سے چپکا دی گئی تھیں اس میں چھوڑے گئے - وہ تمام کمرے میں اُڑتے پھرے لیکن کسی ڈورے سے نہ ٹکرائے - اھل فن اسپلانزانی (Spallanzani) نے تجربے کی غرض سے ایک مرتبہ کچھہ چمگادڑوں کی آنکھیں پھوڑ کر ایک کمرے میں چھوڑا اور دیکھا کہ قوت باصرہ کے جاتے رھنے سے اُن کی پرواز پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ وہ بلا پس و پیش تمام کمرے میں اُڑتے پھرے اور کسی چیز سے نہ ٹکرائے - اسپلانزانی کو یہہ دیکھہ کر اس قدر حیرت ھوئی کہ ان کو یہہ خیال گزرا کہ شاید قدرت نے ان کو حواس خمسہ کے علاوہ کوئی اور قوت عطا کی ھے جس کی امداد سے آنکھیں نہ ھونے پر بھی اُن کو پتا چل جاتا ھے کہ کون کون سی چیزیں ان کی پرواز میں حائل ھیں - یہہ احساس ان کو اپنی قوت لامسہ ھی کی بدولت حاصل ھوتا ھے - جس وقت چمگادڑ اُڑتا ھے تو اُس کے آلۂ پرواز سے ھوا میں لہریں سی پیدا ھو جاتی ھیں جو چاروں طرف ٹکراتی اور واپس آتی ھیں اور پھر چمگادڑ کے عضوالمس ھی سے ٹکراتی ھیں اور اُن ھی سے اس کو ھر چیز کے فاصلے کا پتا چل جاتا ھے - اسی طرح جب کوئی کیڑا کسی چمگادڑ کے قریب اُڑتا ھوا نکلتا ھے تو اس کی پرواز سے جو

لہریں ہوا میں پیدا ہوتی ہیں اُن سے چمگادڑ کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرف اور کتنے فاصلے پر اُڑ رہا ہے ۔

اس کے علاوہ اس کی قوت سامعہ اور شامہ بھی تیز ہوتی ہیں ۔ بعض بعض کے نتھنوں کے اوپر پتی کی شکل کی ایک جھلی لگی ہوتی ہے ۔ ان پتی‌دار چمگادڑوں کی قوت شامہ بالخصوص تیز ہوتی ہے ۔

سرد مقاموں میں رہنے والے چمگادڑ بھی جاڑے میں سکوت اختیار کرکے کسی محفوظ مقام میں اُلٹے لٹک کر ساکت و صامت پڑے رہتے ہیں اور اُن پر اُس وقت ایسی غفلت اور مدہوشی طاری ہوتی ہے کہ اگر ان کو پکڑ لیا جائے یا اچھالا جائے تو بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ۔ اور اُن کی جسمانی طاقت اس قدر مضمحل ہو جاتی ہے کہ ایک اہل فن کا بیان ہے کہ ہر تین منٹ میں ان کی نبض صرف ایک ہی بار حرکت کرتی ہے اور سانس اس قدر وقفے کے بعد اور آہستہ آہستہ چلتا ہے کہ بسا اوقات محسوس بھی نہیں ہوتا ۔

اس کے ایک حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے پنجوں کے ناخن سے ماں کی کھال پکڑ کر لٹکا رہتا ہے ۔

اس طبقے کے جانور دو جماعتوں میں منقسم کئے جا سکتے ہیں (۱) میوہ‌خور اور (۲) کرم‌خور ۔

میوہ‌خور چمگادڑوں کی جماعت

(Pteropodidæ.)

چمگادڑ کے طبقے میں بڑے قد کے جانور میوہ‌خور ہیں - اِن کی تھوتھڑی لومڑی کی طرح لمبی اور پتلی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی زبان میں وہ اُڑنےوالی لومڑی (The Flying Fox) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

ان کے کان بہت چھوٹے اور دم یا تو ہوتی ہی نہیں اور اگر ہوتی ہے تو بہت ہی مختصر - میوہ‌خور چمگادڑ ایشیا کے گرم حصوں میں اور ایسٹ انڈیز جزیروں میں نیز آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں -

بادون

(Pteropus Edwardsu.)

میوہ‌خور ٹیروپس نوع کی یہہ ایک صنف ہے - یہہ ہندوستان ، لنکا اور برما میں پائی جاتی ہے - اِس کو شمالی ہند میں بادون اور جنوبی میں گدل کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

یہہ چمگادڑ کے طبقے میں سب سے بڑا جانور ہے - اس کا طول چودہ انچ تک اور پروں کا طول ایک سرے سے دوسرے سرے تک پورے ساڑھے چار فٹ ہوتا ہے -

دن میں یہہ درختوں سے اُلٹے لٹکے رہتے ہیں اور جس

درخت کو وہ دن کے آرام کے لئے منتخب کر لیتے ہیں اس پر ان کا مکمل قبضہ ہو جاتا ہے - اپنی جائے قیام سے ان کو اس قدر انس ہوتا ہے کہ اگر ان کو مار مار کر بھی بھگایا جائے تو بھی اس کو نہیں چھوڑتے -

تمام دن تو آنکھیں بند کئے وہ عالم سکوت میں رہتے ہیں اور جہاں شام ہوئی کہ ان کی چہل پہل شروع ہوئی پہلے تو وہ ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اڑنا شروع کرتے ہیں - پھر تاریکی ہو جانے پر یکے بعد دیگرے اڑ جاتے ہیں اور تمام رات شکم پری کی فکر میں ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں -

جامن، گولر، بڑ وغیرہ ہر قسم کے پھل اس کو مرغوب ہیں - پھلوں کے باغ کو ان کے گروہ بالکل ہی برباد کر دیتے ہیں -

صبح ہونے سے قبل ہی اپنے درخت پر وہ پھر واپس آ جاتے ہیں اور اس وقت جو شور و غل مچاتے ہیں وہ سننے ہی سے تعلق رکھتا ہے - ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ سب سے اونچی جگہ مجھی کو ملے اور کوئی دوسرا میرے قریب تک نہ آسکے - آپس میں زبردست جنگ آزمائیاں بھی ہو جاتی ہیں - کوئی دانتوں سے کاٹتا ہے اور کوئی ناخنوں سے حملہ کرتا ہے اور سب ایک آواز ہو کر کان پھاڑ پھاڑ کر نہایت کرخت آواز سے چیختے اور چلاتے ہیں -

اگر قرب و جوار میں کوئی دریا یا تالاب ہوتا ہے تو یہ

پانی کی سطح کے برابر اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں - بادون کے جسم سے سخت بدبو آتی ہے -

کرم خور چمگادڑوں کی جماعت

چمگادڑ کی اکثر نوعیں کرم‌خور ہی ہیں اور روئے زمین پر قریب قریب ہر جگہ پائی جاتی ہیں -

فائی لاستوما

(Phyllostoma.)

اِن چمگادڑوں کی یہہ خصوصیت ہے کہ ان کی ناک پر جھلی کی ایک پتی سی لگی ہوتی ہے - ان کا منھہ نہایت فراخ اور زبان خاردار ہوتی ہے اوپر کے کیلے منھہ کے باہر نکلے ہوتے ہیں -

یہہ نوع صرف وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں ملتی ہے اور ان کی عادتوں کے متعلق عجیب عجیب خوفناک قصے بعض سیاح اور اہل فن بیان کرتے ہیں - یہہ صرف کیڑے مکوڑوں ہی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے جانوروں کا بھی خون چوس جاتے ہیں - گائے ' بیل ' گھوڑے وغیرہ سے چمٹ کر وہ کھال کاٹ ڈالتے ہیں اور اُن کا خون چوس چوس کر پیٹ بھر لیتے ہیں - اہل فن ازارا (Azara) بیان کرتے ہیں کہ موقع مل جانے پر وہ انسان کا خون بھی پی لیتے ہیں - خود اُن کو بھی کئی بار تجربہ ہوا کہ

جب کبھی جنگل میں کُھلے میدان سونے کا اتفاق ہوا تو یہہ چمگادڑ ان کا انگوٹھا کاٹ کر خون چوس گئے - اور کہال کو وہ ایسی آہستگی سے کاٹ لیتے ہیں کہ اس سے مطلق تکلیف نہیں ہوتی اور سوتا ہوا انسان ہرگز جاگنے نہیں پاتا -

ویسپرٹیلیو

(Vespertillio.)

اس نوع کی تقریباً تینتالیس صنفیں پائی جاتی ہیں جن میں آپس میں نہایت خفیف سا فرق ہوتا ہے -

موچھدار چمگادڑ

(Vespertillio caliginosus.)

ویسپرٹیلیو کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اس کا طول دم تک تقریباً ڈھائی انچ ہوتا ہے - اوپر کے لب کے دونوں جانب کچھہ بال موچھوں کی طرح نکلے ہوئے ہیں - یہہ ہندوستان میں پایا جاتا ہے لیکن اس کی تعداد نہایت قلیل ہے -

رنگدار چمگادڑ

(Kerivoula picta.)

یہہ نوع ہندوستان میں ہر جگہہ ملتی ہے اور اس کا طول تقریباً ساڑھے تین انچ ہوتا ہے - اس کے اوپر کے جسم کا رنگ

نارنگی اور نیچے زرد ہوتا ہے - مگر یہہ رنگ چمکدار نہیں ہوتے - اس کا آلۂ پرواز قطعاً سیاہ ہوتا ہے اور اس پر نارنگی رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں - قدرت نے اس کو ایسے خوش نما رنگ عطا کئے ہیں کہ اڑنے کے وقت وہ بالکل تتلی سا معلوم ہوتا ہے - کیلے کے نئے گول گول لپٹے ہوئے پتوں میں یہہ اکثر پوشیدہ رہتا ہے -

زرد چمگادڑ

(Nycticejus luteus.)

اس نوع کا طول دم تک پانچ انچ سے زائد نہیں ہوتا - کارناٹک ' شمالی ہند ' بنگال ' برما اور آسام میں یہہ پایا جاتا ہے -

بڑے کان کا چمگادڑ

(Magaderma lyra)

اس کی ناک پر بھی پتی کی شکل کی ایک جھلی ہوتی ہے - یہہ چھوٹا سا چمگادڑ ہند میں ہر جگہ کوہ ہمالیہ سے جنوبی گوشے تک پایا جاتا ہے اور ویران اور غیر آباد مکانوں میں اکثر رہتا ہے - ایک اہل فن بیان کرتے ہیں کہ یہہ پوری طور سے تحقیق ہو گیا ہے کہ یہہ بھی دوسرے جانوروں کا خون پیتا ہے - اکثر وہ چمگادڑوں ہی کے کان کے پیچھے چپٹ جاتا ہے اور خون چوسا کرتا ہے

اور خون چوسنے کے بعد اکثر اپنے شکار کو کھا بھی جاتا ہے (۱) -

اس کا رنگ نیل‌گوں ہوتا ہے - جسم کا طول تین چار انچ اور اس کے کان خاص طور پر بڑے بڑے ہوتے ہیں -

---

Dobson's "Monograph of the Asiatic Cheiroptera." (1)

چہاردستی طبقہ

(The Quadrumana.)

یہہ طبقہ عالم حیوانی کا سرتاج ہے اور ساخت جسمانی کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے - کوئی دوسرا طبقہ اپنی ساخت میں انسان کے اس قدر مشابہ نہیں -

ان کے دانتوں اور ہڈیوں کی تعداد اتنی هي ہے جتنی کہ انسان میں ' اور دانتوں کی ساخت بھی انسان کے دانتوں کے مشابہ ہے - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے دانت $\frac{2-2}{2-2}$ - کیلے $\frac{1-1}{1-1}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{2-2}{2-2}$ -

ڈاڑھیں - $\frac{3-3}{3-3}$ = ۳۲

ان کے چہرے اور هاتھوں پر انسان کی طرح بالکل بال نہیں ہوتے اور هاتھہ پاؤں کے انگوٹھے انسان کی طرح انگلیوں سے ملائے جا سکتے هیں - باقاعدہ مذکورہ هاتھوں کا مفاد بہت کچھہ اسی وصف پر منحصر ہے -

اُن کی آنتیں اور آلۂ تناسل بالکل انسان هي کے مشابہ هیں اور مادہ کو حیض بھی آتا ہے اور ان کے تھن بھی سینہ پر ہوتے هیں -

اگر انسان سے فرق ہے تو یہہ ہے کہ ان کے بازو بہت لمبے ہوتے هیں اور کولھا انسان کی طرح چوڑا نہیں ہوتا

اور یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کی طرح سیدھے نہیں کھڑے ہو سکتے -

ان کے ہاتھوں ہی کے انگوٹھے نہیں بلکہ پاؤں کے بھی انگلیوں سے مل جاتے ہیں - درخت پر رہنے والے جانور کے لئے یہہ وصف نہایت مفید اور ضروری ہے کیونکہ شاخوں کو پکڑنے کا کام وہ ہاتھوں کے علاوہ پاؤں سے بھی لے سکتے ہیں -

جب یہہ کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا پورا تلوا زمین پر نہیں پڑتا بلکہ اُن کے کنارے ہی زمین پر رہتے ہیں -

علاوہ اس کے اُن کے ہاتھہ پاؤں کے انگوٹھے انگلیوں سے بہت فاصلے پر ہوتے ہیں اور اس لئے انسان کے انگوٹھوں کی طرح کار آمد نہیں ہوتے -

اس طبقے کے اکثر جانور سبزی اور میوہ‌خور ہیں مگر بعض پھل وغیرہ کے علاوہ کیڑے مکوڑے بھی کھاتے ہیں اور بعض بعض گوشت بھی کھا لیتے ہیں -

اس طبقے کے جانور تنہائی پسند نہیں بلکہ سب گروہ میں رہتے ہیں اور ان کی عقل تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ ہے -

چہار دستی جانور دو قسموں میں منقسم ہیں -

(۱) پرازیمیئی (Prosimiae.)

(۲) سمئیڈی (Simiadae.)

پرازیمیئی میں اس طبقے کے ادنیٰ قسم کے جانور شامل

ہیں اور اس میں لیمر کی جماعت کی بہت سی نوعیں ہیں -

سمائنڈے جو کہ اعلیٰ قسم کے جانور ہیں اپنی ناک کی ساخت کے لحاظ سے دو قسموں میں منقسم ہیں -

(۱) کیٹیرائن (Catarrihnes.)

(۲) پلیٹیرائن (Platarrihnes.)

کیٹیرائن کی ناک کے نتھنے ایک دوسرے کے قریب قریب اور ان کے سوراخ کے منھہ نیچے کو ہوتے ہیں بخلاف پلیٹیرائن کے کہ ان کے نتھنے ایک دوسرے سے کچھہ فاصلے پر ہوتے ہیں اور اُن کے سوراخ سامنے ہوتے ہیں -

کیٹیرائن صرف مشرقی نصف‌الارض میں ہوتے ہیں اور پلیٹرائن امریکہ میں -

پرازیمیئے

لیمر کی جماعت

(The Lemuridæ.)

اس جماعت کے اکثر جانور میڈیگاسکر جزیرے پر پائے جاتے ہیں - ہندوستان اور ملے میں ان کی صرف دو تین ہی نوعیں پائی جاتی ہیں - چہاردستی طبقے کے یہہ سب سے ادنیٰ جانور ہیں -

ان کی تھوتھنی نکیلی لومڑی کی طرح ہوتی ہے اور انسانی
مناسبات جو اس طبقے کے اعلیٰ جانوروں میں نمایاں ہے وہ
ان میں نہیں ۔

مڈغاسکر کے لیمروں کی پچھلی ٹانگیں بہ نسبت اگلی
ٹانگوں کے بڑی ہوتی ہیں ۔ انگوٹھے انگلیوں سے پوری طرح
نہیں مل سکتے اور تمام انگلیاں ایک ہی جھلی میں ملتی
ہوتی ہیں ۔ پچھلے پاؤں کی ان انگلیوں پر جو انگوٹھے
کے قریب ہوتی ہیں لمبا سا جھکا ہوا تیز ناخون ہوتا
ہے ۔ باقی تمام ناخون انسان کے ناخونوں کی طرح چپٹے
ہوتے ہیں ۔ یہہ سیدھے کھڑے ہو کر چل تو سکتے ہیں لیکن
ان کو اپنے بازو اوپر اٹھائے رکھنا پڑتا ہے ۔

مڈغاسکر کے قدما ان سے بہت خائف رہتے ہیں کیونکہ
ایک قدیم روایت وہاں مشہور ہے کہ مرنے کے بعد ہر لیمر
انسان کا جنم پاتا ہے ۔ اس لئے وہ ان کو مارنے کے ہرگز
روادار نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس جزیرے پر ان کی نوعیں
افراط سے ہیں ۔ ان کی آواز بڑی کچھہ عجیب دردناک
سی ہوتی ہے ۔

لیمر کی کچھہ خاص نوعوں کا ذکر ذیل میں درج کیا
جاتا ہے ۔

آئی آئی

(The Aye Aye, or Chiromys Madagascariensis.)

یہہ عجیب جانور صرف مڈغاسکر ہی میں پایا جاتا

ھے اور وھاں بھی اُس کی تعداد اس قدر قلیل ھے کہ کچھہ عرصہ قبل اس کے وجود کا بھی پتا نہ تھا حتی کہ میڈیگاسکر کے قدما بھی اُس سے قطعاً ناواقف تھے - انھوں نے جب اس کو اول مرتبہ دیکھا تو "آئی آئی" کہہ کر اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگے اور یوروپین لوگوں نے اُس کو آئی آئی کے نام سے موسوم کر دیا -

ایک عرصے تک اس کے متعلق اھل فن میں یہہ اختلاف رھا کہ آئی آئی کس جماعت میں شامل کیا جائے - اس کے دانتوں کی ساخت کترنےوالے جانوروں کے مشابہ ھے اور جسم کی ظاھری ساخت میں وہ گلہری کی طرح ھوتا ھے - لیکن غور کرنے پر ظاھر ھوتا ھے کہ چہار دستی جانوروں کی بہت سی خصوصیتیں اس میں پائی جاتی ھیں اور اکثر ماھرین اب اس امر پر متفق ھیں کہ وہ در اصل چہاردستی طبقے کا جانور ھے -

اس کی عادتوں سے لوگ بہت کم واقف ھیں مگر اس کے دانتوں کی ساخت اس امر پر کافی روشنی ڈالتی ھے کہ اس کی غذا کیڑے مکوڑے اور پھل ھیں - وہ درختوں پر رھتا ھے اور اکثر کھوکلوں میں پوشیدہ رھتا ھے -

شرمیلی بلی

(Nycticebus tardigradus.)

یہہ چھوٹا سا جانور مشرقی بنگال میں پایا جاتا ھے -

اس کا رنگ دھندلا ' دم چھوٹی اور جسم چھریرہ ہوتا ہے - آنکھیں بڑی بڑی ' انگوٹھے انگلیوں سے فاصلے پر اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی دوسری انگلیوں سے بہت چھوٹی ہوتی ہے - نتھنے تھوتھنی سے آگے نکلے ہوتے ہیں - زبان لمبی ' باریک اور کھرکھری ہوتی ہے -

بنگال میں اس کو "لجالوتی بانر" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اس کی قسمیں ملے اور جاوا میں بھی پائی جاتی ہے -

شرمیلی بلی آبادیوں سے دور گھنے جنگلوں میں رہتی ہے - تمام دن درختوں پر پوشیدہ رہتی ہے اور رات ہی میں باہر نکلتی اور پھل پتی ' کیڑے مکوڑے وغیرہ کھایا کرتی ہے -

دیوانتسی بلی

(Loris gracilis.)

لیمر کی جماعت میں لورس نوع کے جانور چھوٹے چھریرے جسم کے ہوتے ہیں اور دیوانتسی بلی اسی نوع کی ایک صنف ہے -

اس کے دم بالکل نہیں ہوتی - آنکھیں بڑی اور ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہی ہوتی ہیں - پہلے جلوای جلد اور للک میں پائی جاتی ہے - رنگ بھورا کچھ دھندلا سا اور جسم پر چھوٹے چھوٹے گھنے اور ملائم بال ہوتے ہیں -

طول تقریباً آٹھہ انچ ہوتا ہے - مشرقی گھاٹ پر یہہ بکثرت پائی جاتی ہیں اور ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ہیں کہ مدراس میں اکثر لوگ ان کو زندہ ہی لاکر فروخت کرتے ہیں - ان کی آنکھوں کا تیار کیا ہوا سرمہ آنکھوں کے امراض کے لئے نہایت مفید سمجھا جاتا ہے -

یہہ صرف رات ہی میں باہر نکلتی ہے اور تمام دن گیند کی طرح لپٹی ہوئی پڑی سوتی رہتی ہے - رینگنی پتیاں ' کیڑے مکوڑے اور انڈے اس کی غذا ہیں -

مارموسٹ

(The Marmoset)

لیمر کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور مشرقی نصف الارض میں پائے جاتے ہیں - امریکہ میں اس جماعت کی صرف ایک نوع مارموسٹ پائی جاتی ہے - ساخت کے لحاظ سے یہہ لیمر اور بندروں کے درمیان درمیان ہوتے ہیں -

وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں مارموسٹ کی بہت سی صنفیں پائی جاتی ہیں - ان کے انگوٹھے انگلیوں سے مل جاتے ہیں - انگلیوں پر ناخن چپٹے نہیں ہوتے بلکہ لمبے لمبے اور تیز گوشت‌خوار جانوروں کی طرح ہوتے ہیں - ان کا سر گول ' تھوتھڑی چھوٹی ' نتھنے علحدہ علحدہ اور کان بڑے بڑے ہوتے ہیں - کانوں کے پیچھے بڑے بڑے بال ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی شکل نہایت عجیب

معلوم ہوتی ہے - دم نہایت لمبی اور موٹی ہوتی ہے اور اُس پر سیاہ اور سفید چوڑے سے پٹے ہوتے ہیں -

ظاہری ساخت اور حرکات میں یہہ بہت کچھہ گلہریوں کے مشابہ ہیں اور اپنی بسر اوقات کیڑے مکوڑوں پر کرتے ہیں مگر بعض اوقات انڈے اور چھوٹے چھوٹے پرندوں پر بھی ہاتھہ صاف کر جاتے ہیں -

بندروں کی جماعت

(The Simiadæ.)

چہاردستی طبقے میں یہہ بندروں کی اصل جماعت ہے - پرازیمیٹے جانوروں کی بہ نسبت یہہ اعلیٰ درجے کے جانور ہیں - بن‌مانس اس جماعت میں شامل کئے جاتے ہیں - اکثر ان کی دم چھوٹی ہوتی ہے اور بعض کے ہوتی ہی نہیں - انسانی حرکات و سکنات کی نقل یہہ ہو بہو کر دکھاتے ہیں اور ان کے تمام ذوی تمام حیوانوں پر فوقیت رکھتے ہیں -

س جماعت میں دو اقسام ہیں

(۱) امریکہ کے بندر -

(۲) مشرقی نصف‌الارض کے بندر -

امریکہ کے بندر

ان کے نتھنے ایک دوسرے سے فاصلے پر اور ان کے سوراخ سامنے کو ہوتے ہیں - ان کے دانتوں کی تعداد چھتیس ہے

اور اکثر ان کي دم لمبی اور جسم دبلا پتلا ہوتا ہے - ان کی خاص خاص نوعوں کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

چلّانے والے بندر

(Myeetes.)

یہہ اپنی بھاری ' خوف ناک ' اور گونجتي ہوئی آواز کے لئے مشہور ہیں اور یہہ ان کے نام ہی سے واضح ہے - اگرچہ ان کا قد چھوٹا سا ہوتا ہے تاہم جس وقت ان کا گروہ مل کر آواز لگاتا ہے تو تمام جنگل گونج اٹھتا ہے - ایسی بھاری اور غیر مسموع آواز شاید ہی کسی دوسرے جانور کی ہو - انسان کا دل تو ان کی آواز سنتے ہی سہم جاتا ہے -

ان کی دم سرے پر گھومی ہوئي اور اُس میں کچھہ عجیب قوت گرفت ہوتی ہے - ان کی چار پانچ صنفیں جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہیں -

مکڑی نما بندر

(The Spider Monkey, or Ateles.)

اپنے دبلے پتلے جسم - لمبی لمبی ٹانگوں اور بازؤں کی وجہ سے ایٹیلیز نوع کا بندر مکڑی نما بندر کے نام سے موسوم کیا جانے لگا ہے - ان کی ساخت کي خصوصیت یہہ ہے کہ ہاتھوں میں انگوٹھا نہیں ہوتا - ہاں بعض کے بجائے

انگوٹھے کے ایک گھنڈی سی ہوتی ہے جو بلا ناخن ہوتی ہے -

ان کی دم اپنی عجیب قوت گرفت کی وجہ سے ایک علحدہ ہاتھ کی طرح کام دیتی ہے - بلا دیکھے ہوئے وہ اپنی دم کے ذریعہ سے احساس کر لیتا ہے کہ کون سی شاخ اس کے جسم کی متحمل ہو سکتی ہے چنانچہ ایسی ہی شاخ میں دم لپیٹ کر وہ بلا پس و پیش الٹا لٹک جاتا ہے اور چھلانگ بھرنے کے لئے جھولنے لگتا ہے -

اگر وہ کسی دریا کو عبور کرنا چاہتا ہے تو بھی اپنی دم ہی کی امداد سے اس مقصد میں کامیاب ہوتا ہے - گروہ کا کوئی ایک بندر کنارے پر کسی درخت کو اپنی دم کی گرفت میں لے لیتا ہے - پھر دوسرا اس پہلے کے جسم کو اپنی دم سے پکڑ لیتا ہے - علی ہذا یکے بعد دیگرے سلسلہ وار ایک زنجیر سی بنا لیتے ہیں - پھر سب جھولنے لگتے ہیں حتی کہ آخری بندر دوسرے کنارے کے کسی درخت کی شاخ تک پہنچ کر اس کو پکڑ لیتا ہے - اس طرح پل بناکر تمام گروہ اس پر سے گذر جاتا ہے -

سیبس

(The cebus.)

امریکہ کے بندروں میں سے ایک مشہور نوع ہے جو کہ جنوبی امریکہ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے - یہ بہ آسانی پالا جاسکتا ہے اور اس کی طبیعت انسان سے بہت جلد

مانوس ہو جاتی ہے - یہہ نہایت عقل اور عادت کا سیدھا جانور ہے - اہل فن مسٹر رومانیز کے پاس ایک بھورا سیبس (Cebus fatuellas) تھا اور ان کی ہمشیرہ نے اس کے کارناموں کا ایک نہایت ہی دلچسپ روزنامچہ تیار کیا تھا جس کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

آپ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ جن اخروٹوں کو اپنے دانت سے نہیں توڑ سکتا اُن کو اپنے پانی کے پیالے سے توڑ لیتا ہے - تمام دن تو وہ عجیب بے قراری اور اضطراب کی حالت میں گذارتا ہے اور شب کے وقت بڑی لیاقت سے اونی گرم دوشالہ اوڑھہ کر سو رہتا ہے - اور ایک دن میں نے اُس کو ایک ہتوڑہ اخروٹ توڑنے کو دیا تو اس نے بڑی ہوشیاری سے اس سے کام لیا - اگر کوئی شے اتنے فاصلے پر ہوتی ہے کہ وہ نہیں پہنچ سکتا تو وہ لکڑی سے اس کو اپنی طرف گھسیٹ لیتا ہے اور اگر اس طرح بھی اُس کو کامیابی نہیں ہوتی تو سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اور دوشالے کے دو کونے هاتھہ میں پکڑ کر اس کو پہلے تو پیچھے کی طرف پھینک دیتا ہے اور پھر جھوکا دیکر سامنے پھینکتا ہے اور اخروٹ کو اُس سے گھسیٹ لیتا ہے -

ایک دن اس کو جھاڑو دینے کا برش مل گیا جس کے دستے میں پیچ کی چوڑیاں تھیں - دستے کو گھما گھما کر پیچ کھولنے کی ترکیب اُس نے فوراً ہی سیکھہ لی - پھر اس کو یہہ فکر ہوئی کہ دستے کے پیچ کو کس دے - پہلے

اُس نے دستے کا اُلٹا سرا سوراخ میں ڈالا اور گھمانا شروع کیا - دستے کو وہ گھماتا اُسی طرف کو تھا جس طرف کہ وہ گھمایا جانا چاہئے تھا - کامیاب نہ ہونے پر اس نے دستے کا دوسرا سرا پیچ میں ڈال کر گھمانا شروع کیا - ایک خاص دقت اُس کو یہ پیش آئی کہ دستے کو سیدھا رکھنے کے لئے اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا پڑتا تھا - تب برش کو اس نے اپنی ٹانگوں میں دبا لیا اور نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اُس کام میں مشغول ہوا اور بالآخر پیچ کی پہلی چوڑی اُس نے کس ہی لی - پھر اُس نے کئی بار پیچ کسنے اور کھولنے کی مشق کی -

ایک دن میں نے اس کو کنجی دے دی تو وہ ایک بکس کا تالا کھولنے کی تدبیروں میں برابر دو گھنٹے تک لگا رہا - یہ تالا خراب ہو گیا تھا اور بڑی دقت سے کھلتا تھا اور اس کو کھولنے کے لئے بکس کا ڈھکنا دبانا پڑتا تھا - تھوڑی ہی دیر میں اُس نے کنجی ڈالنا سیکھ لیا اور اس کو اُلٹا سیدھا گھمانے لگا اور کنجی گھماتے وقت برابر ڈھکنا اُٹھانے کی کوشش کرتا تھا -

یہ تو صاف ظاہر تھا کہ تالا کھولنے کی ترکیب اُس نے دیکھ کر سیکھ لی تھی کیونکہ سوراخ میں کنجی ڈالنے سے قبل وہ اس کو کئی بار اس کے چاروں طرف گھماتا تھا - اس کی وجہ یہ تھی کہ معمولی حالت میں تو صاف نظر نہ آتا تھا کنجی کو چاروں طرف پھیر پھیر کر سوراخ کو

تلاش کیا کرتی تھیں - چنانچہ بندر کا یہہ خیال تھا کہ تالا کھولنے کے لئے کنجی کو اس طرح گھمایا جانا بھی ضروری ہے -

گلہری نما بندر

(Chrysothrix.)

بندر کی تمام نوعوں میں شاید گلہری نما بندر سے زیادہ خوبصورت کوئی اور نہیں ہے - اپنی ساخت عادتوں اور تیزی میں یہہ گلہری کے مشابہ ہے اور یہہ نہایت عقیل بھی ہوتا ہے - دم بہت لمبی ہوتی ہے لیکن اس میں قوت گرفت نہیں ہوتی - شکل و صورت سے وہ بچوں کی طرح بے گناہ اور سیدھا سادہ معلوم ہوتا ہے اور کسی قسم کی تکلیف یا شکایت ہونے پر وہ بچوں ہی کی طرح رونے چلانے لگتا ہے - اہل فن ہمبولٹ تحریر کرتے ہیں کہ خوف زدہ ہونے پر یا ستائے جانے پر اُس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں مگر مسٹر ڈارون بیان فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے اُس کی آنکھوں میں اُنسو آتے کبھی نہیں دیکھا -

گلہری نما بندر گوشت خوار ہے اور کیڑے مکوڑے پکڑنے کی غرض سے درختوں پر تمام دن اچھلتا کودتا پھرتا ہے -

مشرقی نصف الارض کے بندر

مشرقی نصف الارض کے بندر اپنے نتھنوں کے ذریعہ سے ممتاز کئے جا سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں

اور نیچے کو کھلتے ہیں ۔ تقریباً تمام نوعوں کے رخساروں میں کیسے ہوتے ہیں اور دم کے قریب موٹی سخت کھال کے بڑے بڑے ٹکڑے ہوتے ہیں ۔ یہی ان بندروں کی بیٹھکیں ہیں ۔ ان کی دم امریکہ کے بندروں کی طرح لمبی نہیں ہوتی اور بعض کے بالکل نہیں ہوتی ۔ ان کے دانتوں کی تعداد اور ساخت بالکل انسان کے مشابہ ہے ۔

ان کی خاص خاص نوعوں کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

سنوسیفیلس

(Cynocephalus.)

یہ نوع افریقہ میں پائی جاتی ہے ۔ ان کا منہ کتے کی طرح لمبا ہوتا ہے اور یہی ان کی وجہ تسمیہ ہے ۔ ان کا قد بڑا اور دانت خوفناک ہوتے ہیں ۔ منہ اور ٹھٹی اکثر چمکیلے رنگ کے ہوتے ہیں ۔ عوام ان کو بابون کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

یہ ہمیشہ گروہ میں رہتے ہیں اور پھلوں کے باغ کے بڑے دشمن ہیں ۔ ان کے گروہ کو بھگانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور انسان ان سے خائف بھی رہتے ہیں ۔

یہ پہاڑی اور چٹانی مقاموں میں رہنا پسند کرتا ہے ۔ گروہ کا ہمیشہ ایک سردار ہوتا ہے اور اس کی آواز سنتے ہی سب جمع ہو جاتے ہیں ۔

ایک مصنف تحریر کرتے ھیں کہ جب یہہ بھاگتے ھیں تو اپنے تعاقب کرنے والے پر پہاڑ پر سے بڑے بڑے پتھر لڑھکاتے چلتے ھیں اور چھوتے چھوتے پتھر اُتھا کر بھی مارتے ھیں اور چونکہ ایک ایک گروہ میں سو ڈیڑھ سو بندر سے کم نہیں ھوتے کنکر پتھروں کی زبردست بوچھار ھونے لگتی ھے -

سردار ھمیشہ سب سے آگے چلتا ھے اور تھوڑی تھوڑی دیر پر کسی درخت پر چڑھہ کر چاروں طرف کا پتا لگاتا چلتا ھے - بیبوں کی کئی صنفیں پائی جاتی ھیں -

معمولی بیبوں

(Cynocephalus babouin.)

یہہ صنف ملک حبش میں پائی جاتی ھے -

چمکا

(C. porcarius.)

یہہ صنف صرف جنوبی افریقہ میں خصوصاً ٹیبل پہاڑ پر پائی جاتی ھے - ان کے چھوتے چھوتے گروہ ھوتے ھیں جن میں بیس تیس بندر سے زیادہ نہیں ھوتے - چمکا بڑا بےباک جانور ھے اور انسان کو تنہا پاکر بے خوف و خطر لوت مار کرتا ھے -

گنی بیبون

(C. Sphinx.)

یہہ مغربی افریقہ میں پایا جاتا ھے -

مینڈرل

(C. Mormon.)

یہہ بھی دنیا کے عجیب جانوروں میں ہے —

اس کی ناک کے دونوں جانب بہت سی جھریاں ہوتی ہیں جو کہ نہایت شوخ سرخ اور نیلے رنگ کی ہوتی ہیں اس کی دم کے قریب بیٹھکوں کا رنگ بھی نہایت چمکدار ہوتا ہے —

مینڈرل قدآور جانور ہے اور پالے جانے پر بھی اس پر کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بعض اوقات وہ بلا وجہ بھی غضب آلود ہو جاتا ہے —

ایک اہل فن بیان کرتے ہیں کہ اس میں یہہ عجیب بات ہے کہ نوجوان عورتوں کو دیکھہ نہیں سکتا — ان کو دیکھہ کر وہ ایسا متوالا اور دیوانہ سا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس کو موقع مل جائے تو وہ ان کو ضرور مضرت پہنچائے —

یہہ مغربی افریقہ میں پایا جاتا ہے —

لنگور

(Presbytis.)

اپنے سوا چہرہ اور لمبی پتلی سیدھی دم کے ذریعہ

سے یہہ ممتاز ہوتے ہیں - ان کے سر گول اور جسم چھریرہ ہوتا ہے - پاؤں کی انگلیاں لمبی ، ہاتھوں کے انگوٹھے چھوٹے دم کے قریب بیٹھکیں ہوتی ہیں - ان کی بہت سی صنفیں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - یہہ حیرت انگیز چھلانگیں بھرتے ہیں اور پچیس تیس فٹ کا فاصلہ طے کر کے جس شاخ پر چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں اور کبھی دھوکا نہیں کھاتے - لنگور صرف ہندوستان ہی میں پائے جاتے ہیں -

بنگال کا لنگور

(Presbytis Entellus.)

یہہ صنف بنگال ، شمالی ہند اور وسط ہند میں پائی جاتی ہے - اس کا چہرہ اور ہاتھہ پاؤں سب سیاہ ہوتے ہیں - ان میں بعض بعض کی دم طول میں سوا گز تک ہوتی ہے - اکثر یہہ جنگلوں ہی میں رہتے ہیں اور طرح طرح کے پھلوں پر زندگی بسر کرتے ہیں - خصوصاً پیپل اور گولر کے پھل ان کو بہت مرغوب ہیں -

ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ہیں کہ نر اور مادہ علحدہ علحدہ گروہوں میں رہتے ہیں اور مادہ کے گروہوں کے ہمراہ صرف ایک دو مسن نر رہتے ہیں - کہا جاتا ہے کہ نوجوان نروں کو یہہ یا تو بھگا دیتے ہیں یا مار ڈالتے ہیں - ہر سال ایک خاص موسم میں تمام نر مادہ کے گروہوں کے قریب پہنچتے ہیں

اور نروں میں زبردست جنگ ہوتی ہے - جو نر شکست کھاتے ہیں وہ بچوں کو لے کر جنگل کو بھاگ جاتے ہیں -

ہمالیہ ، نیل‌گر اور مالابار کے ساحل پر بھی لنگور کی قسمیں پائی جاتی ہیں -

اِنیوز

(Inuus.)

شمالی ہند کا معمولی بندر انیوز نوع کا جانور ہے - ان کا چہرہ آگے کو نکلا ہوا نہیں ہوتا - نتھنے منہ سے کچھ فاصلے پر ہوتے ہیں - گلے بڑے بڑے ، دم چھوٹی اور تھیلی بھی ہوتی ہیں - بچوں میں خصوصاً یہ سیدھے ہوتے ہیں لیکن جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے - ان کا مزاج نہایت وحشیانہ اور خوفناک ہوتا جاتا ہے -

شمالی ہند کا بندر

(Inuus rhesus.)

یہی صنف بنگال اور شمالی ہندوستان میں کثرت سے پائی جاتی ہے - بنگال میں [illegible] اور شمالی ہند میں بندر کے نام سے یہ موسوم کیا جاتا ہے - ہمالیہ پر بھی چار پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک یہ صنف پائی جاتی ہے - یہ جنگلوں اور آبادی دونوں ہی میں دیکھا جاتا ہے -

نیل بندر

(Inuus silenus.)

یہہ مغربی گھاٹ پر پایا جاتا ھے - رنگ سیاہ لیکن سر اور گردن پر سرخی مائل بڑے بڑے بال ہوتے ھیں - اس کا مزاج نہایت ھی وحشی اور جنگلی ہوتا ھے اور یہہ پالا نہیں جا سکتا -

میگٹ

(Inuus Sylvanus.)

یہہ شمالی افریقہ میں الجیریا اور موراکو میں پایا جاتا ھے - اسی صنف کے تھوڑے سے جانور یورپ میں جبرالٹر بندرگاہ میں بھی ھیں - افریقہ میں اِن کے گروہ ساتھہ ساتھہ رہتے ھیں اور نہایت بےباکی سے باغوں کو اُجاڑا کرتے ھیں -

گیونن

(Cercopithecus.)

یہہ نوع افریقہ میں پائی جاتی ھے اور اس کی پچیس تیس صنفیں ھیں - ساخت کی یہہ خصوصیت ھے کہ ان کی کھوپڑی کی ھڈی اور آنکھوں کے درمیان بہت ھی کم فاصلہ ہوتا ھے - ان کے گروہ بھی پھلوں کے درختوں کو بےحد نقصان پہنچاتے ھیں اور عادت کے یہہ ایسے جنگلی ھیں کہ ھرگز پالے نہیں جا سکتے -

بڑی ناک کا بندر

(Semnopitheous nasalis.)

یہہ بورنیو کا باشندہ ہے - اس کی ناک انسان کی ناک سے بھی زیادہ لمبی اور اٹھی ہوئی ہوتی ہے - رخساروں اور ٹھوڑی پر لمبے لمبے بالوں کی ڈاڑھی ہوتی ہے -

---

بن مانس

(Anthropomorphus Monkeys.)

اب ہم بندروں کی ان نوعوں کا تذکرہ کرینگے جو تمام مخلوق حیوانی میں انسان کے ساتھہ اپنی ساخت کے لحاظ سے زیادہ مناسبت اور مشابہت رکھنے کی وجہ سے اعلیٰ ترین مخلوق ہیں چنانچہ بن مانس اسی قسم کے مانند ہے اور اس کی چار نوعیں مشہور ہیں (١) گبن - (٢) اورینگ اوٹان - (٣) چمپانزی - (٤) گوریلا -

گبن

(The Gibbons Hylobates)

بن مانسوں میں چھوٹے قد کے صرف گبن ہی ہیں - ان کا جسم چھریرا - آنکھیں بھاری - اور انگلیاں بہت لمبی لمبی ہوتی ہیں - یہہ قد کے ہی چھوٹے نہیں بلکہ فہم و فراست میں بھی دوسری نوعوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں -

ان کے گروہ سوماترا اور بورنیو کے جزیرو میں بکثرت پائے جاتے ھیں اور عادتاً یہہ نہایت سیدھے سادے اور ڈرپوک جانور ھیں -

یوں تو بندر کی جماعت میں تمام جانور نہایت تیز ھیں اور بڑی بڑی چھلانگیں بھرتے ھیں لیکن گبن اپنی تیزی اور چھلانگوں میں ضرب المثل ھے - کسی لچکتی ہوئی شاخ کو پکڑ کر وہ دو چار بار جھولتا ھے اور جھوکا لے کر اس طرح تڑپتا ھے کہ تیس چالیس فٹ کا فاصلہ طے کر کے کسی دوسرے درخت کی شاخ پر بلا خطا کئے جا گرتا ھے -

اس نوع میں جو سب سے قدآور جانور ھیں ان کا طول بھی تقریباً تین فٹ سے زائد نہیں ھوتا - یہہ درختوں پر رھتے ھیں اور جب زمین پر چلتے ھیں تو دونوں بازؤں کو اوپر اُتھائے رھتے ھیں - ان کا رنگ گہرا بھورا یا کسی قدر سیاھی مائل ھوتا ھے -

اورنیگ اوتان

(Orang Outan Simia satyrus.)

سمائڈے کی یہہ مشہور نوع صرف سوماترا اور بورنیو کے جزیروں میں پائی جاتی ھے جہاں کہ قدما ان کو اورینگ اوتان کے نام سے موسوم کرتے ھیں - اورینگ اوتان کے معنی " جنگل کا آدمی " ھیں چنانچہ اس نام ھی سے واضح ھے کہ اس کی شکل و صورت انسان سے بہت

ملتی جلتی ہوتی ہے - یہہ امر جائے تاسف ہے کہ ابھی تک انسان کو اس کی واقفیت حاصل کرنے کا موقع دستیاب نہیں ہوا اور اس کی خاص وجہ یہہ ہے کہ وہ بہت کم تعداد میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ گھنے جنگل اور تر نشیبی میدانوں میں رہتے ہیں -

جب یہہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو اس کا قد تقریباً چار فٹ چار انچ ہوتا ہے - جسم پر بڑے بڑے اور موٹے بال ہوتے ہیں جن کا رنگ بھورا کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے - شانوں اور بازوؤں کے بالائی حصے پر بالوں کی لمبائی تقریباً سوا فٹ ہوتی ہے -

اورینگ کی ٹانگیں چھوٹی اور بازو بہت لمبے ہوتے ہیں حتی کہ سیدھے کھڑے ہونے پر وہ پاؤں کے قریب تک پہنچتے ہیں - اس کے ہاتھ بالکل انسان کی طرح ہوتے ہیں صرف فرق یہہ ہے کہ انگلیاں لمبی اور انگوٹھا چھوٹا سا ہوتا ہے - اس کے پاؤں کے انگوٹھے بھی اس کے لئے نہایت مفید ہوتے ہیں کیونکہ وہ بھی ہاتھوں کے انگوٹھوں کی طرح انگلیوں سے مل سکتے ہیں اور ان کی وجہ سے درختوں پر چڑھنے میں اس کو زیادہ آسانی ہوتی ہے - ہاتھ اور پاؤں دونوں سے وہ شاخوں کو نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑ سکتا ہے -

اورینگ شاذ و نادر ہی ٹانگوں پر سیدھا کھڑا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ کسی قدر جھک کر چلتا ہے اس کے ہاتھ سہارے

کے لئے زمین تک پہنچ جاتے ہیں اور اُن کی انگلیاں موڑ کر وہ مٹھی ٹیکتا ہوا چلتا ہے - اُس کے تلوے بھی پوری طور سے زمین پر نہیں پڑتے بلکہ اُن کے باہری حصے ہی کے بل اس کو چلنا پڑتا ہے - یہی وجوہات ہیں کہ اس کو زمین پر چلنے میں بڑی دقت ہوتی ہے اور اُس کی چال بھی بھونڈی اور بھدی معلوم ہوتی ہے - زندگی کا لطف اس کو درختوں ہی پر حاصل ہوتا ہے جن پر وہ نہایت ہی تیزی سے اچھلتا کودتا پھرتا ہے - اُس کے پچھلے جسم پر موٹی سخت کھال کے ٹھٹے نہیں ہوتے اور دم قطعی نہیں ہوتی - یہہ بھی اُس کے اعلی مرتبہ کی ایک علامت ہے - جوانی میں اس کے بڑی سی ڈاڑھی بھی نکل آتی ہے -

عموماً یہہ سیدھا سادہ جانور ہے اور بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے انسان پر کبھی حملہ نہیں کرتا - پھر بھی وہ بزدل نہیں اور اپنی حفاظت کے لئے بے خوف و خطر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے - چنانچہ ڈاکٹر والیس تحریر کرتے ہیں کہ "ایک مادہ ایک درخت پر چڑھی ہوئی شاخوں اور خاردار پھلوں کی جو تقریباً بتیس پونڈ کے گولوں کے برابر تھے دس منٹ تک اس طرح بوچھار کرتی رہی کہ ہم لوگوں کو اُس نے درخت سے دور ہی روک دیا" - (۱)

"The Malay Archipelago," by Dr. A. R. Wallace. (۱)

ایک صاحب ڈاکٹر موبلس اس کی ایک خوابگاہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "اس کا طول ۱ء۴۲ میٹر تھا اور عرض ۸ء میٹر تھا - اس میں تقریباً پچیس شاخیں لگائی گئی تھیں جو چن چن کر ایک دوسرے سے متوازی رکھی گئی تھیں - شاخوں کے ڈھانچے کے اوپر پتیاں بچھی تھیں ایسی آرامگاہ کی تعمیر کے لئے نہ کوئی کاریگری درکار ہوتی ہے نہ بہت مشقت" -

ہر سال اُس کے ایک بچہ ہوتا ہے - ڈاکٹر والیس نے ایک مرتبہ ایک مادہ ماری اور اس کا چھوٹا سا بچہ پکڑ لیا - انھوں نے اُس کو پالنے کی بہت تدبیریں کی مگر وہ بہت دن زندہ نہ رہا - آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "جب میں اس کو گھر لا رہا تھا تو اُس نے اپنے ہاتھ میری ڈاڑھی میں ڈال دئے اور ایسے زور سے پکڑ لی کہ اس کا ہاتھ علحدہ کرنے میں مجھے بڑی دقت ہوئی - اُس وقت اُس کے ایک بھی دانت نہ تھا لیکن کچھ ہی دن میں سامنے کے دو دانت نکل آئے - جب میں اُس کے منھ میں اُنگلی دیتا تھا تو وہ بڑی طاقت سے اُس کو چوستا تھا اور دودھ نکالنے کی کوشش کرتا تھا - بہت دیر تک کوشش کرنے کے بعد جب ناکامیاب رہتا تو تھک کر انگلی چھوڑ دیتا تھا اور چیخ مار کر بالکل بچوں ہی کی طرح روتا تھا -

"کچھ عرصے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اس کو غسل کرائے جانے کی ضرورت ہے - چند مرتبہ غسل کرائے

جانے پر اُس کو خود لطف حاصل ہونے لگا چنانچہ جب اس کا جسم گندہ ہو جاتا تھا وہ رونے چلانے لگتا تھا اور جب تک میں اُس کو پانی کے نل کے قریب نہ لے جاتا وہ خاموش نہ ہوتا تھا - جو غذا اس کو دی جاتی تھی اُس سے اپنی رغبت یا نفرت ظاہر کرنے کے لئے ایسی عجیب طرح سے منھ بناتا تھا کہ دیکھ کر ہنسی آتی تھی" -

انسان کے ساتھ رہ کر اورینگ بڑا ہوشیار اور سمجھدار ہو جاتا ہے - ایک صاحب ڈاکٹر ڈارک ایک اورینگ کو جاوا سے لا رہے تھے - وہ اپنا بستر بچھانے میں بڑی مداخلت کرتا تھا - اگر کوئی سخت چیز اُس کے نیچے ہوتی تھی تو اس کو بڑی ہوشیاری سے نکال دیتا تھا - بستر پر چت لیٹ کر وہ بادبان اوڑھ لیتا اور اگر بادبان ہاتھ نہ لگتا تو ملاحوں کے کپڑے اٹھا لاتا تھا یا اُن کے بستروں ہی پر ہاتھ مارتا تھا - وہ گوشت کھا لیتا تھا اور چاء اور قہوہ بہت پسند کرتا تھا -

ایک صاحب ایک پالتو اورینگ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دستانے مل جانے پر وہ اُن کو ہاتھوں پر چڑھانے کی کوشش کرنے لگا - اگرچہ پہلے تو وہ سمجھتا نہ تھا کہ کس ہاتھ کا کون سا دستانہ ہے تاہم اتنا وہ بخوبی جانتا تھا کہ دستانے ہاتھوں پر چڑھائے جاتے ہیں -

مشہور و معروف عالم کووے صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اورینگ تنہا کمرے میں بند کر دیا گیا

اور چٹخنی دے دی گئی - اس نے باہر نکلنے کی بےانتہا کوشش کی مگر چٹخنی اونچی تھی اور جب اس کا ہاتھ نہ پہنچ سکا تو ایک کرسی گھسیٹ کر بالاخر چٹخنی کھول ہی لی -

ڈاکٹر کارل گروس لکھتے ہیں کہ ایک مادہ اوینگ سخت سے سخت گرہ اپنے دانتوں اور انگلیوں سے کھول لیتی تھی، اور گرہ کھولنے میں اس کو کچھ ایسا لطف آتا تھا کہ جو کوئی اُس کے قریب جاتا اُسی کے جوتوں کے فیتے کھول ڈالتی تھی -

گورلا

(The Gorilla, or Troglodytes gorilla.)

بن‌مانسوں میں یہہ سب سے قدآور اور خوفناک ہے - ظاہری ساخت میں وہ انسان سے اس قدر ملتا جلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے تین سو سال قبل جب کارتھیج کا سیاح ہینو افریقہ میں پہنچا اور گورلا اس کی نظر سے گزرا تو اس نے اس کو کوئی غیر مہذب انسان ہی تصور کیا چنانچہ ہینو نے تحریر کیا ہے کہ " ہم نے ان کا تعاقب کیا - مردوں میں سے تو کوئی نہ پکڑ پایا، ہاں تین عورتیں ضرور گرفتار کر لیں " -

گورلا نہایت گھنے اور دشوار گذار جنگلوں میں رہتا ہے اس لئے اُس کی عادتوں وغیرہ سے بہت کم واقفیت حاصل

ہو سکتی ہے ۔ ایک فرانسیسی سیاح پال ڈوشیلو نے اپنے سفر نامے میں اس کا نہایت ہی دلچسپ بیان تحریر کیا ہے ۔

اس کا قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہوتا ہے اور جسمانی طاقت میں وہ شیر سے کم نہیں ہوتا ۔ اس کا چوڑا سینہ اور لحیم شحیم شانے اس کی بے نظیر طاقت پر شاہد ہیں ۔ اورینگ کی طرح اس کے بازو بھی بہ نسبت ٹانگوں کے بڑے ہوتے ہیں اور یہ بھی چاروں ہاتھ پاؤں پر چلتا ہے ۔ تاہم وہ دوسرے بندروں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے سیدھا کھڑا ہو سکتا ہے اور زیادہ دیر تک کھڑا بھی رہ سکتا ہے ۔

اس کا سر بڑا، پیشانی ڈھالو اور کان چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ اس قدر کوتاہ گردن ہوتا ہے کہ اس کا سر شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ نہایت بدشکل اور مہیب معلوم ہوتا ہے ۔ آنکھیں گہرے گہرے گڑھوں میں دھنسی ہوتی ہیں ۔ ناک چپٹی لیکن اور بن مانسوں کی بہ نسبت زیادہ اونچی ہوتی ہے ۔ ہاتھ پاؤں کی ساخت یکساں ہوتی ہے اور ان سب کے انگوٹھے انگلیوں سے ملائے جا سکتے ہیں اور پاؤں میں بھی اسی قدر قوت گرفت ہوتی ہے جتنی کہ ہاتھوں میں ۔

اس کی کھال قطعی سیاہ ہوتی ہے اور اس پر گہرے بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں ۔ سیانے سر پر بالوں کا رنگ کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے ۔

یہ درختوں پر نہیں رہتا تاہم ان پر بہ آسانی چڑھ

سکتا ہے اور پھلوں کی تلاش میں اکثر درختوں پر نظر آتا ہے - اگرچہ یہہ عظیم‌الجثہ بن‌مانس بظاہر بھاری اور بھدا معلوم ہوتا ہے تاہم فی‌الواقع اُس میں چستی اور تیزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں -

ماہر سائنس سر رچرڈ اوین کی راے ہے کہ تمام بن مانسوں میں گورلا اپنی جسمانی ساخت کے اعتبار سے انسان کے بے حد مشابہ ہوتا ہے - فرانسیسی سیاح ڈوشیلو تحریر کرتے ہیں کہ "اگرچہ بالعموم ہر شکاری شکار کرنے کے بعد نہایت فرحت اور شادمانی کا اظہار کرتا ہے مگر گورلا کا شکار کرنے کے بعد کسی قسم کی فرحت اور انبساط نہیں ہوتی بلکہ ایک طرح کا انقباض اور تاسّف ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی انسان کی جان لے لی ہو - میری طبیعت اس کو مارنے کے بعد اُس کے گوشت کی طرف کبھی راغب نہ ہوئی" -

ظاہری ساخت میں انسان کے اس قدر مشابہ ہوتے ہوئے بھی گورلا کی فہم و فراست اُتنی اعلیٰ درجے کی نہیں ہوتی جتنی کہ اور بن‌مانسوں کی - چنانچہ چمپانزی اُس کے مقابلے میں بہت زیادہ عقیل ہوتا ہے - گورلا کی فہم و فراست کے بارے میں جو روایتیں مشہور ہیں وہ محض قیاسی ہی قیاسی معلوم ہوتی ہیں - مثلاً اکثر کہا جاتا ہے کہ جنگل کے بڑے بڑے جانوروں کو وہ ڈنڈے سے مار کر بھگا دیتا ہے - مگر یہہ بالکل بے بنیاد ہے - اصل یہہ ہے کہ دشمن

کا مقابلہ کرنے میں گوریلا بھی اپنے قوی ہاتھ پاؤں اور خوفناک دانتوں ہی سے کام لیتا ہے ۔

اکثر گوریلے کا ایک جوڑا ساتھ رہتا ہے ۔ دشمن کا احساس اکثر مادہ ہی کو پہلے ہوتا ہے اور وہ فوراً اپنے بچے کو اٹھاکر چیختی چلاتی ہوئی بھاگ پڑتی ہے ۔ مگر نر کبھی نہیں بھاگتا بلکہ غضب آلود اور خوفناک شکل بنا کر گرجتا ہے ۔ اس کی آواز نہایت بھاری اور گونجدار ہوتی ہے اور بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے ۔ غصے کے جوش میں پہلے وہ اپنے مضبوط ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹتا ہے اور اس کے بعد طوفانی بدتمیزی کی طرح اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑتا ہے ۔ اس وقت اگر خیریت ہے تو اسی میں کہ شکاری کا نشانہ خطا نہ ہو ۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شکاری کا نشانہ خطا کر گیا اور گوریلا نے دوڑ کر بندوق کی نال ہاتھ میں لے لی اور اس کو اپنے مہیب دانتوں سے دبا کر اس طرح توڑ دیا گویا تنکے کی ہو ۔

یہ بھی میوہ خور ہے اور خصوصاً جنگلی کیلے کا بڑا شائق ہے ۔ میوہ خوری کی وجہ سے اس کو زیادہ تر اپنی جائے قیام میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے ۔ جب ایک مقام پر پھلوں کی کمی ہو جاتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ کر جنگل میں کسی دوسرے مقام پر رہنے لگتا ہے ۔

یہ مغربی افریقہ کے گھنے تاریک جنگلوں میں پایا جاتا ہے اور شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے ۔ اس کے بچے قدرتی

زندگی سے محروم هو کر زندہ نہیں رهتے -

چمپانزی

(The Chimpanzee, or Troglodytes niger.)

جس طرح گورلا اس جماعت کا سب سے بڑا جانور هے اسی طرح چمپانزی سب سے زیادہ عقیل اور فہیم هے - چمپانزی خصلتاً شایستہ اور شریف هوتا هے اور اس کے بچے باسانی پالے جا سکتے هیں - اس کے کان بڑے اور اُٹھے هوئے هوتے هیں - کھال کا رنگ بہ نسبت گورلا کے هلکا هوتا هے اور ناک گورلا کی طرح اٹھی هوئی نہیں هوتی - هاتھہ پاؤں بڑے بڑے ' جبڑے نہایت مضبوط اور رخساروں پر ڈاڑھی کی طرح بال هوتے هیں جن کی وجہ سے اس کی شکل کچھہ پر مذاق سی معلوم هوتی هے -

اس کے بازو گورلا کی طرح لمبے نہیں هوتے بلکہ صرف زانو هی تک پہنچتے هیں - قد جب کہ وہ سیدھا کھڑا هو تقریباً چار فٹ هوتا هے -

جسمانی طاقت میں یہ گورلا کی همسری نہیں کر سکتا مگر جس قدر گورلا کی شکل اور شباهت سے آثارهیبت ٹپکتے هیں اتنی هی چمپانزی کی شکل سے شرافت اور عقل - انسان کو دیکھہ کر دوسرے جانوروں کی طرح یہ بھی بھاگ جاتا هے بخلاف گورلا کے کہ جم کر جنگ کرنے کو کھڑا هو جاتا هے -

چمپانزی بھی اُن هی خطوں میں پایا جاتا هے جہاں

کہ کروا — یہ بھی میوہ‌خور ہے اور درختوں پر رہتا ہے لیکن پالتو ہو کر وہ گوشت بھی رغبت سے کھانے لگتا ہے — اگر جنگل کے قریب ناج کے کھیت ہوتے ہیں تو چمپانزی کے گروہ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور بہت نقصان کرتے ہیں —

اگر یہ بچپن میں گرفتار کر لیا جاتا ہے تو نہایت آسانی سے پالا جا سکتا ہے — وہ طرح طرح کے کام سیکھ لیتا ہے اور اپنے آقا سے بہت مانوس بھی ہو جاتا ہے — چنانچہ پادری ڈاکٹر لونگسٹن نے جو چمپانزی پالا تھا ان کے ساتھ ہواخوری کو جایا کرتا تھا — جس وقت وہ ہواخوری کا ارادہ کرتے تھے وہ بھی ہاتھ پکڑ کر چلنے کو تیار ہو جاتا تھا اور اگر کسی روز وہ اس کو نہ لے جاتے تو بچوں کی طرح رونا چلانا تھا —

فرانسیسی سیاح ڈرشولو نے بھی چمپانزی کا ایک بچہ پالا تھا جس کی فہم و فراست قابل تحسین تھی — یہ بچہ بڑا چور بن گیا تھا — علی الصباح وہ اپنے مالک کے کمرے کے دروازے پر پہنچ جاتا تھا اور پردے کا ایک کونہ اٹھا کر دیکھتا تھا کہ آیا وہ سو رہے ہیں — اگر سوتے ہوئے معلوم ہوتے تو وہ دبے پاؤں ان کے پلنگ کے قریب پہنچتا تھا اور جھانک کر دیکھتا تھا کہ ان کی آنکھیں بند ہیں کہ نہیں — اس طرح پورا اطمینان کر لینے پر ان کی میز پر سے کوئی اٹھا کر بھاگ جاتا تھا —

انگریزی سیاح سر هیری جانسٹن ایک مرتبہ افریقہ سے ایک چمپانزی لا رہے تھے اور وہ جہاز کے تمام مسافروں سے بہت مانوس ہو گیا تھا - کچھہ عرصے کے بعد جہاز نے کسی بندرگاہ میں قیام کیا اور وہاں ایک اور مسافر معہ اپنی بیوی اور بچے کے سوار ہوا - اب تمام مسافر اُس بچے ہی کو پیار کرنے اور اُسی سے دل بہلانے لگے - اس پر چمپانزی کے دل میں اس قدر حسد پیدا ہوا کہ ایک روز جب کہ تمام مسافر کھانا کھا رہے تھے اُس نے بچے کو تنہا سوتا پا لیا اور فوراً اُتھا کر سمندر میں پھینک دینے کو لے چلا - خوش‌قسمتی سر هیری کو خود اسی اثنا میں اوپر آنے کا اتفاق ہوا اور اُن کو دیکھتے ہی چمپانزی بچے کو چھوڑ کر بھاگ گیا -

چمپانزی میز کرسی پر بیٹھہ کر چھری کانٹے سے کھانا سیکھہ لیتا ہے - چینی اور کانچ کے برتنوں کے بارے میں وہ بخوبی سمجھتا ہے کہ وہ توٹنےوالی اشیا ہیں اور اُن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بڑی ہوشیاری سے اتھاتا اور رکھتا ہے - چائے اور شراب پینا بھی وہ سیکھہ لیتا ہے اور چائے چھان کر اور دودھہ اور شکر ملا کر پیالہ بھی خود تیار کر لیتا ہے -

ڈک بل
(Duckbill)
ص ۳۷

کانگرو
(Macropus)
ص ۳۷

ڈیسیورس
(Das-
yurus)
ص ۵۸
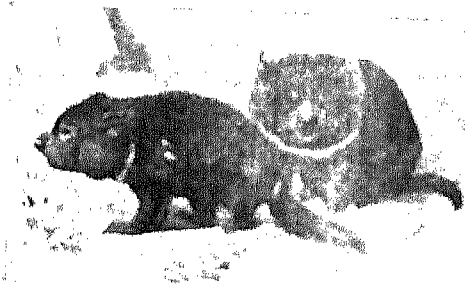
گرین لینڈ کا وھیل
(Balæna Mysticetus)
ص ۷۱
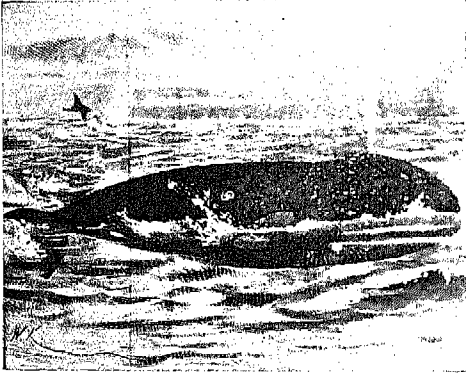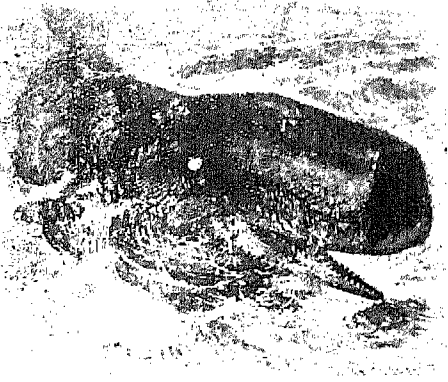
کیچیلاٹ وھیل
(Physeter Macrocephalus)
ص ۸۶
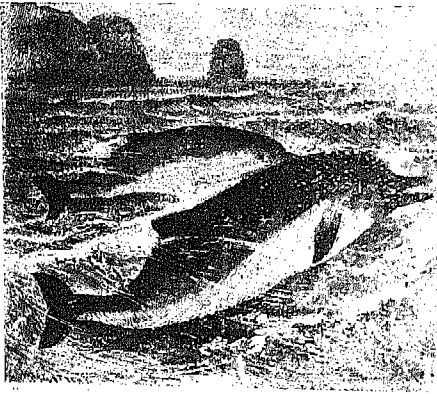
ڈالفن
(Delphin)
ص ۸۹
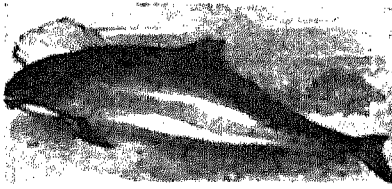
سونس
(The Gangetic Porpoise)
ص ۹۲
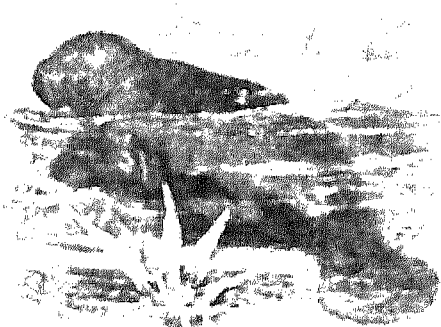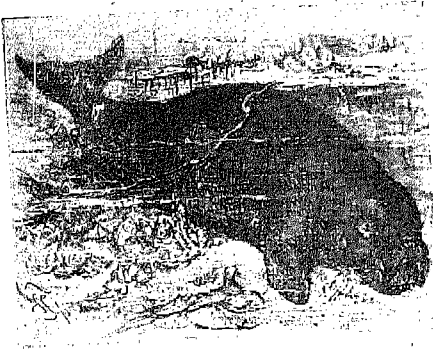
ڈیوگانگ
(Halicore)
ص ۹۹

والرس
(Trichechus
Rosmarus)
ص ۱۰۲
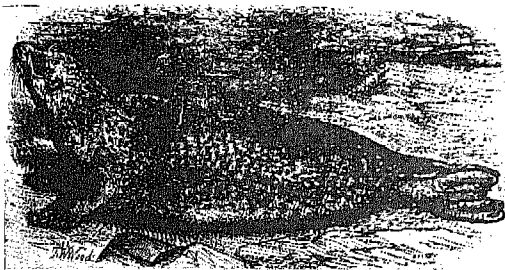
فوکا
(Phoca)
ص ۱۰۶
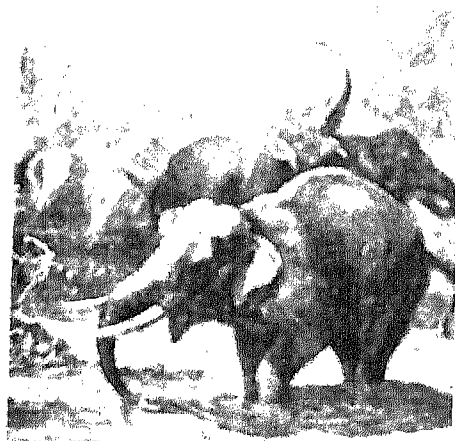
افریقہ کے ھاتھیوں کے جھلڈ
(Elephas Africanus)
ص ۱۱۹
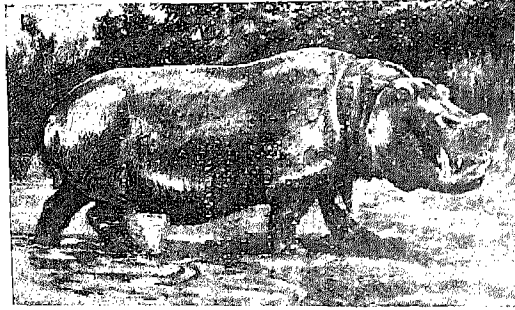
ھپوپوٹیمس
(Hippopotamus)
ص ۱۵۳
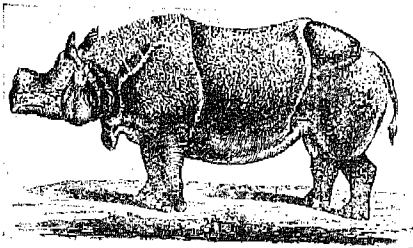
ھند کا بڑا گینڈا
(Rhinoceros Indicus)
ص ۱۶۸

(Rh. Sumatranus)
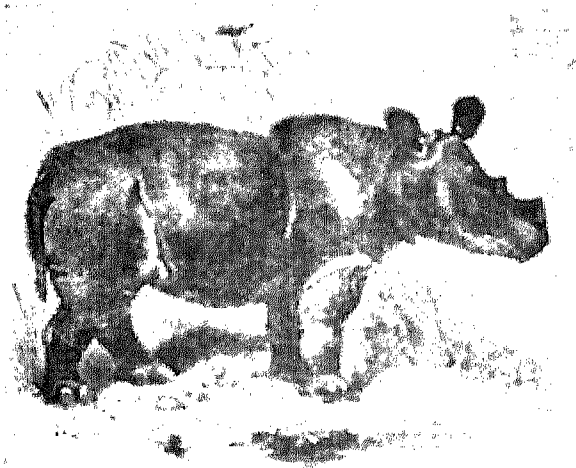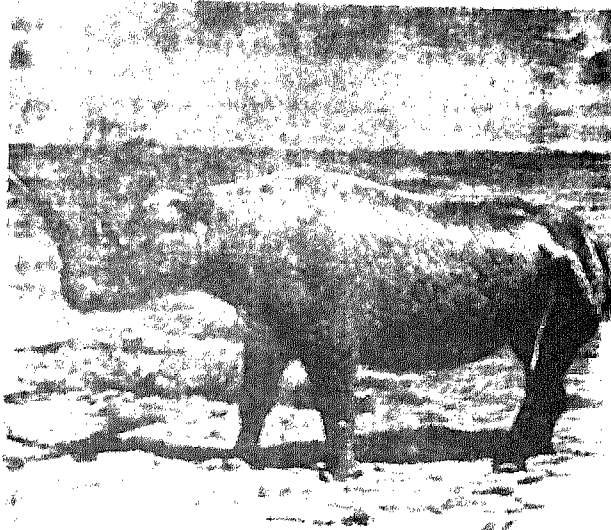
افریقہ کا گینڈا
(Rh. Simu)
ص ۱۷۳

ٹیپر
(Malayan Tapir)
ص ۱۷۶

ھائریکس
(Hyrax)
ص ۱۷۸

گھوڑا
(Equus Callabus)
ص ۱۷۹
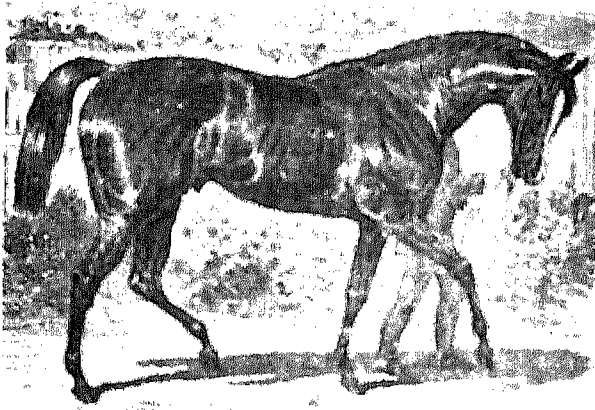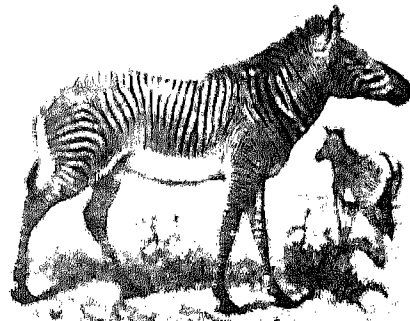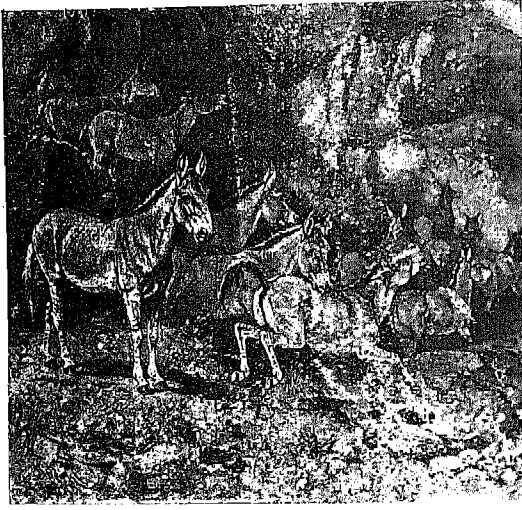
گورخر
(Equus Onager)
ص ۲۰۳

یورپ کے جنگلی سؤر
(Sus Scrofa)
ص ۲۱۰

وارت سؤر
(Wart Hog)
ص ۲۱۳
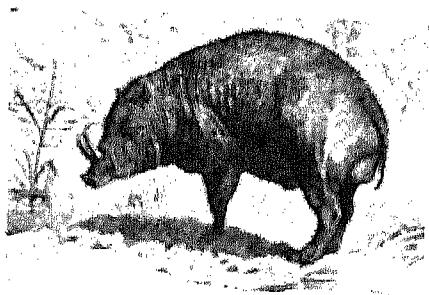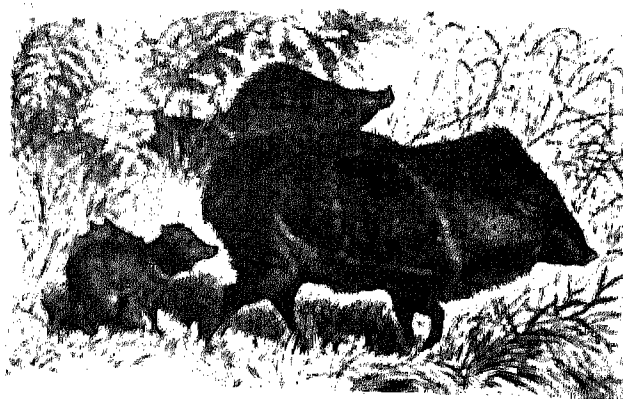
Babirussa Alfurus

(White-lipped Peccary)

بیکٹریا کا اونٹ
(Camelus Bac-
trianus) ص ۲۲۶

الپکا
(Auchenia Paco)
ص ۲۲۸

وکیونا
(The Vicugna)
ص ۲۲۹

ایاک بارہسنگا
(Alces Malches)
ص ۲۳۴

سرخ بارہسنگا
(The Red Deer)
ص ۲۳۷

کستورہ
(Moschus
Moschiferus)
ص ۲۵۴

نو
(Catophleps Gau)
ص ۲۷۲
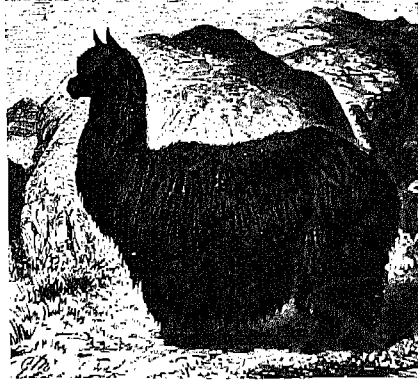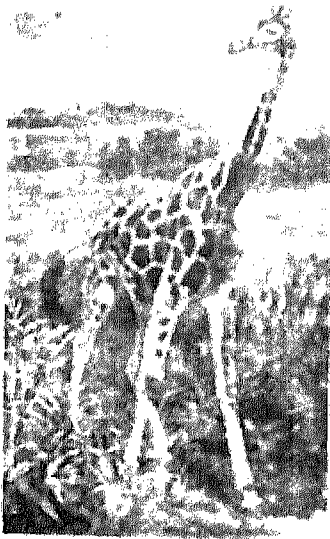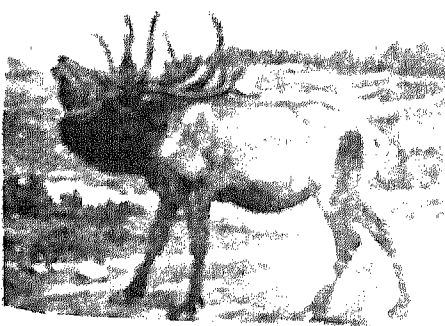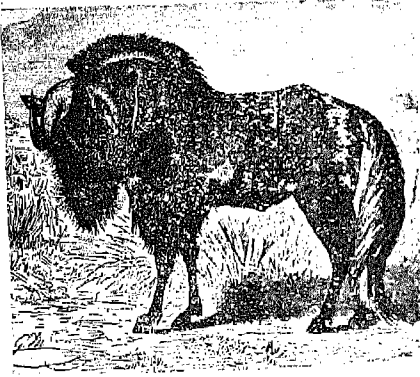
شیمائے
(Rupicapra Tragus)
ص ۲۷۳

گورال
(Nemorhedus
Gooral)
ص ۲۷۶

تاهر
(Hemitragus
Jemlaicus) ص ۲۷۷

(Capra Megaceros)

(Capra Ibex)

امریکہ کا بسن
(Bison Americanus)
ص ۲۸۸

بسن
(The Biso)
ص ۲۸۸

مسکی بیل
(The Musk Ox) ص ۱۹۵

گیال
(Gavaeus Frontalis)
ص ۳۰۱
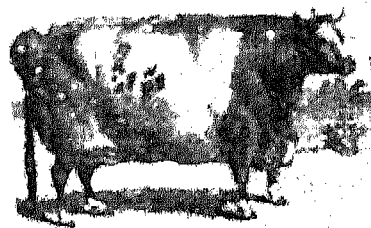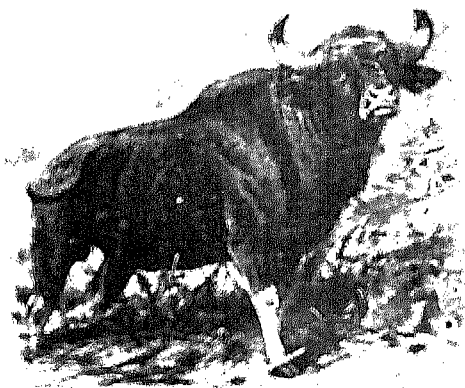
سلاتھ
(Bradipodidae)
ص ۳۱۱

دو انگلی والے سلاتھ
(Cholo-pus Didac-tylus) ص ۳۱۲
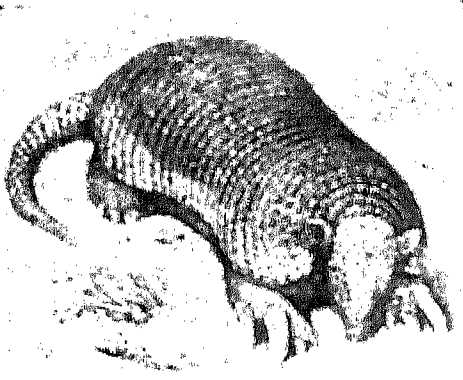
شیر ببر
(Felis Leo)
ص ۳۲۹
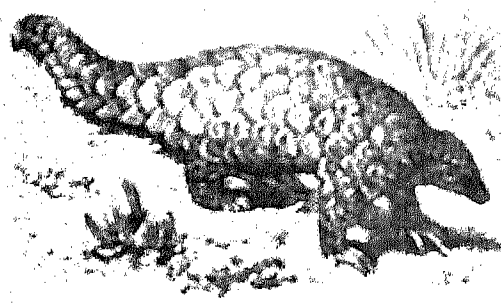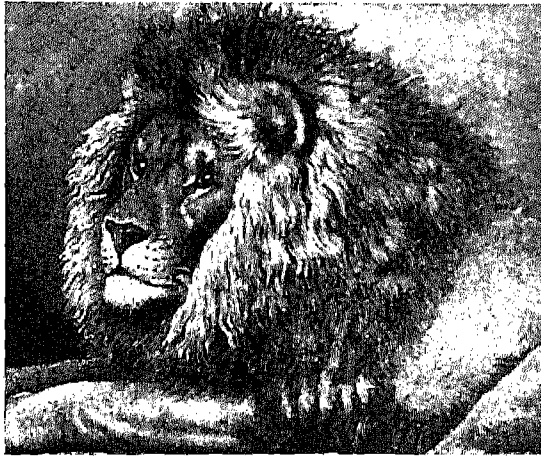
باگھ
(Felis Tigris)
ص ۳۴۳

تیندوا
(Felis Pardus)
ص ۳۵۵
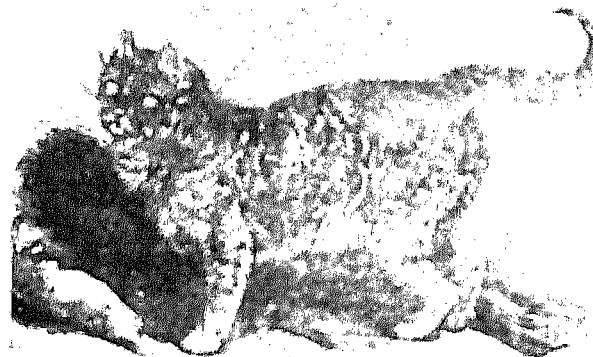
مصر کی بلی
(Egyptian Cat) ص ۳۷۰

جانگلی بلی
(Felis Catus)
ص ۳۷۳

تیندوا بلی
(Felis Bengalensis)
ص ۳۷۴

(Felis
Viverrina
ص ۳۷۵

(Felis

سیاہ گوش
(Caracal)
ص ۳۷۷

چیتا
(Felis Jubata)
ص ۳۷۹

پیوما
(F. Concolor)
ص ۳۸۶

بل ڈاگ
(The Bull Dog)
ص ۲۰۹

سیار یا گیدڑ
(Canis Aureus)
ص ۲۱۳

بھیڑیا
(The Wolf)
ص ۲۱۷
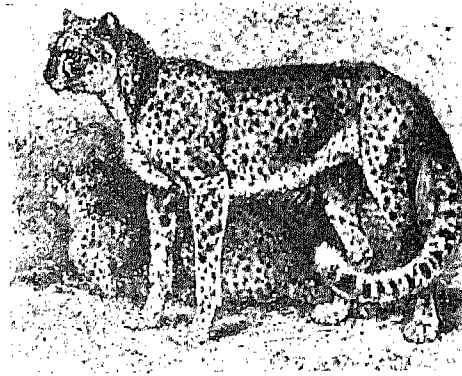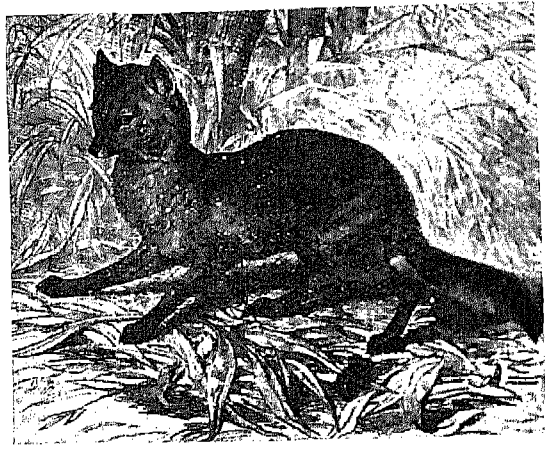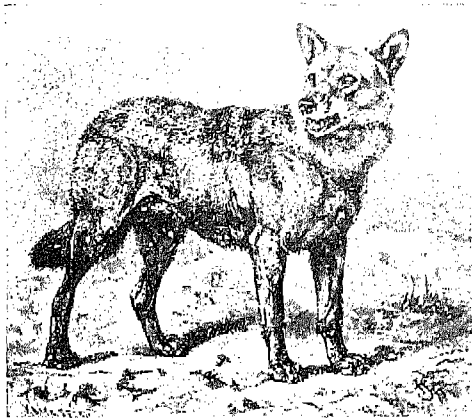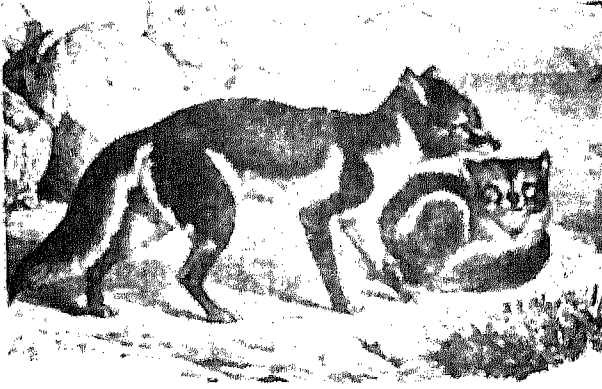
برف کی لومڑی گرمی میں
(Arctic Fox in summer dress)
ص ۳۲۸

Arctic Fox in winter

مارٹن
(The
Marten)
ص ۲۲۴
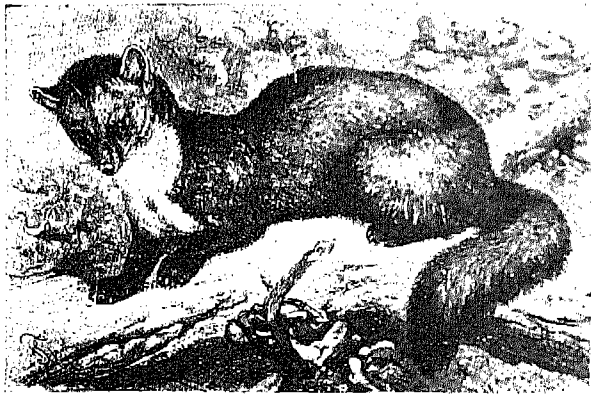
ارمن
(Mustella ermine)
ص ۲۳۸

فیریٹ
(The Ferret)
ص ۲۳۹
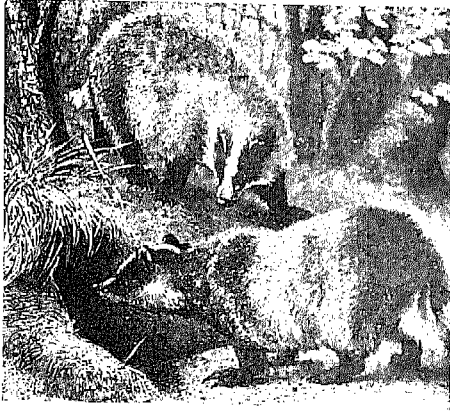
بجو
(The Badger)
ص ۳۳۷

اود بلاؤ
(The Otter)
ص ۳۵۲

لکڑبگھا
(The Hyæna)
ص ۳۵۸

(The Aard Wolf)

مصر کا نیولا
(Herpestes
Ichneumon)
ص ۳۷۳

ہند کا کالا بھالو
(Ursus Labiatus)
ص ۳۷۸

بھورا بھالو
(Ursus Arctos)
ص ۳۸۵
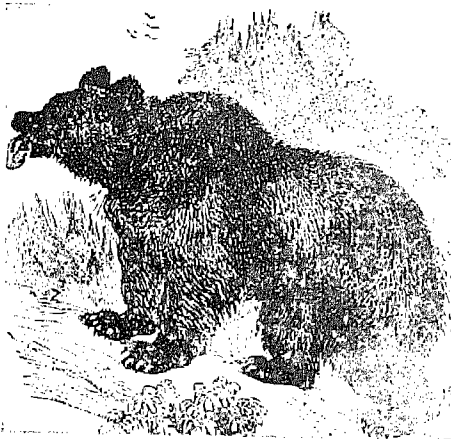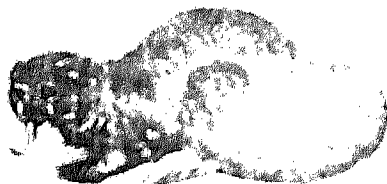
گھریلو چھوٹا چوہا
(Mus Musculus)
ص ۵۰۵
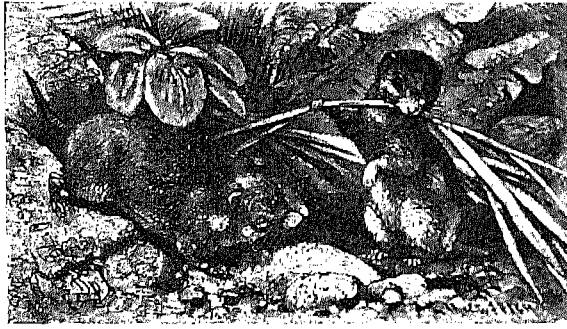
کھیت کا وول
(Arvicola Arvalis)
ص ۵۰۹

پانی کا وول
(Arvicola Amphibius)
ص ۵۰۸

ہیمسٹر
(Cricetus Frumentarius)
ص ۵۱۰
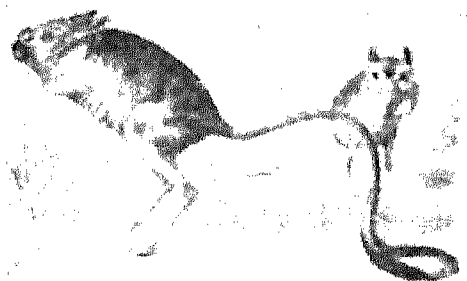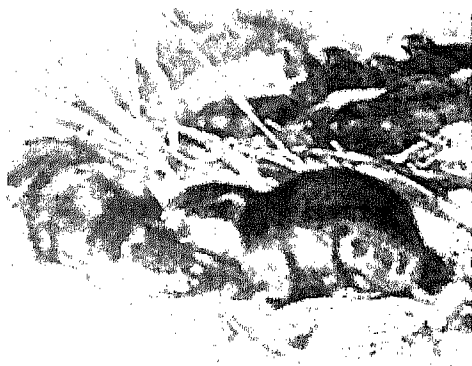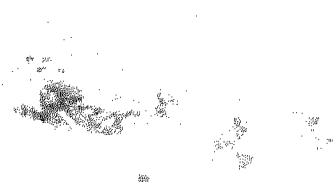
(Gerbillus)
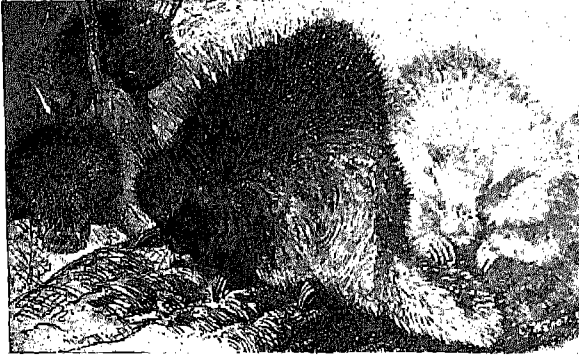
کناڈا کی سیہی
(Erethizon
Dorsatus)
ص ۵۱۹

آرک ٹامس
(Arctomys)
ص ۵۲۱
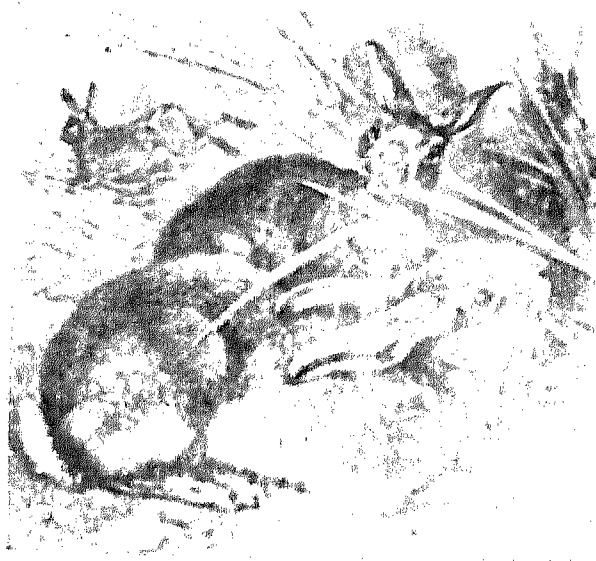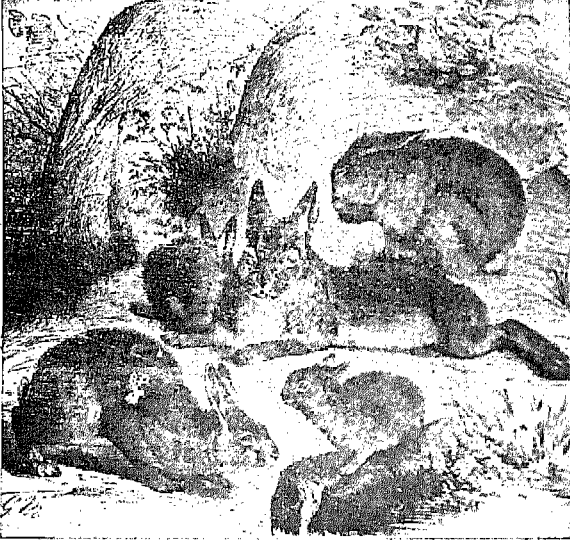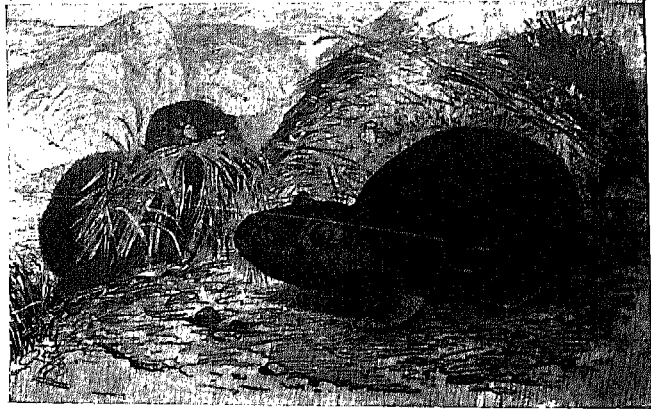
ریبٹ
(The Rabbit)
ص ۵۳۲

لیگومس
(Legomys
Roylei)
ص ۵۳۴

چمگادڑ
(Cheiroptera)
ص ۵۵۷

اُڑنے والی لومڑی
(The Flying Fox)
ص ۵۶۱

آئی آئی
(The Aye-
Aye)
ص ۵۷۰
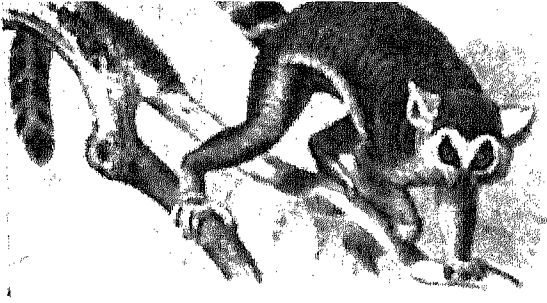
مارموسٹ
(Marmoset)
ص ۵۷۳
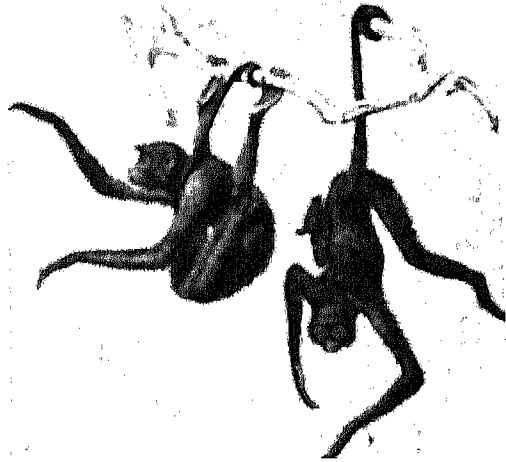
معمولی بھبون
(C. Babouin)
ص ۵۸۱

گبن
(Hylobates)
ص ۵۸۶

اِنڈکس